اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً وَّاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا

الحمد للہ و المنہ کہ یہ دیوان خوش عنوان و مدیح رسول انس جان من تصنیف شاعر مدیح نبی صلعم جناب مولوی میر اعظم علی صاحب مرحوم المتخلص بہ شائق مفتی اول حیدرآباد

کلیات شائق

حسب فرمایش جناب سید عبدالقادر صاحب تاجر کتب و پبلشرز حیدرآباد دکن

بہ تصحیح جناب مولانا ذہین صاحب مدظلہ

باہتمام محمد عبداللہ صدیقی مہتمم

مطبع اعظم اسٹیم پریس چار مینار بلدہ طبع آراستہ شد

تعداد طبع ایکہزار (۱۰۰۰) نمبر (۱۵۷) بارہفتم ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۲ھ قیمت (دو روپیہ) سکہ عثمانیہ

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين

الحمد لله والمنة کہ دیوان خوش عنوان در مدح رسول انس و جان من تصنیف شاعر مداح نبی صلعم جناب مولوی میر اعظم علی صاحب مرحوم المتخلص بہ شائق مفتی اول حیدرآباد دکن

یعنی

کلیات شائق

سنہ ۱۳۴۴ھ

حسب فرمایش جناب سید عبد القادر صاحب تاجر کتب چار مینار حیدرآباد دکن

و

حسب فرمایش جناب احمد حسین صاحب تاجر کتب چار مینار حیدرآباد دکن

در مطبع اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارا سینہ ہے مسکن خدا کا — دلِ پُر داغ ہے گلشن خدا کا
یہ سچ ہے من کان للمولیٰ فلہ الکل — تماشا دیکھ تو بھی بن خدا کا
بری ہے وہم سے عقل و گماں سے — ازل سے پاک ہے دامن خدا کا
محبت بڑھتے بڑھتے عشق ہو جائے — یہی دانہ بنے خرمن خدا کا
تجلی ہے عیانِ میدانِ دل میں — یہی ہے وادیٔ ایمن خدا کا
خدا کا دوست ہے ہر دوست انکا — عدو احمد کا ہے دشمن خدا کا

بہشت دنیا میں ترسے لوگ شائق
کرینگے حشر میں درشن خدا کا

بندوں سے ادا وصف ہو کس طرح خدا کا — سچ ہے کہ یہ مقدور نہیں ماو شما کا
بے چون و چگون ذات بری عقل و گماں سے — دم بند ہوا جاتا ہے اس جا عقلا کا
وہ رنگ ازل دور ہے دنیا میں پھیلا ہوا — ہے ہے یہی وعدہ کا تھا الست میں بلیٰ کا

ہستی و عدم دونوں اس انداز کے صدقے
اک رنگ فنا کا ہے تو اک رنگ بقا کا

جو مانگئے وہ دیتا ہے پروا نہیں اسکو
اخلاص سے اٹھے تو سہی دست دعا کا

ہر شئے کی صفت تجھ میں ہے اے آدم خاکی
کس مجمع اوصاف نے کھینچا ترا خاکا

گو لاکھ گنہگار تھا لیکن سر محشر
بخشا مجھے اللہ رے کرم میرے خدا کا

جب بات یہ ٹھیری ہے کہ اللہ غنی ہے
بندوں کی ادا میں بھی ہو انداز گدا کا

رحمت کا سزاوار گنہگار ہے زاہد
پر دست خطا میرا محرک ہے عطا کا

کیا خوف مجھے حشر کا اور قبر کا شائقؔ
اصحاب کا ہوں دوست محب آل عبا کا

کیا بیاں رتبہ ہو اے احمد ذیشاں تیرا
شب معراج وہ انداز وہ ساماں تیرا

یعنے اللہ سے دلے اور قتدلے ادنے
ایسا رتبہ نہیں دیکھا ہے گریباں تیرا

کید کفار بھلا تجھ پہ اثر کیا کرتا
ہر جگہ تھا ترا اللہ نگہباں تیرا

بھول جانا نہ کہیں حشر میں ہمرہ رکھنا
ہے ازل سے ہی گنہگاروں پہ احساں تیرا

روح ہنستی ہوئی جائیگی سوئے خلد بریں
نزع میں سامنے ہو گر رخ خنداں تیرا

ایک دن فیض قدم سے اسے تازہ کردے
دل یہ داغ ہمارا ہو گلستاں تیرا

گو گنہگار ہوں یہ آرزو ہے اے مولا
حشر میں ہاتھ مرے اور ہو داماں تیرا

تجھ میں یکتائی کی اک شان نظر آتی ہے
اک شگاف در وحدت ہے گریباں تیرا

ہاں ادھر بھی ہو کرم شمع شبستان کرم
میرے دل میں ہی رہے نور درخشاں تیرا

دیکھکر گوئے شفاعت ترے ہاتھوں میں نبیؐ
لوگ کہہ اٹھیں گے ہے حشر کا میداں تیرا

اے صبا کہنا گذر ہو جو ترا طیبہ میں
حیدرآباد میں شائقؔ ہے پریشاں تیرا

بھلا کیا ہو سکے ہم سے بیاں صدیق اکبر کا
خدائی جبکہ ہے سارا جہاں صدیق اکبر کا

ابھی تک قرب ظاہر ہے جو دل [illegible]
ہے آغوش محمد میں مکاں صدیق اکبر کا

ہوئے ہیں مسند آرائے خلافت آپ ہی پہلے
نشاں ہے نشانی تھا نشاں صدیق اکبر کا

لیا ہے آپ نے صبح شب معراج یا احمد
صداقت میں بہت کچھ امتحاں صدیق اکبر کا

خدا نے ثانی اثنین اذ ہما فی الغار فرمایا
کرے کیا وصف پھر میری زباں صدیق اکبر کا

نبی کے بعد کہتی تھی زبان حال ہر شے
گیا افسوس جو تھا قدرداں صدیق اکبر کا

خم ابروئے تو چوں یاد آمد دل بدر آمد
امانت اور وہ رہنا ناگہاں صدیق اکبر کا

نہ جائے حشر تک دل سے مرے الفت مرے اللہ
عطا کر مجھکو عشق جاوداں صدیق اکبر کا

عدوان کا رہے خوار و ذلیل و خستہ و ابتر
عجب ہو یا الٰہی شادماں صدیق اکبر کا

مسلمانوں کی یوں تقدیر اونچی ہو تو اچھا ہے
کہ سر ہو ان کا یا رب آستاں صدیق اکبر کا

دعا شفقت یہی ہے رات دن شام و سحر ہر دم
الٰہی ہو دل شائق مکاں صدیق اکبر کا

یہ دل ہو آشنا حضرت عمر کا
تصور ہو خدا حضرت عمر کا

بلا شک کاشف وحی خدا تھا
کلام حق نما حضرت عمر کا

خلیفہ اور راتوں کو [illegible] گشت
عجب کچھ عدل تھا حضرت عمر کا

خلیفے دوسرے ہیں [illegible] کے
ہے چرچا جابجا حضرت عمر کا

یہ ہے ہر امتی کو [illegible]
کیا کر تذکرہ حضرت عمر کا

ملا ہم کو جو آرام [illegible]
یہ سب ہے آسرا حضرت عمر کا

نہ کیوں ہر بات [illegible]
نبی تھا رہنما حضرت عمر کا

فتوحات اتنے [illegible]
یہ ہے فیض علا حضرت عمر کا

رہے ہر لحظہ [illegible] الٰہی
زباں پر ذکر یا حضرت عمر کا

ہوئی ہیبت [illegible]
وہ رتبے با صفا حضرت عمر کا

دو ذیل مصرعہ اور دو مکنا	جب تھا ماجرا حضرت عثمان کا

پیارے شائق یہ چھوٹا منھ بڑی بات
کرے گا وصف کیا حضرت عثمان کا

اے پیارے خدا وصف ادا ہو نہیں سکتا	عثمان غنی کا
اس واسطے کہتا ہوں بنا دے مجھے شیدا	عثمان غنی کا
ہے یاد مجھے بیعت رضوان کا وہ قصہ	کیا خوب بیان تھا
جس وقت بنا ہاتھ مرے پیارے نبی کا	عثمان غنی کا
ہے تیسرا گل باغ خلافت کا شگفتہ	کیا نور ہے آہا
تازہ ہے جو گلزار جہاں فیض ہے کس کا	عثمان غنی کا
ہیں نور خدا اصلی علی جیسے مرے احمدؐ	یہ نور محمدؐ
دیکھے مری آنکھوں سے ذرا کوئی تماشا	عثمان غنی کا
کامل تھے ہر اک بات میں کیا آپ کا کہنا	اللہ رے رتبہ
پوری تھی حیا اور بہت حلم تھا اعلیٰ	عثمان غنی کا
صحت ہوئی آفاق میں قرآن جو پھیلا	یہ حکم تھا کس کا
سچ ہے کہ مسلمانوں پہ احسان ہے سارا	عثمان غنی کا
فرقت سے مری جان لبوں پہ ہے وطن میں	جان اٹکی تن میں
اے باد صبا مجھکو بھی کچھ حال سنا جا	عثمان غنی کا
ہو دولت دیدار غضب ہوں کو میسر	بنجائیں تو نگر
اک بار نظر آئے الٰہی ہمیں جلوہ	عثمان غنی کا
اس خاک سے یوں خاک بنالوں اسے سرمہ	تا دیدہ ہو بینا
جس خاک پہ ہاتھ آئے مجھے نقش کف پا	عثمان غنی کا

جو ظلم کے درپئے تھے سمجھو اُن کی تھی الٹی — اللہ کی مرضی

کیا رتبہ تھا افسوس کسی نے نہیں سمجھا — عثمان غنیؓ کا

بندہ ہے ترا گو کہ برا ہے کہ بھلا ہے — لیکن یہ دعا ہے

ہو عشق الٰہی دل شائق میں بھی پیدا
عثمان غنیؓ کا

آنکھوں میں رہے جلوۂ جانانہ علیؓ کا
میرا دل ہو در وہ ہو کاشانہ علیؓ کا

صہبائے ولایت سے ہوا ہوں میں سرشار
ہاتھ آ گیا اے دل مجھے پیمانہ علیؓ کا

ہجرت کا وہ دن اور شہ دیں کا وہ بستر
کیا خوب تھا وہ جلوۂ مستانہ علیؓ کا

اسماء الٰہی میں عیاں نام علیؓ ہے
اللہ سے رتبہ نہیں بیگانہ علیؓ کا

اس شمع شبستان ولایت پہ فدا ہے
میرا دل بیتاب ہے پروانہ علیؓ کا

ہاں شان یداللہ در خیبر سے ہے ظاہر
کیا زور تھا اے ہمت مردانہ علیؓ کا

مفہوم یہی لحمک لحمی کا ہے اے دل
ہے شان نبی جلوۂ جانانہ علیؓ کا

کعبہ میں ولادت ہوئی مسجد میں شہادت
اللہ کا گھر بن گیا کاشانہ علیؓ کا

چوتھے ہیں خلیفہ شہ ابرار کے حضرت
ہو مجھ سے ادا وصف تو شایانہ علیؓ کا

اس کا نہیں دارین میں ہے شبہ ٹھکانا
جو شخص کہ ہو دشمن بیگانہ علیؓ کا

شائق کی دعا ہے یہی ہر لحظہ و ہر دم
یارب تو بنا دے مجھے دیوانہ علیؓ کا

مجھکو اے دل جو مرا شاہ زمن یاد آیا
طائر روح کو طیبہ کا چمن یاد آیا

ہائے وہ کملی عبا اور وہ براق نبوی
مجھکو معراج کا بیساختہ پن یاد آیا

دیکھکر طاق حرم تھام کے دل بیٹھ گیا
خم ابرو ترا جب قبلۂ من یاد آیا

عاشقوں کا ہے یہی باعث مستی اے دل
روح کو اپنا وہ گم کردہ وطن یاد آیا

وصل ہو تب بھی کہونگا کہ وہ تھا اور مزا
ہجر احمدؐ کا مجھے رنج و محن یاد آیا

سونگھکر نکہت گیسوئے نبیؐ دل نے کہا
کس حقارت سے مجھے مشک ختن یاد آیا

یوں مجھے رکھتا ہے تو کیوں مرے آقاؐ جیسے
کیا کوئی ظلم نیا چرخ کہن یاد آیا

ہجر دندان نبیؐ میں جو گرے آنکھ سے اشک
دیکھکر آپ مجھے گوہر معدن یاد آیا

دل میں کرلے جو خیال گل رخسار نبیؐ
مجھکو کثرت میں نبیؐ وحدت کا چمن یاد آیا

التحیات پڑھی میں نے جو مابین نماز
ترا اللہ سے انداز سخن یاد آیا

لب رنگین محمدؐ سے تناسب کیا ہے
یاد میں اُس کی عجب لعل یمن یاد آیا

گر مدینہ میں خدا لیجائے مجھکو شائق
بھول کر بھی نہ کہوں گا کہ وطن یاد آیا

اے پیر مرے غوث الاعظم محبوب خدا معشوق خدا
وے راز خدائی کے محرم محبوب خدا معشوق خدا
تو شاہ مرا میں تیرا گدا میں خادم ہوں تو ہے آقا
مجھکو ہے یہی بس جاہ و حشم محبوب خدا معشوق خدا
فرقت میں مدد کیجے میری سینے میں ہے ان کے جان مری
سوز و غم و درد و رنج و الم محبوب خدا معشوق خدا
ہر دم ہو خیال روئے روشن اے قبلۂ من اے کعبۂ من
یہ خانۂ دل ہو شکل حرم محبوب خدا معشوق خدا
تم نور نبیؐ وہ نور خدا کیا لطف نرالا ہے آیا
اس شکل حدوثی میں ہے قدم محبوب خدا معشوق خدا
ہوں تشنہ شراب وحدت کا سیراب تو کر جلدی مجھ کو لا
اے چرخ ولایت ابر کرم محبوب خدا معشوق خدا

یوں ہجر میں گذرے عمر مری ہو دھیان ترا یا یاد تری
دن کو مونس شب کو ہمدم محبوب خدا معشوق خدا

قسمت کی بلائیں لے لیں گے جس دم کہ یہ منظر دیکھیں گے
بغداد کا کوچہ ہو اور ہم محبوب خدا معشوق خدا

ہے عرض یہی یا پیر مرے یا پیر رہے جاری دل سے
چلتا رہے جبتک تن میں دم محبوب خدا معشوق خدا

ہوں بند جو آنکھیں وصل ہے ہاں کھلجائیں تو فرقت کا ہے سما
اک تجھ میں غم و شادی ہیں بہم محبوب خدا معشوق خدا

شائق کی یہی ہے تجھ سے دعا اُس دم ہے یہیں باقی کا مزا
سر سبز رہا ہو تیرے پاک قدم محبوب خدا معشوق خدا

ازل سے جستجو میں جسکی ہے ہر اک بشر نکلا
اُسی کا نور آنکھوں میں اُسی کا دل میں گھر نکلا

ستمگر تجھ سے بھی بڑھکر ترا تیر نظر نکلا
بلا کا توڑ ہے ظالم کلیجہ توڑ کر نکلا

قیامت میں بھی ظالم نے حیا کی انتہا کر دی
کہ سر سے پاؤں تک دامان محشر اوڑھ کر نکلا

خیال اب تو ہماری سرخروئی کا ہے ظالم
یہ کیا آنسو کے بدلے آنکھ سے خون جگر نکلا

ہزاروں فتنہ خوابیدہ اک ٹھوکر میں جاگ اُٹھے
قیامت ہو گئی برپا جدھر وہ فتنہ گر نکلا

یہ لیجے میکشی سے کر دیا انکار زاہد نے
اُسے ہم باخبر سمجھے تھے وہ تو بیخبر نکلا

ادھر تیور میں بل آیا اُدھر سر جھک گیا بسمل
وہ ابرو تان کر نکلا کہ خنجر کھینچ کر نکلا

زمین کوئے جاناں بھی عجب گنج شہیداں ہے
تڑپتا تن ادھر نکلا اُچھلتا سر اُدھر نکلا

برا ہو شرم کا ناکام رکھا وصل کی شب بھی
ہمارا مدعا شائق نہ اُن سے رات بھر نکلا

سر بکف شوق سے گو کوچہ قاتل میں رہا
سر فدا کرنے کا ارمان مگر دل میں رہا

شکل لیلیٰ وہ رہا جب نئے محمل میں رہا
کبھی آنکھوں میں کلیجے میں کبھی دل میں رہا

دیکھنے والوں کی آنکھوں نے اُسے دیکھ لیا
لاکھ وہ پردہ نشیں پردۂ حائل میں رہا

آج تک حوصلۂ جور کشی کم نہ ہوا
ہر گھڑی سینہ سپر میرے مقابل میں رہا

کبھی زنداں میں اگر نالۂ موزوں نکلا
آفریں باد کا اک شور سلاسل میں رہا

لاکھ حجت ہوئی سو طرح کی تکرار ہوئی
اُن کو اصرار وہی دعویٔ باطل میں رہا

ناوک افگن ترے ہاتھوں کے تصدق ہو جاؤں
بن کے ارمان ترا تیر مرے دل میں رہا

کب تری بزم سے اٹھتے نہیں فتنے اے شوخ
حشر بھی سر کو پٹکتا تری محفل میں رہا

دفن کر کے مجھے احباب ہوئے سب واپس
ساتھ میرے نہ کوئی پہلی ہی منزل میں رہا

شوق بسمل نے اُچھالا ہی دمِ قتل یہ رنگ
داغ بن بن کے لہو خنجر قاتل میں رہا

وصل کا ذکر کیا میں نے بہت خوب ہوا
تھا زباں پر جو مری اب وہ ترے دل میں رہا

فصل گل جاتے ہی زردی رخ گل پر چھائی
ہاں مگر رنگ خزاں شور عنادل میں رہا

وصل کی رات کا وہ لطف کوئی کیا جانے
یا ترے دل میں رہا یا یہ مرے دل میں رہا

تھا وہ تیرا ہی تو عکس رخ روشن اے شوخ
سوز بن کر ترے رخسار کے جو تل میں رہا

دعوے ہمسریٔ روئے منور تیرا
داغ بن بن کے ہمیشہ مہ کامل میں رہا

وصل میں وہ مجھے سینہ سے لگا کر بولے
اب کوئی اور بھی ارمان ترے دل میں رہا

جان دے کر بھی تو خاک نہ پائی راحت
ایک مشکل سے چھٹا دوسری مشکل میں رہا

بحر الفت میں مرا جسم ہے تنکے کی مثال
کبھی سیلاب کبھی دامن ساحل میں رہا

سر مقتل جو اُڑا رنگ رخ بسمل کا
بن کے عکس آئینۂ خنجر قاتل میں رہا

نہ تو موت آئی مجھے اور نہ وہ شوخ آیا
مدعا ہائے مرے دل کا مرے دل میں رہا

یاس کہتی ہے نکل آرزو کہتی ہے ٹھہر
نزع میں دم بھی عجب طرح کی مشکل میں رہا

شوق کہتا ہے پہنچ جاؤں گا میں مقصد تک
ضعف کہتا ہے کہ میں پہلی ہی منزل میں رہا

جس نے جو مجھکو کہا ہے مرے دل میں شائق
چار گھر سے جو ملا دامن سائل میں رہا

عشق رخ رشک سوا رہونا تھا / مجھکو یوں افتخار رہونا تھا
نزع میں وصل یار رہونا تھا / اس خزاں میں بہار رہونا تھا
سارا ارمان دل نکل جاتا / سامنے کوئے یار رہونا تھا
یاد آئی سنگھے نگاہ نبیؐ / تیر یہ دل کے پار رہونا تھا
جان آنکھوں میں ہے دم آخر / آج دیدار یار رہونا تھا
الدر تو بھی اسے خیال نبیؐ / ہجر کا غمگسار رہونا تھا
ہے اشارہ ترے عناصر کا / عاشق چار یار رہونا تھا
جان عالم کو کچھ خبر ہوتی / دل کا کچھ اضطرار رہونا تھا
خوب دیدار کا مزا ملتا / دل میں اپنے وہ یار رہونا تھا
نہ رہے دل پہ کیوں کدورت ہجر / آئینہ میں غبار رہونا تھا
ہائے نظارہ پاک گنبد کا / مجھکو بھی ایکبار رہونا تھا
اکو سے اضطرہی میں پڑا رہتا / مجھکو کچھ اقتدار رہونا تھا

لوٹنا خاک پر مدینہ کی
شائق خاک سار رہونا تھا

ملا ہے میم محمد سے پتا میم محبت کا / مبارک عشق ہوا یہ دل نبی کی پاک صورت کا
مرا دل شاد ہے ہاں ہاں فراق وصل احمد میں / نہ پروا مجھکو دوزخ کی نہ میں خواہاں ہوں جنت کا
زعشق نا تمام ما جمال یار مستغنیست / مزا ملتا ہے اپنے ہی کو بس اپنی محبت کا
نبیؐ کے گنبد انور کے آگے ہو جبیں سائی / ستارا کب چمک اٹھیگا یا رب میری قسمت کا
اغثنی یا رسول اللہ وظیفہ ہے مرا ہر دم / ازل سے سیکھ آیا ہوں یہ فقرہ استعانت کا

بلالو جلد طیبہ میں دکن میں ہیں ہوش کب تک
کبھی تو بدلے شام وصل سے دن میری قسمت کا

اگر دم نکلے یوں میرا زہے قسمت خوشا طالع
زباں پر یا محمدؐ روبرو جلوہ ہو حضرت کا

میں اپنے ہی میں ان کو دیکھکر اپنی بلائیں لوں
نیا ہو ڈھنگ سب کی حسرتوں سے میری حسرت کا

جو آنکھیں بند کرتا ہوں تو جلوہ دیکھ لیتا ہوں
عجب کچھ اللہ اللہ رمز ہے خلوت میں جلوت کا

ہر اک گل میں نہاں ہے شان یکتائی خدا اللہ
رہے تازہ ہمیشہ یا خدا گلزار وحدت کا

ریاضت کرنے والا نعمت عقبیٰ کا مالک ہے
جہاد نفس سے یوں مال ملتا ہے غنیمت کا

خلیفے چار ہیں لیکن ملا صدیقؓ کو رتبہ
صداقت کا عبادت کا سخاوت کا رفاقت کا

حکومت میں عمرؓ کی کیا مزا ملتا تھا ہر اک کو
عدالت کا فراست کا سیاست کا خلافت کا

نظر آتا تھا بس عثمان ذی النورینؓ میں جلوہ
ریاضت کا شرافت کا قرابت کا شہادت کا

شرف حاصل ہوا حضرت علیؓ کو اے دل ناداں
ولایت کا امامت کا سیادت کا شجاعت کا

مجھے تو یاد شائق خوب اللہ جمیل ہے
خدا کو عشق پھر کیونکر نہ ہوا احمدؐ کی صورت کا

یا نبیؐ رنگ ہر اک میں ہے خود آرائی کا
اور انداز ہے کچھ تیرے تماشائی کا

مجھکو طیبہ میں جو پہنچائے مرا بخت رسا
در احمدؐ پہ ہے کچھ لطف جبیں سائی کا

وصف احمدؐ تو خدا خوب کیا کرتا ہے
میں ہوں بندہ مجھے یارا نہیں گویائی کا

میرے یوسف کا نظارا ہی اگر ہے منظور
جلوہ آنکھوں میں ہو یعقوبؑ کی بینائی کا

آرزو جسکو ہے ان کی مجھے اسکی حسرت
میں تمنائی ہوں احمدؐ کے تمنائی کا

آنکھ ہو بند ترے جلوہ میں محو رہوں
اس لئے شغل پسند آیا ہے تنہائی کا

مری آنکھوں سے مرے دل سے کوئی پوچھے مزا
تیری یکتائی کا زیبائی کا رعنائی کا

حشر میں اپنے ہی اعمال سے رکھنا امید
باپ بیٹے کا بھروسا نہ بہن بھائی کا

وہ ریاضت وہ شہادت وہ مصیبت وہ بلا
آل احمدؐ کو ملا رتبہ شکیبائی کا

تیرا ہمسر نہیں دنیا میں خدا شاہد ہے — رنگ ہے جلوۂ وحدت تری یکتائی کا

بس ہے تجھکو ترا امداد محمد پیارا
خوف شائق تجھے کیا حشر کی رسوائی کا

عشق میں دل کو شہ ہر دوسرا سے نہ ہوا — آگ میں ڈال اُسے پہلو میں بلا سے نہ ہوا
حال کہتی مرا طیبہ میں مرے احمد سے — ہائے افسوس کہ کام اتنا صبا سے نہ ہوا
ہجر احمد کی مصیبت سے رہائی دیتی — تندرست آپکا بیمار دوا سے نہ ہوا
فرقت وصل محمد کا مزا جس کو ملا — حشر میں ڈر اُسے کچھ خوف و رجا سے نہ ہوا
صاف مطلب دلی اور فلک سے کا ہی — کون کہتا ہے تجھیں وصل خدا سے نہ ہوا
نہ ہوا نور خدا جلوہ نما جلوہ فزا — کبھی ہمسر مرا دل عرش علا سے نہ ہوا
چاند کو کچھ نہیں نسبت ترے رخ سے لنشا — وہ مقابل کبھی تیرے کف پا سے نہ ہوا
مال تو مال ہی ہے جان لٹا دی اپنی — کونسا کام نبی کے رفقا سے نہ ہوا
یا خدا مجھکو گدائی ہو محمد کی عطا — دل مرا خوش کبھی دنیا کی غنا سے نہ ہوا
چشم جو مہر میں نہیں آئینہ کی خواب نہاں — کام غفلت کا کبھی اہل صفا سے نہ ہوا
گو گنہگار تھا لیکن تھا وسیلہ اچھا — بال بیکا بھی مرا فضل خدا سے نہ ہوا

شعر اچھے ہوں تو اچھے ہیں برے ہوں تو برے
نعت ہی لکھیں یہ شائق شعرا سے نہ ہوا

مزا جس کو ملا ہے مصطفٰے کی آشنائی کا — اُسے ہر شے میں آتا ہے نظر جلوہ خدائی کا
بلا لو پاس قدموں کے مجھے یا سید عالم — کہ صدمہ سہ نہیں سکتا ہوں اب تو جدائی کا
خدا کیواسطے اپنے ہر اک جلوہ کا صدقہ — ہوا ہے دیدۂ حق بین مرا کاسہ گدائی کا
نظر اُس گنبد انور پہ جسدم میری پڑ جائے — میں سمجھوں گا اثر ہے میری قسمت کی رسائی کا
سمجھ میں میری اُس دم آیۂ حبل الورید آئی — رگ جاں سے مزا دل کو ملا جب آشنائی کا

مجھے تو رحمت عالم کی رحمت کا بھروسا ہے
کسی کو زہد کا اے دل کسی کو پارسائی کا

کسی دن تو نظر آئیگا اس میں نور احمدؐ کا
خیال اسواسطے رکھتا ہوں میں دل کی صفائی کا

ہر اک شئے میں ہر اک میں جب نظر کی غور سے میں نے
چمکتا ہے وہی ذرہ نبی کی روشنائی کا

وہاں تھی لن ترانی انی منی کا یہاں نغمہ
کلیم اللہ حبیب اللہ میں ہے رمز آشنائی کا

گنہگارو نہیں میدان محشر خوف کی کچھ جا
محمدؐ نے لیا ہے ذمہ امت کی رہائی کا

نظر کی جس نے اک دم ہو گیا سو جان سے صدقے
عجب انداز تھا اپنے نبی کی دلربائی کا

کہا اللہ کی رحمت نے بھی محشر میں چلا کر
گنہگارو مزا لو ٹو نبی کی مصطفائی کا

خیال دنیوی میں پھنس نہ جائے آپکا شائق
مدد کیجے یہی ہے وقت اب مشکل کشائی کا

عاشقوں کے دل سے پوچھو عشق احمدؐ کا مزا
اس مزے میں کٹ رہے ہیں اور وہ کیا کیا مزا

اے مسلمانو ہے اِن کُنتُم تُحِبُّونَ سے عیاں
چاہئے ہر اک کے دل میں ہو محبت کا مزا

دیکھنے والے ہر اک شئے میں ہیں اسکو دیکھتے
نام شیریں میں محمدؐ کے ملا آیا مزا

کوئی چیز اچھی نہ ہو معلوم جز محبوب کے
اس گھڑی ملتا ہے دل کو کچھ محبت کا مزا

اس میں جم اک وہیان رہتا ہے وہ ان میں ہے کہاں
سچ تو یہ ہے وصل سے فرقت کا ہے اچھا مزا

شغل دید مصطفیٰ میں محو ہو جاتا ہوں جب
کیا کہوں ملتا ہے میرے دلکو بھی کیا کیا مزا

شہر طیبہ میں نظر ہو گنبد پر نور پر
موت آئے جیتے جی ملجائے مرنے کا مزا

روز محشر دے اگر قدرت مجھے میرا خدا
دشمنان مصطفیٰ کا واں چکھادوں گا مزا

کیوں نہ ہو باعث ہے یہ عشق رسول اللہ کا
واہ شائق شعر میں ہے آپ کے اچھا مزا

جب رہنما بنے گا ستارہ زمن ہمارا
آئے گا راستی پر اُس دم چلن ہمارا

آئے نظر الٰہی جس دم بہار طیبہ
کہدے گا بلبل دل یہ ہے چمن ہمارا

ہستی سے دل لگانا مشرب نہیں ہے اپنا
مشہور جو عدم ہے وہ ہے وطن ہمارا

ہے جان ہی میں جاناں فیہ نفخت و روحی
بے کار محض ہوگا اک دن یہ تن ہمارا

بانکے رسول ہم کو جس دن بلائیں نزدیک
اس وقت لطف دے گا یہ بانکپن ہمارا

ہو مدح جنکی وہ بھی قرآن میں سراسر
توصیف میں ہے اُن کی قاصر دہن ہمارا

محشر میں عاصیوں کو خوف و خطر ہی کیا ہے
سچ ہے کہ ذو الکرم بھی ہے ذو المنن ہمارا

ہو شمع نور احمدؐ جس وقت ہم میں روشن
فانوس دار ہوگا یہ پیرہن ہمارا

فرقت کا روز یارب اب وصل سے بدل دے
ابھی خوشی دکھائے رنج و محن ہمارا

ہم عشق احمدی میں ثابت قدم یہاں ہیں
مرقد میں بھی رہے گا قائم سخن ہمارا

ذکر رسول ہم سے چھوٹے نہ یا الٰہی
نعت محمدی ہو ہر دم سخن ہمارا

شائق یہی ہماری خالق سے التجا ہے
اچھا رہے ہمیشہ شاہ دکن ہمارا

دل میں بھرو سا ہو شہ جیلاں کی ذات کا
اے خادمو یہی ہے طریقہ نجات کا

جس نے سنی ہوا وہیں دل سے غلام غوث
اللہ رے اثر مرے حضرت کی بات کا

جب شعر میں رقم ہوا وصف جناب غوث
لفظوں میں ڈھنگ آگیا عین الحیات کا

اے ذات غوث المدد اے غوث الغیاث
پرتو پڑے غلام پہ نور صفات کا

یا پیر تن میں آمد و شد کیوں نفس کی ہے
کیا رمز ہے کچھ اس میں حیات و ممات کا

کیوں کر نہ اشرف مخلوق کا خطاب
انسان ہی میں وصف ہے کل کائنات کا

تجھ میں نہاں ہے پیر مرے نور مصطفٰےؐ
تیری کرامتوں میں اثر معجزات کا

یوں عشق پیر ہی میں خوشی سے بسر ہو عمر
دھوکا ہو دن پہ عید کا شب پر برات کا

یا پیر مجھکو جلد بلا لو قدم کے پاس
کیا اعتبار زندگی بے ثبات کا

دکھلا دے یا خدا مجھے بغداد کی فضا
گل ہو کہیں چراغ نہ میری حیات کا

شائقؔ ہی ہیں کہتے غلامان دستگیر
ہم کو گھمنڈ پیر کی ہے التفات کا

خم نہ ہو کیوں کر مرا سر سوئے فخر انبیا
ہے مرا کعبہ خم ابروئے فخر انبیا

آرزو ہے خاک میں طیبہ کی یہ ملجائے تن
میرا مدفن ہو الٰہی کوئے فخر انبیا

ہے انا من نور سے ظاہر ہر اک میں انکا نور
ہے نہاں ہر پھول میں خوشبوئے فخر انبیا

ہم سیہ کاروں کو اب دل کیا سیہ کاری کا ڈر
ہاتھ آیا دامن گیسوئے فخر انبیا

نخل طوبےٰ سے لپٹ کر خواب میں رونے لگا
تھی جو یاد قامت دلجوئے فخر انبیا

ہر مصیبت راحت فردوس بخشے گی مجھے
نزع میں آئے نظر گر روئے فخر انبیا

یا خدا مجھکو اسی کے ساتھ کر دینا ضرور
قافلہ جو ہو روانہ سوئے فخر انبیا

لحمک لحمی کا منظر تھا در خیبر کا حال
تھا جو بازوئے علی، بازوئے فخر انبیا

کیوں نہ ہو شائقؔ فدائے یار غار مصطفےٰ
ہے مکاں صدیق کا پہلوئے فخر انبیا

جب لطف ہے آنکھ میں نظر کا
نظارہ ہو سید البشر کا

طیبہ میں بلائیں گے محمدؐ
ہوں منتظر آہ کے اثر کا

دیوانہ کوئے احمدی ہوں
بتلا دو پتہ نبیؐ کے گھر کا

دیدار میں اُن کے محو ہو جاؤں
انداز ہو مجھ میں بیخبر کا

بے خوف کیا ترے کرم نے
گو حشر بھی تھا مقام ڈر کا

سر اُمتیوں کا ہو الٰہی
پتھر ہو نبی کے پاک در کا

بلوا لو عرب میں یا نبی اب
کر دو نہ مجھے پرائے در کا

طیبہ ہی میں میرا جسم ہو خاک
اور وہ بھی تمہاری رہ گذر کا

آتے ہی خیال نور احمد
دھوکا ہوا شام پر سحر کا

ہے دامن تر گنا ہگار دو
کچھ خوف رہا نہیں سقر کا

ہو روئے رسول کے مقابل
یہ شمس کا منھ نہ منھ قمر کا

اے صل علیٰ جمال احمدؐ
تو نور نبی مری نظر کا

۴

شائق ہے خدا کا فضل سرکار
کیا عشق میں کام زور زر کا

عشق نبیؐ نے جام اک ایسا پلا دیا
مست جمال احمدؐ مرسل بنا دیا

وہ وحشت جنوں کا ہے مجھ ناتواں میں زور
نالہ کیا تو عرش معلیٰ ہلا دیا

معراج کی وہ شب وہ محمدؐ کا بانکپن
انداز مصطفائی نے مجنون بنا دیا

پہونچا دیا نہ شہر عرب میں نبی کے پاس
میرے خدا نے پھر مجھے دنیا میں کیا دیا

کیا جانے مجھ کو کونسے ہے چاند کا خیال
یوسف کا ذکر سنتے ہی جو مسکرا دیا

حضرت کے روئے صاف سے ہمسر کہیں نہو
اللہ نے بھی چاند میں دھبّا لگا دیا

ہاتھ آیا دوست کف پائے محمدؐی
اپنے کو ہم نے خاک میں جس دم ملا دیا

مژگان مصطفیٰ کا ہے ہر دم مجھے خیال
تیروں کا میں نے دل کو نشانہ بنا دیا

شائق یہی کہونگا قیامت میں بیٹھا
عشق محمدؐی نے یہاں بھی مزا دیا

روئے احمدؐ پر یہ دل شیدا ہوا اچھا ہوا
اختر قسمت چمک اٹھا مرا اچھا ہوا

مجھکو خالق نے کیا پیدا جو امت میں تری
شکر ہے یا مصطفیٰ اچھا ہوا اچھا ہوا

ڈر مجھے حد سے سوا تاریکیٔ مرقد کا تھا
نور احمدؐ نے جو دل میں گھر کیا اچھا ہوا

الفت نور خدا نے کی جو میری رہبری
دل سے میرے لامکاں تک راستا اچھا ہوا

اے صبا دل سے ترا ممنون ہوں مشکور ہوں
حال تو نے مصطفیٰ سے کہدیا اچھا ہوا

میں یہی کہتا ہوا سونپونگا جان اللہ کو
ہجر احمدؐ میں مری آئی قضا اچھا ہوا

دل کے آئینہ میں ہے نورِ نبیؐ جلوہ فگن
مل گیا صدقہ شکر صورت آشنا اچھا ہوا

کیوں نکالوں میں ترے تیرِ نظر کو قلب سے
دوسرا دل مجھکو خالق نے دیا اچھا ہوا

دیکھکر بستی محمدؐ کی کہا دل نے مرے
ہو مدینہ اور میں کیا پوچھنا اچھا ہوا

یا نبیؐ صدقہ ملے ہم کو بھی ملتی رات کا
آپ سے معراج میں خالق ملا اچھا ہوا

ہوں وہ عاصی بعد مرنے کے کہے گی خلق سب
سو بھلوں میں اک بُرا تھا مر گیا اچھا ہوا

حشر میں بے موت مارا تھا مجھے اعمال نے
شافع محشر مرا حامی ہوا اچھا ہوا

ہجر احمدؐ میں خوشی اسکی ہے اے شائق مجھے
درد دل درد جگر بڑھتا چلا اچھا ہوا

عشق نبی میں جب میں اپنے وطن سے نکلا
خوش ہو گیا مرا دل بیت الحزن سے نکلا

اس جا نہ کام آئے احباب اور اقارب
کام اپنا روز محشر شاہ زمن سے نکلا

بانکے نبیؐ کا جلوہ تھا سامنے جو اپنے
مرنے کے وقت دم بھی کس بانکپن سے نکلا

سچی جو تھی محبت تو حشر میں بھی اے دل
کہتا ہوا محمدؐ چاک کفن سے نکلا

ہر ہر کی بو ہے اس میں ہر ہر کا رنگ اس میں
یا رب گُل رسالت ہے کس چمن سے نکلا

کہتا ہوں سونگھ کر میں بو زلف مصطفےٰؐ کی
یہ مشک یا الٰہی اچھے ختن سے نکلا

جب نزع میں پڑھایا یاروں نے مجھکو کلمہ
سن لیتے ہی محمدؐ دم میرا تن سے نکلا

چل تو بھی سوے طیبہ پھر لطف عشق کا ہے
ہوتی ہے قدر گوہر جب دم وطن سے نکلا

مرنے کا غم نہ کر تو عین وصال ہے یہ
یہ جان لے جہاں کے رنج و محن سے نکلا

دل کہہ رہا ہے سن کر وصف جمال احمدؐ
یہ نور یا الٰہی کس انجمن سے نکلا

نکلوں جو میں یہاں سے طیبہ میں غل ہو برپا
دیوانہ مصطفےٰؐ کا شائق دکن سے نکلا

طالب ہوں یا نبیؐ رخ انور کی دید کا
ہو نور شام ہجر میں بھی صبح عید کا

مشکل بہت ہے راہ حقیقت سنبھل کے چل — نکتہ یہی ہیں ہے رمز شقی و سعید کا
دنیا کی نعمتوں سے بھلا کیوں ہو نفس سیر — دوزخ میں لقمہ چاہیئے ہل من مزید کا
دیوانہ ہو گیا سخن اپنا سے ہیں — انداز کل رگوں میں ہے حبل الورید کا
مازاغ چشم زلف ہے واللیل رخ ضحی — صورت کسی کی رنگ کلام مجید کا
عید کساں ہلال ابروئے شوال می شود — اپنی تو عید جب ہے کہ ہو لطف دید کا
دس بار رحمت آئے پڑھے جو کہ ایک بار — گویا درود پاک ہے تحفہ نوید کا
جو ہو فدائے خنجر ابروئے مصطفیٰ — محشر میں اس کو رتبہ ملے گا شہید کا
محشر کے دن کو عید کا دن کیوں نہیں کہوں — بازار گرم ہے مرے یوسف کی دید کا
لیتے ہی نام کہوں در فردوس کھل نہ جائے — احمد کے ہے الف میں جو نقشہ کلید کا
بانکے رسول نزع میں اتنی ہے آرزو — آنکھوں میں نور ہو ترے جلوہ کی دید کا
رو سے نبی ہے آئینہ میں قلب صاف ہیں — موقع ہے خوب دید کا اور بازدید کا

ہر دم میں نام یار رہو ہر وقت ذکر یار
شائق یہ ڈھنگ ہو تری گفت و شنید کا

محمد ہمارا پیمبر ہوا — نصیبا غریبوں کا یاور ہوا
خبر جو خدا کے لئے یا نبی — بہت ہجر میں حال ابتر ہوا
نظر آئی جب تیغ ابروئے یار — عجب لطف اللہ اکبر ہوا
فراق نبی میں وصال نبی — تصور سے یہ ڈھب میسر ہوا
سرور آیا دل میں تو آنکھوں میں نور — وہ بے پردہ جب روز محشر ہوا
کرے گا سپید اس کو آب کرم — گناہوں سے کالا جو دفتر ہوا
ہے درہم داغ عشق نبی — ہمارا بھی دل اب تو انگر ہوا
دکھائی گئی جب شبیہ رسول — مزار اپنا اس دم منور رہوا

نہ کیوں بحرِ وحدت میں تیرے دل — کرم سے نبی کے شناور رہوا
یہی میم احمد کا ہے رازِ دل — یہی رمز اللہ اکبر ہوا
رسولوں میں کوئی رسول آپ سے — نہ بہتر ہوا اور نہ ہمسر ہوا
ملی راہ وحدت کی منزل ہمیں — نبی اپنا جس وقت رہبر ہوا

سفر ملکِ طیبہ کا یا مصطفیٰ
نہ مشتاق کو اب تک میسر ہوا

شکر ہے اللہ کا دلبر نبی اپنا بنا — کام قسمت کا گنہگار و جو بگڑا تھا بنا
رنج ہو یا درد ہو یا غم ہو یا ہو اضطراب — ہجرِ احمد میں جو کچھ دم پہ بنا اچھا بنا
عشقِ نورِ احمدِ مرسل کا صدقہ دیکھئے — داغِ دل عشاق کا رشکِ یدِ بیضا بنا
ہائے وہ آنکھوں میں سرمہ وہ عمامہ وہ عبا — اپنا پیغمبر شبِ معراج کیا پیارا بنا
شعلۂ رخسارِ احمد کی تجلی دیکھکر — بن گیا بجلی مرا دل اور کبھی پارا بنا
سنتے ہی شہرت نبی کے حسن کی دل دیدیا — آج بازارِ محبت میں مرا سودا بنا
عشق جس دن سے ہوا اُس بحرِ خوبی کا مجھے — فیضِ عرفانِ خدا سے دل مرا دریا بنا
دیکھکر تصویرِ مرشد میں یہی کہدونگا میں — کس کے پیارے ہاتھ سے پیارے ترا نقشا بنا
من لہ المولیٰ کا یہ مفہوم ہے اے دوستو — اُس کے سب بنجاتے ہیں جو شخص اللہ کا بنا
صاف کر دل کو کہ وہ ہے منظرِ نورِ رسول — جسمِ ظاہر کی مگر تو فکر بگڑا یا بنا
ہو بھی جا دیوانہ روئے محمد مصطفیٰ — تو نہ احمد کا بنا دنیا میں گر کیا بنا
گرمیٔ عشقِ نبی نے مجھکو پھونکا اسقدر — آفتابِ حشر بھی دل کا مرے چھالا بنا

اسطرح کی پیاری صورت کس نے پائی یا نبی
ایک مشتاق چیز کیا ہر ہر ترا شیدا بنا

عشق ہے جب سے نبی کے عارضِ پُرنور کا — اپنے ہر ہر رگ میں پنہاں شعلہ وہ ہے جلوۂ طور کا

پاس قدموں کے بلا لو یا محمد مصطفےٰ
میری ہر ہر رگ میں ہے پوشیدہ جلوہ طور کا

جو کہ عاشق ہے جمال احمد مختار کا
وہ پری کا شیفتہ ہے اور نہ خواہاں حور کا

جب تصور میں ہوں آنکھیں بند سب نزدیک ہے
گو کہ ظاہر میں مدینہ شہر ہے اک دور کا

قامت احمد کا شیدا ہوں ازل سے دوستو
تذکرہ ہر دم ہو یوم ینفخ فی الصور کا

کر نہ زاہد خانۂ دل کو مرے تو بے چراغ
ہے تصور اس میں احمد کے رخ پر نور کا

آتی ہیں ٹھنڈی ہوائیں کوچۂ محبوب کی
کام روزن آگیا دل کے مرے ناسور کا

فکر کیا ہے نور احمد دل میں ہے جلوہ فگن
تیرہ مرقد میں جو عالم ہو شب دیجور کا

کیوں نہیں ابتک مدینہ میں بلایا آپ نے
عذر تو مقبول ہوتا ہے ہر اک معذور کا

ہو تصور میں تجلی روئے احمد کی اگر
مردمک موسیٰ ہو آنکھوں میں ہو جلوہ طور کا

اے صبا جا کر مدینہ میں یہ کہہ سرکار سے
ہے برا حال اب دکن میں عاشق رنجور کا

دیکھ دل کو غور سے وہ بے نشاں تو ہی نہیں
لامکاں کہتے ہیں جسکو راستہ ہے دور کا

عاشق رخسار احمد نزع میں ہو جس گھڑی
بدلے یٰسین کے سناؤں اسکو سورہ نور کا

راز داری چاہئے تھی ان کو شائق یار کی
بھید جس دم کھل گیا سر کٹ گیا منصور کا

میں شیفتہ ہوں اسی حسیں کا خدا کو ہے عشق جس حسیں کا
جو ناز اسے ہے نازنیں کا وہ راز ہے صورت آفریں کا

یہی ہے شغل اپنے دل کو اچھا تو پھر ہو شام و سحر نظارا
کبھی تصور ہو پاک رخ کا کبھی ہو اُس زلف عنبریں کا

کہاں ہے لوگو مرا پیمبر پتہ بتا دینا بہر داور
مکاں ہے جس کا یہ قلب مضطر ہوا ہوں عاشق اُسی مکیں کا

ہوئی جو برگشتہ میری قسمت کہوں میں کیا منھ سے دل کی حالت

نظر نہ ائی وہ زلف و صورت کھلا نہیں راز کفر و دین کا

فسانۂ حُسن یوسفی پر جو رو رہا ہوں تڑپ تڑپ کر
کہوں میں کیا تم سے دل میں اکثر خیال آتا ہے کس حسین کا

ہوا جو کم ضعف درد اُٹھا تو دل بھی تڑپا جگر بھی تڑپا
فراق احمدؐ نے وہ ستایا کہ ہم کو رکھا نہیں کہیں کا

دکھاوے اللہ کوئے حضرت اور اُنکی وہ پیاری پیاری صورت
نہیں مجھے آرزوئے جنت نہ دل سے خواہاں ہوں حورِ عیں کا

ہے اُن کے ہاتھ آبرو ہماری نبیؐ کا ہے فضل فضلِ باری
نہیں ہے خوف سیاہ کاری کی اشارہ بس چشم سرگیں کا

ہو اُس گھڑی خوف نزع کا کیا بجا ہے شائق تمہارا کہنا
نبیؐ کا ہو سامنے جو چہرا رہے نہ کھٹکا دم پسیں کا

رب کا دلدار کملی والا — سب کا مختار کملی والا
رحمت اُسکی رہے گی سب پر — پیارا سرشار کملی والا
آنکھوں آہو کمانی ابرو — بانکا سردار کملی والا
امت کا غم رہے گا ہر دم — بے شک غمخوار کملی والا
ڈھانپے گا وہ گنہ کو سب کے — نور ستار کملی والا
دل کہتا ہے ہمارا ہر دم — کہیے ہر بار کملی والا
ادنیٰ اعلیٰ سپاہی افسر — سب کا سالار کملی والا
میٹھی باتیں کرے گا سب سے — شیریں گفتار کملی والا
خوش خوش روز قیامت آیا — شان غفار کملی والا

سچ ہے شائق وہی ہے ہاں ہاں

دل کا مختار کملی والا

رسول اللہ دکھانا آج تو ہمکو جمال اپنا
ہوا ہے آپکی فرقت میں کچھ بیطور حال اپنا

دکھا دو زلف شبگوں ایکدن ہم تیرہ بختوں کو
خطاؤں میں گناہوں میں پھنسا ہے بال بال اپنا

تصور تیری ابرو کا تصور تیری آنکھوں کا
انہیں بانکے خیالوں میں رہے بس اشتغال اپنا

دکھانا پیاری پیاری شکل وقت جانکنی ہمکو
خدا کے واسطے سن لو یہی اک ہے سوال اپنا

رہے خورشید رخ احمد کا تاباں حشر تک دل میں
نہ دکھلانا ان آنکھوں سے خدا ہمکو زوال اپنا

مبارک جام جم تجھکو ہمیں تو ناز ہے دل پر
یہاں سب کچھ دکھا دیتا ہے یہ جام سفال اپنا

بہت کچھ منہ سے کہتے ہیں مگر ہوتا نہیں کچھ بھی
مطابق قال کے ہوجائے یا اللہ حال اپنا

الٰہی جلد دکھلا چاند سی صورت محمدؐ کی
جدائی میں کہیں کچھ سے نہ کچھ ہوجائے حال اپنا

ہماری روح طیبہ جائیگی پیش طیبہ شائق
انہیں پیارے خیالوں میں اگر ہو انتقال اپنا

بانکے رنگیلے مصطفیٰ میری طرف بھی دیکھنا
تیری نظر کے ہیں فدا میری طرف بھی دیکھنا

خواہش جام جم نہیں آرزوئے حشم نہیں
میری یہی ہے التجا میری طرف بھی دیکھنا

غیر نہیں ہوں یا نبی آپکا ہوں میں امتی
آپ مرے ہیں آپکا میری طرف بھی دیکھنا

پیاس سے ہوکے بیقرار حشر میں ہونگی جب سوا
تشنۂ دشت کربلا میری طرف بھی دیکھنا

ہوں ترے غم میں نیم جاں آنکھوں سے اشک ہے رواں
شیر خدا کے دلربا میری طرف بھی دیکھنا

تخت جلال پر شہا بیٹھے جو حشر میں خدا
رحمت دو جہاں ذرا میری طرف بھی دیکھنا

حشر میں ہو کے خستہ جاں گر پڑوں کاش آن کر
پیشتر ہوکے شہ ہدا میری طرف بھی دیکھنا

کشتی نہ میری غرق ہو بحر گنہ میں یا نبی
آپ ہیں اس کے ناخدا میری طرف بھی دیکھنا

چاہئے ہم فقیروں پر لطف و کرم کی اک نظر
آپ ہیں شاہ ہم گدا میری طرف بھی دیکھنا

شائق خستہ کی یہی عرض ہے تم سے یا نبی

جبکہ پکاروں احمدؐ امیری طرف بھی دیکھنا

وہ محراب ابرو دکھانا کسی کا ۔ وہ سجدے میں سر کو جھکانا کسی کا
یہی نازلیخا کے پیارے تھے یوسف ۔ شفیع الوریٰ تو ہے پیارا کسی کا
کیا دونوں عالم سے قطع تعلق ۔ ہوا دل میں جب عشق پیدا کسی کا
ففرو ہوئے بس نکرین سن کے ۔ مرے منہ سے جب نام نکلا کسی کا
اُسے مالک آسماں کیوں نہ سمجھوں ۔ زمیں پر نہ گرتا تھا سایہ کسی کا
نظر آتا ہے مجھکو اللہ شاہد ۔ محمدؐ کے جلوے میں جلوا کسی کا
دعا تجھسے ہر دم یہی ہے الٰہی ۔ دکھا پاک روضہ دوبارا کسی کا

ترا ہاتھ ہے اور داماں احمدؐ
مبارک ہو شائق سہارا کسی کا

حسن نبیؐ کا گرم جو بازار ہو گیا ۔ خود صانع ازل بھی خریدار ہو گیا
جب عشق زلف احمدؐ مختار ہو گیا ۔ دن بھی ہمارے حق میں شب تار ہو گیا
جلوہ دکھا دو اب تو خدا کے لئے نبیؐ ۔ مضطر زیادہ حد سے دل زار ہو گیا
جلدی بلاؤ مجھکو عرب میں مرے رسولؐ ۔ بیزار میں تو ہند سے سرکار ہو گیا
کیا خوف اُس کو حشر میں میزاں کی تول کا ۔ پلّے پہ جس کے احمدؐ مختار ہو گیا
اکبار جس نے دیکھی تری شکل چاند سی ۔ سو جان سے وہ تیرا خریدار ہو گیا
آئی بہار تازہ ہوئے زخم ہائے دل ۔ پھر سبز میرے سینہ کا گلزار ہو گیا
محروم تیرے رحم سے رہتا مرے رحیم ۔ اچھا ہوا جو میں بھی گنہگار ہو گیا
خادم جو سمجھے اپنے کو مخدوم ہے وہی ۔ ڈالا وہ جھک گیا جو ثمردار ہو گیا

شائق ہے تو بھی دید کا طالب خبر نہیں

موسیٰ کا حال کیا دم دیدار ہو گیا

یا محمدؐ مجھے طیبہ میں بلانا ہو گا — جیتے جی مجھکو وہ دربار دکھانا ہو گا
ہائے اس دن مجھے آرام سے نیند آئیگی — سنگ دہلیز محمدؐ جو سرہانا ہو گا
آرزو کہتی ہے ہم آئیں گے نبی وقت اخیر — یاس کہتی ہے مجھے جان سے جانا ہو گا
ہم سر حشر جو چلائیں گے احمدؐ احمدؐ — اُمتی اُمتی کہتے ہوئے آنا ہو گا
دم نکلنے کا نہیں آپ نہ جب تک آئیں — نزع میں شربت دیدار پلانا ہو گا
بھید اللہ کا کھلتا ہے یہ لیکن پیچھے — شکل احمدؐ کو تصور میں جمانا ہو گا
روبرو روضہ کے گر جاؤنگا جا کر — لوگ پوچھیں گے تو جگر کا بہانا ہو گا
تاب خورشید قیامت کی نہ آئیگی ہمیں — اپنا دامان کرم ہم پہ اڑھانا ہو گا
دیکھکر روضۂ انور یہ کہونگا رو کر — یا نبیؐ اب مجھے جلوہ بھی دکھانا ہو گا
عاصیو نکو سوئے دوزخ جو فرشتے لیجائیں — ان کے ہاتھوں سے سر حشر چھڑانا ہو گا

شائق اعمال تو ایسے نہیں کس منہ سے کہوں
یا محمدؐ مجھے طیبہ میں بلانا ہو گا

شکل احمدؐ میں نظر آتا ہے کیا کیا آہا — کبھی وحدت کبھی کثرت کا تماشا آہا
حشر میں دیکھ کے احمدؐ کو یہ چلاؤنگا — آرہا ہے وہ مرا چاہنے والا آہا
تیری ہر بات عجب بات ہے میٹھی میٹھی — تیرا ہر ناز ہر انداز ہے پیارا آہا
آپکا اوج بھی وہ اوج تھا سبحان اللہ — یاد ہے خوب مجھے سورۂ اسرا آہا
سبز بختی مجھے سرسبز کریگی کس دن — کب نظر آئے گا وہ گنبد خضرا آہا
روبرو جلوۂ احمدؐ ہو نکلجائے یہ دم — ہے تمنا بھی مری پیاری تمنا آہا
جب زباں پر مرے آتا ہے ثنائے شہ دیں — مجھ میں کچھ اور نظر آتا ہے آہا آہا
شان وحدت نے کہا تھام کے دل صل علیٰ — شب معراج چلا جب مرا آقا آہا

یہی بول اُٹھوں گا میں دیکھ کے طیبہ کی فضا ہر گلی کوچہ بھی پیارے کا ہے پیارا آہا

لطف تعریف محمدؐ وہ ملا ہے شائق
ہم تو کرنے لگے اب نعت کا دعوے آہا

نبیؐ ہے احمدؐ مختار میرا میں خادم ہوں وہ ہے سردار میرا
ابیت عند ربی جسکی ہے شان وہی دلدار ہے دلدار میرا
کبھی تو خواب میں دیکھوں نبیؐ کو یہ بخت خفتہ ہو بیدار میرا
اسی پر فخر ہے مجھکو محبو کہ محبوب خدا ہے یار میرا
قسم ہے آپکی آنکھوں کی حضرت جدائی میں ہے دل بیمار میرا
یہ ہے حکم محمدؐ سوئے دوزخ نہ جائے امتی زنہار میرا
شگفتہ ہو گل داغ محبت پھلا پھولا رہے گلزار میرا
نہ خالی جائے یا رب تا قیامت نبیؐ کے دشمنوں پہ وار میرا
صبا طیبہ میں جاکر عرض کرنا نبیؐ سے سارا حال زار میرا
نہ تھا وہم و گماں کو دخل جس جا وہاں اُس جا گیا سردار میرا
آلٰہی آرزو دل کی یہی ہے گذر طیبہ میں ہو اک بار میرا
درود اسواسطے پڑھتا ہوں ہر دم کہ ذکر آئے سر دربار میرا

مزا ہے حشر میں پوچھیں جو احمدؐ
کہاں ہے شائق غمخوار میرا

جب رخ روشن رسول اللہ کا یاد آگیا عاشقان دل شکستہ کو خدا یاد آگیا
ذکر سنکر طور کا کہنے لگا صل علیٰ ہم کو معراج محمدؐ کا مزا یاد آگیا
زلف و روے مصطفےٰ کا آگیا جسدم خیال سورۂ واللیل نور والضحےٰ یاد آگیا
دیکھکر روتا ہوں میں اپنے دل بیمار کو کیا کروں مجھکو مرا عیسی ادا یاد آگیا

دیکھکر خوف و رجائے ہجر و وصل احمدی — اے گنہگارو ہمیں روز جزا یاد آگیا
آپ دریائے گنہ میں یاد آئے مصطفےٰ — کشتی تن ڈوبتے ہی ناخدا یاد آگیا
بھول بیٹھے تھے بسر تھی جو راحت آپکو — حضرت دل کیوں مصیبت میں خدا یاد آگیا
چاک کر ڈالا ہے اپنا گریباں ہجر میں — اپنے پیارے کا جو دامان عبا یاد آگیا
یا محمدؐ آپ کے ہے نور سے دل سرفراز — اوج اُسکا دیکھکر عرش علا یاد آگیا
ہے ہوائے مصطفےٰؐ میں اسطرح یہ مضطرب — دیکھکر دل کی تڑپ قبلہ نما یاد آگیا

بیٹھے بیٹھے رو رہے ہو آج کسکی یاد میں
حضرت شائق کہو تم کو کیا یاد آگیا

ہے یہی خواہش کہ جاکر قبر اطہر دیکھنا — کب مرا یہ مقصد دل آئے گا بر دیکھنا
بھول جائے گی زلیخا حسن شاہ مصر کو — روئے حضرت سے رخ یوسف ملا کر دیکھنا
عاصیان است تو از گنہ ہستند زار — اک نظر با چشم رحمت میرے رہبر دیکھنا
تشنہ دیدار ہوں اے شافع روز جزا — دھن یہی ہے روز محشر روئے انور دیکھنا
جو عرق حضرت کا سونگھے پھر نہ لے خوشبو کا نام — اس قدر ہوگا دماغ اُس کا معطر دیکھنا
روز محشر مثل اختر ہوں گے جملہ مرسلیں — آپ آئیں گے نظر ماہ منور دیکھنا
وقت رخصت کے حرم سے ہے یہی دل چاہتا — دیکھنا سوئے مدینہ پھر پلٹ کر دیکھنا
چشم رحمت سے گنہگاروں کے حال زار کو — یا ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ دیکھنا
روتے روتے عاصیوں کا حال جب دم ہو برا — روز محشر یا نبیؐ تم مسکرا کر دیکھنا

حشر کے مجمع میں شائق سا بھی ژولیدہ بیاں
ہو گیا حضرت کا مداح و ثنا گر دیکھنا

لب پہ ہر دم ہو نام احمدؐ کا — ہو تصور مدام احمدؐ کا
ابروؤں میں ہلال کا انداز — رخ ہو ماہ تمام احمدؐ کا

تابع حکم تابع فرماں
ہے ہر اک خاص و عام احمدؐ کا

شب معراج اور وہ قرب رسول
وہ خدا سے کلام احمدؐ کا

جو کی روٹی کبھی کھجور کبھی
بس یہی تھا طعام احمدؐ کا

شیفتہ خود بھی خالق اکرم
اللہ اللہ سقام احمدؐ کا

بخشدے یا خدا شفاعت سے
کام میرا ہو نام احمدؐ کا

محو دیدار حق بنا دے گا
مست کر دیگا جام احمدؐ کا

کالی کملی وہ دوش نورانی
اور وہ پیارا خرام احمدؐ کا

من نبیک جو پوچھیں مجھ سے ملک
بولوں میں ہوں غلام احمدؐ کا

کیوں نہ قربان دل سے ہوں شائق
کتنا پیارا ہے نام احمدؐ کا

کبھی مجھ پر نہ ہجوم غم ہجراں ہوتا
شاد گر وصل سے اپنا دل نالاں ہوتا

بیقراری نہ یہ ہوتی نہ پریشاں ہوتا
جلوہ فرما مرے دل میں جو وہ جاناں ہوتا

ڈالتا تاج شہی پر نہ نظر بھولے سے
قصر محبوب کے در کا جو میں درباں ہوتا

وحشت دل نہ اگر زور دکھاتی ہم کو
ہاتھ سے اپنے نہ ناموس گریباں ہوتا

میں بھی منصور کے مانند اناالحق کہتا
ذات حق میں جو فنا ہونے کا امکاں ہوتا

قم باذنی کی صدا سن کے وہ حیراں ہوتے
عہد عیسےٰ میں جو اپنا شہ جیلاں ہوتا

جلوہ یار جو پوشیدہ نہ ہوتا ہمیں
یوں نہ مسجود ملائک کبھی انساں ہوتا

سچ ہے پھولوں نہ سماتا دل مضطر میرا
شہر بغداد بیمپنے کا جو ساماں ہوتا

کام تقدیر پہ سب چھوڑ دے اپنے شائق
عقل و تدبیر سے کچھ بھی نہیں ناداں ہوتا

دلمیں ہے دھیان روئے رسالتماب کا
ذرے میں بھی چمکتا ہے ذرا آفتاب کا

ہر اک حسین اپنی نظر سے اُتر گیا — نظروں میں چڑھ گیا ہے جو نقشہ جناب کا
ہاتھوں کے بدلے کاٹ لیں انگلو زنان مصر — چہرہ جو دیکھ لیں وہ رسالت مآب کا
جو دل کہ قید جسم سے چھوٹا سنور گیا — دریا بنا ہے ٹوٹ کے قالب حباب کا
انگلی کے اک اشارے سے شق ہو گیا قمر — ادنیٰ یہ معجزہ ہے رسالت مآب کا
پھر جائے سب خدائی تو پروا نہیں مجھے — پھر جائے دل نہ مجھ سے مرے آفتاب کا
احمد کے میم میں ہیں نہاں رنگ ڈھنگ اور — یہ ہے فروغ یار کے منھ کے نقاب کا
کچھ خوف حشر کا نہیں لیکن یہ ہے خیال — ہے سامنا کسی کے رخ بے نقاب کا
دل بیقرار ہجر نبی میں ہے رات دن — جز وصل کچھ علاج نہیں اضطراب کا
چھائی ہے چو طرف شب فرقت کی تیرگی — یارب دکھا دے جلوہ اُسی آفتاب کا

پلّے پہ جس کے شافع روز حساب ہو
کیا خوف شائق اسکو حساب و کتاب کا

تصور ہمکو ہے جب نبی کے روئے خنداں کا — چمکتا ہے مثال برق ہر دم نور یزداں کا
محمدؐ کی جدائی بھی نہیں کم وصل سے آہا — تمنا کا مزا حسرت کی حسرت لطف ارماں کا
بڑی آنکھیں کماں ابرو وہ کملی وہ عبا پنجی — خدا کا شکر ہے سر دار بھی ہمکو نرالا یار کا
ہمارا دل منور ہے نبی کے نور اطہر سے — کہ جیسے ماہ یعقوبی سے جیکا بخت زنداں کا
رگ جاں میں کسی کو ڈھونڈنے سے یہ ہوا حاصل — ملا تار نظر سے سلسلہ تار گریباں کا
قیامت میں بھی رسوائی سے امت محمد کی — میں اس ستار کے صدقے کہ جس نے عیب کو ڈھانکا
نبی کی مہربانی کی ہوا چلتی رہے ہر دم — رہے تازہ ہمیشہ یا الٰہی باغ ایماں کا
ازل سے دل شکستہ ہیں مگر قسمت تو ہے اچھی — کہ اس ٹوٹے ہوئے دل میں ہے مسکن اپنے جاناں کا
صفت ہر اک کی ہے ہمیں ادا ہر اک کی ہے ایسی — عجب رتبہ ہے انساں کا عجب نقشہ ہے انساں کا
نہیں معلوم کس دن پھر گئے ہم غریبوں کے — کہ روز وصل سے بدلے الٰہی روز ہجراں کا

نظر آیا اُسے کیا کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا
خدا شاہد ہے چاک قلب ہے جس شخص نے جھانکا

یقیں ہے جاں بھی ہنستے ہنستے ملک اللہ کو سونپو نگا
رہے گر روبرو جلوہ نبی کے روئے خنداں کا

40

مجھے کیا نزع کا اور قبر کا ہو خوف اے شائق
نبی کا اُمتی ہوں اور خادم شاہِ جیلاں کا

میں حور پہ مائل ہوں نہ شیدا ہوں پری کا
دیوانہ ہوں مدت سے رسول عربی کا

میں اُمتی تیرا ہوں گر دور ہوں تجھ سے
اے پیارے محمد مجھے رونا ہے اسی کا

ہر وانہ صفت جلتی ہیں سب غیر کی شکلیں
اللہ رے انداز مرے دل کی لگی کا

کہتا ہے انا الحق دلدار ہمارا
کیونکر نہ جیبحوں کا یہاں رنگ ہو پھیکا

طیبہ میں مروں دفن ہوں اُس پاک زمیں میں
حسرت ہی دل کی یہی ارمان ہے جی کا

محشر میں کفن پھاڑ کے اس شان سے آؤں
غل اُٹھے وہ دیوانہ چلا اپنے نبی کا

ہوں جس کے طرف دار قیامت میں محمد
اللہ کی قسم اس کا نہ ہو بال بھی بیکا

بیداری میں یا خواب میں اے خالق اکرم
دیدار ہو حاصل مجھے مکی مدنی کا

محبوب کا جب وصل مقرر ہے پس مرگ
کیوں کر نہ کہوں موت کا دن دن ہے خوشی کا

احباب و اقارب بھی ہیں اچھے ہیں گر ہم
سچ ہے کہ بُرے وقت نہیں کوئی کسی کا

قبلے کا بھی قبلہ ہے مزار شہ والا
جنت سے فزوں رتبہ ہے طیبہ کی گلی کا

سنی ہوں مسلماں ہوں شیدا ہوں ازل سے
صدیقؓ کا فاروقؓ کا عثمانؓ و علیؓ کا

خادم بھی ہے عاشق بھی ہے شیدا بھی ہے شائق
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی کا

نور احمد مسند آرا ہو گیا
دل ہمارا عرش اعلیٰ ہو گیا

ہے وہی ذرہ ہوا جو بڑھ کے مہر
ہے وہی قطرہ جو دریا ہو گیا

جب ہوئے پیدا محمد مصطفےٰ
راز خالق کا ہویدا ہو گیا

تھی تصور میں جو اس یوسف کی شکل — خواب بھی خواب زلیخا ہو گیا
آشکارا کر دا اسرار نہاں — کیا کہوں منصور کو کیا ہو گیا
جب لب جاں بخش کی شہرت ہوئی — ختم اعجاز مسیحا ہو گیا
لیجئے اب تو خبر یا مصطفٰےؐ — جان پر فرقت میں کیا کیا ہو گیا
نور احمدؐ دل میں تھا جلوہ فگن — تیرہ مرقد میں اُجالا ہو گیا
واہ اے تصویر کیا کہنا ترا — خود مصور تیرا شیدا ہو گیا
ذکر اپنے یار کا جب آ گیا — عاشقو ٹھنڈا کلیجا ہو گیا
حضرت انسان یہ کیا فخر ہے — دل کسی کا گھر خدا کا ہو گیا
اے خیال روئے احمدؐ الغیاث — قبر میں خادم اکیلا ہو گیا

نعت احمدؐ نے کیا ہے سُرخرو
شائق اپنا بول بالا ہو گیا

صفا جب ہوا دل میں نے نور مصطفٰےؐ دیکھا — اس آئینہ میں حضرت ہی کو صورت آشنا دیکھا
نہ دیکھا سبز گنبد یا محمدؐ آپ کا جس نے — بھلا پھر اُس نے گلزار جہاں آکے کیا دیکھا
یہ ہے عاشق کا مذہب اور یہی عشاق کہتے ہیں — تمہاری شکل میں یا مصطفٰےؐ روئے خدا دیکھا
جسے سب دیر میں کعبے میں جا کر ڈھونڈ آئے ہیں — اُسے میں نے مکانِ دل ہی میں جلوہ نما دیکھا
تمہارے مصحفِ رُخ کی عجب ہے شان یا احمدؐ — نہیں یہ بات قرآں میں بہت ہم نے پڑھا دیکھا
یہی مفہوم ہے سن آیۂ قوسین او ادنیٰ کا — شب معراج اللہ کو نبیؐ نے برملا دیکھا
ہوئے جب خاک ہم تب نقش پائے یار ہاتھ آیا — نہاں ہم نے فنا کے رنگ میں رنگ بقا دیکھا
بھکر سے ہر جا مگر اب مانگتے ہیں تجھ سے یا احمدؐ — گنہگاروں نے بس تیرا ہی دروازہ کھلا دیکھا
کہاں ہم سے گنہگار اور کہاں وہ گلشن جنت — تری ہی رہنمائی سے یہ ہم نے راستا دیکھا

بلائیں لیں گے ہم اپنی نظر کی اُس گھڑی شائق

ہماری آنکھ نے جس دن درِ خیر الوریٰ دیکھا

لیتا ہے جان شوق مدینہ کی راہ کا
اختر چمک گیا مرے بخت سیاہ کا

خواہاں کسی پری کا نہیں مال و جاہ کا
دیوانہ ہوں مدینے کے اک رشک ماہ کا

عصیاں سے جب ہمارے ہے زائد ترا کرم
پھر خوف مجرموں کو رہا کیا گناہ کا

بھولے سے بھی نہ طور کے سرمہ ڈالوں آنکھ
کافی مجھے غبار ہے طیبہ کی راہ کا

آپ کرم سے کردو اسے یا نبی سپید
کالا ہے دل گناہ سے اس روسیاہ کا

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
فرقت میں دم لبوں پہ ہے اس پرگناہ کا

من وجہک المنیر لقد نور القمر
بے شبہ اس میں دخل نہیں اشتباہ کا

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
کیا مرتبہ بیاں ہو رسالت پناہ کا

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
شائق یہی ہے وصف مرے بادشاہ کا

محفل میں دل ہمارا جو ہاتھوں اچھل گیا
کس کی زباں سے نام محمد نکل گیا

طیبہ جو پہنچوں الفت زلف رسول میں
سمجھوں گا میں کہ اب مری قسمت کا بل گیا

سمجھا یہ میں کہ آج ہی معراج ہے مری
دن ہجر کا جو وصل کی شب سے بدل گیا

ذکر محمدی پہ یہ کیوں رو رہے ہیں ہم
کس کا تصور آنکھوں میں آکر نکل گیا

رونے سے دل میں آگ بھڑک اٹھی عشق کی
اے ہجر شاہ گھر مرا پانی سے جل گیا

دیدار خواب میں جو ہوا روئے پاک کا
بیمار چشم احمد مرسل سنبھل گیا

کیجئے مدد کہ پھنس گئے دنیا میں یا نبی
غفلت ہوئی خیال سے عہد ازل گیا

معشوق کی جو چیز تھی معشوق کے ہے پاس
کیا فکر قبر میں جو مرا جسم گل گیا

جب ہو گیا تصور احمد سے آشنا
کچھ کچھ فراق میں دل مضطر سنبھل گیا

صد شکر دل کو ہو گیا اب نعت سے لگاؤ

شائق کلام سے مرے رنگ غزل گیا

سید ہمارا مولا ہمارا بانکا عربکا دلدار پیارا / دونوں جہانیں اپنا سہارا بانکا عربکا دلدار پیارا
ہاں ہاں وہی تو آرام جاں ہے جس پر تصدق دونوں جہاں ہے / نور نظر ہے آنکھوں کا تارا بانکا عربکا دلدار پیارا
اپنا مقدر محشر میں ہے کیا قسمت سے ہے آس دست کرم کا / بار گنہ کو سر سے اتارا بانکا عربکا دلدار پیارا
قربان اپنے نور خدا کے دکھلا رہا ہے ہر ہر ادا سے / جلوے میں اپنے حق کا نظارا بانکا عربکا دلدار پیارا
رب میں سب میں عینی ہے جھگڑا حق کو کھلیگا محشر میں اسکا / کیونکر جدا ہو رب سے ہمارا بانکا عربکا دلدار پیارا
صل علی کہہ اُٹھیگی خلقت آئیگا جس دم روز قیامت / وہ کملی والا احمد ہمارا بانکا عربکا دلدار پیارا
آواز آئی یہ لامکاں سے نزدیک آ اے میرے پیارے / عرش علا پر جس دم سدھارا بانکا عربکا دلدار پیارا
اے دل یہ میں کہتا ہوں سچ ہے جیتا تھا مشکل قبر میں کیا / اپنا پیمبر اللہ کا پیارا بانکا عربکا دلدار پیارا

شائق وہی ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
ہادی ہمارا والی ہمارا بانکا عربکا دلدار پیارا

ہم پہ جب اپنا پیمبر مہرباں ہو جائیگا / ہجر کا سب غم نصیب دشمناں ہو جائیگا
ہجر احمد میں جو کچھی بیقراری ہے تری / حال تیرا خود بخود اُن پر عیاں ہو جائیگا
جب یہ نور احمدی سے صاف ہوگا اے جناب / راستہ دل سے مرے تا لامکاں ہو جائیگا
سر جھکا دیں گے ادب سے سب کے سب روز جزا / جلوہ گر جس دم مرا ابرو کماں ہو جائیگا
دیکھ دل کا آئینہ یہ خواب غفلت تا کجا / لے کے یوسف کو روانہ کارواں ہو جائیگا
روبروئے قبر اطہر روئیں گے کھو کے حال / جب گزر ہم سے شہر ہوگا وہاں ہو جائیگا
سچ ہے جس دم ہوگی کامل الفت نور خدا / طائر دل بھی مرا عرش آشیاں ہو جائیگا
قبر میں رکھکر مجھے لیٹیں گے جب سب اقربا / روح طیبہ جائیگی خالی مکاں ہو جائیگا
جلوہ فرما جب ہمارے دل میں ہونگے مصطفے / خانۂ ویراں ہمارا گلستاں ہو جائیگا

خاک ہوں گے جل کے سب دشمن رسول اللہ کے

نعت گو جب شائق آتش زباں ہو جائیگا

جب خیال احمدی میں میں فنا ہونے لگا
راز وحدت سے مرا دل آشنا ہونے لگا

نور احمدؐ جس گھڑی جلوہ نما ہونے لگا
خانۂ دل غیرتِ عرش علا ہونے لگا

تیغ ابروئے نبیؐ کی یاد پھر پیدا ہوئی
شکر ہے زخم جگر میرا ہرا ہونے لگا

پردۂ وحدت سے آواز آئی آنزویک اور
جب خدا سے مصطفٰےؐ کا سامنا ہونے لگا

سر پہ آیا جب مرے خورشید ہجر مصطفٰےؐ
بیکسی میں مجھ سے سایہ بھی جدا ہونے لگا

نام احمدؐ سنتے ہی روتا ہوں کیوں کیا کہوں
کون آکر قصور میں جدا ہونے لگا

عاشق اللہ بنا یا عشق احمدؐ نے مجھے
دیکھتے ہی دیکھتے میں کیا سے کیا ہونے لگا

جا کے طیبہ اسطرح سے روئیں عشاق نبیؐ
لوگ گھبرا کر کہیں محشر بپا ہونے لگا

سچ ہے مرشد کے تصور سے ہو جب صاف دل
دو جہاں کا حال مجھ پر آئینا ہونے لگا

ہو بھلا ہم کو جو ذات کبریائی کا یقین
طائرِ حرص و ہوا دل سے ہوا ہونے لگا

جا کے طیبہ عرض کرنا اے صبا سرکار سے
عاصیوں کا حال فرقت سے تبا ہونے لگا

آرزوئے وصل احمدؐ میں ہے کچھ تو رازِ حق
دل میں کیا کیا نورِ حق جلوہ نما ہونے لگا

شائق خستہ یہ ہے نعت محمدؐ کا طفیل
تیرے شعروں پر بھی شور مرحبا ہونے لگا

وہی ہے نقش پا سلطان دیں کا
بنا جو تاج سر عرش بریں کا

خدا کا شکر وہ ہے اپنا پیارا
خدا کو عشق ہے جس نازنیں کا

وظیفہ شب کا مازاغ البصر ہو
اشارہ ہے یہ چشم سرگیں کا

مرے پیارے نبیؐ ہیں جلوہ فرما
فلک سے بڑھ گیا رتبہ زمیں کا

مبارک وحشت ہجر محمدؐ
گریباں تک بڑھا چاک آستیں کا

دل صد چاک پر واللیل دم کر
کہ شانہ ہو وہ زلف عنبریں کا

تمہارے عارض و گیسو کے صدقے — بتا دو راز مجھ کو کفر و دیں کا
اگر طیبہ کو جاؤں پھر نہ آؤں — الٰہی مجھ کو گر دے پتا دیں کا
کسی کی شکل و صورت ہے کسی کی — کمال اچھا ہے صورت آفریں کا
ابو بکر و عمر عثمان و حیدر — فدائی میں ہوں چاروں ہمنشیں کا

قیامت کا مجھے کیا خوف شائق
بھروسا ہے شفیع المذنبیں کا

۴

سوئے طیبہ مرا گذر نہ ہوا — وائے قسمت کہ یہ سفر نہ ہوا
بیقراری کا کچھ اثر ہوتا — اور بے چین کیوں جگر نہ ہوا
نہ ملی راہ راست ہم کو کبھی — اپنا احمد جو راہبر نہ ہوا
آبرو خاک ہو گی محشر میں — دیدۂ ہجر بھی میں تر نہ ہوا
آگیا دم ہے آخر آنکھوں میں — تیرا دیدار عمر بھر نہ ہوا
نقش نعلین پاک جس میں ہو — میں اُس آئینہ کا کبھی گھر نہ ہوا
بیکسی میں کسی نے لی نہ خبر — ہجر میں کوئی نامہ بر نہ ہوا
کس طرح کھینچے مغفرت کا کمند — کام اچھا تو عمر بھر نہ ہوا
داغ کھائے نہ عشق احمد میں — نخل دل اپنا بارور نہ ہوا
کبھی آرام سے بسر نہ ہوئی — سر کا تکیہ وہ سنگ در نہ ہوا
یاد ہوتی نہیں مدینہ میں — آہ کا میری کچھ اثر نہ ہوا
رات دن دیکھتے ہیں جو تجھ کو — ہائے میں اُن کی ہی نظر نہ ہوا

مجھ کو رونا اسی کا ہے شائق
سوئے طیبہ مرا گذر نہ ہوا

نور احمد سے تصور میں جو یارا نہ ہوا — آنکھ تو شمع بنی دل مرا پروانہ ہوا

شب معراج وہ بننا وہ سنورنا آہا | سر پہ یاں آرے چلے زلف میں ان شانہ ہوا
کنت کنزاً کا یہی بھید ہے آدم کی قسم | خاک میں سے کے عیاں جلوۂ جانانہ ہوا
نرگس مست محمدؐ پہ ہوا دل شیدا | شکر ہے شیشہ مرا مائل پیمانہ ہوا
کیوں مرے مرنے پہ روتے ہیں عزیز و احباب | سچ تو یہ ہے کہ جو بیگانہ تھا بیگانہ ہوا
اتنی شہرت مجھے بس عشق میں اے شاہ عرب | لوگ کہتے ہیں کہ احمد ہی ترا دیوانہ ہوا
تیغ ابرو سے تصور میں جو سر کٹ جائے | میں یہ سمجھوں گا ادا سجدۂ شکرانہ ہوا
اُف رے سوزش دل پر داغ کی اُف رے سوز تپش | دھیان جب غیر کا آیا پر پروانہ ہوا
سیکڑوں یوں تو نبی خلق میں مبعوث ہوئے | میرے احمد ترا انداز تو شاہانہ ہوا
کیوں نہ سرگرم اطاعت میں رہے یا احمد | تیرے ہی ہاتھ پہ دل کا مرے بیعانہ ہوا
اضطراب و غم و درد و قلق و رنج و الم | ہجر احمدؐ میں مری جان پہ کیا کیا نہ ہوا

مست ہوں نکہت گیسوئے نبی سے شائق
اس لئے میرا ہر اک شعر بھی مستانہ ہوا

رسول اللہ کا جلوہ ہے جلوہ غوث اعظمؓ کا | عجب پیارا عجب بانکا ہے نقشہ غوث اعظمؓ کا
زلیخا عاشق یوسف تو مجنوں عاشق لیلےٰ | طبیعت اپنی ایسی ہے ہوں شیدا غوث اعظمؓ کا
ولی وہ ہو گیا جس پر پڑی بانکی نظر اُن کی | بڑی سرکار ہے اللہ رے رتبہ غوث اعظمؓ کا
محبت پیر کی دل سے نہ جائے اے مرے خالق | مرے سر میں رہے تا حشر سودا غوث اعظمؓ کا
خبر ہم کو ملی البیعۃ منا بالف سے | کہ بڑھ کر شاہ سے خادم ہے ادنیٰ غوث اعظمؓ کا
ذرا اہل نظر سے پوچھئے تو لطف آئے گا | نظر میں ان کی ہے کیا کیا تماشا غوث اعظمؓ کا
اگر سمجھے ہیں ہم خادم تو کیا ڈر نزع کا ہم کو | رہیگا سامنے اس دم بھی چہرہ غوث اعظمؓ کا
جسے چاہا اسی دم بحر وحدت میں دیا غوطہ | ازل سے تا ابد بہتا ہے دریا غوث اعظمؓ کا
رہے ہے ہر دم یہی پیش نظر ایمان ہے اپنا | کہ مصحف سے نہیں کم روئے زیبا غوث اعظمؓ کا

ہمیں کیوں ہو بھلا ڈر گرمیٔ خورشید محشر سے
مبارک ہو ہمارے سر پہ سایہ غوث اعظم کا

یہ ادنیٰ خاک کا ذرہ وہ نور رحمت عالم
بیاں ہو وصف شائق سے بھلا کیا غوث اعظم کا

شیفتہ ہے دل ہمارا پیر کا
یا الٰہی ہو نظارا پیر کا

مسکن اپنا جلد ہو بغداد میں
ہجر ہے کس کو گوارا پیر کا

یا مریدی لاتخف وابشر سنو
حکم بھی کتنا ہے پیارا پیر کا

حل ہوئی مشکل ہر اس شخص کی
نام لے کر جب پکارا پیر کا

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ ہے اشارا پیر کا

ہر ادا سے شان وحدت ہے عیاں
جلوۂ حق ہے نظارا پیر کا

جس نے دیکھا جان سے شیدا ہوا
حق نے کیا نقشہ اتارا پیر کا

کسکی طاقت کسکا دل کسکا دماغ
لکھ سکے احوال سارا پیر کا

شائق خستہ ہے کافی روز حشر
ہم غلاموں کو سہارا پیر کا

واقف راز خفی غوث الورا
مصدر سر جلی غوث الورا

آپ کے جلوے میں جلوہ دیکھکر
ہو گیا قربان جی غوث الورا

ہم رہیں ہر دم ترے قدموں کے پاس
ہے یہی اپنی خوشی غوث الورا

دولت دیدار ہاتھ آئے اگر
میں بھی کہلاؤں غنی غوث الورا

کیوں نہ ہو آل رسول اللہ میں
اور اولاد علی غوث الورا

سلسلے میں ہم بھی ہیں رکھنا خیال
ہو چکے ہیں قادری غوث الورا

ہم کو بغداد معلیٰ میں ضرور
یاد فرماؤ کبھی غوث الورا

ہم غلاموں کی تمہارے ہجر میں
بے مزا ہے زندگی غوث الورا

دم نکل جائے یہی کہتے ہوئے
المدد یا مرشدی غوث الوریٰ

رات دن آنکھوں ہی میں پھرتی ہے
شکل انور آپ کی غوث الوریٰ

ہے مقرر وصل بعد موت اگر
موت آجائے ابھی غوث الوریٰ

ہے یداللہ فوق ایدیھم سے عیاں
سلسلے کی راستی غوث الوریٰ

۴

آرزو شائق کی پوری ہو ضرور
کب ہے وہ ملتجی غوث الوریٰ

پیارے نبیؐ سے ملتا ہے انداز غوث کا
ہے راز احمدی میں نہاں راز غوث کا

اللہ سے عہد اور غلاموں کے واسطے
کس درجہ ہے نیاز سے ناز غوث کا

پنہاں ہے نور احمد مختار کا اثر
صورت کرامتوں کی ہے اعجاز غوث کا

پروا نہیں ہے کچھ اسے دونوں جہان کی
جو ہو گیا ہے عاشق جانباز غوث کا

ظاہر ہوا ہمیں قدمی ھذہ کا بھید
کرتے تھے سارے اولیا اعزاز غوث کا

وہ شرق میں ہوں خادم اگر غرب میں تو کیا
پھیلا ہے دور تک پر پرواز غوث کا

ان سے حسد حسد ہے نبیؐ کریم سے
مردود ہوگا دشمن ناساز غوث کا

۳

ہر وقت ہے یہی دل شائق کی التجا
یا رب مجھے بنا دے تو ہمراز غوث کا

مجھکو کافی ہے مرے غوث الوریٰ کا آسرا
ہے حقیقت میں یہی تو مصطفےٰؐ کا آسرا

دھیان زلف پیر کا کیونکر نہ ہو رنج فراق
دھوپ کی شدت میں نعمت ہے گھٹا کا آسرا

کھینچ لائیگا کبھی مقصد خدا کے پاس سے
ہم کو اب دل سے بہت دست عطا کا آسرا

پیر کی فرقت میں موت اچھی نظر آئے نہ کیوں
نزع کی سختی میں ہوتا ہے قضا کا آسرا

خاک اڑا لیجائیگی اک روز تو بعد ازیں
ہم ہوئے برباد لیکن ہے صبا کا آسرا

ہم گنہ کرتے ہی رحمت ہوگئی اللہ کی
بات کیا نادر ہے کام آیا خطا کا آسرا

ایک سے ہو ایک کو الفت جو اللہ کے لئے   اُن کو ہو گا حشر میں ظلِ خدا کا آسرا
پیر کے قدموں کے باعث منزلِ مقصد ملی   گمرہوں کو ہاتھ آیا نقشِ پا کا آسرا
عاشقانِ ناتواں کو ہے بھروسہ آہ کا   جیسے ہوتا ہے ضعیفوں کو عصا کا آسرا
کوئے غوثِ پاک ہے حق میں مرے دار الشفا   مجھ مریضِ زار کو کب ہے دوا کا آسرا

ہے فنا لازم نہ دنیا کو سمجھ دار الخلود
دو پہر کی دھوپ ہے شائق بقا کا آسرا

ہر دم زباں پہ نام ہے پیروں کے پیر کا   یوں ذکر صبح و شام ہے پیروں کے پیر کا
اللہ جانتا ہے یہ بندوں کی کیا مجال   کیا رتبہ کیا مقام ہے پیروں کے پیر کا
ارشاد یا مرید کبھی حکم یا غلام   کیا بامزہ کلام ہے پیروں کے پیر کا
قبضہ ہے ملکِ دل پہ اسی شہریار کا   ہر جا پہ انتظام ہے پیروں کے پیر کا
جس نے پیا خلوص سے وہ باخدا ہوا   وحدت کا جام جام ہے پیروں کے پیر کا
ہر ایک آفتاب کو آخر ہوا زوال   شمسِ علا مدام ہے پیروں کے پیر کا
ہر مہر کی اُن کی شکل پہ قربان جان ہے   ہر ایک دل سے رام ہے پیروں کے پیر کا
احمدؐ نے کس کے حق میں کشاقی کہا جناب   سارا یہ احترام ہے پیروں کے پیر کا
کہتا ہوں نام سنتے ہی امی ابی فداک   وہ پیارا پیارا نام ہے پیروں کے پیر کا
ہوتے ہیں فیض یاب ابھی تک ہزارہا   کیا فیض فیض عام ہے پیروں کے پیر کا

پوچھے کوئی پتا تو بتاتا اُسے یہی
شائق بھی اک غلام ہے پیروں کے پیر کا

بغداد کا پیارا نظر آجائے تو اچھا   دیدار سے دل اپنا مزا پائے تو اچھا
بیٹھا رہوں میں روبرو روضہ کے ادب سے   قسمت مری یہ دن مجھے دکھلائے تو اچھا
کہتے ہیں تصور میں یہی پیر کے شیدا   ارمان بھرے دل میں کوئی آئے تو اچھا

کس کام کا دل جس میں نہو پیر کی الفت
دن رات یہ حضرت ہی کا غم کھائے تو اچھا

سر تیرا ہو اور پاک قدم غوث ورا کے
تو اس گھڑی تقدیر پہ اترائے تو اچھا

بغداد کو چل یاد کیا غوث نے تجھکو
ایسی کوئی للہ خبر لائے تو اچھا

کیوں ہمسری کرتا ہے رخ صاف سے اُن کے
چاند اپنا کلف دیکھ کے شرمائے تو اچھا

اے غوث مکرم رضی اللہ تعالےٰ
کچھ بھی مرے نالوں میں اثر آئے تو اچھا

اس چاند سی صورت کا تصور ہو ہمیشہ
اس طرح مری آنکھوں میں نور آئے تو اچھا

ہشیار ہو کس کام کی غفلت دل ناداں
تو اپنی خودی کھو کے نہیں پائے تو اچھا

شائق ہے یہی آرزو مدت سے ہماری
بغداد میں یہ عمر گزر جائے تو اچھا

ادھر بھی اے مرے پیارے پیمبر دیکھتے جانا
ہمارا ہجر میں ہے حال ابتر دیکھتے جانا

سیہ کاری نہیں معلوم کیا کیا رنگ لائیگی
ہماری شام غربت صبح محشر دیکھتے جانا

صبا تجھ کو قسم دیتے ہیں عاشق زلف احمدؐ کی
مدینہ جاتے جاتے ہمکو آکر دیکھتے جانا

چلے معراج کی شب جب مرے بانکے رسول اللہؐ
یہی ہر ہر کا کہنا تھا نظر بھر دیکھتے جانا

اگر طیبہ کو جاؤنگا کہے گا دل یہ آنکھوں سے
کبھی گنبد کبھی وہ قبر اطہر دیکھتے جانا

نبیؐ کا نور ہے دل میں کہونگا روز محشر بھی
سکندر میرے آئینہ کا جوہر دیکھتے جانا

زیارت کرکے جب پلٹے تو دل ہر اک کا کہتا تھا
مدینہ کی طرف ہر دم پلٹ کر دیکھتے جانا

فروغ نور احمدؐ نے سکھایا کام عیسےٰ کو
کہ چرخ چارمیں پر سے زمیں دیکھتے جانا

یہی ارشاد مرشد ہے کہ ذکر لا الہ سے
تماشا دل کو آئینہ بناکر دیکھتے جانا

شب معراج حوریں کہہ رہیں تھیں تھام کر دل کو
ادھر بھی اک نظر اے بانکے سرور دیکھتے جانا

کہونگا عیسوی اور موسوی سے حشر میں شائق
محمدؐ کے غلاموں کا مقدر دیکھتے جانا

نبیؐ اپنا جو کاشف ہو گیا راز نہانی کا
مزا جاتا رہا سو بھول وہ پہلی لن ترانی کا

ہر اک دم نام احمدؐ لب پہ ہو اور دل میں اللہ ہو
نہیں دنیائے فانی میں بھروسا زندگانی کا

در دلبر احمدؐ پہ جو گر کر دم نکل جائے
مزا اس پر شفاعت کا اور لطف آ گئے ناتوانی کا

ہوئی جب دم شب معراج مہمانی محمدؐ کی
عجب کچھ ڈھنگ پیارا تھا خدا کی میزبانی کا

جدائی میں محمدؐ کی ترقی پہ مصیبت ہو
قلق تھم تھم کے کیوں ہوتا ہے اس دنیائے فانی کا

گنہگاروں کو محشر میں نہیں ہے خوف رسوائی
بھروسا ہے انہیں پیارے نبیؐ کی مہربانی کا

مکانی شکل و صورت میں نہاں ہے لامکانی سر
نشاں بے نشانی ہے نشاں انکی نشانی کا

وہ روز فتح مکہ اور وہ ناقہ پر رسول اللہ
خدا جانے کیسے عہدہ بلا تھا ساربانی کا

نہ کیوں ہر وقت مجھ کو یاد ابروئے محمدؐ ہو
کہ میں پیاسا ازل سے ہوں اسی خنجر کے پانی کا

بسر گر عمر ہو اپنی مدینے میں محمدؐ کے
نظر میں رات دن نقشہ ہو عیش جاودانی کا

مرے پیارے محمدؐ کا اگر ہو سامنے روضہ
ملیگا لطف اے شائق تجھے بھی مدح خوانی کا

شکل نبیؐ میں حسن ہے حسن قدیم کا
دل میں مرے کھٹکتا ہے ارماں کلیم کا

لب ہلتے ہی نبیؐ کے ہوئی میری مغفرت
اللہ رے کرم مرے پیارے کریم کا

ابروئے احمدی کا نہیں ماہ نو قسیم
ہاں ہاں یہی اشارہ ہے طبع سلیم کا

ظاہر ہوا ہے احسن تقویم سے یہیں
انسان ایک راز ہے امید و بیم کا

مجھ ناتواں کو سوئے عرب جلد لے اڑے
ایسا کوئی چلے کبھی جھونکا نسیم کا

جلوہ فزا وہ نور خدا جب سے ہو گیا
رتبہ بڑا زمیں کو بھی عرش عظیم کا

قرباں لاکھ شال پہ دوشالے ہزار ہا
انداز ہی کچھ اور ہے اُن کی گلیم کا

ادنیٰ یہ عشق نور محمدؐ کا ہے اثر
جلوہ ہے داغ دل میں دست کلیم کا

ہر اک سے کہہ رہا ہوں کہ ہوں عاشق نبیؐ
رہبر بنا ہوں میں بھی رہ مستقیم کا

صدیقؓ ہو عمرؓ ہو کہ عثمانؓ ہو علیؓ
عاشق ہوں میں سوال کے ہر اک ندیم کا
گو ہے سیاہ کاری زیادہ خطر نہیں
سایہ ہے بس کسی کو کسی کی گلیم کا

شائق خطا جبیں جو برا ہے تو کہہ بھلا
حکمت سے فعل خالی نہیں ہے حکیم کا

ہے عشق کوچۂ شاہِ اُمم کیا
جو ہر دم کہتے ہو باغ ارم کیا
کریں جو الفت احمدؐ کا دعویٰ
ہمارا منتہیٰ کیا ہے اور ہم کیا
شفاعت کا نبیؐ کی آسرا ہے
زیادہ ہوں اگر عصیاں تو غم کیا
نہیں ہے ہجر احمدؐ میں قلق کیوں
ہوا ہے درد اپنے دل میں کم کیا
جگر پہ کیوں لگے خنجر کے چرکے
تصوّر میں ہے اس ابرو کے خم کیا
ہمیں سب کچھ دکھاتا ہے دل اپنا
مقابل اس کے آئے جام جم کیا
میسر داغ ہے عشق نبیؐ کا
مرے آگے ہے دینار و درم کیا
ہوئی تنہائی کیوں تک عدم میں
ہماری بیکسی تھی ہمقدم کیا
کسی شب اور کسی دن یا محمدؐ
قدم پر تیرے یہ سر ہوگا خم کیا
بلا لو جلد طیبہ ہجر کب تک
یوں ہی ہوتا رہے ہم پہ ستم کیا
کلام اللہ میں ہو مدح جس کی
بھلا توصیف ہو اسکی رقم کیا
ہے ہر ہر شان میں جلوہ تمہارا
یہ ہستی چیز کیا ملک عدم کیا
کبھی تو ہجر میں یہ آنکھ ہو تر
مجھے رونا ہے اسکا اور غم کیا
گدائی بس در خیر الوریٰ کی
امارت کیا ہے اور جاہ و حشم کیا

چلا سید رضا جو شائق سوئے جنت
خدا کا ہو گیا فضل و کرم کیا

نعرہ ہو لب پہ یا محمدؐ کا
مجھ کو یارب بنا محمدؐ کا

دل رہے آشنا محمدؐ کا
عشق دے یا خدا محمدؐ کا

پیچ ہے حسن و عشق کا نادر
وہ خدا کے خدا محمدؐ کا

دیکھ کر شکل ہو مجھ کو روز جزا
وہ خدائی جلا محمدؐ کا

یہی قبلہ مرا ہے اور کعبہ
جب سے دل گھر بنا محمدؐ کا

چشم مازاغ زلف ہے واللیل
رُخ رُخ اینما محمدؐ کا

ہر جگہ اُس کا بول بالا ہے
دل سے جو ہو گیا محمدؐ کا

دل کو تسکین ہو کسی صورت
لب پہ ہو ذکر یا محمدؐ کا

سچ ہے ہر ہر میں ہے وہی جلوہ
نور ہے جا بجا محمدؐ کا

سارا انداز کبریائی ہے
وصف میں نے سنا محمدؐ کا

شائق اتنا ہی کہہ کے تو چپ رہ
ہوں بُرا یا بھلا محمدؐ کا

آنکھوں میں میری نور ہے طیبہ کے چاند کا
دل میں مرے سرور ہے طیبہ کے چاند کا

ہر جا عیاں نہاں ہے وہی رنگ مصطفےٰ
غیبت میں بھی حضور ہے طیبہ کے چاند کا

ظاہر ہوا ہے معنیٔ لولاک سے ہمیں
کونین میں ظہور ہے طیبہ کے چاند کا

ہر دم نئی نئی ہے تجلّی کی روشنی
دل عاشقوں کا طور ہے طیبہ کے چاند کا

ٹھنڈی نہ کیوں ہو آنکھ تصور سے شام کو
کچھ تو اثر ضرور ہے طیبہ کے چاند کا

رخسار بدر میں ہے کلف عیب ہے یہی
رُخ صاف بے قصور ہے طیبہ کے چاند کا

آبِ وضو کو پیتے تھے اصحاب جان کر
یہ بادۂ طہور ہے طیبہ کے چاند کا

یہ جان مضطرب ہے ذرا سے محمدی
یہ قلب ناصبور ہے طیبہ کے چاند کا

شائق وہ آنکھ میں ہے نہاں مثل نور چشم
ظاہر میں ملک دور ہے طیبہ کے چاند کا

وصف جناب غوث بھلا کب رقم ہوا ... گو سر قلم کا سجدے میں سو بار خم ہوا
ہے یاد دستگیر میں یاد خدا کا لطف ... شکر خدا کہ دل مرا شکل حرم ہوا
درد فراق زور پہ ہو میرے پیر کا ... منھ پہ کہے نہ کوئی ترا عشق کم ہوا
بغداد میں پہنچ کے کہوں گا یہ پیر سے ... مدت کے بعد مجھ پہ خدا کا کرم ہوا
صدقے ترے جمال کے ہر ہر کمال کے ... شاہِ عرب ہوا کبھی شاہ عجم ہوا
تیغ نظر کی یاد میں چلا کے یوں کہوں ... یا پیر جلد آؤ مرا سر قلم ہوا
تیرا خیال مونس درد فراق تھا ... جب تم ہوئے جدا تو مجھے غم پہ غم ہوا
للّٰہ کچھ تو لیجیے خبر یا جناب پیر ... فرقت میں میری جان پہ کیا کیا ستم ہوا
کہتے ہیں ہم پکار کے یا پیر المدد ... درپیش ہم کو گر کوئی امر اہم ہوا
صد شکر دھیان غوث کا رہتا ہے ہر گھڑی ... اغیار کا خیال جو تھا کالعدم ہوا

شائق کا یہ نصیب ہے قربان جائیے
شیدا ہے غوث امت شاہِ امم ہوا

دل میں کھٹکا مرے غوث الوریٰ کی یاد کا ... شغل ہو ہر دم یہی اپنے دل ناشاد کا
خوش ہیں سب زاری جو کرتا ہوں میں ہجر پیر میں ... ہے مری فریاد یا نغمہ مبارکباد کا
لیجئے جلدی خبر فرقت میں ہے حالت تباہ ... غوث پیارے میں غلام آپکی امداد کا
اللہ اللہ تجھ کو وہ رتبہ دیا اللہ نے ... خم ترے آگے ہے سر ابدال کا اوتاد کا
ہے وظیفہ رات دن یا غوث اعظم المدد ... منکروں میں بھی ہوں قائل دل سے استمداد کا
اب بلا لیجے چلا آتا ہوں میں شہ مونکے پاس ... منتظر مدت سے ہوں میں حکم کا ارشاد کا
حال میرے پیر کا مجھ کو سنا دو دوستو ... ذکر مجنوں کا نہ قصہ چاہئے فرہاد کا
کھینچ لے عکس جمال غوث اعظم دستگیر ... تاب کیا مانی کی ہے مقدور کیا بہزاد کا
لائیے تشریف اک دن تم مرے دل میں حضور ... خانۂ ویراں ہو نقشہ خانہ آباد کا

خوف کیا ہے قبر کا اور حشر کا اے دوستو
عشق ہے اصحاب کا اور آل امجاد کا

ہو گئے برباد لیکن ہے یہی شائق دعا
ہم گنہگاروں کا مدفن شہر ہو بغداد کا

عشق ہے یا غوث اعظم آپ کا
رات دن بھرتے ہیں ہم دم آپ کا

راز وحدت مجھ پہ کر دو آشکار
دل مرا ہو جائے محرم آپ کا

جلوۂ دیدار سے خوش کیجئے
ہجر میں مجھ کو ہے بس غم آپ کا

لاکھ بہکائے عدو کچھ غم نہیں
ہے عقیدہ دل میں محکم آپ کا

شکل تسکیں ہے یہی یا سیدی
ذکر ہم کرتے ہیں باہم آپ کا

کیوں ڈریں مرقد کی پرسش سے حضور
جب وسیلہ رکھتے ہیں ہم آپ کا

میری حل ہو جائیں ساری مشکلیں
نام لوں یا پیر جس دم آپ کا

سجدۂ من در خم ابروئے تو
یاد ہے ابروئے پرخم آپ کا

حسرتیں نکلینگی جب آئیں گے آپ
دل میں ہوگا خیر مقدم آپ کا

خستہ دل ہوں اک نگاہ لطف ہو
بس یہی کافی ہے مرہم آپ کا

رنج دوری کا سہیں کب تک بھلا
اب ہو شائق شاد و خرم آپ کا

ہجر زلف شہ ابرار نے سونے نہ دیا
رات بھر مجھکو دل زار نے سونے نہ دیا

یاد میں چشم محمد کی شب آنکھوں میں کٹی
ایک بیمار کو بیمار نے سونے نہ دیا

آنکھ جھپکی نہیں عاشق کی جو آئے احمد
آپ کی حسرت دیدار نے سونے نہ دیا

عشق مژگان نبی دل میں کھٹکتا ہی رہا
ایک دم بھی خلش خار نے سونے نہ دیا

دل کو عقبیٰ کی طلب نفس کو دنیا کی طلب
مجھ کو شب بھر اسی تکرار نے سونے نہ دیا

یاد آیا جو انا الخ سرکار کا قول
کیا کہوں چیٹ ہٹی گفتار نے سونے نہ دیا

حشر کا قبر کا میزان کا کھٹکا ہی رہا
مجھکو اسے دل انہیں افکار نے سونے نہ دیا

ہجر میں دل جو بھر آئے تو بھلا نیند کہاں
ہاں مجھے آنسوؤں کے تار نے سونے نہ دیا

یادِ محبوبِ خدا میں مرا ہر دم گذرا
شکر ہے طالعِ بیدار نے سونے نہ دیا

کملی اوڑھے ہوئے آتا ہے تصوّر میں کوئی
اس لئے مجھکو شبِ تار نے سونے نہ دیا

۲

گرمئ نعتِ نبیؐ سے ہوئی گرمی دل کی
ہم کو شائق ترے اشعار نے سونے نہ دیا

ہم گنہگاروں کو احمد یاد فرمائینگے کیا
یا الٰہی دل کے سب ارمان بر آئینگے کیا

وصلِ احمدؐ سے الٰہی اسکو کر دے مطمئن
ہم دلِ بیتاب کو فرقت میں بہلائینگے کیا

کیا کریں غفلت میں اپنی عمر ساری کٹ گئی
ہاتھ خالی سامنے اللہ کے جائینگے کیا

چھوڑ دیں دنیا کو ہم ہاتھ آئے گر دینِ متین
ہم نے خود اپنی خودی کھوئی نہیں پائینگے کیا

ہم سیہ کاری سے دنیا میں ہوئے ہیں روسیاہ
منہ رسول اللہ کو محشر میں دکھلائینگے کیا

پوچھتا ہے دل ہمارا ہائے کس ارمان سے
خلد میں ساتھ اپنے احمد ہمکو لیجائینگے کیا

عاصیوں کو یا نبیؐ تیرا کرم درکار ہے
جو نہ کرنا تھا کیا اب کر کے پچھتائینگے کیا

خاکساری کے لئے پیدا ہوئے ہیں خاک سے
یہ سمجھ لیں ہم اگر پھر دل میں اترائینگے کیا

رشتۂ حرص و ہوا نے باندھ رکھا ہے ہمیں
دامنِ مقصود تک ہاتھوں کو پہنچائینگے کیا

نورِ احمد جلوہ افگن ہے دلِ پُر نور میں
قبر میں آکر فرشتے ہم کو چمکائینگے کیا

۳

کچھ نہیں کھلتا معما غور شائق کیا کریں
جان تو جاناں کی ہے پھر جان جائینگے کیا

نبیؐ کی چھوڑ دے الفت یہ جی سے ہو نہیں سکتا
یہی کیا چاہنے شیدا ہیں کسی سے ہو نہیں سکتا

یہی ہے مظہرِ مولا یہی ہے زبدۂ خلقت
بتاؤ کونسا کام آدمی سے ہو نہیں سکتا

قیامت میں رہیں گے ایک جا ہمراہ حضرت کے
جدا ہوں امتی اپنے نبیؐ سے ہو نہیں سکتا

خدائے پاک میں ہم میں ہمیں ہیں بیچ دہ حائل
کہ دیدار خدا اپنی خودی سے ہو نہیں سکتا

قل ان کنتم تحبون کا یہ مفہوم ہے ایدل
خدا کا عشق کب عشق نبیؐ سے ہو نہیں سکتا

وہ جنت جسکی شہرت ہے دکھائے لاکھ سرسبزیاں
فزوں رتبہ مدینہ کی گلی سے ہو نہیں سکتا

خیال مصطفےٰ ہی ہو چلیں سب غیر کی شکلیں
بھلا اتنا بھی کیا دل کی لگی سے ہو نہیں سکتا

گنہگار و نہ ہو مایوس تم اللہ کی رحمت سے
پھرا دے اپنے در سے بیکسی سے ہو نہیں سکتا

لٹا کر اپنی دولت دولت الفقر فخری لے
بڑی مشکل تو یہ ہے یہ غنی سے ہو نہیں سکتا

در خیبر سے ظاہر ہو گئی مشکل کشائی سب
کہیں ہم کیا کہ بازوئے علیؓ سے ہو نہیں سکتا

علاج درد فرقت جز رسول اللہؐ کے شائق
کسی سے ہو نہیں سکتا کسی سے ہو نہیں سکتا

دل میں عشق حضرت خیر البشر پیدا ہوا
شکر ہے آہوں میں میری اب اثر پیدا ہوا

خوب ٹھنڈی ہو گئیں آنکھیں فرشتونکی یا
نور جسم مصطفےٰ کا عرش پر پیدا ہوا

کیوں نہ لیجاؤں خیال مصطفےٰ میں قبر میں
بیکسی و بے بسی میں ہم سفر پیدا ہوا

مجھکو رونا ہے اسی کا فرقت دلدار میں
کیوں نہ میری چشم سے اب اشک تر پیدا ہوا

یاد ابروئے نبیؐ نے کر دیا مضطر مجھے
ماہ نو جسوقت ایدل چرخ پر پیدا ہوا

خواب میں اکدن اگر آئیں ہمارے مصطفےٰ
ہم یہ سمجھیں گے محبت میں اثر پیدا ہوا

تو تصور ہو گیا نور نبیؐ سے آشنا
نخل حسرت میں مرے اچھا ثمر پیدا ہوا

ہجر احمدؐ نے نہ اکدم چین سے رہنے دیا
درد دل ٹھیرا اگر درد جگر پیدا ہوا

کیا کہوں دل تھام کر کہدوں تو کہہ سکتا نہیں
کس کا جلوہ چرخ پر قبل سحر پیدا ہوا

کیوں نہ ٹھنڈی آنکھ ہو نور خدا سے رات دن
چاک دل سے خانۂ وحدت کا در پیدا ہوا

اک نہ اکدن ہم وطن سے جائینگے سوئے سفر
شکر ہے دل میں تو اب عزم سفر پیدا ہوا

کیوں نہ لاتے سید ابرار پر ایمان ہم
گمرہوں کے واسطے اک راہبر پیدا ہوا

اپنا پیغمبر ہے شائق شافع روز جزا
کیوں قیامت کا ترے دل میں خطر پیدا ہوا

جسے نبی کی اطاعت کا راستہ نہ ملا
قسم خدا کی ہے اُس کو کبھی خدا نہ ملا

گئے نہ پاس رسول خدا کے طیبہ میں
اسی کا دل کو ہے رونا کہ مدعا نہ ملا

ہزار صاف کیا دل کو ہم نے رو رو کر
اس آئینہ کا مگر صورت آشنا نہ ملا

بہت ہے جوش یہ بحر گناہ کیا کیجے
ہماری کشتیٔ عصیاں کا ناخدا نہ ملا

اُڑا لے سوئے مدینہ کبھی خدا کے لئے
ہماری خاک کو یوں خاک میں صبا نہ ملا

وہاں کا حال ذرا پوچھئے کہ ہے کیا کیا
نکل گیا جو عدم کو وہ قافلہ نہ ملا

رسائی کوئے نبی تک ضرور ہو جاتی
کریں تو کیا کہ ہمیں بخت بھی رسا نہ ملا

نظر نہ آئے وہ پیارے رسول خواب میں بھی
کبھی غلاموں کو کچھ نیند کا مزا نہ ملا

خدا کی ساری خدائی انہیں کے حکم میں ہے
رسول پاک ملے جس کو اُسکو کیا نہ ملا

غنی ہوں دولت دیدار سے محمدؐ کی
خزانۂ زر و گوہر ملا ملا نہ ملا

اقارب اور احبہ کہاں ہیں مُردن
ازل سے تا بہ ابد یار باوفا نہ ملا

محمدؐ عربی سا رحیم اے شائق
نبیؐ کسی کو کسی وقت دوسرا نہ ملا

عاشق احمدؐ مختار ہوا خوب ہوا
دل مرا مطلع انوار ہوا خوب ہوا

کھل گئی آنکھ خیال رُخ احمدؐ میں ہی
بخت خفتہ مرا بیدار ہوا خوب ہوا

یاد مژگاں میں کٹی رات مری سولی پر
شکر ہے دل یہی سرشار ہوا خوب ہوا

اک نہ اک دن تو پہنچ جاؤنگا طیبہ میں ضرور
دل دکن سے مرا بیزار ہوا خوب ہوا

ہو گئی مجھ پہ شفاعت شہ دیں کی واجب
میں خطاوار گنہگار ہوا خوب ہوا

فخر کیونکر نہ کروں میں کہ یہ ہے فخر کی جا
حق کا دلبر مرا دلدار ہوا خوب ہوا

یا نبیؐ ہاتھ ہے تیرے مری عزت و لت
تو خدائی کا جو مختار ہوا خوب ہوا

مرحبا واہ فدا تیرے خیال احمدؐ
ہجر میں تو مرا غمخوار ہوا خوب ہوا

ہم گنہگاروں کا محشر میں ٹھکانا ہی نہ تھا
شاہ دین قافلہ سالار ہوا خوب ہوا

پڑ گئی دل پہ مرے مست نگاہ احمدؐ
مئے وحدت سے یہ سرشار ہوا خوب ہوا

اک نہ اک دن تو مسیحائی کو آئیں گے نبیؐ
میں جو ان آنکھوں کا بیمار ہوا خوب ہوا

مشکل آساں ہوئی اسے تیر نگاہ احمدؐ
تو جگر کے جو مرے پار ہوا خوب ہوا

پیر کے لطف سے یہ شائق ناداں ابدل
بے خبر تھا سو خبردار ہوا خوب ہوا

ہوا اللہ کا دلبر جو پیمبر اپنا
خود ہمیں کہتے ہیں اللہ رے مقدر اپنا

حشر میں تشنہ لبی کا نہیں کچھ خوف ہمیں
دل کا حاتم ہے بہت ساقی کوثر اپنا

ہجر احمدؐ میں کوئی دم نہیں راحت ہمکو
چین لینے نہیں دیتا دل مضطر اپنا

چشم میگون نبی کا ہے تصور دل میں
بے پیئے مست بنا دیتا ہے ساغر اپنا

ہاں انہیں معرفت اللہ کی حاصل ہوگی
جو ریاضت سے کریں دل کو مسخر اپنا

برکت سے شہ ابرار کی انشاء اللہ
کیا تعجب ہے جو ہو خاتمہ بہتر اپنا

باغ دنیا میں کبھی تو ہمیں سرسبز کرو
جلد دکھلاؤ نبی گنبد اخضر اپنا

دل مرا نور محمدؐ سے جو چمکے سر حشر
آئینہ دیکھ کے رہ جائے سکندر اپنا

عشق سچا ہے محمدؐ کا اگر اے لوگو
حال طیبہ میں کہیں گے کبھی جاکر اپنا

نور احمدؐ تجھے احمدؐ کی قسم دیتا ہوں
تو بنا لے مری آنکھوں ہی میں بس گھر اپنا

تیرہ مرقد میں اُجالا ہی ہو جائے گا
نور احمدؐ سے اگر دل ہو منور اپنا

یہی سودا ہے گنہگاروں کے سر میں یا رب
در دلبر محمدؐ پہ رہے سر اپنا

صاف ظاہر ہوا شائق ہمیں من روحی سے

تن کے آئینہ میں پوشیدہ ہے جوہر اپنا

رہے ہے ہجر نبیؐ سے دل میں یوں مجمع خیالونکا
کبھی مژگاں کا ابرو کا کبھی گیسو کا گالونکا

سیہ کاری کا ہم کو ڈر نہیں ہے حشر میں ہاں ہاں
بھروسہ ہے ازل سے ہمکو گھونگر والے بالونکا

نکیریں آئیں گے جسدم پکاروں گا محمدؐ کو
یہی نام مبارک بس جواب اُن کے سوالونکا

عجب کچھ شان سے پیوستہ تھے ابرو محمدؐ کے
کہا یہ جس نے دیکھا تو قِراں ہے وہ ہلالونکا

غم و تکلیف و درد و اضطراب و سوزش و آفت
مری اک جان پر ہنگامہ ہے کتنے ملالونکا

نبیؐ کے در پہ جا جاکر جبیں اپنی رگڑتے ہیں
یہ حصہ ہے یہ رتبہ ہے بڑی تقدیر والونکا

تصور میں کبھی عارض کبھی گیسو کبھی ابرو
مزا ملتا ہے ہم کو ہجر احمدؐ میں وصالونکا

مدینہ کی طرف تیرا گزر ہو تو محمدؐ سے
صبا سب حال کہدینا ادب سے خستہ حالونکا

اثر ہے عشق چشم احمدؐ مختار کا اے دل
لحد پر میری بعد مرگ غول آیا غزالونکا

نظر آتا ہے ہر ہر میں وہی نور رسول اللہ
ہوا جب محو میں رتبہ بڑھا میرے خیالونکا

لکھی ہیں نے جو لبہائے محمدؐ کی ثنا شائق
مرا ہر شعر دفتر بنگیا شیریں مقالونکا

شکل نبیؐ میں حسن خدا گر چھپا نہ تھا
شیدا پھر اُن پہ کس لئے سارا زمانہ تھا

کس واسطے یہ توسن دل مضطرب ہوا
زلف نبیؐ کا دھیان تھا یا تازیانہ تھا

یا احمدؐ المدد مرے سرکار الغیاث
ہجر نبیؐ میں بس یہی اپنا ترانہ تھا

اللہ دل سے کیوں نہ فدا ہوتا دوستو
بانکے عرب کا ناز ہر اک دلربا نہ تھا

نکلی جو تن سے روح تو حیرت سے یہ کہا
دل میں بھی اس فنا کا عجب کارخانہ تھا

یہ راز ہم کو مرشد کامل نے کہدیا
بیگانہ جس کو جانتے تھے وہ بیگانہ تھا

طیبہ گیا نہ میں نہ بر آئی کوئی امید
افسوس تیر آہ مرا بے نشانہ تھا

جس نے سنا وہ عاشق احمدؐ ہی بنگیا
کچھ ایسا پُر اثر یہ ہمارا فسانہ تھا

طیبہ کو جب گیا میں تصوّر میں یا نبیؐ — خادم کا سر تھا اور ترا آستانہ تھا
تھا دم کے ساتھ مظہر اللہ کا ظہور — جب جان جا چکی مرا جاناں روانہ تھا
آکر ازل سے دیکھا جو دنیا کا ہیں نئے حال — آئینہ خانہ یار کا یاں خانہ حنا نہ تھا

کسطرح رہتا شائق مضطر مدینہ میں
تقدیر میں دکن ہی کا جب آب و دانہ تھا

تصوّر مجھے جب نبیؐ کا رہا — مرے دل میں کیا کیا انتشار رہا
گدا آپ کا شاہ ہے یا نبیؐ — بُرا آپ کا سب سے اچھا رہا
خیال آیا آئینۂ رُخ کا جب — مرے دل کو پہروں ہی سکتا رہا
یقیں ہے کہ مرتے ہی ہوتا ہے وصل — قضا سے مجھے اب نہ کھٹکا رہا
اُسی کا ظہور اسکے منہ پر نقاب — خدا ہر خدائی کا پردہ رہا
جو سچا تھا عاشق تو وہ نزع تک — محمدؐ محمدؐ ہی کہتا رہا
ٹھکانے لگا اب تو اے عشق یار — زمانہ تو چرکے ہی دیتا رہا
جدا ہو گیا ہجر میں دل مرا — الٰہی مرے پاس اب کیا رہا
ہوا ذکر مژگان احمدؐ کا جب — مرے دل میں بھی کچھ کھٹکتا رہا
الٰہی مجھے جلد طیبہ دکھا — مرا دل ہے فرقت میں گھبرا رہا
پڑھا جس نے دل سے درود شریف — محمدؐ کی مجلس میں جب جا رہا

صبا پیارے احمدؐ سے کہدینا تو
کہ شائق دکن میں تڑپتا رہا

محمدؐ آپ نے حسن ایسا پایا — فدا دل سے ہوا اپنا پرایا
کہوں کیا ہجر ابروئے نبیؐ میں — مجھی پر دل نے خنجر آزمایا
نبیؐ کی جستجو کرتا تھا اٹھ کر — مجھے کیوں دردِ فرقت نے بٹھایا

ادھر بھی اک نظر آنکھوں کے صدقے — کہ مازاغ البصر پھر یاد آیا
یہی ہے وجد کا اے دل معمّا — کہ پہلا حال ہمکو یاد آیا
کوئی کہدے ذرا بہرِ تسلّی — تجھے طیبہ میں احمدؐ نے بلایا
یہی ہے التجا ہر وقت تجھ سے — مدینہ میرا مدفن ہو خدایا
کرونگا نالہ جب ہجرِ نبیؐ میں — ہلے گا عرشِ ربّانی کا پایا

مجھے مرنے کا کیوں ہو رنج شائق
بنایا جس نے پھر اس نے مٹایا

خیال آتا ہے جب ہمکو نبیؐ کے روئے روشن کا — گماں ہوتا ہے سینے ہی پہ اپنے دشتِ ایمن کا
ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن — سماں ہے یہ حمد و نعت کا دونوں کے درشن کا
گنہگاروں کو ذاتِ کبریائی کا بھروسا ہے — خدا کی پاک رحمت شامیانہ ہوگی مدفن کا
خزاں ہجرِ محمدؐ کی بہارِ جاودانی ہے — دلِ پُر داغ میں نظّارہ ہے سرسبز گلشن کا
خیالِ عارضِ انور رہے گر مونس و ہمدم — شبِ ہجراں میں بھی انداز ہوگا صبحِ روشن کا
نبیؐ سے دور ہوں اے دل مگر خوش ہوں تصوّر سے — مبارک باد سے ملتا ہے نغمہ میرے شیون کا
ہوا اس آرزو میں خاک اوجاں کے مدینہ کے — کبھی تو خواب میں بوسہ ملے کملی کے دامن کا
نگاہِ لطف سے اس کو رفو کردو رسول اللہ — مرا چاکِ جگر کب آشنا ہوتا ہے سوزن کا
خیالِ نورِ احمدؐ میں مجھے یہ اوج حاصل ہے — اُجالا لامکاں پر پڑ رہا ہے دل کے سوزن کا
رخ و زلفِ محمدؐ کا جو ذکر آتا ہے محفل میں — تو دل ہاتھوں اُچھلتا ہے وہیں شیخ و برہمن کا
دلِ پُر داغ ہر اک اُمّتی کا رشکِ بیضا ہے — کلیم اللہ کو تھا ناز اپنے دستِ روشن کا
بچانا نفس کے پھندے سے ہمکو یا رسول اللہ — زیادہ خوف ہوتا ہے ہمیں پوشیدہ رہزن کا

نبیؐ کا دوست ہے جو میں بھی شائق اُسپہ شیدا ہوں
قسم اللہ کی دشمن ہوں میں احمدؐ کے دشمن کا

دل ہو گیا رسول خدا کا جب آشنا
صلوٰ علیہ کہنے لگے تو سب آشنا

دن یہ بھی ہے کہ رہتا ہے ہر ایک سے جدا
وہ دن ازل کا ہائے کہ تھا سب آشنا

جو کچھ کہ ربط ہوا سے ہو میری روح سے
دل میرا نفس کا نہ رہے یارب آشنا

ہجر نبیؐ وصال سے بدلے تو کیا عجب
دل سے ہمارے دور ہوا ہے اب آشنا

تیرے سوا نظر میں سماتا کوئی نہیں
یہ دل ہمارا ہوتا ہے کس پر کب آشنا

اللہ کے لئے ہو اگر سب سے دوستی
آئیں گے کام حشر میں بھی وہ سب آشنا

مضمون من رآنی کا ظاہر ہوا ہمیں
شکل عرب سے ہو گیا ایدل رب آشنا

دشمن وہی ہوئے جنہیں سمجھے تھے دوست ہم
دنیا کے یار ہوتے ہیں سب مطلب آشنا

ہر دم خیال زلف محمدؐ سے کام ہے
اپنا دل حزیں بھی ہوا ہے شب آشنا

احباب واقربا ہوں کہ مال و متاع دہر
جب تک کہ تن میں روح ہے ہیں وہ سب آشنا

شائق نبیؐ کا نام جو آتا ہے سامنے
ہو جاتے ہیں درود سے اپنے لب آشنا

ہے درد کبھی آہ و فغاں اور کبھی نالا
اے ہجر نبیؐ ان سے پڑا ہے مجھے پالا

کیونکر نہ خیال رخ احمدؐ سے ہو دل خوش
ہاں ہاں ہے یہی نور مرے گھر کا اُجالا

اے باد صبا وصل محمدؐ میں شفا ہے
لیجا مجھے یا میرے مسیحا کو بلا لا

ہر وقت رہے پیش نظر نور محمدؐ
آغوش تصور ہی میں ہے چاند کا ہالا

سچ ہے کہ گزرتی تھی ازل ہی میں مزے سے
اللہ نے دنیا کی بلا میں مجھے ڈالا

ہو گرمی ہجر شہ دیں اور زیادہ
اک داغ جگر پہ ہو تو اک دل پہ ہو چھالا

ہے یاد رُخ و زلف کی اک دل میں ہمارے
ہے مجمع ضدین اندھیرے میں اُجالا

تسکین دل بیتاب کی اکدن تو صبا کر
بو زلف محمدؐ کی ادھر تو بھی تو اُڑا لا

محشر میں کہیں کا نہیں رہتا ہے گنہ سے
قربان مرے پیارے محمدؐ نے سنبھالا

یوں تو ہوئے مبعوث بہت سارے پیمبر
ہر ناز ہر انداز ہے احمدؐ کا نرالا

شائق ہے یہ سب نعت محمدؐ کا تصدق
کہتے ہیں جو سب سلّمہ اللہ تعالےٰ

کہہ رہا ہے نام احمدؐ پر الف اللہ کا
غافلو جونکو یہ رہبر ہے خدا کی راہ کا

حشر میں جب آؤں گا پڑھتا ہوا نعت نبیؐ
غل اُٹھے گا یہ ہے دیوانہ رسول اللہ کا

حشر میں یوں شان و شوکت ہوگی ظاہر یا نبیؐ
ہر گدا کو آپکے رتبہ ملے گا شاہ کا

مصحف عارض محمدؐ کا رہے پیش نظر
یا خدا کر دے مجھے حافظ کلام اللہ کا

اُس کا اک ذرّہ ہے ایدل ہوگا تاباں کسطرح
نور احمدؐ کے مقابل نور مہر و ماہ کا

جلوۂ نور خدا سے ہوگیا پُر نور دل
ملگیا ہے مرتبہ اُسکو بھی بیت اللہ کا

جو مدینہ دیکھ آیا وہ بھی کہتا ہے کہ ہائے
کتنا پیارا پیارا منظر ہے تری درگاہ کا

لا الہٰ سے جو میں نے نفی کی اغیار کی
ملگیا دل کو وہیں بس لطف الاّ اللہ کا

اک نہ اک دن گرتے پڑتے جائیگا ملک عرب
ناتوان ہجر احمدؐ کو عصا بس آہ کا

سب الف اللہ ہوبے لام بنجائے لہ
پھر جدائی ہو تو ہو وے واہ نام اللہ کا

مالدار و فخر کر لو روح جبتک تن میں ہے
بعد مردن ایک ہے رتبہ گدا و شاہ کا

نعت کا صدقہ ہے شائق جو ترے اشعار پر
مرحبا کا شور ہے غل ہے جزاک اللہ کا

روح جب تن سے ہو یا احمدؐ مختار جدا
سامنے سے ہو نہ جلوہ ترا زنہار جدا

نقشۂ یار رہے پیش نظر آٹھ پہر
غیر کا دھیان ہے دل میں جو ہر بار جدا

غم اسی کا ہے مجھے اور اسی کا رونا
مجھ گنہگار سے کیوں ہیں مرے سرکار جدا

جس کو اللہ نے دی چشم بصیرت کی نظر
وہ نہیں کہتے ہیں اغیار سے ہے یار جدا

ہر مسلمان کا وہ دل یہ ہے عشاق کی جان
باغ طیبہ ہے جدا خلد کا گلزار جدا

اک مری جان پہ کیا کیا ہے مصیبت اللہ
سختیٔ نزع جدا روتے ہیں غمخوار جدا

ہجر احمدؐ میں بھی ہو مرا مونس ہر دم
مرے دل سے نہ ہو دردِ شہِ ابرار جدا

بحرِ وحدت کی عجب موج ہے سبحان اللہ
مجھ میں پوشیدہ مرا یار ہے پھر یار جدا

یادِ زلفِ شہِ دیں ہجر کے دن ساتھ ہے یوں
جسطرح دھوپ میں سایہ نہو نہ نہار جدا

ہم گنہگاروں کے ہمراہ رہیں محشر میں نبیؐ
قافلے سے نہ رہے قافلہ سالار جدا

یادِ حضرت سے ہی بیچین تھے عُشّاق کے دل
اُن پہ آفت ہوئے شائق ترے اشعار جدا

۴

حق ہے یا غوث آشنا تیرا
ہم سے کیا وصف ہو ادا تیرا

کہدے اب تو زبان پاک سے تمُ
میں ہوں اک کشتۂ ادا تیرا

سر میں سودا ہے تیرا ہر اک کے
دل ہر اک کا ہے مبتلا تیرا

ہے قدم بر قدم محمدؐ کے
کیا ہی سیدھا ہے راستا تیرا

پھری آنکھوں میں ہے تری صورت
میرا دل اور مدعا تیرا

مدتوں سے ظہور تک تیرے
ذکر کرتے تھے اولیا تیرا

ہمیں دارین سے غرض یا پیر
چاہیئے مجھ کو چاہنا تیرا

نہ جھٹک دے مجھے قیامت میں
میں اک ادنیٰ ہوں خاکپا تیرا

بخشوانا نیاز مندوں کو
ناز اُٹھاتا ہے کبریا تیرا

غوث اعظمؓ پکار اُٹھتا ہوں
جب میں سنتا ہوں تذکرہ تیرا

کاش پتلی کے بدلے آنکھوں میں
جلوہ گر ہوتا نقش پا تیرا

خوف شائق کو کیا قیامت کا
اُس کو کافی ہے آسرا تیرا

گرمیٔ ہجر نبیؐ سے دل دھڑکتا جائیگا
اشک میرے دیدۂ تر سے ٹپکتا جائیگا

جب خیال آجائے گا حسن ملیح یار کا
زخم دل پر پھر نمک ایدل چھڑکتا جائیگا

دیکھکر رتبہ ترا محشر میں یا خیر الوریٰ
ہر کس و ناکس تری صورت کو تکتا جائیگا

الفتِ تیغ نگاہِ احمدؐ دی میں رات دن
مثل بسمل عاشقوں کا دل پھڑکتا جائیگا

راز وحدت صاف آئینہ بنے گا سامنے
نور احمدؐ جب مرے دل میں چمکتا جائیگا

آئے غش یاد گل رخسار احمدؐ میں اگر
ہر کوئی منھ پر گلاب آکر چھڑکتا جائیگا

جس نے چھوڑی پیروی شرع رسول اللہؐ کی
بھول کر وہ راستہ سیدھا بھٹکتا جائیگا

روئے احمدؐ کی بہار ایدل نظر آئے اگر
حشر تک آئینۂ دل کا نہ سکتا جائیگا

دیکھ پائے صاف عارض گر رسول اللہؐ کے
بعد مردن مرغ جاں اپنا پھڑکتا جائیگا

شعلہ روئے نبیؐ سے ہو تصور میں جو وصل
نکلے ہر ارماں پسینے میں ٹپکتا جائیگا

شہرت حسن محمد مصطفےٰؐ سن لے اگر
دل مرے پہلو سے آہستہ سرکتا جائیگا

یاد شائق آئے گر تشنہ لبی شبیرؑ کی
غمزدوں کے حلق میں پانی ٹپکتا جائیگا

لکھنا ہے مجھ کو وصف رسول جلیل کا
لائیں قلم کہاں سے پر جبرئیل کا

یا مصطفےٰؐ شفا ہے تری اک نگاہ میں
عیسیٰ سے کیا علاج ہو تیرے علیل کا

دنیا ہے بے ثبات نہ تو اس سے دل لگا
نغمہ ہے ہر نفس میں نہاں الرحیل کا

محبوب جو مرا ہے خدا کا ہے وہ حبیب
محتاج کچھ نہیں ہے یہ دعوی دلیل کا

دل منظر خدا ہے نظر اس پہ ہو مدام
اے دوستو یہ کعبہ نہیں ہے خلیل کا

اک امتیؐ کو بھولیں گے احمدؐ نہ حشر میں
مجھ کو بہت بھروسا ہے میرے کفیل کا

کہلاؤ تو خدا کے وہ حافظ ہے ہر گھڑی
پیش نظر ہے واقعہ اصحاب فیل کا

لبیک یا رسولؐ کہوں گا پکار کر
نظارہ ہو جو شہر نبیؐ کی فصیل کا

ملجائے مجھ کو شربت دیدار مصطفےٰؐ
کوثر کا تشنہ ہوں نہ مئے سلسبیل کا

تازہ رہے مدام گل داغ عشق یار
انداز دل میں ہو مرے باغ خلیل کا

جو نام مصطفےٰ پہ نہ بھیجے درود پاک
شائق اُسے مقام ملے گا بخیل کا

ہر اک خواہش سے دنیا کی ترا جب دل صفا ہوگا
تو نور احمد مرسل کا اس دم سامنا ہوگا

ہر اک دل تھام کر صلی علی کہدیگا محشر میں
عجب انداز سے اپنا نبی جلوہ نما ہوگا

کسی کا عشق وقت جانکنی یوں رنگ لائیگا
کہ دل سے اللہ اللہ اور زباں پر مصطفےٰ ہوگا

شمیم زلف احمدؐ کچھ اُڑا لا کر مدینے سے
غریبوں کو سنگھا جانا صبا تیرا بھلا ہوگا

جسے الموت جسر یوصل کے یاد ہیں معنی
دم آخر اسے ہر درد میں حاصل مزا ہوگا

نماز مومناں معراج ہے اُسدن میں سمجھونگا
نبی کی مسجد اطہر میں جب سجدہ ادا ہوگا

نچھوڑونگا نچھوڑونگا کبھی پیارے محمدؐ کو
قیامت میں یہ ہاتھ اور دامن خیر الوریٰ ہوگا

اغثنا یا رسول اللہ اغثنا یا رسول اللہ
وگرنہ کوئی دم میں دم مرے تن سے جدا ہوگا

جو ہو ہر داغ عشق احمدی شکل ید بیضا
الف عشاق کی آہوں کا موسیٰ کا عصا ہوگا

شب معراج کے حالات سنکر دل تڑپتا ہے
مرا پیارا پیمبر ہائے کیا اچھا بنا ہوگا

ڈریں کیوں نزع کی سختی سے وصل یار ہوتا ہے
یہی نا جان جائیگی ہمارا اور کیا ہوگا

وہی کچھ جانتا ہے احمد بے میم کا مطلب
جسے دیدار احمدؐ کا مزہ حاصل ہوا ہوگا

ہمیں تشنہ لبی کا حشر میں کیا خوف اے شائق
مدد پر اپنی محشر میں شہید کربلا ہوگا

قسم اللہ کی جو عاشق غوث الوریٰ ہوگا
دم آخر اُسے دیدار شاہ انبیا ہوگا

نظر ہو گنبد انور پہ ہر دم ہم غلاموں کی
الٰہی اسطرح سے بخت اپنا کب رسا ہوگا

یہ سچ ہے آشنا کا آشنا ہے آشنا اپنا
محب جو پیر کا ہوگا وہ محبوب خدا ہوگا

ترے دربار میں لٹتی ہے جب دارین کی دولت
نہ ہم سر شاہ کے پھر کیوں ترا ادنیٰ گدا ہوگا

نہ گھبرائیں گے ہجر پیر میں سچے جو ہیں عاشق
تصور میں جو زلف پیر مشکل تازیانہ ہو
جدائی غوث اعظم کی گوارا اب نہیں مجھکو
ترے جلوہ میں کثرت ہے ترے چہرہ میں وحدت
غلاموں پہ کرم کی اک نظر ہو جائے گر حضرت
مہوس بن نہ لے دل میں لے مجھ سے آپکا نسخہ
مریدو پیر بخشش ہر قدم ہے کیوں ڈر تمہیں اتنا

زباں پر اُن کی بس ہر دم رضینا بالقضا ہوگا
پڑے گی مار وہ دل پر سزا میں بھی مزا ہوگا
مرے اللہ کب بغداد میں مسکن مرا ہوگا
جو دیکھے اک نظر سو جان سے تجھ پر فدا ہوگا
وہی ڈر خوف انکا شکل امید و رجا ہوگا
کرے جو نفس کو کشتہ وہ شکل کیمیا ہوگا
وہاں بھی حضرت غوث الوریٰ کا آسرا ہوگا

محبت پیر کی کامل ہے گر مشتاق تیرے دل میں
تو ہر ہر رنگ میں آقا ترا جلوہ نما ہوگا

اے بانکے محمد صل علیٰ رتبہ ترا ہم سے کیا جانا
اللہ کی قسم کیا منہ سے کہوں جس نے تجھ کو جانا جانا

جب نزع کی حالت ہو طاری مشکل ہے وہی دم پر بھاری
وہ چاند سا چہرہ دکھلا کر ارشاد بھی کچھ فرما جانا

تم نام خدا ہو شان خدا ایمان خدا ہو جان خدا
ہر ہر نئے ڈھب سے تم کو اے صل علیٰ اپنا جانا

یاں فصل نہ تھا واں وصل ہوا کیا رمز ہے یہ اللہ اللہ
معراج کی شب کس طور کا وہ آنا جانا

یا خواب ہو یا بیداری ہو یا شکل تصور ہوش میں لو
ہر حال کسی صورت سے مجھے جلوہ اپنا دکھلا جانا

حاصل ہے جنہیں قربت تیری ہوتی ہے بسر اچھی ان کی
مضطر ہے مرا دل فرقت میں اک بار اسے سمجھا جانا

امید یہی ارمان یہی خواہش ہے یہی حسرت ہے یہی
اے نور جسد اول میں آکر تقدیر مری چمکا جانا

واں یہی تو ہے اپنا والشمس ہے جب چہرہ تیرا
گیسو کو تیرے اے پیارے نبی واللیل اذا یغشی جانا

اے کملی والے سائیں مرے اسوقت خبر لے جلدی سے
آنکھوں میں ہے دم اب فرقت سے اسوقت ذرا تو آجانا

آئے تجھے عدم سے گو تنہا اب فکر نہیں اسکی اصلا
ہے شکل نبی دل میں اپنے ہوگا نہیں اب تنہا جانا

وہ آنکھ وہ ابرو وہ سیرت شاہی میں فقیری کی صورت
جس نے نہ تجھے مولا جانا اللہ کو اس نے کیا جانا

دم تو ستے ہی بیگانہ ہوا شائق ہے یہی رمز آدم
کیا بات عجب کی تھی نادر ہر ایک نے تجھے اچھا جانا

احمد پاک پہ مائل نہ ہوا تھا سو ہوا
دل مرا عشق میں کامل نہ ہوا تھا سو ہوا

شب معراج عرب سے یہ کھلا راز ہمیں
رب سے ایسا کوئی واصل نہ ہوا تھا سو ہوا

خواب میں دیکھا احمد ہدی سبحان اللہ
محفل پاک میں داخل نہ ہوا تھا سو ہوا

ہر تجلی رخ حضرت کی یہاں تک ظاہر
ہمسر طور مرا دل نہ ہوا تھا سو ہوا

یا نبی دیکھئے ہمت دل ناداں کی مرے
تیغ ابرو کے مقابل نہ ہوا تھا سو ہوا

کون سے چاند کے ٹکڑے نے کیا دو ٹکڑے
دل شکستہ سے کامل نہ ہوا تھا سو ہوا

ہجر میں وصل نبی کا مجھے جب لطف آیا
میں تصور کا جو قائل نہ ہوا تھا سو ہوا

کیوں نہ انسان کو ظلوما و جہولا کہیں
کوئی یوں یار کا عامل نہ ہوا تھا سو ہوا

یاد شمشیر نگاہ نبوی ہے دل کو
شکر اللہ کا بسمل نہ ہوا تھا سو ہوا

خواہش راہ حقیقت نے کیا تنگ مجھے ۔۔۔ طالب مرشد کامل نہ ہوا تھا سو ہوا
عشق حضرت میں عجب دل کو مزا ملتا ہے ۔۔۔ لطف اس طرح کا حاصل نہ ہوا تھا سو ہوا
دیکھتے ہی رخ احمد کو دیا دل حق لے ۔۔۔ وہ کسی شخص پہ مائل نہ ہوا تھا سو ہوا

آج محروم پھر اس کو نہ در دولت سے
تیرا شائق کبھی مائل نہ ہوا تھا سو ہوا

نظر ہم پہ یا مصطفیٰ کیجئے گا ۔۔۔ عزیزوں سے دل کو صفا کیجئے گا
تصور جو ہو چشم مست نبی کا ۔۔۔ سراپا ظہور ہوا کیجئے گا
مجھے خوف کہتا ہے امید رکھنا ۔۔۔ رجا کہہ رہی ہے ڈرا کیجئے گا
صبا جا کے شاہ عرب سے یہ کہنا ۔۔۔ مجھے در کا اپنے گدا کیجئے گا
نہیں ہے جو ممکن کبھی ڈھب سے آنا ۔۔۔ تصور میں مجھ سے ملا کیجئے گا
جما کر تصور میں شکل محمد ۔۔۔ خدا کا نظارا کیا کیجئے گا
ہے منظور گر خاتمہ خیر سے ہو ۔۔۔ تو یاد رسول خدا کیجئے گا
محمد کی امت ہوں بندہ خدا کا ۔۔۔ نگہ میں بس اور کیا کیجئے گا
کبھی بن کے ارماں کبھی نور بن کر ۔۔۔ مرے چشم و دل میں رہا کیجئے گا
نظر آپ ہی آئیں پیارے محمد ۔۔۔ تصور میں اتنا فنا کیجئے گا
بلا لو مدینہ میں جلدی محمد ۔۔۔ کہاں تک اب آہ و بکا کیجئے گا
میں بیمار احمد کا ہوں اے مسیحا ۔۔۔ مرے واسطے کیا دوا کیجئے گا

جو چاہے کرو اپنے شائق کے حق میں
بھلا کیجئے یا برا کیجئے گا

یا نبی جب عاشق روئے منور ہو گیا ۔۔۔ عشق کا جو حال تھا آئینہ مجھ پہ ہو گیا
گنبد احمد پہ جس دن میری پڑ جائے نظر ۔۔۔ میں یہ سمجھوں گا مرا اونچا مقدر ہو گیا

تیرے قدموں پر گرے کٹ کر خدا ایسا کرے
بار میرے جسم پر یا مصطفیٰ سر ہو گیا

جان دینا مہر و الفت میں نہیں مشکل ہمیں
دل ہمارا سر بازِ محبت اپنا رہبر ہو گیا

یہ صفائے قلب کی تاثیر ہے یا مصطفیٰ
آئینہ ہر مہر مری مرقد کا پتھر ہو گیا

ہو گیا احمد کی مژگاں کی نظر سے ریلا جب
تیر دل سے آشنا گردن سے خنجر ہو گیا

وحشت عشق محمد زور پر ہے اس قدر
جب بہار آئی تو میں اپنے سے باہر ہو گیا

کیوں نہ نورانی نظر آئے مجھے قلب سیاہ
آج نور مصطفیٰ جہاں مرے گھر ہو گیا

خوف کیا طوفان فرقت او سوچ مجھے
یا نبی دل تیر الفت کا شناور ہو گیا

کوئی تو صلِ علیٰ کہتا تھا اور کوئی فلک
جلوہ گر اپنا نبی جب روز محشر ہو گیا

خوف کیا ہے دل کو شائق مفلسی سے عشق میں
درہم داغ محبت سے تونگر ہو گیا

چمکے الٰہی اس طرح اختر نصیب کا
میں شیفتہ ہوں تیرے پیارے حبیب کا

طیبہ کا ذکر سنتے ہی دل شاد کیوں نہ ہو
ہاں ہاں وہی تو باغ ہے اس عندلیب کا

بلوا کے شہر پاک میں یا سید الرسل
توقیر مجھے کر دے کبھی دل غریب کا

ہے یہ دعا کہ دفن مدینہ میں ہو مرا
کیوں ہو نہ درد رنج و سا یا نجیب کا

میں ہوں مریض ہجر نبی وصل ہے شفا
درکار کچھ نہیں مجھے نسخہ طبیب کا

دارین کی ہے سیر تصور میں یار کے
کچھ تفرقہ نہیں ہے بعید و قریب کا

عاشق وہ کبریا کے خدا اُن کا شیفتہ
رتبہ ہے وہ کلیم کا اور یہ حبیب کا

دیدار جسکو آپکا حاصل ہے یا رسول
پڑ جائے سایہ مجھ پہ بھی اس خوش نصیب کا

معراج کی وہ شب وہ سواری براق کی
سمجھا تھا جبرئیل کو عہدہ نقیب کا

لا تقربوا کہیں لا تجہروا لہ
سب کو ادب سکھایا ہے حق نے حبیب کا

اپنا جمال پاک دکھاؤ کسی طرح

معروضہ ہے یہ شائق حسرت نصیب کا

عجب رتبہ کیا اللہ نے مداح احمدؐ کا
عدد احمدؐ کے ہیں اور ہیں ہر ہر حرف ابجد کا

نہ کیوں بسمل ہو ہر ہر تیغ ابروئے محمدؐ کا
لیا ہے پہلے بسم اللہ کہکر درس ابجد کا

محبت احمدؐ مرسل کی اللہ کی محبت ہے
اشارہ ہے نئے انداز سے یہ میم احمدؐ کا

دماغی شکل میں لفظ محمدؐ سلسلہ جنباں
سنا ہے میں نے بھی در پردہ نغمہ صوت سرمد کا

ہوا ظاہر شب معراج ہم کو اذن مثنیٰ سے
کہ پردہ اٹھ گیا تھا درمیاں سے میم احمدؐ کا

کہا صل علیٰ ہر ہر نے دل کو تھام کر اپنے
یہ تھا معراج میں انداز حوروں کی خوشامد کا

کہا جس نے محمدؐ حشر میں وہ ہو گیا ناجی
کہ یہ لفظ اماں بھی ہم عدد نام محمدؐ کا

محمدؐ میں عیاں ہے نور مطلق ذات باری کا
اشارہ روح انسانی میں ہے نور مقید کا

الٰہی اس طرح سے چشم دل میں نور آ جائے
تصور میں کبھی نظارہ ہو شکل محمدؐ کا

تصور شان وحدت کا تھا جب ذہن میں آیا
سمٹ کر سایہ قد بن گیا ہے میم احمدؐ کا

دعا شائق کی ہو مقبول بہر پنجتن یارب
مدینہ میں بنوں جا کر مجاور پاک مرقد کا

اشارہ حشر میں ہے زلف احمدؐ کی ہر اک لٹ کا
گنہگارو سبکاری کا کچھ تم کو نہیں کھٹکا

ہمارے شاہ کو نان جویں ہی لاکھ نعمت تھی
وہ دھرے ٹاٹ پر آرام ملتا تھا چھپر کھٹ کا

عجب الفت ہے احمدؐ سے کہ دل نے منہ نہیں موڑا
اٹھا کر درد فرقت کے بہت کچھ رات بھر ٹپکا

نہیں جائیگا جبتک عشق کا سودا خداوندا
ہمارا سر ہو اور پھر رسول اللہ کی چوکھٹ کا

نہیں ہے پیرو شرع محمدؐ اے دل ناداں
بلا شک ہے راہ سیدھی چھوڑ کر وہ راستہ بھٹکا

دکھا دو شکل اپنی یا نبیؐ اب دم ہے آنکھوں میں
تامل کی نہیں جا اب یہی وقت ہے جھٹ پٹ کا

یہ ہے عبرت کی جا اب بھی تو چونکو خواب غفلت سے
یہی کہتا ہے منظر مقبرے کا اور مرگھٹ کا

یہی ہے رمز اللہ جمیل میں نہاں اے دل
یہ شکل میم احمدؐ کیا ہے اک جلوہ ہے گھونگھٹ کا

فلک پہ عرش پہ آراستہ پیراستہ ہر شے
شب معراج وہ انداز احمد کی سجاوٹ کا
لحد میں ساتھ ہی ہیں یا محمد کہہ کے اٹھ بیٹھا
ہوا کھٹکا فرشتوں کے جو کچھ پاؤں کی آہٹ کا

خدا کا نور سر تا پا کہوں میں کیوں نہ اے شائق
مگر کے راز سے واقف ہوا تھا نور کا ٹیکا

دو رنگی میں جلالی اور جمالی رنگ پنہاں تھا
مسلماں تھا سو کافر تھا جو کافر تھا مسلماں تھا
تری شان کریمی خوب ابراہیمؑ نے دیکھی
جو تھا آتش کدہ دم میں وہ دم بھر میں گلستاں تھا
وہ میرے خواب میں بھی آئے چمکاتے ہی دم کا
ستم دیکھو کہ اس کے ہاتھ میں خنجر بھی عریاں تھا
ہوا کرتی ہے پیچھے ہی پہ تہمت بزم دنیا میں
جو یوسف پاک داماں تھے تو انکا چاک داماں تھا
قیامت میں محمدؐ میں محمدؐ خود نظر آئے
جو اپنے دل کے آئینہ میں انکا عکس پنہاں تھا
عجب کچھ عشق نے پردہ دری کی قیس و لیلیٰ کی
وہاں تھا چاک محمل یاں یہاں چاک گریباں تھا

عجب کچھ مکر سے کرتا تھا شائق بت پرستی بھی
جسے کافر سمجھتے تھے وہی پکا مسلماں تھا

زلف و خال و رخ درخشاں کو نہیں جانتے کیا
ابرو و چشم و مہ تاباں کو نہیں جانتے کیا
مصحف عارض جاناں کو نہیں جانتے کیا
ہم مسلماں ہیں قرآں کو نہیں جانتے کیا
جسم کے ایک اشارے پہ چلے جان و جگر
تابع حکم ہیں فرماں کو نہیں جانتے کیا
بت سفاک دکھا کر ہمیں تیغ قتل دوڑا
مرد میداں ہیں میداں کو نہیں جانتے کیا
سو رہے ہیں تہ تیغ میں کہ وہ جو رنگ شب وصل
دل یہ کہتا ہے کہ ارماں کو نہیں جانتے کیا
اک نہ اک دن وہ بنائیگا نشانہ دل کو
ہم ترے ناوک مژگاں کو نہیں جانتے کیا
آگ لگ جائیگی کوچے میں تمہارے اکدن
نالہ ہائے دل سوزاں کو نہیں جانتے کیا
تو یہاں مجھ پہ جفا کر لے مگر محشر میں
ہاتھ میرا ہے ترے داماں کو نہیں جانتے کیا
دور کسی سے نہ ہو اکام اسے ہم نے کیا
سب ملک حضرت انساں کو نہیں جانتے کیا

کیوں یہاں آئے دکھانے کو حماقت اپنی — شیخ جی محفلِ رنداں کو نہیں جانتے کیا
پرسشِ روزِ قیامت کی ہے کیوں فکر تمہیں — عاصیو رحمتِ رحماں کو نہیں جانتے کیا
دیر کیوں جلد مدینہ میں بلا لو مجھ کو — یا نبیؐ تم مرے ارماں کو نہیں جانتے کیا

ہو کے انجان گنہ کرتے ہو کیوں اے شائق
روزِ میثاق کے پیماں کو نہیں جانتے کیا

اک نظارہ روئے غوث پاک کا افسوں ہوا — جس نے دیکھا دل سے شیدا ہو گیا مجنوں ہوا
فصلِ گل میں پوچھتا پھرتا ہوں یا غوث الوریٰ — جب سے اس دل کو مرے عشقِ رخِ گلگوں ہوا
دیکھ کر بغداد میں وہ گنبدِ اطہر کہوں — اے مری خوش قسمتی اب میں ترا ممنوں ہوا
ہے ازل ہی سے مجھے محبوبِ سبحانی کا عشق — عاشقانہ میرے ہر ہر شعر کا مضموں ہوا
پھر ترقی پر ہوئی الفت جنابِ پیر کی — شکر ہے دردِ فراقِ پیر پھر افزوں ہوا
خواب میں بھی میں نے صورت پیر کی دیکھی نہیں — شاد کس دن ہو دوستو میرا دلِ محزوں ہوا
تن مرا پھونکا مرے دل کی لگی نے ہائے ہائے — اور میرا دیدۂ تر غیرتِ جیحوں ہوا
کیوں بگڑتا ہے مرا ہر کام ہجرِ پیر میں — کچھ نہیں کھلتا کہ میرا بخت کیوں واژوں ہوا

جھوٹ کہتے ہیں مگر یا پیر یہ ہے فالِ نیک
سنتے ہیں بغداد میں شائق ترا مجنوں ہوا

ہجر میں کل چشم تھی نمناک دل غمناک تھا — کون مجھ سا غمزدہ ہیجاں تہِ افلاک تھا
قتل کرنے جب تلک آمادہ بت سفاک تھا — مستعد مرنے پہ میں تھا اور بہت بیباک تھا
قتل گہ میں ہاتھ قاتل کا پڑا خنجر پہ کب — ایک گردش میں نگہ کی سب کا قصہ پاک تھا
لیکے دل دم میں آیا دیکے دھوکا چل دیا — تھا تو کمسن ہی مگر ہشیار تھا چالاک تھا
جب لگایا میں نے دل جاتے رہے ہوش و حواس — عشق تھا لالہ رویاں نشۂ تریاک تھا
ہاتھا پائی نے عجب تصویر کھینچی روزِ وصل — ان کا دامن چاک تھا میرا گریباں چاک تھا

کسطرح انساں نہ کرتا خاکساری اے فلک
خاک سے پیدا ہوا پھر آخرش وہ خاک تھا

کس لئے ڈرتے قیامت میں بھلا منزل سے ہم
سو منوں پلے پہ اپنے صاحب لولاک تھا

ملک ہستی میں جو دوڑا تو عدم میں دم لیا
توسن عمر رواں بھی کسقدر چالاک تھا

جب بہار آئی جنوں تازہ ہوا سودا بڑھا
پھر وہی میں تھا وہی پھر دشت وحشتناک تھا

منہ سے اُنکے بات نکلی دل پہ کندہ ہو گئی
کیسا عمدہ تھا نگینہ واہ کیا بیباک تھا

شکر حق تھی نزع میں بھی دل سے جاری یا حق
اور لب پر میرے ہر دم نام غوث پاک تھا

واں سے کیوں غیروں کو جھانکا کچھ نہ کرنا تھا لحاظ
پردۂ در میں ترے میرے جگر کا چاک تھا

تم نے کیوں دامن کو دھویا پونچھکر دامن سے اشک
چھن کے آیا تھا مری آنکھوں کا پانی پاک تھا

قبر شائق کسطرح روشن نہ ہوتی وقت دفن
اُس کے دل میں نور عشق صاحب لولاک تھا

برہمن دیر میں کعبہ میں مسلماں دیکھا
جس کو دیکھا ترا آشفتہ و حیراں دیکھا

کبک و طاؤس چمن بھول گئے چال اپنی
کیا ٹہلتے تجھے اے سرو خراماں دیکھا

نزد حکام مجھے دیکھ کے کہتا ہے وہ شوخ
کور ہو جائیگا جس نے ہمیں عریاں دیکھا

تیرے بھی رخ میں ہے وہ بات جو مصحف میں ہے
رفع شک ہو گیا جب کھول کے قرآں دیکھا

عوض خضر بگولہ تھا وہاں راہ نما
ترے وحشی نے وہ سنسان بیاباں دیکھا

وقت وعدہ نگہ ناز جھکی سینے پر
ترے دیدہ کو ترے دل کا نگہباں دیکھا

بلبلیں بھول گئیں زمزمہ سنجی اپنی
صحن گلشن میں جو شائق کو غزل خواں دیکھا

وصف کیوں کرتا ہے واعظ اسکے آگے حور کا
وہ تو ہے کافور کی پتلی یہ پتلا نور کا

کہکشاں ہے مانگ مہ رخ آفتاب ابرو ہلال
کیوں نہ ہو چرخ بریں پر اب دماغ اُس حور کا

اشرف مخلوق کو اسفل سے کیا نسبت بھلا
کیا ہو رشک گل سے چہرہ مقابل حور کا

خواب میں جنت نظر آتی ہے اے واعظ مجھے
جب سے ہے دلکو تصور ایک رشک حور کا

چاندنی پر چاندنی پڑ جائیگی اے دوستو
ہو مقابل ماہ کے چہرہ اگر اس حور کا

ان کو آتا ہی نہیں جو بانکپن انداز و ناز
سیکھتی ہیں آکے پریاں بھی چلن اس حور کا

تمکو اے شائق یہ کیا سوجھی یہ کیا آیا خیال
کہتے ہو انسان کے چہرہ کو چہرہ حور کا

دیکھتے عالم اگر تیرے رخ پر نور کا
بھول جاتے حضرت موسیٰ بھی جلوہ طور کا

کون کہتا تھا انا واللہ اعلم بالصواب
ظاہرا دیکھو تو بے شک قول تھا منصور کا

مارے دہشت کے نہ کیوں اٹھیں مردے قبر سے
میرے نالوں نے اثر پیدا کیا ہے صور کا

گر نہ زاہد خانۂ دل کو مرے تو بے چراغ
ہے تصور اسمیں اک بت کے رخ پر نور کا

تیر فرقت کا فسے ترے اے ترک اے ناوک فگن
خانۂ دل ہے نمونہ خانۂ زنبور کا

اصل میں تو دونوں جا ہیں فرع میں جھگڑا ہے کیوں
ایک ہے خرمے کا شیرہ اور ایک انگور کا

جب کہا میں نے کہ وعدہ کل کا ایفا کیجئے آج
یوں کہا اب جانے وہ کیا ذکر ہے مذکور کا

زخم کو دیکھا تو ہنس کر اور بھی چھڑکا نمک
یہ علاج اس نے کیا دلکے مرے ناسور کا

رازداری چاہیئے تھی ان کو شائق یار کی
بھید جسدم کھل گیا سر کٹ گیا منصور کا

جبتک اس دل میں ترا عشق ستمگار نہ تھا
چین سے کٹتی تھی عمر اور کوئی آزار نہ تھا

کبھی تنہائی ہو تنہا کبھی وہ یار نہ تھا
کونسا دن تھا جو واں مجمع اغیار نہ تھا

کسکا دل ہے جو تری زلف میں اے یار پھنسا
کون اس دام محبت میں گرفتار نہ تھا

یاس و حسرت کے سوا اور شب فرقت میں
کوئی غمخوار نہ تھا کوئی مددگار نہ تھا

تونے بیہوش کیا کیوں مجھے دکھلا کے جمال
میں تو موسیٰ کیطرح طالب دیدار نہ تھا

میرے ساقی تری آنکھو نے ہیں سب متوالے
کون ہے وہ جو مئے عشق سے سرشار نہ تھا

دیکھ کر مجھکو چھپا کر اسے باتیں نہ بنا
نامہ وہ غیر کا تھا پر مجھے اخبار نہ تھا

آنکھ پڑتے ہی ترے منہ پہ دل آیا کیونکر
میں تری کوئی ادا کا ابھی خریدار نہ تھا

او ستمگر تری ہرگز نہ محبت کرتا
کیا کروں تیرے ستم سے میں خبردار نہ تھا

بعد الفت تو مجھے ظلم و ستم سے نہ ڈرا
کیا جفا سے میں تری پہلے خبردار نہ تھا

سر جدا کر کے جو کہتا ہے سبکدوش کیا
میرے قاتل مرے تن پر مرا سر بار نہ تھا

آپ آ سکتے تھے یا مجھ کو بلا سکتے تھے
چاہتے آپ تو ملنا کوئی دشوار نہ تھا

اس کی محفل میں تو کل جمع بہت تھے اعدا
ہائے افسوس کہ اک میں جگر افگار نہ تھا

تیری شمشیر جفا کس کے جگر پر نہ چلی
کون سے دل سے ترا تیر نظر پار نہ تھا

میری آنکھیں ہیں ترے حسن کی دعوی پہ گواہ
کیا فقط ان کا بیاں قابل اظہار نہ تھا

میں نہ تھا لطف و کرم کے ترے لائق نہ سہی
کیا ترے جور و ستم کے بھی سزاوار نہ تھا

سایۂ ظل ہما کس لئے ہوتا مجھ سر پہ
کیا مرے سر پہ ترا سایۂ دیوار نہ تھا

لے چلے سوئے جہنم جو فرشتے مجھ کو
رحمت حق نے صدا دی یہ گنہگار نہ تھا

کیوں بلاتے نہیں طیبہ میں مجھے یا احمد
کیا حضوری کے میں قابل مرے سرکار نہ تھا

آپ کیوں بھول گئے مجھ کو بسان اغیار
میں فدا آپ پہ کیا احمد مختار نہ تھا

تو نے کیوں تیغ تغافل سے مجھے قتل کیا
شائق اس ڈھب کی سزا کا تو سزاوار نہ تھا

دل جب اسیر زلف سیہ فام ہو چکا
شہرہ ہمارا ہند سے تا شام ہو چکا

افسوس انتظار میں گزری بہار عمر
وعدہ بھی تیرا اے بت گلفام ہو چکا

کیا کیجئے رقیب کو آتی نہیں ہے موت
سو بار صرع ہو چکی سرسام ہو چکا

ناصح اگر یہی ہے یبوست دماغ کی
تجھ کو نصیب روغن بادام ہو چکا

تھا موسم شباب میں کچھ لطف مے کشی
اب کیا پیوں شراب مرا کام ہو چکا

ہر میکدے میں ہو گئی مشہور یہ خبر
شائق فدائے لعل سے آشام ہو چکا

ہوتے ہی خط نمود گھٹا حسن یار کا
غلبہ حلب پہ ہو گیا تاتار کا

خط سے زیادہ حسن بڑھا حسن یار کا
سبزے سے رنگ کھل گیا اس گلعذار کا

اللہ رے سوز عشق دل داغدار کا
جل کر سیاہ ہو گیا پتھر مزار کا

جائے جو شب کو محفل خوباں میں شمع رو
ہو دم بخود کوئی کوئی پروانہ یار کا

افعی ہے وہ سمجھ نہ اسے اژدہے سے کم
دشمن اثر وصل کے ہے جو یار غار کا

گھبرایا جبکہ طائر دل درد ہجر سے
اڑ کر طواف کرنے لگا بام یار کا

تو ہی شب فراق میں آجا ادھر اجل
کب تک میں انتظار کروں وصل یار کا

ابرو ہلال مہر جبیں نجم خال رخ
اس حسن سے داغ فلک پہ بہار کا

نازاں نہ حسن پر ہو خزاں ہے لگی ہوئی
دو دن میں اڑ ہی جائیگا موسم بہار کا

کر قتل جلد تا کہ شہیدان عشق میں
آگے جلوؤں میں لے کے علم افتخار کا

ہوتی ہے تیر کی سی خلش دل میں بار بار
مضمون باندھتا ہوں جو مژگان یار کا

بگڑی ہیں اس کو پھول سمجھ کر نگار کہا
پتھر جو کوئی آ کے لگا کوئے یار کا

سیماب کسطرح اسے دم بھر نہیں قرار
کیا حال پوچھتے ہو دل بیقرار کا

شائق چلا ہوں لیکے شہ دیں کا عشق ساتھ
کیا خوف مجھ کو اب ہے لحد کے فشار کا

۴

جب لطف ہے اپنی زندگی کا
جلوہ رہے آنکھوں میں کسی کا

آئے ترے چہرے کے مقابل
کیا منہ اے جان ہے آرسی کا

اس حسن ملیح کے مقابل
کیونکر نہ ہو حسن روپہی کا

کیوں وصل میں غصہ ہو رہے ہو
اے جان ہے دن ہنسی خوشی کا

تم اور ہمیں ہوں تخلیہ ہو — اُس وقت مزا ہے دلگی کا
مرجائے یہاں کوئی بلا سے — لیکن نہ ترا ہو بال بیکا
دنیا میں ہیں اقربا احبا — عقبے میں نہیں کوئی کسی کا
دو صدقہ حسن ایک بوسہ — رتبہ ہے بہت بڑا سخی کا
سئے ابر وہ مہ لقا ہو شب ہو — جب لطف ہے مہ کی چاندنی کا
زلفوں نے تری رہ طلب میں — سیکھا ہے طریقہ رہزنی کا
تم چاند ہو حوروں کی دو آنکھیں — غلماں کے ہیں گال منہ پری کا
رہ رہ گئے تہک کے سب پیامی — ثمرہ نہ ملا دوا دوی کا
نکلے شب بدر مہ جو میرا — میلا ہو یہ رنگ چاندنی کا
شادی و غم و وصال و فرقت — جھگڑا ہے یہ اپنے جیتے جی کا
غمخوار نہ تھا کوئی شب ہجر — ہو خانہ خراب بیکسی کا
آنکھوں کے اشارہ نہیں لیا دل — کیا ڈھنگ نیا ہے دلبری کا
دیوانہ کوئے مصطفے ہوں — بتلا دو پتہ مجھے بنی کا
نازاں ہوں میں رحمت خدا پر — زاہد کو ہے ناز بندگی کا

کل حشر میں دیکھ لیں گے شائق
کس پر ہو کرم مرے سخی کا

دل مبتلائے ابروئے خمدار ہوگیا — بیٹھے بٹھائے یہ ہی اک آزار ہوگیا
اس چشم نرگسیں کا جو بیمار ہو گیا — ملک حلب پہ غلبۂ تاتار ہوگیا
پوشیدہ خط سے عارض دلدار ہوگیا — ملک حلب پہ غلبہ تاتار ہوگیا
نیلا جو بوسہ لینے سے رخسار ہوگیا — کہنے لگے کہ دور ہو بس پیار ہوگیا
جب ذکر وصل لایا زباں پر تو یوں کہا — اب تو تو قتل کا ہی سزاوار ہوگیا

حرمان و درد و رنج و غم و یاس و قلق
فرقت میں اُن کی نیرا خمسہ بیدار ہو گیا

متوالی چشم بت کی جو زاہد نے دیکھ لی
تسبیح و دلق پھینک کے میخوار ہو گیا

دم لب پہ ہجر میں ترے اور غمیں ہے روح
اے جان میں ابھی زیست سے بیزار ہو گیا

منہ سے نقاب اٹھتے ہی دل میں چبھی نظر
اک تیر تھا اِدھر سے اُدھر پار ہو گیا

تھا خواب میں نصیب مزا وصل یار کا
کمبخت کیوں میں نیند سے بیدار ہو گیا

ہر بات پہ جھڑکتے ہو جھنجھلاتے رہتے ہو
اب تم سے بات کرنا بھی دشوار ہو گیا

وعدہ پہ کھاتے ہو جو قسم کس کو اعتبار
اقرار اس طریقے سے سو بار ہو گیا

کہتے ہیں میری چھیڑ پہ ہنس کر شب وصال
دل آپ کے ستانے سے بیزار ہو گیا

بھولا تھا کمسنی میں بہت میر اسمہ لقا
شائق جوان ہو کے ستمگار ہو گیا

عشق میں آفتیں اے یار یہ کیا
اک نہ اک روز ہے آزار یہ کیا

دل نہ پہلو میں نہ رہنے کو جگہ
لٹ گیا عشق میں گھر بار یہ کیا

ہجر جاناں میں یہی کہتا ہوں
آج مونس ہے نہ غمخوار یہ کیا

ہو چکا پہلے ہی عہد و پیماں
وقت پر کرتے ہو تکرار یہ کیا

تیغ جب کھنچ گئی پھڑکے عشاق
سب کے سر کٹ گئے سرکار یہ کیا

کہتے ہیں وہ مجھے بس سونے دو
رات بھر کرتے ہو بیزار یہ کیا

میں نے مانا نہیں دل مٹھی میں
سچ بتا اے بت عیار یہ کیا

ہجر کی پہلی ہی شب میں شائق
ہو گئے مضطر و بیمار یہ کیا

اے غم یار مرے دل میں جب آنا جانا
لخت دل خون جگر شوق سے کھانا جانا

کیا یہی رسم محبت ہے یہی شرط وفا
آکے پہلو میں مرے دلکو جلانا جانا

منتظر کب سے کھڑے ہیں ترے در پہ عاشق / جلوہ ہوش ربا اُن کو دکھانا جانا
کچھ نہیں قدر ترے پاس ہماری ظالم / تو نے عشاق کو مٹی میں ملانا جانا

صدمہ ہجر سے بیتاب دل شائق تھا
اس کو سینے سے ذرا اپنے لگانا جانا

بیمار محبت کو ستانا نہیں اچھا / فرقت میں شب و روز رلانا نہیں اچھا
جلتوں کو مری جان جلانا نہیں اچھا / غیروں کے چھپ چھپ کے یہ جانا نہیں اچھا
پردے سے نکل آؤ خدا کیلئے پیارے / اس چاند سی صورت کا چھپانا نہیں اچھا
لگجائیگی غیروں کی نظر ہاں ذرا دیکھنا / سینے سے دوپٹہ کو ہٹانا نہیں اچھا
ہے یاد شب وصل ہیں کہتا وہ کسی کا / بس جاؤ یہ ہر بار ستانا نہیں اچھا
کس روز ہنسایا تھا جو بدلا یہ لیا ہے / اے چرخ کہن ہم کو رلانا نہیں اچھا

شائق ہے سنا ہجر کا قصہ تو کہا یوں
افسانہ غلط ہمکو سنانا نہیں اچھا

رخ سے نقاب آج جو اس نے اٹھا دیا / سب عاشقوں کو جلوہ خدا کا دکھا دیا
رونے لگا تو ہنس کے مجھے ہی ہنسا دیا / ہنسنے لگا تو چھیڑ کے مجھکو رلا دیا
وہ بانکپن وہ چال نئے رنگ ڈھنگ کی / مجھکو انہیں اداؤں نے مجنوں بنا دیا
رشک مسیح مجھکو نہ سمجھیں تو کیا کریں / ٹھوکر لگا کے مردہ دلوں کو جلا دیا
بھولا ہوں خود ہی آپ کو غیروں کا ذکر کیا / ساقی نے مجھکو جام اک ایسا پلا دیا
ناصح نہ کہا دماغ تو مجھ ناتوان کا / دل مال تھا مرا جسے چاہا دیا دیا

اغیار نار رشک سے جل کر نہ کیوں ہوں خاک
شائق کو اک حسیں سے خدا نے ملا دیا

گوشہ اٹھا جو دن کو کسی کے نقاب کا / گل ہو گیا فلک پہ چراغ آفتاب کا

دیکھا فروغ حسن جو اس ماہتاب کا / جل کر کباب ہوگیا دل آفتاب کا
دیکھے جو رنگ یار کے مہر و عتاب کا / کیا فکر ہو خیال عذاب و ثواب کا
دل سے غلام ہوں میں شہ بوتراب کا / کیا خوف خاکسار کو روز حساب کا
دل جلکے خاک ہوگا ہر اک شیخ و شاب کا / وہ بجلیاں گرائے گا عالم شباب کا
لو آج پانی بھرنے وہ پنگھٹ پہ آگئیں / جلوہ ہے برج دلو میں ہر اک آفتاب کا
بیٹھا ہے اس کے پاس رقیب سیاہ رو / یا رب ہو جلد دور گہن آفتاب کا
خورشید برج برج جو پھرتا ہے [illegible] / شاید یہ ڈھونڈتا ہے گھر اس آفتاب کا
چھائی ہوئی ہے حسن کے بازار پر گھٹا / زلفوں میں رخ چھپا ہے مرے آفتاب کا
پھرتا ہے دن تمام جو مہر آسمان پر / دیوانہ ہوگیا ہے مرے آفتاب کا
کوٹھے پہ آئے وہ جو سر شام سیر کو / خجلت سے زرد ہوگیا رخ آفتاب کا
تارے ڈلتے تھے جو شب ہجر چھپ گئے / چہرہ نظر جو آیا کسی آفتاب کا
روز فراق جائے بدل شام وصل سے / کالا ہو اس جہان سے منہ آفتاب کا
مبعوث ہوگیا وہ لے تسکین کے لیے / سایہ خدا نے رکھ لیا اس آفتاب کا
گر کھاکے گلگلوں سے ہے پرہیز کس لیے / انگور کھاکے شیخ ہے دشمن شراب کا
وہ لطف کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے / بے تیرے کیا مزہ ہے شراب و کباب کا
قدمیں نظیر میں حسن میں انداز و ناز میں / ثانی نہیں ہے کوئی بت لاجواب کا
بے چین بے قرار ہے سیماب سا طپاں / کیا حال کہیے اس دل پر اضطراب کا
قاصد سے نامہ لیکے وہ کرڈالتا ہے چاک / کیا ڈہنگ یہ نکالا ہے خط کے جواب کا
دل کھولکر جو ملئے شب وصل میں گلے / ہو جائیگا قران مہ و آفتاب کا
ڈھاتی ہیں شوخیاں غضب اس جور ساکی / اب بجلیاں گرائیگا عالم شباب کا
اللہ رے شرم اس بت کافر کی وصل میں / رخ سے نہیں ہٹاتا وہ گوشہ نقاب کا

شائق میں روے یار کو تشبیہ کس سے دوں
یہ حسن ماہ کا ہے نہ ہے آفتاب کا

ہر شیخ و برہمن ہے گرفتار بلا کا
کیا پیچ نرالا ہے تری زلف رسا کا

کیوں وصل میں کرتے ہو حجاب آؤ لپٹ جاؤ
اے جان یہ موقع نہیں کچھ شرم وحیا کا

کشتے ہیں ترے ابروے مژگاں کے ہزاروں
زخمی کوئی پیکاں کا کوئی تیغ جفا کا

گھایل ہوں میں ابرو کا مژہ کا ترے زخمی
انداز کا مقتول ہوں کشتہ ہوں ادا کا

پارہ ہو یہ کیوں مثل کتاں ہر دل عاشق
انداز ہی کچھ اور ہے اس ماہ لقا کا

چوما جو کسی نے کف رنگیں تو کہا یوں
دیکھو ابھی اڑ جائے نہ یہ رنگ حنا کا

ہوں چاک گریباں میں اسی غم سے شب و روز
کھولا نہ گیا مجھ سے کبھی بند قبا کا

بھولے سے نہ باغ ارم و خلد کو دیکھوں
ہے نقش مرے دل پہ مدینہ کی فضا کا

شائق تجھے کیا گرمی محشر کا نہیں خوف
سایہ ہے ترے سر پہ شہ ہر دوسرا کا

اچھا ہے مشغلہ یہی شام و پگاہ کا
رخ کا خیال ہے کبھی زلف سیاہ کا

قصہ سنایا اون کو جو حال تباہ کا
کہنے لگے یہی ہے مزہ میری چاہ کا

تیغ ادا سے اور نہ مجبور کر مجھے
کشتہ تو میں ازل سے ہوں تیری نگاہ کا

عید کساں بغرۂ شوال میشود
عید اپنی ہے جو وصل ہوا اس رشک ماہ کا

گیسوے مشک فام نہیں گنج حسن پر
جوڑا ہے یہ خزانہ پہ مار سیاہ کا

نظریں جو لڑ گئیں تو جگر چھد گیا مرا
کیا کام تیر کر گیا تیری نگاہ کا

ہو جائے بدر شرم سے گھٹ کر ابھی ہلال
گر بے نقاب چہرہ ہو اس رشک ماہ کا

پابند کیوں وفا کے نہ ہوں ظلم پر ترے
مٹی میں ہے خمیر ہماری نباہ کا

ایمان جان و مال کا کسکو یہاں خیال
ہے شغل صبح و شام حسینوں کی چاہ کا

اللہ کو بھی عجز ہے مرغوب اس لئے
سنتے ہیں عذر پیار سے ہر عذر خواہ کا

سات آسماں سے بڑھ کے گیا عرش پر مقام
شائق یہ اوج ہے مرے اس بادشاہ کا

بس ہے ذریعہ میرے یہ اعزاز و جاہ کا
مداح ہوں میں آصف گردوں پناہ کا

سنتے ہیں عذر پیار سے ہر عذر خواہ کا
لاریب ایک شمہ ہے یہ وصف شاہ کا

اعدائے شاہ مثل سگاں کیوں نہ بھاگ جائیں
محبوب ہے وہ حضرت شیر الٰہ کا

گردش ہو جام عیش کو تا دور مشتری
ہو دور تیرا دور ہو جب تک کہ ماہ کا

بیکار میں نہیں ہوں کہ سر گرم کار ہوں
بے شبہ سچ ہے قول مرے بادشاہ کا

بہبودی و فلاح رعیت کی فکر ہے
ہر کام شہ کا کام ہے سب کی رفاہ کا

شائق کو بھولنا نہ کبھی اے شہ دکن
ادنیٰ گدا ہے یہ تو تری بارگاہ کا

نام خدا جوان مرا یار ہو گیا
نشتر ستم یہ کی کہ ستمگار ہو گیا

تو بہر سیر اے مہ خوبی ادھر بھی آ
سینہ ہمارا داغوں سے گلزار ہو گیا

مضمون وصل سے ہوئی تسکین قلب کی
تعویذ ہول ہجر خط یار ہو گیا

وحشت جنوں کی عشق میں مجھ پر جو چھا گئیں
جبہ ہمارا قابل دستار ہو گیا

حیراں ہوئے وہ آئینہ آیا جو سامنے
ہیں انکے آگے نقش بدیوار ہو گیا

نکلا ہے لال ہو کے ترا تیر زخم سے
لے سرخ سرخ اب لب سوفار ہو گیا

واعظا مدینہ چھوڑ کے فردوس کون جائے
جنت کا باغ کوچہ دلدار ہو گیا

شائق کو کیا غرض جو کرے ہجر کا گلا
جام مئے وصال سے سرشار ہو گیا

ویراں جنوں میں سب مرا گھر بار ہو چکا
وحشی کا جامہ دامن کہسار ہو چکا

میرے گناہ حشر میں ظاہر ہوں سب کیوں
جب پردہ پوش تو مرے ستار ہو چکا

ضد کا ہی کچھ ٹھکانا ہے اقرار وصل پر
پشیمان لیجئے انکار ہو چکا

ہو سیر کیونکہ تیغ سے وہ جو مانند کہربا
فرقت میں شکل کاہ تن زار ہو چکا

صد شکر خاک ہو کے گیا کوئے یار میں
نقش قدم کو چوم لیا پیار ہو چکا

دو دن میں وہ نگاہ محبت نہیں رہی
کیا ارتباط آپ کا اے یار ہو چکا

آیا تو آیا کب وہ عیادت کے واسطے
افسوس جبکہ شائق بیمار ہو چکا

صبح شب وصال مجھے غم پہ غم ہوا
افسوس یہ کہ وہ یار کا جانا ستم ہوا

کعبہ عرب کا قبلۂ اہل عجم ہوا
سجدہ گاہ عاشقاں ترا نقش قدم ہوا

وہ شعلہ رو جو خواب میں مجھ سے بہم ہوا
کچھ دل کی آگ کم ہوئی کچھ درد کم ہوا

واں موتیوں کا ہار بھی گر تھی مذاق کی
یاں آنسوؤں کے تار سے رومال نم ہوا

اس بت کے بوسے آیا رقیب سیاہ رو
واللہ شام وصل ستم پہ ستم ہوا

تیر نظر سے ہو گئے زخمی دل و جگر
آنکھیں لڑانا یار کا ظلم و ستم ہوا

جلوہ دکھا دیا مجھے کس بت نے اے خدا
بت خانہ میرا آئینہ دار حرم ہوا

سچ ہے یہ بات موت سے بڑھ کے ہے انتظار
قاصد نے دیر کی تو مجھے غم پہ غم ہوا

مژدہ شب وصال کا قاصد سے جب سنا
کچھ دل کی آگ کم ہوئی کچھ درد کم ہوا

برسوں کے بعد ان کا نظارہ جو کل ہوا
کچھ دل کی آگ کم ہوئی کچھ درد کم ہوا

اس نالہ رو کی یاد میں رویا جو صبح تک
کچھ دل کی آگ کم ہوئی کچھ درد کم ہوا

آیا جو بعد مرگ وہ ہمراہ غیر کے
ہر اک کو مرا غم تو مجھے اس کا غم ہوا

شائق سے ہمکنار رہا وہ جو ایکبار
کچھ دل کی آگ کم ہوئی کچھ درد کم ہوا

۴

کبھی اپنا وعدہ وفا کیجئے گا
مری جاں کہاں تک دغا کیجئے گا

دعا دیں گے ہم حسن میں ہو ترقی
جو اک بوسہ ہم کو عطا کیجئے گا

جو بوسہ لیا میں نے وہ ہنس کے بولے
اب آگے خدا جانے کیا کیجئے گا

میں عاشق ہوں مجھ پہ ستم کب روا ہے
رقیبوں پہ مشق جفا کیجئے گا

ابھی فتنے خوابیدہ جاگیں گے لاکھوں
نہ وا اپنے بند قبا کیجئے گا

ڈراتے ہو کیوں کون ڈرتا ہے تم سے
یہی نا کہ اک دن قضا کیجئے گا

قیامت میں قاتل کا دامن پکڑ کے
کہوں گا ادا خوں بہا کیجئے گا

ابھی کھیلنے کے ہیں دن کھیلو صاحب
جوانی میں محشر بپا کیجئے گا

کہا وصل کے ذکر پر سن کے شائق
یہی تا قیامت کہا کیجئے گا

عکس افگن جام مے میں خال دلبر ہو گیا
دختر رز تاباں تری قسمت کا اختر ہو گیا

کھنچے سے بزم میں رنجیدہ دلبر ہو گیا
سوخت اپنا آفتاب بخت یکسر ہو گیا

سادہ پن پر آپکے قربان تھے سولہ سنگار
نقش اسکا رات کو ہر اک کے دلپر ہو گیا

دادخواہی چھوڑ کر کی عذر خواہی سامنے
سامنا قاتل سے جسدم روز محشر ہو گیا

سو ہی جاتا آئنہ رو سے لپٹ کر شام وصل
پیچ کا تکیہ مگر سد سکندر ہو گیا

ہے تقاضا شوق کا کچھ اور لکھ کچھ اور لکھ
یہ کوئی خط تو نہیں عصیاں کا دفتر ہو گیا

تیرا میخانہ رہے آباد ساقی اور لا
مجھ سے بادہ کش کو کیا بس اک ساغر ہو گیا

خانہ آبادی ہوئی یا خانہ بربادی ہوئی
عشق نے دل میں کیا گھر جبکے بے گھر ہو گیا

وہ ادھر ہفت آسماں کے اسکا ہر اک دل میں عکس
آئینہ خانہ بت خود بیں کا گھر گھر ہو گیا

چلتے چلتے راہ میں تو نے ستم ڈھایا نیا
تیری ٹھوکر سے اٹھا فتنہ تو محشر ہو گیا

پھوٹ کر رویا خیال آیا فسردہ کا دلکو جب
آبلے کو دل کے یہ بھی ایک نشتر ہو گیا

چرخ کجرفتار نے کیا کیا نہ دی گردش مجھے
مہرۂ شطرنج سا میں بھی تو گھر گھر ہو گیا

گر پسند آتا نہیں تمکو دل درد آشنا
پھینک دینگے چیر کر ہمکو بھی دو بھر ہو گیا

اس تغافل نے سر مجلس مجھے رسوا کیا
جان کر پہچان کر انجان دلبر ہو گیا

خوف کیا ہے دل کو شائق مفلسی عشق میں
درہم داغ محبت سے تونگر ہو گیا

عشق جب سے آپکا اے بندہ پرور ہو گیا
قلب مضطر ہو گیا اور حال ابتر ہو گیا

بیٹھے بیٹھے عشق مژگان ستمگر ہو گیا
سیر سے اک دل کے لیے تیار لشکر ہو گیا

دیکھکر عکس آئینہ میں وہ جو ششدر ہو گیا
اُس کو یہ حیرت ہے یہ بھی میرا ہمسر ہو گیا

کمسنی میں فتنۂ محشر اسے کہتے تھے سب
قد نکالا تو قیامت کے برابر ہو گیا

یہ جفا ایسی جفا اتنا ستم ایسا ستم
نام معشوقوں میں بھی تیرا ستمگر ہو گیا

دل نظر سے گر گیا اُن کی بہت اچھا ہوا
باز سے بچکر ہوا اپنا کبوتر ہو گیا

دیکھو وہ ڈھلکا دوپٹہ اور وہ شانے سے گرا
کیا جوانی میں تمہیں آنچل بھی دوبھر ہو گیا

برق چمکی آنکھ میں عاشق کی آتش لگ گئی
تیر کیا انجان تو تو ستمگر ہو گیا

میٹھی باتوں سے دہان یار کو اخلاص ہے
لیجیے پستہ میں پیدا لطف شکر ہو گیا

کیوں دل ناداں ہوا رنگ طلائی پر فدا
تو بھی دنیا دار سا کیا طالب زر ہو گیا

کیوں پریشاں آج ہیں عشاق زیر بام یار
جلوہ گر کیا آفتاب روز محشر ہو گیا

تھا بہلا چنگا مرے پہلو میں بیخوف و خطر
دل مرا رسوا ترے کوچہ میں جا کر ہو گیا

دل مرا جھک کر اٹھایا ہے نگاہ یار نے
شرم کہتی ہے کہ بیشک کچھ نہ کچھ شر ہو گیا

واہ ری چالاکیاں کیا شوخ دیدہ ہے وہ شوخ
تھا ابھی کچھ اور کچھ تیور بدل کر ہو گیا

خوف سے اس سنگدل کے رہ بھی ہم سکتے نہیں
قطرۂ اشک آنکھ میں گویا کہ پتھر ہو گیا

قاف میں سن سنکے شہرہ حسن کا مضطر ہو بلیں
لے ترا سایہ تو پریوں کے بھی سر پر ہو گیا

جب کہا میں نے کہ دل مضطر ہوا ہے ہجر میں
بھولے بن کے پوچھتے ہیں مجھسے کیونکر ہوگیا

فخر ہے مجھکو صفائے دل پہ ہر دم ہر گھڑی
خشم آئینہ پہ گر ناز سکندر ہو گیا

بھول کیا اس سنگدل نے قبر پہ میری کہا
حق میں میرے بھی وہ اک چھاتی کا پتھر ہوگیا

لیٹے لیٹے آگیا شب کو جو مژگاں کا خیال
فرش گل میرے لیئے کانٹوں کا بستر ہوگیا

میرا دل لٹکا کے گیسو میں کہا اس شوخ نے
چشم بد ہو دور یہ بھی ایک زیور ہوگیا

کچھ نہیں آتا تھا کہنا یاد ہیں شائق وہ دن
فیض سے استاد کے اب تو سخنور ہوگیا

جب تک متوجہ وہ مسیحا نہیں ہوتا
بیمار محبت کبھی اچھا نہیں ہوتا

گھونگٹ سے عیاں کیوں رخ زیبا نہیں ہوتا
عاشق سے کسی قوم میں پردا نہیں ہوتا

وہ دل نہیں جو حسن پہ شیدا نہیں ہوتا
وہ سر نہیں جس میں ترا سودا نہیں ہوتا

ہیں آپکا اے جان جو شیدا نہیں ہوتا
رسوا نہیں ہوتا کبھی رسوا نہیں ہوتا

یہ یاد رہے حسن کا چرچا نہیں ہوتا
ہیں آپ کا گر چاہنے والا نہیں ہوتا

جور و ستم و رنج و غم و درد و مصیبت
فرقت میں مریجان یہ کیا کیا نہیں ہوتا

آنکھوں ہی نے ڈھائی یہ مصیبت مرے دلپر
اے کاش جو میں نے تجھے دیکھا نہیں ہوتا

جسطرح برے کام کا ہوجاتا ہے شہرہ
اس طرح بھلی بات کا چرچا نہیں ہوتا

عیسیٰ تو وہی ہے کہ جو مردوں کو جلائے
جو کوئی دوا دے وہ مسیحا نہیں ہوتا

قاتل بھی ہو معشوق بھی ہو کچھ نہیں پروا
تم قتل کرو خون کا دعوی نہیں ہوتا

لب دیدۂ گریاں میں نہیں شکل حسیناں
کس روز یہ میلا لب دریا نہیں ہوتا

اس وعدہ کو سچا میں تصور کروں ایجان
اقرار ہمیشہ ترا پورا نہیں ہوتا

ہر وقت نہ کیوں دیدۂ گریاں میں ہو اشک
جو خشک ہے وہ دشت ہو دریا نہیں ہوتا

تم آنکھوں ہی آنکھوں میں اڑا لیتے ہو دلکو
چوروں کا بھی یہ دل یہ کلیجا نہیں ہوتا

یوں تار نظر میرے پریشاں نہ ہوتے
دل آپ کی زلفوں میں جو الجھا نہیں ہوتا

کیوں آپکے لب ملتے ہیں جھوٹی ہو مری بات
کیا غنچۂ دل داغ سے لالا نہیں ہوتا

او نالۂ دل عرش معلی کی خبر لے
دل پر اثر اس کے نہیں ہوتا نہیں ہوتا

واعظ ہے بشر سہو و خطا سے ہے مرکب
کیا تجھ سے کوئی کام گنہ کا نہیں ہوتا

جو اصل ہے وہ اصل ہے جو نقل ہے وہ نقل
تصویر میں گویائی کا شیوا نہیں ہوتا

دل مانگ رہا ہے مرا اور وہ بھی ہیں لیتے
میں تیرا ہوں کیوں مجھ پہ تقاضا نہیں ہوتا

تعریف پہ یوسف کی کہا ہنس کے اسنے
کیا حسن میں ہم سے کوئی اچھا نہیں ہوتا

۱

رحمت کا بھروسہ ہے قیامت کا خطر کیا
شائق کبھی اندیشۂ فردا نہیں ہوتا

وہ خفا ہیں راز افشا ہو گیا
میں انا حق کہکے رسوا ہو گیا

مجھ سے بدظن یار سب را ہو گیا
خار سے پھر گل کو کھٹکا ہو گیا

دیکھ کر تصویر سکتا ہو گیا
دم کے دم میں اور نقشا ہو گیا

کس طرح بیمار کی ہو زندگی
جبکہ آزردہ مسیحا ہو گیا

اس شرارت کے فدا ہو جائیے
ٹھوکر تو جل بھن کے سرمہ ہو گیا

آکے بیٹھا دل پہ جب تیر نظر
رشک سے ٹکڑے کلیجا ہو گیا

کان میں بالا جو پہنا شوخ نے
رنگ سا چمکا حسن بالا ہو گیا

سامنا کس آئینہ رو کا ہوا
آج آئینہ جو اندھا ہو گیا

پڑ گئی جب دلپہ عارض کی چمک
ذرہ ذرہ مہر تجلی ہو گیا

اس کی آنکھوں تک جو پہنچا دود آہ
پتلیوں کا رنگ کالا ہو گیا

قلب عاشق سے نکلتا ہی نہیں
تیر بھی حرف تمنا ہو گیا

لن ترانی کی نہ لے جانے بھی دے
کہکے ارنی خود ہیں رسوا ہو گیا

مجھکو دکھلا ہاتھ پھر مہندی بھرا
چور تھا دل کا وہی کیا ہو گیا

زلف پھر رخسار پر پڑنے لگی
پھر کسوف شمس پیدا ہو گیا

پیارے پیارے اسمیں ہیں چھینکے پھل
قد تمہارا رشک طوبی ہو گیا

خون دل سے تیر مژگاں کیلئے
جب سے یہ پیکاں ہمارا ہو گیا

گر تری مٹھی میں دل میرا نہیں
تو ہی بتلا دے مجھے کیا ہو گیا

عشق نے بدنام دونوں کو کیا
وہ بھی رسوا میں بھی رسوا ہو گیا

پھر مجھے گریہ نے رلوا دیا ہے
پھر حباب آب رواں کا ہو گیا

گھر غلط گلشن غلط کعبہ غلط
عرش سے دل میرا اعلی ہو گیا

ان کی صورت یاد آنے لگی
دیکھ کر آئینہ دھوکا ہو گیا

ابتدائی عشق کے اپنی حالتیں
شوق ہمکو انتہا کا ہو گا

لا الہ پڑھ کے جب کافر ہوا
رہنما پھر لفظ الا ہو گیا

اب تو اے شائق ترے اشعار کا
ہر گلی کوچہ میں چرچا ہو گیا

کبھی آوارہ ترا عاشق گیسو نہ ہوا
بال بیکا نہ ہوا زخم سر مو نہ ہوا

کیوں شب وصل پریشاں ترا گیسو نہ ہوا
رنگ کس کام کا ہے اڑتے ہی جو بو نہ ہوا

دل مرا شیفتۂ غنچۂ ابرو نہ ہوا
یہ وہ سوسن ہے کہ بھولے سے بھی ہنستہ نہ ہوا

کیوں مری آنکھ بھر آئی نہ تری فرقت میں
کیوں مرے دلمیں کوئی درد کا پہلو نہ ہوا

تھمتے تھمتے ترے رخسار کے بوسے لیتا
کاش یہ دیدۂ پر نم ترا آنسو نہ ہوا

سایۂ تیغ نظر میں جسے نیند آتی ہے
اس کو آرام تہ خنجر ابرو نہ ہوا

نکلے آہ شرر بار سے چوٹیں دل کی
نفس سرد مگر گرم سر مو نہ ہوا

وقت سر رکھنے کے کہتا ہوں تہ تیغ مجھے
ہائے اس وقت بچھوسے لے پہ مری تو نہ ہوا

سمجھے تھے مرتے ہی ہو جائیگا وصل اسکا مگر
گرم آغوش لحد سے ہی یہ پہلو نہ ہوا

دم نکلتا مرا دیدار ترا ہو جاتا
کاش اس وقت سرہانے ترا زانو نہ ہوا

غش نہ آیا مجھے کیوں دیکھ کے اس کا جلوہ
حسن پر نور ہیں کیوں طور کا پہلو نہ ہوا

نفط قم مجھ پہ کریگا نہ اثر اے عیسےٰ
یہ کوئی یار کا چلتا ہوا جادو نہ ہوا

ہم بغل وہ رہے اغیار کے یارب توبہ
اس کے پہلو کے عوض جب مرا پہلو نہ ہوا

مرتے ہی آئے وہ دل تھام کے میت آ مری
درد اسوقت اٹھا جب مرا پہلو نہ ہوا

ہم ہی منہ موڑ کر اسلام سے کافر ہوتے
طاق محراب حرم آپ کا ابرو نہ ہوا

پردہ آب رواں ہی سے غشی رک جاتی
چشم مشتاق میں موسیٰ ترے آنسو نہ ہوا

دولت حسن لٹا دیتی ہیں تیری آنکھیں
حسن یوسف ترا ہم سنگ ترازو نہ ہوا

مجھ کو آرام نہ ہوتا تھا جو فرقت میں کبھی
کسی کروٹ کسی حیلے کسی پہلو نہ ہوا

میں ہی اے یار وفاؤں سے بدلتا ہی
خوب گزرا جو تری بات کا پہلو نہ ہوا

دیکھ کر داور محشر کو کہو لگا تجھ سے
جلوہ گر مسند انصاف پہ کیوں تو نہ ہوا

دہن زخم سے میں تیر کے بوسے لیتا
ہائے اے لطف جفا راہنما تو نہ ہوا

یاد شمشیر نظر میں میں لپٹ کر سوتا
ہائے پہلو میں مرے تیغ کا پہلو نہ ہوا

سراپا ہو سے بدن محو نظارہ ہوتا
دیدۂ شوق مرا حلقہ گیسو نہ ہوا

آنکھ لڑ جاتے ہی سینہ سے لپٹتا بڑھ کر
جذبۂ حسن مگر قوت بازو نہ ہوا

باندھ کر پر سے ترے بھیجتے ہیں غیر کو خط
اے کبوتر مرا ارمان ترا بازو نہ ہوا

ہوں وہ دکھنی کہ دکھن ناز سے یہ کہتا ہے
کرسی ہند یہ کوئی ترا بازو نہ ہوا

یونہی برباد ہوا شائق ناشاد کا دل
اے گل عارض جاناں یہ تری بو نہ ہوا

ہوتے روزن گر تری دیوار کا
لوٹتے ہم بھی مزا دیدار کا

خاک بنتے کوچۂ جاناں کی اگر — بوسہ لیتے نقش پائے یار کا
سجدہ کرتے ہم کو سب عاشق ضرور — ہوتے گر پتھر در دلدار کا
آبرو پاتے زمانہ میں بہت — موتی ہوتے ہم جو تیرے ہار کا
بھول کر لب پر ترے آتے نہ تھے — حرف ہوتے ہم اگر انکار کا
آئینہ بنتے جو ہم اے کردگار — سامنا رہتا رخ دلدار کا
سرمہ بنتے کاش جل بھنکر اگر — گھر بناتے چشم مست یار کا

شوق پورا ہو تا گر شائق تجھے
وصل رہتا رات دن دلدار کا

دل زلف پر نثار کیا ہائے کیا کیا — ناگن کو ہمنے پیار کیا ہائے کیا کیا
شرما گئے وہ بزم میں غیروں کے سامنے — کیوں ہمنے انکو پیار کیا ہائے کیا کیا
اے رحمت خدا ترے انداز کے نثار — مجھ کو گناہ گار کیا ہائے کیا کیا
منصور ایک لفظ انا کہکے آپ نے — سر اپنا نذر دار کیا ہائے کیا کیا
مشتاق قتل جان کے وہ قتل سے رکے — خنجر کو میں نے پیار کیا ہائے کیا کیا
بسمل کو اپنے دیکھکے سیدھی نگاہ سے — اک تیر اور پار کیا ہائے کیا کیا
جلوہ دکھا کے دور سے اور وہ بھی خواب میں — ظالم نے بے قرار کیا ہائے کیا کیا
بے موت اسکے ہجر میں ہیں کیوں نہ مرگیا — مرنے کا انتظار کیا ہائے کیا کیا
شرما گئے وہ جان کے کرتا ہے مجھکو پیار — فوٹو کو میں نے پیار کیا ہائے کیا کیا

شائق گنہ نہ کر کہ سر حشر شیخ نے
رحمت کو شرمسار کیا ہائے کیا

شہید عشق کی تربت کی راہ اگر لینا — سمند ناز سے قاتل ذرا اتر لینا
ثواب اپنے شہیدوں کا ہے اگر لینا — لے جو لاش سواری سے تم اتر لینا

صبا سے کہتے ہیں مر مٹ کے پائمال ترے
ہماری خاک کدھر کو اڑی خبر لینا

وہ ہجو مے جو کرے میکدہ میں اے رندو
جناب شیخ کو تم دل لگی پہ دھر لینا

تمہارے طالب دیدار کا ہے وقت اخیر
بتا کے جلوہ چلے آؤ پھر سنور لینا

چھپا لئے انہیں اس دست شوق وقت وصال
چھڑا کے جاتے ہیں دامن ذرا کمر لینا

کرم خدا کا یہ کہتا ہے پی ہی لے زاہد
بڑا گناہ ہے جوانی میں توبہ کر لینا

دم وصال کہا اس نے جب جھڑی افشاں
کہاں یہ ٹوٹ کے تارے گرے خبر لینا

جبیں نے آہ کی دل تھام کر کہا اس نے
یہ کس غریب کا جلتا ہے گھر خبر لینا

مسیح آج کے دن کے لئے کہا تھا تمہیں
نکل رہا ہے مرا دم ذرا خبر لینا

رقیب کو جو پلاتا ہو دور ساغر میں
ہمارے خون سے جام شراب بھر لینا

نہ سخت باتوں پہ تو ان کے نرم ہو دشمن
کہیں نہ بھول کے یہ پھول دل پہ دھر لینا

چلے تو ہو سوئے میخانہ آج اے شائق
ملے جو راہ میں واعظ سلام کر لینا

ہمیں بھی اہل عدم میں شمار کر لینا
ادا سے کام پڑا ہے قضا خبر لینا

یہ ان کی کسمسی کہتی ہے نزع میں مجھ سے
کہ ہم سرہانے سے ہٹ جائیں آپ مر لینا

کہا یہ شوق شہادت نے خون سے میرے
کہ ان کی تیغ کو اڑ اڑ کے پیار کر لینا

تڑپ رہی ہے تہ خاک روح کیوں اے دل
ہماری قبر پہ کون آیا ہے خبر لینا

شب وصال وہ گستاخیاں مری شائق
کسی کا ڈر کے وہ آنکھوں پہ ہاتھ دھر لینا

دل کے آئینہ سے عکس دلربا جاتا رہا
یار کی صورت کا صورت آشنا جاتا رہا

مر گئے الفت میں دم کا آسرا جاتا رہا
آنے والا جانے والا گم ہوا جاتا رہا

بت پہ شیدا ہو گئے سب اتقا جاتا رہا
خوف رسوائی تو کیا خوف خدا جاتا رہا

چہچہتی پھرتی ہے بلبل ہر نہال خشک پر
فصل گل جاتے ہی دل کا ولولہ جاتا رہا

لاش ٹھکرا کر مری ظالم نے یہ ہنس کر کہا
چپ پڑے سوتے ہو کیا وہ ولولہ جاتا رہا

مے سے توبہ کرتے ہی وہ شوخ بولا طنز سے
ہوگئے حضرت ولی سے ولولہ جاتا رہا

بے قراری نے نکالا ہائے گھر سے صبر کو
جان کا مونس جگر کا آشنا جاتا رہا

چھوڑ کر طوفان غم میں دل کنارہ کش ہوا
بحر غم کا اک یہی تھا آشنا جاتا رہا

ہجر کی شب کون تھا پرسان حال بیکسی
اک خیال یار ہی آتا رہا جاتا رہا

منتظر ہی رحمت حق کے رہے ہم بادہ نوش
میکدہ پر ابر گو آتا رہا جاتا رہا

گور نے اس پیار سے مجھ کو لیا آغوش میں
دورئے پہلو سے جاناں کا گلا جاتا رہا

شکوۂ ظلم و ستم دل کے ہی دل میں مٹ گئے
منہ تمہارا دیکھتے ہی سب گلا جاتا رہا

وصل کی لذت سے کیا خوش ہوں کہ الٹا غم ہوا
انتظار یار کا دل سے مزا جاتا رہا

کٹ گیا سر کٹ گیا اچھا ہوا ہے فکر یہ
ہائے وہ رہ کر تڑپنے کا مزا جاتا رہا

موت ہر اک عضو باقی بے کہے دم کو لیگئی
سب ہیں یہ نا آشنا وہ آشنا جاتا رہا

صورت انساں میں آکر روح یہ کہنے لگی
یہ نئی سنئے پرانا آشنا جاتا رہا

پھر جلانے کا مسیحائی کا دعویٰ ہے اسے
مر کے چھوٹے غم سے یہ بھی آسرا جاتا رہا

گو جوانی میں ترے انداز دلکش ہیں مگر
کمسنی کا لطف بچپن کا مزا جاتا رہا

بوسے لینے سے تو چمکا حسن نکھرا اور رنگ
کیوں خفا ہوتا ہے ظالم کیا ترا جاتا رہا

اے شفاعت کرنیوالے میں ترے صدقے نثار
دل سے خوف پرسش روز جزا جاتا رہا

آج کی شب بھی نہ آئے وہ نہ موت آئی مجھے
آس یہ جاتی رہی وہ آسرا جاتا رہا

نزع میں جب پتلیاں پھرنے لگیں کہتے ہیں وہ
مرنیوالے جستجو کس کی ہے کیا جاتا رہا

چلتے چلتے رہ گیا جب دست نازک وقت قتل
بسملوں کا تیغ قاتل سے گلا جاتا رہا

وصل میں جب پیار آیا دست رنگیں پر ترے
اس قدر بوسے لئے رنگ حنا جاتا رہا

میکدہ میں جاتے ہی زاہد نے مانگا جام مے
دخت رز کو دیکھتے ہی اتقا جاتا رہا

حسن کی گرمی نے کچھ ایسا اڑایا ہاتھ سے
جمنے بھی پایا نہ تھا رنگ حنا جاتا رہا

پھر نہ آتے ہی شب وعدہ کہا اس شوخ نے
اب تو سب میرے نہ آنے کا گلا جاتا رہا

دیکھتے ہی تیر امت سب دل کی دل میں رہ گئی
لب تک آتے آتے حرف مدعا جاتا رہا

بعد مرنے کے وہ آئیں لاش پر تو کیا حصول
جان بن کر پہلے دل سے مدعا جاتا رہا

قبر میں رکھ کر مجھے وہ ناز سے کہنے لگے
اب کہاں وہ تاکنا وہ جھانکنا جاتا رہا

حسن ہے باقی ترا تو چاہنے والے بھی ہیں
غم نہ کریں مر گیا صدقے ہوا جاتا رہا

زندگی قربان کروں اس موت پر وہ یوں کہیں
ہائے کیسا چاہنے والا مرا جاتا رہا

لاش پر شائق کی آ کر تم نہ دل بھاری کرو
جانے والا تھا عدم کو چل بسا جاتا رہا

کیا ہوا منہ پہ نقاب اس نے اگر چھوڑ دیا
دیکھنے والوں نے ہاتھوں سے جگر چھوڑ دیا

مست آنکھوں نے کیا مست کچھ اس طرح مجھے
بے خبر ہو گیا خود اپنی خبر چھوڑ دیا

ہوں وہ بیکس کہ کسی نے بھی خبر میری نہ لی
درد دل بھول گیا درد جگر چھوڑ دیا

تیغ ابرو سے مجھے کر دیا ناحق بسمل
چوک قاتل سے بڑی یہ ہوئی سر چھوڑ دیا

آپ کی زلف پریشاں نے جو دیوانہ کیا
لیجیے خانہ خرابوں نے بھی گھر چھوڑ دیا

میں تصدق ترے اے تیر نگاہ جاناں
تو نے یہ کیا کیا دل لے کے جگر چھوڑ دیا

جبکہ وہ میری عیادت کو ادھر سے نکلے
روح نے میری مرے تن کو ادھر چھوڑ دیا

وقت رخصت میں کبھی جانے نہ دیتا انکو
وہ جو بل کھائے تو گھبرا کے کمر چھوڑ دیا

ہائے صیاد ازل یہ تجھے کیسی سوجھی
باغ دنیا میں مرے توڑ کے پر چھوڑ دیا

سن لیا شائق جب قدر و قضا کا ہم نے
خلد کا شوق جہنم کا خطر چھوڑ دیا

اب وہ بے چین ہوں [illegible]

کیا ہوا کیوں ترے نالوں نے اثر چھوڑ دیا

جو کہ ہیں شاہ عرب دل میں ہے مسکن اُن کا
جان اُن کی ہے جگر اُن کا ہے تن من اُنکا

وہ مرے سینہ میں ہیں دل میں ہیں آنکھوں میں ہیں
سب غلط کہتے ہیں طیبہ میں ہے مسکن اُنکا

لوگ چلائیں گے ہے عشق ادب پر غالب
دن قیامت کے جو کھینچوں گا میں دامن اُنکا

دل کا ناسور کبھی بھرنے نہ پایا یارب
اسی روزن سے ہوا کرتا ہے درشن اُن کا

ہم انہیں اسلئے مکی مدنی کہتے ہیں
کعبہ مولد تو مدینہ ہوا مدفن اُن کا

نیر حشر سے کیا خوب لڑیں گی آنکھیں
سایہ گستر ہوا گر حشر میں دامن اُن کا

کس مزے سے ہیں کھڑے حشر میں عشاق نبی
آنکھیں چہرے پہ ہیں ہاتھوں میں ہے دامن اُنکا

ظلمت قبر ہو کافور نہ کیدین سوا
نظر آجائے وہاں عارض روشن اُنکا

حسرتیں اُن کی ہیں دلمیں تو وہ ہیں طیبہ میں
مسکن اُن کا ہے یہاں اور وہاں مدفن اُنکا

اے گنہگارو تمہیں فکر ہے کیا محشر کی
خلد کہتے ہیں جسے وہ بھی ہے گلشن اُنکا

۱۳
مصحف رخ کی محبت میں ہوں مومن شائق
عشق گیسو کے ہوں مذہب میں برہمن اُنکا

بلبلی اوڑے ہوئے اے گیسوؤں والے آجا
ہم سیہ کار پڑے ہیں ترے پالے آجا

یا نبی دل کو مرے اور لبھا لے آجا
آجا آجا مجھے دیوانہ بنا لے آجا

سرکشی میں مجھے اب تو ہی نظر آتا ہے
عشق نے اب تو بہت پاؤں نکالے آجا

لاکھ بے چین میں ہو جاؤں تجھے کیا پروا
اے خیال نبوی اور ستا لے آجا

اے مسیحا تری فرقت میں گئی جان مری
اپنے مارے ہوئے کو اب تو بلا لے آجا

یوں تو کہنے کو حسین اور بہت سارے ہیں
ترے انداز ہیں دنیا سے نرالے آجا

پوچھنے والا مرا کوئی نہیں تیرے سوا
کر گیا مجھ کو یہاں کس کے حوالے آجا

قبر شائق ہو تاریک نہیں ظلمت سے

اے مرے چاند اندھیرے اجالے آجا

پھر نہ قابو میں ہمارا دل ناشاد آیا
روضۂ احمد مرسل جو کبھی یاد آیا

دل بیتاب میں رہ رہ کے جو ہوتی ہے کھٹک
آج شاید مرے سرکار کو میں یاد آیا

مانگتا مانگنے کیطرح تو سب کچھ ملتا
ڈھنگ تجھ کو نہ ابھی تک لب فریاد آیا

من رانی فقد رای الحق کے یہی معنی ہیں
جس نے دیکھا تجھے بس انکو خدا یاد آیا

پھر ستانے لگا ہجر خم ابروئے نبی
ایلو پھر تیغ کو کھینچے ہوئے جلاد آیا

دیکھ کر تجھ کو کہوں گا یہ بلائیں لے کر
تیرے حصہ میں ہے سب حسن خدا داد آیا

دیکھ کر مجھ کو یہ روضہ سے صدا آئیگی
مرے پاس آج مرا شائق ناشاد آیا

سر بکف شوق سے گو کوچۂ قاتل میں رہا
سر فدا کرنے کا ارمان مگر دل میں رہا

شکل لیلی وہ رہا جب نئے محمل میں رہا
کبھی آنکھوں میں کلیجہ میں کبھی دل میں رہا

دیکھنے والوں کی آنکھوں نے اسے دیکھ لیا
لاکھ وہ پردہ نشیں پردۂ حائل میں رہا

آج تک حوصلۂ جور کشی کم نہ ہوا
ہر گھڑی سینہ سپر میرے مقابل میں رہا

کبھی زنداں میں اگر نالہ موزوں نکلا
آفریں باد کا اک شور سلاسل میں رہا

لاکھ حجت ہوئی سو طرح کی تکرار ہوئی
اُن کو اصرار وہی دعوئ باطل میں رہا

ناوک افگن ترے ہاتھوں کے تصدق جاؤں
بن کے ارمان ترا تیر مرے دل میں رہا

کب تری بزم سے اٹھے ہیں فتنے اے شوخ
حشر بھی سر کو پٹکتا تری محفل میں رہا

دفن کر کے مجھے احباب ہوئے سب واپس
ساتھ میرے نہ کوئی پہلی ہی منزل میں رہا

شوق بسمل نے اچھالا ہے دم قتل یہ رنگ
داغ بن بن کے لہو خنجر قاتل میں رہا

وصل کا ذکر کیا میں نے بہت خوب ہوا
تھا زباں پر جو مری اب وہ ترے دل میں رہا

فصل گل جاتے ہی زردی رخ گل پہ چھائی
ہاں مگر رنگ خزاں شور عنادل میں رہا

وصل کی رات کا وہ لطف کوئی کیا جانے
یا ترے دل میں رہا یا یہ مرے دل میں رہا

تھا وہ تیرا ہی تو عکس رخ روشن اے شوخ
سوز بن کر ترے رخسار کے جو تل میں رہا

دعوے ہمسرئی روئے منور تیرا
داغ بن بن کے ہمیشہ مہ کامل میں رہا

وصل میں وہ مجھے سینہ سے لگا کر بولے
اب کوئی اور بھی ارمان ترے دل میں رہا

جان دیکر بھی تہ خاک نہ پائی راحت
ایک مشکل سے چھٹا دوسری مشکل میں رہا

بحر الفت میں مرا جسم ہے تنکے کی مثال
کبھی سیلاب کبھی دامن ساحل میں رہا

سر مقتل جو اڑا رنگ رخ بسمل کا
بن کے عکس آئینۂ خنجر قاتل میں رہا

نہ تو موت آئی مجھے اور نہ وہ شوخ آیا
مدعا ہائے مرے دل کا مرے دل میں رہا

یاس کہتی ہے نکل آرزو کہتی ہے ٹھہر
نزع میں دم بھی عجب طرح کی مشکل میں رہا

شوق کہتا ہے پہونچ جاؤ نگاہیں مقصد تک
ضعف کہتا ہے کہ تو پہلی ہی منزل میں رہا

جس نے جو مجھ کو کہا ہے مرے دل میں شائق
چارہ گر سے جو ملا دامن سائل میں رہا

نام احمد کے نئے راز نے دل چھین لیا
پردۂ میم کے انداز نے دل چھین لیا

حوریں معراج میں کہتی تھیں بلائیں لیکر
کملی والے ترے انداز نے دل چھین لیا

چاند دو ٹکڑے ہوا ایک اشارے میں ترے
مرے بانکے ترے اعجاز نے دل چھین لیا

میں جو رونے لگا محشر میں تو رحمت نے کہا
اس گنہگار کی آواز نے دل چھین لیا

روضہ پر سے ترے اڑکر نہیں جاتے ہیں پرند
اس ادب کے پر پرواز نے دل چھین لیا

پردۂ وصل سے یوں عرش پہ آتی تھی صدا
ایک کا ایک کے انداز نے دل چھین لیا

دیکھ کر حسن نبی چیخ اٹھوں گا شائق
ترے قربان ترے ناز نے دل چھین لیا

دل میں بھروسہ ہے تجلیاں کی ذات کا
اے نحاد مو یہی ہے طریقہ نجات کا

اے ذاتِ غوث المدد اے غوث الغیاث
پرتو پڑے غلام پہ نورِ صفات کا

یا پیر تن میں آمد و شد کیوں نفس کی ہے
کیا رمز ہے اسی میں حیات و ممات کا

کیونکر ملے نہ اشرفِ مخلوق کا خطاب
انسان میں ہی وصف ہے کل کائنات کا

تجھ میں نہاں ہے پیر مرے نورِ مصطفیٰ
تیری کرامتوں میں اثر معجزات کا

یوں عشقِ پیر ہی میں خوشی سے بسر ہو عمر
دھوکا ہو دن پہ عید کا شب پہ برات کا

یا پیر مجھکو جلد بلا لو قدم کے پاس
کیا اعتبار زندگیٔ بے ثبات کا

دکھلا دے یا خدا مجھے بغداد کی فضا
گل ہو کہیں چراغ نہ میری حیات کا

شائق یہی ہیں کہتے غلامانِ دستگیر
ہم کو گھمنڈ پیر کی ہے التفات کا

جلوہ گر نبی اپنا سامنے اگر ہوتا
خوب ہی مزا ہوتا پاؤں پہ یہ سر ہوتا

ٹیس دل میں ہوتی دن تمام فرقت میں
لطف تھا کلیجہ میں درد رات بھر ہوتا

تیری کم نگاہی نے کر دیا مجھے رسوا
تو جو مہرباں ہوتا میں نہ در بدر ہوتا

کوئی مجھ سہاگی کو یوں نہ بدچلن کہتا
اے مدینے کے والی تو جو میرے گھر ہوتا

من رانی کے منکر دیکھتے اگر مجھ کو
اور بھی گماں ان کو تیری شکل پہ ہوتا

بیخودی محبت کی چیز کیا مزے کی تھی
لوگ باخبر کہتے جو میں بے خبر ہوتا

شامِ فرقت احمد اضطراب سے کٹتی
دل کو گر سکوں ہوتا مضطرب جگر ہوتا

سجدے شکر کے کرتا راہ میں ہر اک جا پر
ہند سے سوئے طیبہ گر مرا گزر ہوتا

خلق میری محتاجی یوں نہ دیکھ کر ہنستی
گر ترا کرم داتا میرے حال پہ ہوتا

رحم خود ہی فرماتے مجھ پہ رحمتِ عالم
آہ میری آہوں میں کچھ بھی گر اثر ہوتا

رو کے سب بیاں کرتا میں لپٹ کے جالی سے
روضۂ نبی شائق سامنے اگر ہوتا

محمدؐ آپ سا دنیا میں پیدا ہو نہیں سکتا
قسم اللہ کی انسان ایسا ہو نہیں سکتا

مسیحا بھی اگر آئیں مداوا ہو نہیں سکتا
رسول کر اللہ کا بیمار اچھا ہو نہیں سکتا

مجھے بلوا لے یا خود آئے یا میری قضا آئی
جو چاہیں آپ تو سرکار کیا کیا ہو نہیں سکتا

صدا یہ عرش سے معراج میں آئی چلے آؤ
کہ تم محبوب ہو تم سے تو پردا ہو نہیں سکتا

محبت چھوڑ دوں میں مصطفےٰ کی ان کا کہلا کر
یہ مجھ سے تو کسی صورت خدایا ہو نہیں سکتا

نکیرو کیا ڈراتے ہو چلو نکلو نہیں کہتا
محمدؐ کے غلاموں پر تقاضا ہو نہیں سکتا

اشارہ پر ترے دو ٹکڑے ہو کر چاند کہتا تھا
ترے صدقے محمدؐ تجھ سا بانکا ہو نہیں سکتا

رکھیں شائق کو اپنے پاس قدموں کے مدینہ میں
بھلا کیا آپ سے سرکار اتنا ہو نہیں سکتا

ہجر احمدؐ میں شب و روز یہ رونا کیسا
جان کر دیدۂ گریاں کو ڈبونا کیسا

ہم غلاموں کے تڑپنے کا بھی ہو کچھ تو خیال
منہ چھپائے ہوئے سرکار یہ سونا کیسا

غافلو غور کرو زینت دنیا چھوڑو
اوڑھنا کیسا تھا حضرت کا بچھونا کیسا

ناوک نیم نگاہ نبوی سے پوچھوں
تیر رہ رہ کے مرے دل میں چبھونا کیسا

جان پر کھیل گئے عاشق ابروے نبی
عشق بازی میں بھلا ان کو کھلونا کیسا

کچھ تعلق ہے بتوں کو بھی خدا سے ورنہ
دانۂ سبحہ میں زنّار پرونا کیسا

داغ عشق نبوی شمع سا روشن ہوگا
تیرہ مرقد میں مسلمانوں کا سونا کیسا

تیری آنکھوں نے سکھایا مجھے معلوم نہ تھا
جادو کہتے ہیں کسے ہوتا ہے ٹونا کیسا

کیا مزا ہے یہ وحدت کا بتا اے شائق
جان کر اپنے کو پھر اپنے میں کھونا کیسا۔

خوش قسمتی نصیبہ یا اوج ہے سر کا
دہلیز محمدؐ سے مرے سر کو نہ سرکا

تو نور کا پتلا ہے مرے پیارے محمدؐ
خورشید ہے ہر ذرہ تری راہ گزر کا

محبوب خدائی کا ہے محبوب خدا بھی
منظور نظر ہے تو دو عالم کی نظر کا

اے احمد مرسل تری رفعت ہو بیاں کیا
کہتے ہیں جسے عرش ہے زینہ ترے در کا

آرام سے سو جائے نہ ہو خواب سے بیدار
عاشق کے سرہانے جو ہو پتھر ترے در کا

کب آنکھ اٹھا سکتے ہیں تجھ پہ ترے شیدا
منظور نظر تو تو ہے خالق کی نظر کا

وہ آنکھ ہے جس میں ہو ترے رخ کا تصور
وہ دل جو نشانہ ہو ترے تیر نظر کا

کس رشک سلیماں کی ہے دیدار کی خواہش
اڑتا ہے پری بن کے یہ کیوں تیر نظر کا

تم جلد مدینہ میں بلا لو مرے آقا
مدت سے طلبگار ہوں رحمت کی نظر کا

پہنا ہے پیمبر نے لباس بشریت
کیوں اشرف مخلوق نہ ہو نام بشر کا

ہاتھ آئے جو خاک رہ طیبہ مجھے شائق
سرمہ میں بناؤں گا اسے دیدۂ تر کا

شب معراج کہاں پردہ حائل ٹھیرا
ہاں مگر حسن محمد ہی مقابل ٹھیرا

میں یہ طیبہ میں کروں عرض کہ حاضر ہیں حضور
آپ فرمائیں کہ کیوں اب تو ترا دل ٹھیرا

گرد پھر کر ترے ناقہ کے تصدق ہوتا
کیوں نہ میں صورت گرد پس محمل ٹھیرا

رشک کرنے لگے شمشیر محبت کے شہید
عشق ابروئے نبی جب مرا قاتل ٹھیرا

کیوں کہوں ذات خدا سے ہے جدا ذات تری
نام جب نام سے اللہ کے شامل ٹھیرا

یا نبی تم مری اس طرح کرو دلجوئی
خواب میں آ کے کبھی پوچھ لو کیوں دل ٹھیرا

اب تو شائق کو مدینہ سے تو خالی نہ پھرا
پھر کے در در ترے در پہ ہے پر سائل ٹھیرا

ردیف بائے موحدہ

ہجر میں ہمکو بہت ہے بیقراری یا حبیب
وصل سے کچھ کیجئے تسکیں ہماری یا حبیب

ہجر عصیاں کی بھنور میں پڑ گیا آ کر جہاز — ایسے طوفاں میں مدد کیجے ہماری یا حبیب

ادنیٰ منی کہتا تھا رب العلا معراج میں — کس نے پایا خاص خلعت ایسا بھاری یا حبیب

ہے یہ باعث آپ ہی کے لطف و احسان کا — آیت لا تقنطوا حق نے اتاری یا حبیب

بولہب نے وقت پیدائش اشارہ جب کیا — ہو گیا انگشت سے خون اسکے جاری یا حبیب

تھک گیا ہوں کیجیے میری مدد ہر کام میں — ہے بہت گٹھری گنہ کی سر پہ بھاری یا حبیب

حبذا روز تولد مرحبا روز وصال — رب اغفر امتی تھا لب پہ جاری یا حبیب

خاتمہ بالخیر ہو شائق کا از بہر خدا
ہے دعا یہ رات دن با آہ و زاری یا حبیب

مجھ کو ہے مرے احمد مختار سے مطلب — جس طرح غلاموں کو ہے سرکار سے مطلب

معراج میں اللہ ہوا جس کا فدائی — مجھ کو ہے اسی یار طرحدار سے مطلب

جب سے ہے نظر میں نگہ ناز محمد — خنجر سے مجھے کام نہ تلوار سے مطلب

مجھ زار کو ہے چشم محمد کا تصور — بیمار محبت کو ہے بیمار سے مطلب

اے پیارے نبی ظل ہما کی نہیں خواہش — مجھ کو ہے ترے سایۂ دیوار سے مطلب

ہے دل کو مرے الفت احمد سے تعلق — آنکھوں کو ہے حضرت ہی کے دیدار سے مطلب

الفقر کی دولت سے غنی کر دو محمد — دنیا سے مجھے کام نہ زردار سے مطلب

کیوں حشر میں ہم اپنے پیمبر کو نہ ڈھونڈیں — ہے قافلے کو قافلہ سالار سے مطلب

مجھ کو نہ ہو کیوں عشق مدینہ کی فضا کا — بلبل کو رہا کرتا ہے گلزار سے مطلب

ہے الفت مژگان محمد کا تصدق — عشاق کے دل کو ہے سر دار سے مطلب

اے یاد نبی صلے اللہ تعالیٰ — فرقت میں نہیں ہے کسی غمخوار سے مطلب

ہر دم ہے مری طبع رسا کا یہی کہنا
شائق ہو تجھے نعتیہ اشعار سے مطلب

آرام نہ لے بھول کے دم بھر دل بیتاب — فرقت میں محمدؐ کے ہو مضطر دل بیتاب

کچھ چین اُسے آئے گا تسکین بھی ہو گی — جب دیکھے گا وہ گنبدِ انور دل بیتاب

اک دن تو بلائیں گے مدینے میں محمد — کچھ کر تو دکھائے گا ستمگر دل بیتاب

اے صلِ علیٰ شانِ خدا میری خبر لو — ہر روز ستم ڈھاتا ہے مجھ پر دل بیتاب

ہو جائیگی تسکین بلا شبہ الٰہی — پہنچائے محمدؐ کا اگر گھر دل بیتاب

سرکار مدینہ میں ہیں یاں اور ہیں ہم دکن میں — سنبھلیگا جدائی میں یہ کیونکر دل بیتاب

ہر دم ہو نیا لطف فراقِ نبوی میں — ہو جائے تڑپنے کا نہ خوگر دل بیتاب

اس طرح تڑپ ہجر میں اسطرح ہو مضطر — بیتاب ہو اک دن مرا دلبر دل بیتاب

کیا چین ہو ہجرِ رخِ گیسوئے نبی میں — دن رات تڑپتا ہے برابر دل بیتاب

میں عرش ہلا دونگا جدائی میں نبی کی — پہلو میں ہے اے خالقِ اکبر دل بیتاب

بلوائیں گے سرکار مرے مجھ کو اسی دم — ہو قبلہ نما گر سرِ محشر دل بیتاب

غافل نہ ہو للہ شائق تو کبھی دل کی لگی سے
پہلو میں یہ پوشیدہ ہے اخگرِ دل بیتاب

کرتے عاشق پہ غضب ہیں نالہ ہائے عندلیب — کون گلشن میں سہے جا کر جفائے عندلیب

ہے یہ باعث بلبلِ خستہ جگر کے عشق میں — بوئے گل آئے چمن سے پیشوائے عندلیب

وصلِ گل حاصل جو رہتا ہے اسے شام و سحر — ہو گئی مقبول کیا اللہ دعائے عندلیب

ساتھ بلبل کے ہزاروں باغ میں تھے ہم نفس — اب قفس میں ہے نہ کوئی آشنائے عندلیب

خوف ہے افتادگی کا سربلندوں کو ضرور — بارہا دیکھا ہے گل کو زیرِ پائے عندلیب

ہے بہار اس وقت یہ بلبل سے کہدے اے صبا — روئے گل گلشن میں آ کر دیکھ جائے عندلیب

سرکشی ابتک ہے باقی بعد مردن بھی وہی — کچھ بھی گل کو ہے ابھی پاسِ وفائے عندلیب

ہو اگر رونق فزائے باغ وہ رشکِ چمن — دل سے گل کا نام تک بھی بھولجائے عندلیب

مجھ مریض عشق کا دار الشفا ہے کوئے یار
جس طرح دار وے گل از پھر واے عندلیب

پیشوائی کی نہ اس بت کی در گلزار تک
ٹوٹ جائے یا الٰہی دست و پائے عندلیب

گل ہے بہرہ غنچہ گونگا باغباں تو مر گیا
کس سے پوچھوں جا کے شائق ماجرائے عندلیب

یا نبی ہیں چشم کے بیمار سب
اور فدائے ابروئے خمدار سب

دل میں ہر اک کے تمہاری یاد ہے
کلمہ پڑھتے ہیں تمہارا یار سب

اے گل باغ نبوت آیئے
گھر ہمارا کیجئے گلزار سب

صورت اپنی اب تو دکھلا دیجئے
ہیں تمہارے طالب دیدار سب

اور سے کچھ اور کر دیتے ہیں یہ
ہیں محبت کے برے آثار سب

سعی و محنت صبر و ہمت درد و شوق
عشق بازی کو ہیں یہ درکار سب

المدد اے جوش عشق مصطفےٰ
ہاتھ پاؤں ہو گئے بیکار سب

اے مسیحائے جہاں جلد آئیے
جاں بلب ہیں آپ کے بیمار سب

ہم کو بلواؤ مدینہ میں ضرور
منتظر ہیں احمد مختار سب

ہم نے دیکھیں سب ادائیں آپ کی
کنت کنزاً کے یہ ہیں اطوار سب

کب مرا للہ شائق پھسلتا ہے قدم
دیکھتے ہیں عالم کے خوش رفتار سب

اے ستمگر تیرے انداز ستم یاد ہیں سب
محنتیں جتنی مری تھیں سو وہ برباد ہیں سب

ہوگئی در پردہ ملاقات رقیبوں سے تجھے
کس کو سکھلاتا ہے یہ ڈھنگ ارے یاد ہیں سب

باتیں شیریں جو سناتا ہے وہ رشک لیلیٰ
ہیں کبھی صورت مجنوں کبھی فرہاد ہیں سب

تو حسیں جتنے ترے گھر میں ہیں وہ ہی ہیں حسیں
آدمی ایسے نہیں دیکھے پریزاد ہیں سب

سرو کو باغ میں دیکھا تو کہا اس گل نے
یاں تو پابند کوئی بھی نہیں آزاد ہیں سب

کھینچے تصویر گر اس بت کی تو میں جانونگا
یوں تو کہنے کو یہاں مانی و بہزاد ہیں سب

وصف ابرو کے خمدار کا لکھتا ہوں جو میں
تیغ کھینچے ہوئے گھیرے ہوئے جلاد ہیں سب

پا بہ زنجیر کیا مجھ کو سمجھ کر وحشی
ہائے شائق ترے کیا دوست بھی حدّاد ہیں سب

آیا ہے یہاں وہ گلبدن اب
سرسبز ہوا ہرا چمن اب

منہ سے نہیں بات کچھ نکلتی
یاد آئے ترے لب و دہن اب

کیا وصل کا راستہ نکالیں
زلف ان کی بنی ہے راہزن اب

ہے لطف بہار غنچہ و گل
بلبل ہیں چمن میں نعرہ زن اب

رفتار پہ ان کی غش ہے عالم
سیکھے ہیں وہ کچھ نیا چلن اب

صورت دکھلا کبھی تو اپنی
مشتاق ہیں سارے مرد و زن اب

کیا خاک ملے جواب ہم کو
بیٹھے ہیں وہ بن کے نو دلہن اب

سوگند بھی تیری سچ نہ مانوں
جھوٹے نکلے ترے سخن اب

کیا بزم سخن ہوئی ہے پُر نور ...
چمکا شائق ترا سخن اب ...

وہ تو آئے ہیں شب وعدہ مگر آخر شب
میری آنکھوں نے دکھایا ہے اثر آخر شب

جلوہ گر کیا ہے اندھیرے میں وہ رشک خورشید
کچھ اجالا نظر آتا ہے ادھر آخر شب

یا خدا خیر ہو اب وہ تو سدھاری گھر کو
منہ دکھائے گی قیامت کی سحر آخر شب

صبح سے پہلے نہ رخصت ہو مرا غیرت بدر
چودھویں شب ہے نہ غائب ہو قمر آخر شب

بیقراری میں گذر جاتی ہے یوں ساری رات
دل تڑپتا ہے سر شام جگر آخر شب

تم تو جاتے ہو مگر جانے بھی دیگا کوئی
میرے ہاتھ اور تمہاری ہے کمر آخر شب

عاصیو خوف الٰہی سے رہو یوں لرزاں
جسطرح ہوتی ہے جاڑے میں بسر آخر شب

کیا ارادہ ہے کہو دیکھو رلاؤ نہ مجھے
کیوں تمہاری ہے نظر جانب در آخر شب

جلد جو وصل کی شب دی ہے موذن نے اذاں
صبح کاذب نے کیا آج یہ شر آخر شب

پچھلی شب دل میں کسی بت کی تجلی دیکھی
ہوا آباد یہ اللہ کا گھر آخر شب

کس کی رخصت ہے جو اب دل مرا پژمردہ ہے
غنچے تو کھلتے ہیں اے باد سحر آخر شب

وصل کی رات اس آئینے ہوئی کب حاصل
اس طرح آؤ نہ تم بار دگر آخر شب

زیست میں دل کو جلاتے تھے وہ صبح رخصت
اپنے مرقد پہ جلاتے ہیں اگر آخر شب

دور کیوں بیٹھے ہو پاس آؤ لپٹ کر سوئیں
چلتی ہے ٹھنڈی ہوا وقت سحر آخر شب

رو لیا اپنے گناہوں پہ جو آئی پیری
میں نے تیار کیا زاد سفر آخر شب

قبل فجر آئے ہو گھبرائے ہوئے خیر تو ہے
آفتاب آج یہ نکلا ہے کدھر آخر شب

جاتے جاتے کیا شوخی کے اثر سے مضطر
یوں دکھا کر گئے وہ اپنا ہنر آخر شب

اس کی رحمت سے نہیں دور جو بخشے للائق
کر تو اے آہ و بکا کوئی بشر آخر شب

فرقت کے ہوں دن سبب محن اب
الجھائیں اگر ستمگر زمن اب

اے نفس دغا شعار تجھ سا
دنیا میں نہیں ہے راہزن اب

صورت تو کبھی دکھا دو احمد
مشتاق ہیں سارے مرد و زن اب

آیا ہے خیال روئے گلگوں
سر سبز ہوا مرا چمن اب

کہتا ہے تصور محمد
خلوت میں بنا ہے انجمن اب

ایسا مجھے عشق نے مٹایا
باقی مری جان ہے نہ تن اب

بیزار دکن سے ہو گیا ہوں
طیبہ ہو خدا مرا وطن اب

کرتا ہے دلوں پہ نقش الفت
اے صل علی وہ سادہ پن اب

آجائیں نظر مجھے محمد
امید بر آئے ذوالمنن اب

وحدت کا عطا ہو ایک ساغر
یہ سر سے ہو دور ما و من اب

تھی شمع میں یاد عارض پاک
ہو عطر گلاب اور کفن اب

رکھو کام کسی سے تو نہ اے دل
سرکار ہی کا غلام بن اب

۴

ہے بزم سخن جو آج بہشت . .
چمکا شائق ترا سخن اب . . .

مے عشق شہ بغداد پلا دے یارب
اپنے محبوب کا متوالا بنا دے یارب

میری حسرت ہے یہی میری تمنا ہے یہی
زندگی میں مجھے بغداد دکھا دے یارب

یاد حضرت کے سوا دھیان کسی کا نہ رہے
خود مجھی کو تو مرے دل سے بھلا دے یارب

اس طرح سے مری آنکھیں کبھی کر دے پرنور
غوث اعظم کا رخ پاک دکھا دے یارب

میکدہ پیر کا ہے زندہ دلوں کو بستی
مجھ سے تا چیز کو بھی اسمیں تو جا دے یارب

سامنا چہرہ انور کا رہے آٹھ پہر
صورت آئینہ حیران بنا دے یارب

یوں تو قائل ہیں تری وحدت کثرت کے سبھی
اپنی وحدت مجھے کثرت میں دکھا دے یارب

مجھ پہ بھی پیر کی وہ مست نگاہیں پڑ جائیں
مجھ سے ہشیار کو متوالا بنا دے یارب

آتش ہجر نے اک آگ لگا دی دل میں
آب وصل شہ جیلاں سے بجھا دے یارب

خانۂ دل مرا ویران ہے اک مدت سے
پیر کے فیض سے گلزار بنا دے یارب

غوث کے حکم کے باہر نہ رکھوں اپنا قدم
ایسا انداز عمل مجھ کو سکھا دے یارب

اہل محشر میں جو بے پردہ ہو شائق کا دل
دامن پیر کے سایہ میں چھپا دے یارب

اے احمد کیا پر نور ہوا ہے عرش علا معراج کی شب
خود نور حدوث و قدم مل کر کیا نور بنا معراج کی شب

دن رات ہیں گو دونوں بہتر کیوں فخر نہ ہو شب کو دن پر
جب خاص خدا کا پیغمبر اللہ سے ملا معراج کی شب
کہتا ہوں فداک اُمّی و ابی اے شاہِ نبیؐ اللہ غنی
وہ شکل ابد رنگ ازلی وہ جلوہ ترا معراج کی شب
وہ سرمگیں آنکھیں وہ صورت وہ سر پہ عمامہ وہ رفعت
ہاں اپنا نبیؐ شان رحمت کیا خوب بنا معراج کی شب
انسان نہیں کوئی ایسا یہ نور خدا کا ہے بخدا
دیکھا جب احمدؐ کا جلوہ حوروں نے کہا معراج کی شب
بھیجا تھا جو ہر دم حضرت کو موسیٰ کی غرض تھی یہ سن لو
تم حق کو میں دیکھوں تم کو اے صل علی معراج کی شب
اللہ کا یہ ارمان دلی وہ قرب شہ مکی مدنی
اذن منّی اے پیارے نبیؐ اب کہتا تھا معراج کی شب
کچھ وصل کا ہو جائے گا ڈھب رنگ صفت ذاتی ہو جب
اے شکل عرب اے صورت رب عقدہ یہ کھلا معراج کی شب
مطلب ہے یہی من روحی کا کنت کنزا کی ہے یہ صدا
تھا آپ اپنا مشتاق لقا وہ جلّ و عُلا معراج کی شب
وہ چال نبی کی مستانہ وحدت کا وہ پیارا میخانہ
رکھتی تھی لبالب پیمانہ آنکھوں کی ادا معراج کی شب
ہے میم کی شکل اور شان نبی احمدؐ میں احد میں ہے فرق یہی
واللہ کہ یہ پردہ حائل بھی باقی نہ رہا معراج کی شب
قربان گیا میں اس شب کے ملجائیں مجھے احمدؐ میرے

تو مانگ ہمیشہ اللہ سے شائق یہ دعا معراج کی شب

کس طرح روئے محمد سے ہو ہمسر آفتاب — داغ دل سے عاشقو نکلے بھی ہے کمتر آفتاب

حشر میں چھپ جائیں گے جب دامن احمد میں ہم — کیا اثر لائیگا ہمیں نزدیک آکر آفتاب

یوں تو ہر شے سے ہے بلاشک نور رب العالمیں — کل رسولوں میں ہوا اپنا پیمبر آفتاب

کم شب دیجور سے تاریکئ مرقد نہ تھی — بنگیا قسمت سے عشق روئے انور آفتاب

یاد رخسار نبی آتے ہیں اے دل دیکھ کر — چاند شب کو اور دن کو آسمان پر آفتاب

سچ یہ ہے تیرا کرم درکار ہے یا مصطفےٰ — سنتے ہیں ہم تیز ہوگا روز محشر آفتاب

فرقت احمد میں اے دل ذرے سی حالت ہوئی — دے رہا ہے ساتھ اپنے مجھکو ہی گر آفتاب

نور سے اللہ کے احمد سب انکے نور سے — کیا زمیں کیا آسمان کیا ماہ و اختر آفتاب

عشق روئے مصطفےٰ ہے جستجو احمد کی ہے — آسماں پر پھر رہا ہے روز مضطر آفتاب

کس طرح ظاہر کروں میں شوق وصل یار — یا الٰہی ایک سے ہے ایک بڑھکر آفتاب

وصف روئے احمدی کا ہے یہ اے شائق اثر
تیرا ہر ہر شعر ہے گویا زمیں پر آفتاب

یا خدا ہوگا وصال احمد مختار کب — دور ہوگا عاشقوں سے ہجر کا آزار کب

شہر طیبہ میں مجھے پہنچائیگا کس دن خدا — ہاں نظر آئینگے مجھکو وہ در و دیوار کب

کونسا دن آئیگا نکلیں گی دلکی حسرتیں — سامنے ہوگا مزار سید ابرار کب

خواب میں کس دن نظر آئیں گے مجھکو مصطفےٰ — بخت خوابیدہ بنے گا طالع بیدار کب

دیکھنا کس دن دکن سے جائینگے سوے عرب — ہم غلاموں کو بلاتے ہیں وہاں سرکار کب

آپ ہی کا ہے خیال اے احمد مرسل مدام — دل سے میرے دور ہوگی صورت اغیار کب

کب مسیحائی کریں گے مجھ غریب و زار کی — یاد آئیگا نبی کو ہجر کا بیمار کب

یوں تو ہے اعمال سب لائق جہنم کے مگر — سوئے دوزخ جانے دیگی رحمت غفار کب

ہے ستاتی بیکسی فرقت کی ہر دم یا خدا — یاد محبوب خدا ہو گی مری غمخوار کب
جان پہ جائے نگاہ مصطفےٰ کی یاد میں — تیر ایسا تیر میرے دل کے ہو گا پار کب
الغیاث لے ذات احمد المدد نور خدا — دور ہونگے کس گھڑی کس دن مری افکار کب

ہے یہی شائق وظیفہ رات دن شام و سحر
یا محمد آپکا ہو گا ہمیں دیدار... کب

آپکا رخ ہے مصطفےٰ کیا خوب — ہر کوئی کیوں نہ ہو فدا کیا خوب
ہیں مسیحا مرے رسول خدا — اُن کے بیمار کو دوا کیا خوب
دل ہے شیدا اے احمد مرسل — مجھ کو اللہ نے دیا کیا خوب
صاف دل میں ہے نور مصطفوی — جوہر آئینہ ملا کیا خوب
دیکھ کر تمکو دم نکل جائے — یا نبی میری ہے دعا کیا خوب
بن گئے حشر میں مرے عصیاں — رحمت حق کا مدعا کیا خوب
بعد مرنے کے ہے وصال نبی — موت میں کیوں نہ ہو مزا کیا خوب
عشق احمد کا کیا کروں دعوے — ان کا عاشق ہے خود خدا کیا خوب
میرے سرکار ہوں طیبہ میں — میں دکن میں یہاں خدا کیا خوب
سب سے آگے ظہور آخر میں — ابتدا اور انتہا کیا خوب
دیکھو اپنی عطا کو یا احمد — کیا ہو نہیں کیا مری خطا کیا خوب

تیرے ہر شعر میں ہے نعت نبی
شائق خستہ واہ وا کیا خوب

جو ہے محبوب خدا ہے وہی میرا محبوب — مل گیا مجھ کو بھی تقدیر سے اچھا محبوب
اک اشارہ میں کرامات ہوں لاکھوں ظاہر — واہ کیا شان خدا ہے مرا بانکا محبوب
محی دین جس کا لقب نام ہے عبدالقادر — رضی اللہ تعالےٰ وہ ہے اپنا محبوب

محو ہو جاتا ہوں جب یاد شہ جیلاں میں
مثل دیوانہ کے کہتا ہوں ادھر آ محبوب

قم باذنی کی صدا لطف نیا دکھلاتی
ہوتا عیسیٰ کے زمانہ میں جو میرا محبوب

محو اغیار ہوں جسدم تو محبت ہے وہی
بھول کر یاد نہ آئے کوئی الا محبوب

وصف کیا لکھ سکیں کیا ذہن رسا ہو اپنا
بڑھ کے ہے وہم و گمان سے ترا رتبا محبوب

بخشوائے گا مرا پیر قیامت میں ضرور
وہ تو اللہ کا ہے اور نبی کا محبوب

رخ و گیسو کی محبت ہوئی جب سے یا پیر
ورد ہے صبح و مسا شام و سحر یا محبوب

تیرا جلوہ نظر آجائے کسی صورت سے
کچھ نہیں اس کے سوا اور تمنا محبوب

کس کا دل ہے کہ نہیں تیری محبت سے لبریز
کون ہے وہ جو نہیں ہے ترا شیدا محبوب

نظر لطف و کرم غوث کی ہے اے شائق
اس لئے شاہ دکن ہو گیا سب کا محبوب

ردیف بائے فارسی

خانۂ چشم میں رہ جائیے آپ
آپ کا گھر ہے نہ اب جائیے آپ

یا رسول عربی بہر خدا
صورت اپنی ہمیں دکھلائیے آپ

دل صد چاک کا شانہ کرکے
زلف الجھی ہوئی سلجھائیے آپ

باغ جنت سے سروکار نہیں
سبزۂ خط ہمیں دکھلائیے آپ

ہم اسے طاق عبادت سمجھیں
ناخن پا جو ترشوائیے آپ

مجھ کو کافی ہے مرا جذبۂ عشق
حضرت خضر چلے جائیے آپ

کشتۂ احمد مرسل کے قرین
سورہ یٰسین کا پڑھ لیجئے آپ

جان سے جاتا ہے بیمار فراق
اے مسیحائے جہاں آئیے آپ

ہے مدینہ کی ہوس دل کو بہت — یا شہ دیں مجھے بلوائیے آپ
خلد میں جبکہ ہوں رونق افزا — ساتھ اپنے ہمیں لیجائیے آپ

جستجو میں شہ دیں کی شائق
شہر طیبہ کو چلے جائیے آپ

انسان ہیں ملک ہیں پری ہیں کہ حور آپ — معلوم کچھ نہیں ہے کہ کیا ہیں حضور آپ
خورشید زرد رو ابھی خجلت سے ڈوب جائے — منہ سے اگر نقاب الٹ دیں حضور آپ
بخشا نا حشر میں مجھے یا سید الرسل — محبوب رب ہیں شافع یوم النشور آپ
رو رو کے صبح کی ہے تمنائے وصل میں — آئے شب فراق میں کس دن حضور آپ
کیا خضر سے غرض ہے مجھے راہ عشق میں — سرکار ہادیوں کے ہیں صدر الصدور آپ
دریائے اشک جوش پہ ہے رات دن مرا — رونق فزا ہوں کشتیٔ دل میں حضور آپ
کعبہ میں شیخ ہے تو برہمن ہے دیر میں — ہر رنگ میں دکھاتے ہیں اپنا ظہور آپ
وحدت کے بعد وصل کا جلوہ نظر پڑا — پھر دور پھینکئے نہ مجھے اے حضور آپ
جاؤں گا سنگ در نہ کبھی چھوڑ کر حضور — ٹھوکر سے کیجئے کاسۂ سر چور چور آپ
مدت کے بعد آئیں تو جی بھر کے دیکھ لوں — میرے خیال سے نہ سدھاریں حضور آپ

ساقی کے ساتھ وصل کی شب پی کے خم کے خم
کیا نشۂ شراب میں شائق تھے چور آپ

اگلے مشاعروں میں نہ آئے حضور آپ — اس بزم میں تو آئیے اب کے ضرور آپ
ہمشکل دوسرا بھی ہے لو دیکھو آئینہ — کیجے نہ اپنے حسن پہ اتنا غرور آپ
لے لیجے ایک بوسہ پہ حاضر ہے نقد دل — اے رشک حور اس میں نہ کیجئے قصور آپ
جاؤنگا سنگ در نہ کبھی چھوڑ کر حضور — ٹھوکر سے کیجئے کاسۂ سر چور چور آپ
طوفان نوح اٹھاؤں گا اس چشم تر سے میں — ہر آن پڑھیے آیۂ فار التنور آپ

قربان ہو کے اختر و مہ ہو گئے نہاں
نکلے جو شب کو جلوہ دکھاتے حضور آپ

سینہ بسینہ ہو کے شب وصل سوئیے
کروٹ بدلتے کیوں ہیں ہر اک سے حضور آپ

مطرب ہے ساقی و مئے چنگ و رباب ہے
اس بزم میں تو آئیے اب کے حضور آپ

کیا خضر سے غرض ہے ہمیں راہ عشق میں
یا پیر ہادیوں کے ہیں صدر الصدور آپ

پیغام وصل ہی سے مرا دل ہے باغ باغ
قاصد نے دی خبر کہ خود آئے حضور آپ

خواب و خیال ہو ابھی رنج شب فراق
سو جائیے لپٹ کے جو مجھ سے حضور آپ

مدت کے بعد آئے ہو جی بھر کے دیکھ لوں
بالیں سے ابھی نہ سدھاریں حضور آپ

کیا آپ کی نظر میں ہوں دیوار قہقہہ
کیوں ہنس رہے ہیں دیکھ کے مجھ کو حضور آپ

شائق اٹھیگا اُنکا جو شب پردہ حجاب
آجائینگے وہ سامنے تیرے ضرور آپ

آرزو کوئی تو بر لائیے آپ
وصل میں مجھ سے نہ شرمائیے آپ

غم دوری سے نہ تڑپائیے آپ
میرے پہلو سے نہ اٹھ جائیے آپ

غیر کے گھر نہ گئے تھے شب کو
خیر بہتر ہے قسم کھائیے آپ

حال قاصد سے زبانی کہئے
خط نہ اغیار سے لکھوائیے آپ

دیکھ لوں عارض پر نور کو میں
رخ سے آنچل کو تو سرکائیے آپ

روح قالب میں نہیں ہے میری
ملک الموت چلے جائیے آپ

مجھ کو کافی ہے مرا جذبۂ عشق
حضرت خضر چلے جائیے آپ

حال فرقت کا وہ سن کر بولے
مجھ پہ احسان نہ جتلائیے آپ

بوسہ دے کر مجھے وہ کہتے ہیں
اور کیا قصد ہے فرمائیے آپ

ان دنوں کیوں ہیں پریشاں شائق
حال دل ہم سے تو فرمائیے آپ

درد اٹھتا ہے جو رہ رہ کے کبھی لیتے آپ
ہجر میں اسکے جو رنجیدہ ہو جی آپ ہی آپ
دل وہ دل ہے جو ہو شیفتۂ سرو وہ قمری فرتیں
دل دھڑکتا ہے تصور میں ترے گیسو کے
بال و پر نوچ کے صیاد نے بلبل سے کہا
لطف کچھ بادہ کشی کا نہیں دلبر کے سوا
میں اشارہ سے سمجھ جاتا ہوں تیری عادت
آنکھیں دکھلاتے ہو اور مست بنا دیتے ہو
اس نے سینہ پہ رکھی غیر کی تصویر ڈال
کس نے تلوں سے ملا ہو دل سمجھکر اسکو
کس نے دم بند کیا انکا دکھا کر آنکھیں
مژدہ دیتی ہے مجھے آج تمنائے وصال
وصف کیا یار کے ابروئے خمیدہ کا لکھیں
بل ہے ابرو پہ نظر تیز ہے لال آنکھیں ہیں
واحدیت ہو کہ وحدت ہو کہ ارواح مثال
کبھی جھنجلاتے ہیں بوسہ سے خفا ہوتے ہیں
نازکی دیکھیے بوسہ کا خیال آتے ہی
کس کو کہتے ہیں محبت مجھے معلوم نہ تھا
کشش آرزوئے قتل نے کیا کام کیا
چشم مشتاق مری ہجر میں بھر آنے لگی
ہجر جاناں میں ہو دن دونی ترقی انکی

بیٹھے بیٹھے مرا گھبراتا ہے جی آپ ہی آپ
چپکے چپکے کبھی روتا ہوں کبھی آپ ہی آپ
غنچہ دہ غنچہ جو ہو جائے کلی آپ ہی آپ
شب کو کھلتی ہے چنبیلی کی کلی آپ ہی آپ
گھر کی کہتی ہے نکلتی ہے کلی آپ ہی آپ
آگ لگجائے اسے جسنے کری آپ ہی آپ
حال دل کہتا ہے جسطرح دلی آپ ہی آپ
لیجیے آپ تو بن بیٹھے ولی آپ ہی آپ
بڑھ گیا میرا بیاں آج دلی آپ ہی آپ
ہے ترقی پہ جو افسردہ دلی آپ ہی آپ
دل میں گھبرائے ہیں ارمان دلی آپ ہی آپ
دم تو لے آتی ہے وہ نیک گھڑی آپ ہی آپ
سر جھکا لیتے ہیں وہ چار گھڑی آپ ہی آپ
کچھ تو فرمائیے کیوں ہے خفگی آپ ہی آپ
تھا کبھی غیر کے مجمع میں کبھی آپ ہی آپ
منہ بڑھاتے ہیں شب وصل کبھی آپ ہی آپ
اڑ چلی یار کے ہونٹوں سے مسی آپ ہی آپ
دولت عشق خدا داد ملی آپ ہی آپ
چل گئی ہاتھ سے قاتل کی چھری آپ ہی آپ
پھر برسنے لگی ساون کی جھڑی آپ ہی آپ
درد دل میں نہ ہوا اللہ کمی آپ ہی آپ

یاد وہ دن تھے کہ مرے نام سے نفرت تھی تمہیں
آج کیوں گھر کو چلے آئے ابھی آپ ہی آپ

اس میں کچھ تیری خطا ہے کہ مرے دل کا قصور
سامنا ہونا ہی تھا آنکھ لڑی آپ ہی آپ

تذکرہ وصل کا کچھ بھی نہ کیا تھا میں نے
شکر ہے آج زباں یار نے دی آپ ہی آپ

جوش میں آتا ہے بخشش کا جو دریا دل میں
ڈھونڈتے پھرتے ہیں سائل کو سخی آپ ہی آپ

نور محبوب خدا جب ہوا ظاہر شائق
آگ فارس کی اسی وقت بجھی آپ ہی آپ

اے میرے نبی نور خدا کون کہ آپ
جس پہ ہے خدا خود ہی فدا کون کہ آپ

خلوت ہوئی کس سے یہ ملا رتبہ کسے
معراج میں حق جس سے ملا کون کہ آپ

گو بعد کیا حق نے عیاں نور ظہور
پہلے جو ہوئے جلوہ نما کون کہ آپ

وہ کون ہے بھیجا ہے خدا جس پہ درود
اے صل علی صل علی کون کہ آپ

اللہ نے بخشا ہے یہ خلعت کس کو
ہیں قابل لولاک لما کون کہ آپ

اچھوں سے تو اچھا ہی رہیگا ہر ایک
کرتے ہیں بروں سے بھی وفا کون کہ آپ

تو بخش دے امت کو مری یا اللہ
کرتے تھے ہمیشہ یہ دعا کون کہ آپ

شائق تہ پا کیوں نہ بچھائیں آنکھیں
محبوب خدا ہیں بخدا کون کہ آپ

ردیف تائے قرشت

یارب تو دکھا احمد مختار کی صورت
اب جلد ہو تسکین دل زار کی صورت

اللہ کی رحمت نے کہا اس طرف آ جا
دیکھی جو قیامت میں گنہگار کی صورت

اس ابروئے پرخم کا اگر وصف لکھوں میں
ہو جائے قلم بھی مرا تلوار کی صورت

اے رشکِ مسیحا کبھی صورت تو دکھا دے
فرقت نے بنا دی مری بیمار کی صورت

پہونچا دے غلاموں کو مدینہ میں الٰہی
شاید نظر آجائیگی سرکار کی صورت

آئینہ رخسار نبی سے ہوا سکتے
تھے حشر میں سب نقش بدیوار کی صورت

فرقت میں نہ جاوے مرے پہلو سے ہرگز
اے یاد محمد تو ہے غمخوار کی صورت

شیدا ہے رخ احمد مرسل پہ جو مرشد
دیکھے ہے تو کبھی خلد کے گلزار کی صورت

معراج میں کہتا تھا یہی دیکھ کے ہر ایک
بانکی ہے عجب سید ابرار کی صورت

ہے رمز حقیقت یہی اور راز تصوف
اغیار کی صورت ہی میں ہے یار کی صورت

اس وقت نظر آئیگا دلدار کا جلوہ
دل سے ترے جب دور ہو اغیار کی صورت

۱۴

شائق مجھے یہ صبح و مسا ورد ہے مصرعہ
اللہ دکھا دے مرے دلدار کی صورت

کیا فکر خدا ہو جو غفار روز قیامت
پلے پہ ہے محبوب خدا روز قیامت

عاصی ہوں گنہگار ہوں مجرم ہوں خطاوار
ہے کون مرا تیرے سوا روز قیامت

اے شافع محشر نظر لطف ادھر بھی
ہو جائے بروں کا بھی بھلا روز قیامت

کھل جائے سیہ کاری وہاں جبکہ ہماری
کملی کے تو دامن میں چھپا روز قیامت

گھبرائینگے جب نیر محشر سے گنہگار
بلواؤ انہیں زیر ردا روز قیامت

حامی مرے بنجائیے اے سرور عالم
بنجائے مرے دکھ کی دوا روز قیامت

امواج بپا بحر خطا کشتی شکستہ
بیڑے کو مرے پار لگا روز قیامت

بنجائیے برا ہی ترے الطاف سے اچھا
ہو جائے خطا شکل عطا روز قیامت

بھولے سے جہنم میں کہیں ہم نہ چلے جائیں
جنت کے بنو راہ نما روز قیامت

جیتا ہوں تری آس پہ اے ماہ مدینہ
بیکس ہوں نہیں کوئی مرا روز قیامت

ہم دیکھنے آئے ہیں یہاں تجھکو محمد
منہ اپنا نہ چادر میں چھپا روز قیامت

ہم روتے ہوئے پیچھے ہوں اور آپ ہوں آگے
لیجائیے یوں پیش خدا روز قیامت

ہنس ہنس کے یہ کہئے مرا ذمہ مرا ذمہ
ہم آئیں جو روتے بخدا روز قیامت

آجائیے اور مجھ میں سما جائیے حضرت
یا نزع میں یا قبر میں یا روز قیامت

دامن سے غلاموں کو لگے رہنے دو حضرت
کرنا نہیں قدموں سے جدا روز قیامت

جب میری زباں پیاس سے باہر نکل آئے
کوثر کا مجھے جام پلا روز قیامت

لو انگلیاں اٹھنے لگیں ہر سمت سے شائق
وہ آتے ہیں محبوب خدا روز قیامت

اودھر آتے ہیں کوئی کھلی رات
ہے شب تار عاشقوں کی رات

عشق احمد کرے گا نورانی
گور کی ہے اگر اندھیری رات

مصطفے جس طرح ملے حق سے
ارے اپنی بھی ایسی ملتی رات

قطعہ
دست بستہ نبی سے وقت اخیر
عرض کردوں کہ آپ پہلی رات

قبر میں میری لائیں گے تشریف
چین سے پھر کٹے گی ساری رات

قطعہ
پڑھنا حضرت پہ تو درود و سلام
یا رب رحمت سے جا کے پہلی رات

یاد آتے ہیں ہائے وہ شب و روز
دن بھی اچھا ہو اور اچھی رات

وہ ہی باتوں میں دن نکل آیا
ہے شب وصل کتنی چھوٹی رات

اپنے بیمار کی خبر لیجے
اے مسیحا ہے آج اچھی رات

دیکھ شائق کرشمہ و انداز
حسن اور عشق کی ہے پہلی رات

اب کسی عاشق جانباز کا ہے دھیان بہت
اسلئے پھرتے ہیں وہ مضطر و حیران بہت

مجھے رسوا کیا بدنام کیا عالم میں
حضرت عشق تمہارے تو ہیں احسان بہت

کچھ تو اس قیدی الفت کا بیاں کیجے قصور
آج کیوں آپکے گیسو ہیں پریشان بہت

بھول ہی جاتے ہیں وہ صبح کا وعدہ شب تک — پھر یہہ فرماتے ہیں کیا ہم میں ہے نسیان بہت
اب یکے دیتے ہیں ترساؤ نہ للہ ہمیں — آخرش کہو کے ہمیں ہوگئے پریشان بہت
دیکھ کر مصحف رخ کو ترے سب کچھ بھولا — گو لڑکپن سے مجھے یاد تھا قرآن بہت
اور زخمی نہ کرو تیر مژہ سے اس کو — پہلے ہی سے کے تو مرے دلمیں ہیں پیکان بہت
حور سے کام نہیں کچھ بھی ہمیں اے زاہد — کیونکہ ہم جنس میں خوش رہتے ہیں انسان بہت

میری آہوں کا اثر دلمیں ہوا اب للہ شائق
بے ترے گھر میں وہ رہتے ہیں پریشان بہت

لامکاں سے ملتی جلتی ہے جو شان کوی دوست — کیا ہی خوش قسمت ہیں رہ ساکنان کوی دوست
چیخ اٹھونگا وہیں لبیک یا احمد مرے — دور سے آئے نظر جسدم نشان کوی دوست
وصف جنت ہیچ جانیں زاہدان باصفا — عاشقو نکلے منہ سے گر سن لیں بیان کوی دوست
عرش سے کچھ کم نہیں اے دل مدینہ کی زمین — صاحب معراج ہیں افتادگان کوی دوست
کر بیاں واعظ تو آگے اور کے وصف جناں — بہر حق مجھکو سنا تو داستان کوی دوست
خاک طیبہ کی قسم پائے محمد کی قسم — لیچلو مجھکو بھی ہمرہ رہروان کوی دوست
کب مرا مدفن بنے گی شہر طیبہ کی زمین — کب مجھے حاصل ہو لطف جاودان کوی دوست
فرق اتنا ہی ہے زاہد تجھمیں اور ہم میں بہم — شیفتہ جنت کا تو ہم عاشقان کوی دوست

ہے یہی شائق کی حسرت اور یہی ہے آرزو
دم نکلجائے الہی درمیان کوی دوست

کیا میں کہوں ہجر شہ جیلاں کی حقیقت — دل جانتا ہے فرقت جاناں کی حقیقت
سمجھا ہے اسی شخص نے کچھہ نکتہ وحدت — جو جان گیا حضرت انساں کی حقیقت
غفلت میں پڑے اور سمجھتے تھے کسی کو — جب جان گئی کہل گئی جاناں کی حقیقت
جو مصحف رخ دیکھہ چکا غوث تمہارا — سب اسپہ عیاں ہوچکی قرآں کی حقیقت

ہم غوث کی انست کو سمجھتے ہیں الٰہی
یہ اصل ہے ایمان کی یہ ایماں کی حقیقت

یا پیر تمہارے لب رنگیں پہ ہوں شیدا
معلوم ہے سب لعل بدخشاں کی حقیقت

جس دل میں ہو عشق مژہ غوث دو عالم
وہ جانتا ہے تیر کے پیکاں کی حقیقت

جو کوئی پیے جام مرے غوث کا اسکا
کچھ لطف دے اسکو مئے عرفاں کی حقیقت

جلوہ ہے محمدؐ کا عیاں غوث کے رخ سے
کیا مہر درخشاں مہ کنعاں کی حقیقت

رو دینگے اگر فرقت محبوب میں عشاق
کھلجائے گی سب نوح کے طوفاں کی حقیقت

شائق مجھے کیا ذکر ہو کیا چیز ہے یہ ہے
رحمت کے مقابل مرے عصیاں کی حقیقت

بے چین ہم ہیں ہجر میں خیر البشر بہت
کافی ہے ہمکو ایک کرم کی نظر بہت

پوشیدہ آپ لاکھ لباس بشر میں ہوں
پہچانتے ہیں آپ کو اہل نظر بہت

یہ بھی جدا ہو تن سے جدائی میں یا نبی
ہے بار میرے جسم پہ یہ بیسر بہت

آئی بہار وصل محمدؐ قریب کیا
ہنستے ہیں آج کل مرے زخم جگر بہت

کیا عشق عارض شہ دیں کا ہوا اثر
مضطر فلک پہ پھرتے ہیں شمس و قمر بہت

یارب سفر مدینے کا اکدن تو ہو نصیب
یوں تو کیا ہے ہم نے جہاں میں سفر بہت

عصیاں کا خوف کیا ہے مجھے اے مرے کریم
رحمت تری فدا ہے گنہگار پر بہت

پیارے نبیؐ کے عشق میں پھولے پھلے مدام
یہ نخل آرزو مرا لایا ثمر بہت

بلواؤ در پہ اب مجھے یا سید الرسل
پھرتا رہا غلام یہاں در بدر بہت

مالک نبیؐ ہیں میرے سیاہ و سفید کے
دل کو یہی وظیفہ ہے شام و سحر بہت

سچ تو یہ ہے کہ رکھتے ہیں پیارے رسول سے
ہم سے زیادہ عشق شجر اور حجر بہت

یہ فکر ہے کہ حشر میں کیا منہ دکھائینگے
اللہ سے ہم اپنے رہے بے خبر بہت

نعت نبیؐ کا صدقہ ہے لے شائق خزیں

اب ہو چلا ہے تیری نگاہیں اثر بہت

جو چاہتے ہیں خالق اکبر کی محبت
لازم ہے انہیں پہلے پیمبر کی محبت

کام آتی نہیں حشر میں جز رحمت عالم
ماں باپ کی یا خویش و برادر کی محبت

تشنہ نہ رہوں گا میں قیامت میں محبو
ہے دل میں مرے ساقی کوثر کی محبت

کافی ہے مجھے احمد مرسل ہی کی الفت
دولت کی نہ خواہش نہ مجھے زر کی محبت

دلبر کے سوا یاد ہو غیروں کی جو دل میں
کس کام کی وہ خاک کی پتھر کی محبت

تاریکی مرقد سے نہیں خوف و خطر کچھ
ہے مجھ کو نبی کے رخ انور کی محبت

ہم لوگ بھی واللہ وہ قسمت کے دھنی ہیں
رگ رگ میں ہے اللہ کے دلبر کی محبت

سرسبز کریگی مجھے اک دن یہ مقدر
سرکار کے ہے گنبد اخضر کی محبت

دل صاف ہے اور جلوہ فگن نور نبی ہے
آئینہ کو بس ہو گئی جوہر کی محبت

سنتے ہیں کہ بے پردہ ہے دیدار کسی کا
عشاق کو ہے اس لئے محشر کی محبت

شائق ہے یہی فاتبعونی کا معا
اللہ کی محبت ہے پیمبر کی محبت

ہم نے نہیں سنی کبھی ایسی کسی کی بات
کیا میٹھی میٹھی بات ہے پیارے نبی کی بات

دنیا ہے جس کا نام وہ عبرت کا ہے مقام
زندہ جو تھے وہ مر گئے یہ ہے ابھی کی بات

جلوہ نبی کا سامنے ہو نزع میں مرے
اللہ میرے بس یہی ہے میرے جی کی بات

ایمان تو یہ ہے کہ خدا کا ہے وہ کلام
قرآن ہے ظہور میں اپنے نبی کی بات

ہاں ہاں وہی محب ہے جو تابع ہے حکم کے
کچھ عشق مصطفےٰ کا نہیں دل لگی کی بات

خدا مصطفےٰ کا ہے یہی مضمون اے جناب
سن لیں جو بات اچھی ہو گو ہو کسی کی بات

شیدائے مصطفےٰ ہوں ازل سے خدا گواہ
دلمیں مرے نہیں کوئی حور و پری کی بات

وحدت کا راز سینہ بسینہ چلا چلے
کرنا نہ آشکار تو سر خفی کی بات

احمد نے تجھکو یاد کیا چل مدینے میں
اللہ کوئی ایسی سنادے خوشی کی بات

اس دم ظہور نور خدا ہوگا بالیقیں
جسدم سنی نہ جائے ذری سی کسی کی بات

شائق یہ صاف صاف تو کہدے پکار کر
اللہ کی جو بات ہے وہ ہے نبیؐ کی بات

ردیف تائے ثقیلہ

کافی ہے میرے دل کیلئے اک نظر کی چوٹ
بے فائدہ لگاتے ہو تیر و تبر کی چوٹ

ہے بڑھکے دلکی چوٹ سے بھی کچھ جگر کی چوٹ
کس کو بتائیں اور دکھائیں جگر کی چوٹ

سودا ہمارے سر کا نہ جائیگا اے پری
جب تک نہ کھائیگا یہ تری سنگ در کی چوٹ

بن ٹھن کے روز بام پہ آیا نہ کیجیے
بے طور ہوتی ہے مرے پیارے نظر کی چوٹ

جادو بھری نگاہوں نے مجھکو کیا ہے قتل
تم خود ہی دیکھ لو کہ ہے کسکی نظر کی چوٹ

شائق مجھے یہ مصرعہ آتش پسند ہے
رکتی نہیں کسی سے قضا و قدر کی چوٹ

نبیؐ کے ہجر میں دے چرخ کو کہیں نہ الٹ
کسی کے بخت کو آہ دل حزیں نہ الٹ

ازل سے نور نبیؐ کیا نہ تھا ہر اک سے عیاں
سنبھل کے بات کو یوں شیخ دور بیں نہ الٹ

کہیں نہ طور کی بجلی ہو عاشقوں میں عیاں
نقاب رخ سے تو اے ختم مرسلیں نہ الٹ

اگر ہے آرزو اے دل وصال خالق کی
نکال وہم کو اور مسند یقیں نہ الٹ

دکن میں تیز نہ کر تیغ قتل کو میرے
فراق سید عالم اب آستیں نہ الٹ

خیال احمدؐ مرسل میں تو روا نہ ہوا
خدا کا شکر ہے بس اے دم پسیں نہ الٹ

ذرا تو دیکھ نہاں کیا ہے روئے احمدؐ میں
نظر کو اپنی تو کہکر چناں چنیں نہ الٹ

نبیؐ کی حسرت دیدار میں مرے اللہ
یہ پتلی آنکھوں میں جب سے مری کہیں نہ الٹ

گناہ کونسا تیرے کرم سے ہے بڑھ کر
سنبھل کے دیکھ لے معراج میں محمدؐ کو
نبیؐ سے سینہ بسینہ لا ہے رمزِ خدا

الٰہی حشر میں یوں دفتر خزیں نہ الٹ
تڑپ کے ایک نظر میں تو حورِ عین نہ الٹ
ورق کتاب کے اے زاہدو یونہی نہ الٹ

پکارتا ہوں جو میں قبر میں محمدؐ کو
فرشتے کہتے ہیں شائق بس اب یہیں نہ الٹ

ردیف ثائے مثلثہ

بغداد میں اب ہم کو بلاؤ یا غوثؓ یا غوثؓ یا غوثؓ
روئے مبارک اپنا دکھاؤ یا غوثؓ یا غوثؓ یا غوثؓ

عصیاں کی گٹھری سر پہ ہے بھاری یہ ناتواں ہے قسمت کا ماری
دست کرم سے اسکو اٹھاؤ یا غوثؓ یا غوثؓ یا غوثؓ

ہو تیز جس دم خورشید محشر تابش سے اسکی ہم ہوں جو مضطر
دامن میں اپنے ہمکو چھپاؤ یا غوثؓ یا غوثؓ یا غوثؓ

آئے ہمارا جب وقت آخر سکرات کی جو سختی ہو ظاہر
وہ پیاری صورت ہمکو دکھاؤ یا غوثؓ یا غوثؓ یا غوثؓ

وحدت میں کثرت کثرت میں وحدت خلوت میں جلوت جلوت میں خلوت
ہم کو بھی اس کا محرم بناؤ یا غوثؓ یا غوثؓ یا غوثؓ

دن رات کبتک یہ درد فرقت کیوں خادموں سے ہو دور حضرت
آنکھوں میں دل میں آ کر سماؤ یا غوثؓ یا غوثؓ یا غوثؓ

ہیں خادموں میں حضرت کے داخل کر لو مجھے بھی زمرہ میں شامل
ہرگز نہ مجھ کو دل سے بھلاؤ یا غوثؓ یا غوثؓ یا غوثؓ

ہرگز نہ ہمکو دل سے بھلاؤ یا غوث یا غوث یا غوث یا غوث
جس کو میں دیکھوں اے میرے حضرت آئے نظر بس آپ ہی کی صورت
نقش تصور ایسا جماؤ یا غوث یا غوث یا غوث یا غوث
اللہ سے ہم بالکل ہیں غافل اعمال ہیں سب دوزخ کے قابل
محشر میں آکر للہ بچاؤ یا غوث یا غوث یا غوث یا غوث
کوئی بروں کا وارث نہ والی اچھو نکا ہر اک ہوتا ہے حامی
بگڑے ہوئے ہیں ہمکو بناؤ یا غوث یا غوث یا غوث یا غوث
اللہ اللہ یہ عمر ساری لہو لعب میں ہم نے . . . گزاری
اب کیا کریں ہم کچھ ڈھب بتاؤ یا غوث یا غوث یا غوث یا غوث
نفس لعیں کا کھٹکا بڑا ہے شائق کی ہر دم یہ التجا ہے
پھندے سے اسکے مجھکو بچاؤ یا غوث یا غوث یا غوث یا غوث

ہے جہاں تجھ پہ فدا کیا باعث — اے بت ہوش ربا کیا باعث
عشق میں ہم ہوئے اسکے برباد — خاک اڑاتی ہے صبا کیا باعث
کوستا ہے مجھے دن رات وہ شوخ — لوگ دیتے ہیں دعا کیا باعث
چال اسکی ہے قیامت کی بھی جان — حشر برپا نہ ہوا کیا باعث
خط نکالا تو ہوا اور حسین — حسن اسکا نہ گھٹا کیا باعث
مجھ سے بیمار محبت کی مسیح — نہیں کرتے ہو دوا کیا باعث

لے کے قاصد سے مرا خط شائق
پھاڑ کر پھینک دیا کیا باعث

ہے ستاتی مجھ کو فرقت الغیاث — الغیاث اے شان رحمت الغیاث
سر کو پھوڑونگا میں اس در پر ضرور — الغیاث اے جذب الفت الغیاث

کب حاصل وصل ہم کو ہجر ہے
اپنی اپنی ہے یہ قسمت الغیاث

یا نبی دوری سے دل بیتاب ہے
ہر گھڑی کہتا ہوں حضرت الغیاث

آچکا ہوں اتنی رکھنا خیال
روز محشر ہو نہ ذلت الغیاث

جیب و داماں میں نہیں باقی ہے تار
الغیاث اے جوش وحشت الغیاث

دور ہے طیبہ سے ہوں میں بیقرار
صبر و طاقت نے ور دہمت الغیاث

نزع میں اپنی جھلک مجھکو دکھا
اے نبی کی پیاری صورت الغیاث

دیکھ کر تجھ کو نکل جائے یہ دم
پھر رہے کچھ لطف صحبت الغیاث

دل سے مٹ جائے ہماری نقش غم
المدد اے شان وحدت الغیاث

پاس قدموں کے بلا لو مصطفٰے
ہجر کی کب تک مصیبت الغیاث

حشر میں لینا خبر میری ضرور
جب کہوں پھر شفاعت الغیاث

۴

یا محمد دیکھئے بے طور ہے
ہجر سے شائق کی حالت الغیاث

شہر بغداد کا کب ہوگا نظارا یا غوث
جان لیتا ہے مری ہجر تمہارا یا غوث

تیغ وحدت سے ابھی قتل ہوں سارے اغیار
ہو اگر ایک اب ابرو کا اشارا یا غوث

سوز فرقت سے مری دیکھکے مضطر حالت
برق پسپا ہوئی شرمندہ ہے پارا یا غوث

وصف ہو آپ کا انسان سے کسطرح ادا
نہ زباں کو ہے نہ کچھ دل کو ہے یارا یا غوث

جیسا احمد کو رسولوں میں کیا خالق نے
اولیا میں تمہیں اسطرح سنوارا یا غوث

جلد بلوالو غلاموں کو در اقدس پر
اب جدائی نہیں اللہ گوارا یا غوث

کیوں نہ دارین کی ہو فکر سے ہم بے پروا
ہم کو بس ہے ترے قدموں کا سہارا یا غوث

ناتواں ہجر میں ہیں سر پہ ہے بار عصیاں
اک نظر دیکھئے اب حال ہمارا یا غوث

تیری دہلیز کے پتھر پہ اگر سر ہو مرا
میری قسمت کا چمک جائے ستارا یا غوث

تیری دہلیز کے پتھر پہ اگر سر ہو مرا
میری قسمت کا چمک جائے ستارا یا غوثؓ

نور اٹھ رہے یہ آنکھیں مری ٹھنڈی ہو جائیں
ہو جو حاصل مجھے دیدار تمہارا یا غوثؓ

معرفت حق کی بتا کر مجھے عارف کر دو
کلام شائق کا ہو اور نام تمہارا یا غوثؓ

کہتے ہیں اہل نعت ہے بات پیمبر کی حدیث
شرع میں ہر بات ہے اپنے پیمبر کی حدیث

معجزہ یہ صاف ہے واللہ کیا اعجاز ہے
دست احمد میں سنی سنگ نے سن کر کی حدیث

دور نہیں تشنہ لبی کا ساقی کوثر ہے یاد
سورۂ کوثر میں پوشیدہ ہے کوثر کی حدیث

چاہیئے شرع نبی کی پیروی ہمکو ضرور
ہو گیا گمراہ نہ مانی جس نے رہبر کی حدیث

میں کہونگا یا رسول اللہ فداک امی ابی
پیچ کیا ہے ان کے آگے مہر خاور کی حدیث

جس کو دیکھو اس کے دلمیں حرص دنیا ہے بھری
بات دولت کی کوئی کرتا کوئی زر کی حدیث

ہے شفاعت واسطے انکے جو ہیں عاصی بڑے
میری مرقد پہ یہی لکھنا پیمبر کی حدیث

عشق احمدؐ سے منور ہو گیا ہے دوستو
سن رہا ہوں آج کل میں قلب مضطر کی حدیث

میں اپنے حافظ سمجھتا ہوں کلام اللہ کا
اپنے پیغمبر کی لے دل میں نے ازبر کی حدیث

ہے کلام اللہ کا شائق یہی سچ ہے مگر
دیکھنے کو صاف ہے قرآں پیمبر کی حدیث

ردیف جیم تازی

کیوں شام جدائی میں نہ ہو نور سحر آج
ہے جلوہ نما دل میں مدینہ کا قمر آج

دہلیز محمدؐ پہ مدینہ میں ہے سر آج
اللہ مری موت میں تو دیر نہ کر آج

سمجھونگا یہ مجھے ہو گئی معراج دکن میں
گر خواب میں ہم جا رہے مدینہ کا سفر آج

حوروں نے تعجب سے کہا عرش علا پر
اللہ سے لڑتی ہے محمد کی نظر آج

کہدونگا قیامت میں کہ جنت نہیں جانا
ہو جائے مدینہ میں مرا پھر بھی گذر آج

لعل لب حضرت کی جدائی کا اثر ہے
آنسو کے عوض آنے لگا خون جگر آج

ہے ایک نہ اک صدمہ فراق نبوی میں
کل دل مرا بیچین تھا مضطر ہے جگر آج

دم میرا نکلتے ہی کہا عشق نبی نے
چل پاس محمد کے تو جاتا ہے کدھر آج

مارا ہے فراق نبوی نے مجھے شائق
جی جاؤں میں آجائیں جو سرکار ادھر آج

تجھ سے ہی ہو گا ہجر میں یا مصطفٰے علاج
عیسی کریں گے کیا ترے بیمار کا علاج

موت آئے اور سامنے شکل رسول ہو
بیمار ہجر کا ہے یہی اک بھلا علاج

جستم نبی کے عشق میں بیمار ہوں بہت
تم کیا کروگے آکے طبیبو مرا علاج

آنکھوں میں دم ہے جلد نظر آؤ یا رسول
ہوتا ہے دم میں تشنہ دیدار کا علاج

ہے عشق آپ کا مرے چہرے سے خود عیاں
سرکار جانتے ہیں جو کچھ ہے مرا علاج

بے چین ہوں فراق میں تیرے حبیب کے
کب میری بیقراری کا ہو گا خدا علاج

مرشد نے جب سکھایا تصور رسول کا
بیمار ہے فراق کا اچھا ہوا علاج

نسخے میں لکھ گلاب کی کلیاں تو اے طبیب
شاید ہو فرقت گل رخسار کا علاج

اس کی دوا ہے موت ہی آخر کو اے طبیب
سچ ہے مریض عشق ہی ہوتا ہے لاعلاج

ہجر نبی میں کیسے ہو تسکین دوستو
قابو میں دل نہ ہو تو بھلا اسکا کیا علاج

بیمار ہوں نبی کا انہیں کے ہے ہاتھ سب
دردا ہو یا شفا ہو قضا ہو کہ یا علاج

امید جز خدا کے نہ رکھ اور سے کبھی
شائق اسی کے ہاتھ میں ہے سب شفا علاج

ہزار کوشش و حکمت سے جاں لٹائی آج
پر اس کے وصل کی تدبیر بن نہ آئی آج

سدھارا اگلی پہر شب کو وہ مہ کامل
طلوع فجر سے پہلے قیامت آئی آج

پھرے نہ مشعل خورشید لیکے سرگرداں
فلک جو دیکھے ترے رخ کی روشنائی آج

جو صورت اس بت ترسا کی دیکھ لی زاہد
عیاں ہو کفر میں اسلام میں لڑائی آج

کسی کی زلف نے اب مجھ کو پھانس رکھا ہے
نہ فکر قید نہ ہے کوشش رہائی آج

جو زندگی میں نہ پہنچے چمن میں اس گل کے
صبا یہ خاک ہماری اڑا کے لائی آج

زمانہ پھر گیا مجھ سے پھری جو آنکھ اسکی
ملا جو یار تو سب مل گئی خدائی آج

جو دیکھا غیر کی جانب تو میں ہوا بسمل
مژہ کا تیر جگر پر لگا ہوائی آج

ہنسا وہ شوخ تو شائق چمک گئی بجلی
لبوں پہ دیکھ کے مسی گھٹا بھی چھائی آج

صنم ہے ساغر مے ہے گھٹا ہے چھائی آج
میں دیکھوں حضرت زاہد کی پارسائی آج

عجیب حسن دکھاتا ہے سب کی نظروں میں
سنہری رنگ پہ وہ زیور طلائی آج

وہ قتل پر مرے آمادہ میں ہوں مرنے پر
جو بات دل کو تھی منظور وہ بن آئی آج

خدا نے اب تو دکھائے ہیں مجھ کو دن ایسے
ہے روز وصل نہ کر مجھ سے کج ادائی آج

تمہاری یاد میں دن رات گنتے تھے گھڑیاں
ستا رہی ہے بری طرح سے جدائی آج

لگا دی او ہی اک وار اس نے بسمل کو
صدا یہ دل سے مرے دیتی ہے سنائی آج

تری وہ چال ہے ظالم کہ حشر ہو برپا
پکاریں قبر سے مردے قیامت آئی آج

چلا تھا بھول کے کعبہ کی راہ جانب دیر
جناب خضر نے کی میری رہنمائی آج

مژہ کی صف ہے مسلح نگہ کے تیر ہیں لیس
خدا ہی خیر کرے کس سے ہے لڑائی آج

شراب پیتے ہیں رندوں سے بڑھ کے حضرت شیخ
ہوئی ہے دختر رز سے جو آشنائی آج

[illegible] تیر کو ہم نے بٹھلایا
بتوں کے خانۂ دل میں ہوئی رسائی آج

قسم خدا کی نہ بھولونگا حشر تک شائق
جو کی ہے مجھ سے کسی بت نے بیوفائی آج

غضب ہے دل پہ مرے صدمۂ جدائی آج — کہ مجھ کو یار نے صورت نہیں دکھائی آج
نثار کر چکے ہم تم پہ یا نبی دل و جاں — تمام عمر کی دولت جو تھی لٹائی آج
جو لے چلیں سوئے دوزخ فرشتگان عذاب — کہو انکا شافع محشر کی ہے دہائی آج
گناہگار چلے جاتے ہیں شفاعت کو — یہ دیکھو سرور عالم کی مصطفائی آج
ہوا طفیل سے آل نبی کے بیڑا پار — بھنور میں جرم کی کشتی جو میری آئی آج

پھنسینگی آنکھیں مری انکی راہ میں شائق
ہے جن کے قبضۂ قدرت میں سب خدائی آج

آتا نہیں جو وہ بت ترسا مکاں سے آج — جاتے ہیں ہم بھی سوئے خدا اس جہاں سے آج
بہتا ہے کس کے ابروئے مژگاں سے دیکھیں خوں — قائل ہوا ہے لیں جو تیر و کماں سے آج
بے قدری کرتے ہو جو تم اتنی مری حضور — شاید ملے ہو جا کے کسی قدرداں سے آج
ہوں گرچہ پیر اے بتو لیکن بفضل حق — طاقت میں ہوں زیادہ ہر اک نوجواں سے آج
بڑھ کر جو آئے بدر عرب مہ کے رو برو — گھٹکر ہلال سا ہو عیاں آسماں سے آج
سلجھیگا تیرے کہنے سے ہرگز نہ ناصحا — الجھا ہوا ہے دل مرا زلف بتاں سے آج

لب پر ہنسی ہے چہرہ کی رونق ہی اور ہے
آتے ہو ہنستے بولتے شائق کہاں سے آج

احمد جو احد کے ہو مقابل شب معراج — جو میم ہے وہ ہو خط باطل شب معراج
طرفین میں تھی شوق لقا حد سے زیادہ — طے دم میں ہوئی دور کی منزل شب معراج
تھی فرش سے تا عرش صدا صل علیٰ کی — کیا خوب سجی وصل کی محفل شب معراج
آنکھوں نہیں ان پردے تو بے پردہ نہیں بصارت — اللہ سے ایسے ہوئے واصل شب معراج

وہ حسن محمد وہ براق اور وہ صورت — ہر اک کی طبیعت ہوئی مائل شب معراج
مفتوں ہوئے سب دیکھ کے سرکار کی عظمت — رفرف جو بنا آپ کا محمل شب معراج
ہے صاف تشہد میں علینا کا اشارہ — سب لوگ بشر کیسے ہوئے قائل شب معراج
کس منہ سے کہوں میں کہ خدا خوب ہے واقف — کیا کچھ ملے حضرت کو وسائل شب معراج
قوسین و دنیٰ اور فتدلیٰ سے ہے ظاہر — مابین نہ تھا کوئی بھی حائل شب معراج
خط نقطۂ وحدت پہ کھنچا گم ہوا نقطہ — کیا ذات و صفت ہوگئے کامل شب معراج
قدسی تھے فدا حور و ملائک بھی فدا تھے — سب لوگ بشر کیسے ہوئے قائل شب معراج

شائق یہ دعا مانگ تو خالق سے الٰہی
سب میری سیہ کاری ہو زائل شب معراج

ہیں نہ تلوار کے خواہاں نہ سپر کے محتاج — یا نبی ہم ہیں تری بانکی نظر کے محتاج
آپ آجائیں نظر یا کہ وہاں میں پہنچوں — شوق اور جذب ہیں اس طرح اثر کے محتاج
اے صبا کہہ تو خدا کے لئے کچھ حال نبی — ہیں مرے کان فقط ایسی خبر کے محتاج
موت آجائے مدینہ میں وہیں مدفن بھی ہو — نخل ارمان الٰہی ہیں ثمر کے محتاج
ہم کو دربار محمد کا بنا دے تو فقیر — یا خدا ہم نہیں کچھ دولت و زر کے محتاج
میٹھی باتوں میں حسینوں کے مزا ملتا ہے — ان کے عاشق نہیں کچھ قند و شکر کے محتاج
کر دے صورت جو خدا جائیں مدینہ کو ابھی — ایک مدت سے ہیں سامان سفر کے محتاج
رخ و گیسو کی مجھے یاد ہے جس طرح کہ سب — دن کو ہیں شمس کے اور شب کو قمر کے محتاج
جائے دل سے نہ مرے عشق محمد یا رب — ہیں مرے دست دعا آج اثر کے محتاج
وہ عطا ہے تری اللہ کے مقصد بغیر — تیرے در سے کبھی خالی نہیں پھرتے محتاج
روئے روشن کا تصور مجھے بس ہے تا گور — مرے دیدے نہیں کچھ نور بصر کے محتاج

دُرِ دندانِ محمد کی ہے مدحت شائق

تیرے اشعار نہیں سلک گہر کے محتاج

ردیف جیم فارسی

برق کی طرح مرے دلمیں نہ آنا سچ سچ
گھر یہ اللہ کا ہے اسکو نہ جلانا سچ سچ

کھولنے کے لیئے اس زلف مسلسل کی گرہ
دل صد چاک مرا بن گیا شانا سچ سچ

راہی ملک عدم کا نہیں ملتا ہے پتا
کیا بتاؤں میں تمہیں انکا ٹھکانا سچ سچ

غیر کے گھر وہ اگر جائیں تو اے حضرت دل
ہم بھی ہمراہ کہیں انکے نہ جانا سچ سچ

جائے دوزخ میں کوئی ایسی وہ کرے تجویز
گر کہا سرور عالم کا نہ مانا سچ سچ

خوف کیا عشق نبی ساتھ لیئے جاتے ہیں
گور میں ہے جو نکیرین کا آنا سچ سچ

صادق الوعد جہاں میں جو ہوئے ہیں مشہور
جھوٹے وعدہ کو بھی تم انکے جانا سچ سچ

جب سے الفت ہوئی اس جان جہاں سے مجھکو
بن گیا دشمن جاں ایک زمانا سچ سچ

غمزہ و ناز و ادا نے ترے اے شاہ دل
شکر ہے دلمیں کیا اپنا ٹھکانا سچ سچ

ہو گیا اے شہ دیں تم پہ تصدق شائق
عشق میں سیکھ لیا جان سے جانا سچ سچ

ردیف حاے حطی

نور احمدؐ ہے عیاں برق تجلا کیطرح
فخر ہے دل کو ہمارے طور سینا کیطرح

آپ کی صورت کا بھوکا ہوں میں پیاسی
نعمت رویت ہو حاصل من و سلوا کیطرح

مر گیا ہوں ہجر میں میں آپ کے یا مصطفیٰؐ
آئیے میرے سرہانے اب مسیحا کیطرح

ہمسری کا اسد کو دعویٰ کیا ہو رخ سے پانی
پہلے چمکے تو ذرا تیری کف پا کی طرح

الغیاث اے نور احمدؐ بہر احمدؐ الغیاث
ہجر کی شب جان لے گی شام یلدا کیطرح

ہم نے دیکھا یا محمدؐ دیدہ مشتاق سے
خلد کا گلزار ہے طیبہ کے صحرا کی طرح

دل میں ہو تصویر حضرت اب پیدا ہو یا مصطفیٰؐ
ہیں قیامت میں اٹھوں تربت سے شیدا کیطرح

عشق خال مصطفیٰؐ کا رنگ ہے ہر دم نیا
آنکھ میں پتلی ہے اور دل میں سویدا کیطرح

دل لگانا بھول کر اس سے نہ ہرگز غافلو
ہے بہت مرغوب گو ظاہر میں دنیا کیطرح

یا الٰہی تا کجا طوفان ہجر مصطفیٰؐ
آنکھ سے آنسو مرے بہتے ہیں دریا کیطرح

آلہ سرکار کی دے ہجر میں مجھ کو خبر
کون ایسا ہے بشر ہاں ہے عیسیٰ کیطرح

عشق نور مصطفیٰؐ کا ہے یہ اے شائق سبب
داغ دل میں ہی چمکتا ہے دست موسیٰ کیطرح

جلا رہا ہے جو دل آتش سقر کی طرح
بہا رہی ہے مری چشم ابر تر کی طرح

اجالا پڑ گیا تار دل پہ آسماں جیسے
نظر جو آیا اندھیرے میں وہ قمر کی طرح

کچھ اس طرح سے اڑی تیری انتظار میں نیند
کہ رات دن کھلی رہتی ہے آنکھ در کی طرح

کرو نہ فکر قبول امانت اے شائق
کہاں کا شعر کہ میری غزل گہر کی طرح

تن سے نکلی ہے جو ہجر شہ ابرار میں روح
جسم ہے زیر زمیں کوچۂ دلدار میں روح

نفخت کا اشارہ ہے یہی اے لوگو
نور مطلق ہے مقید کے تن زار میں روح

عشق احمد تہا ازل سے مرے ہر عنصر میں
صورت پنجتن ایسل ہوئی ان چار میں روح

ہو نظر روضۂ اقدس پہ نکل جائے یہ دم
تن سے میرے ہو جدا آپکے دربار میں روح

غور سے سمجھو یہ ہے راز انا من نور
روح ہے یار میں پوشیدہ وہے یار میں روح

یا محمد ہو مرے لب پہ رواں ہر لحظہ
ہو جدا جسم سے اس نام کے تکرار میں روح

یاد ابروے نبی دل سے نہ جائیگی کبھی
یا الٰہی ہے ہماری اسی تلوار میں روح

روح کے لفظ کو الٹا ہے تو کیا ہوتا ہے
ہے کوئی پردہ نشیں پردۂ اسرار میں روح

جان دیدونگا جو دیکھونگا مدینہ کی فضا
مثل بلبل کے رہے یار کے گلزار میں روح

الفت روئے محمد کا ہے باعث ایدل
تیرہ مرقد میں بہی ہے مطلع انوار میں روح

وا رہینگی مری آنکھیں پس مردن شایق
تن سے جو یوں ہی رہے حسرت دیدار میں روح

ردیف خائے معجمہ

ہے سر سے پاؤں تک وہ بت شوخ شنگ شوخ
دل شوخ چال شوخ نظر شوخ رنگ شوخ

معشوق وہ ہے جسمیں ہو شرم و حیا حجاب
کیا فائدہ ہوئے جو بتان فرنگ شوخ

ہاتھوں میں مہندی ملئے تو پاؤں میں سر اپنوں
پھر دیکھیے کہ دونوں میں ہے کس کا رنگ شوخ

بوسہ پہ بزم غیر میں جھنجھلا کے یہ کہا
عشاق بہی بلا کے ہیں بے نام و ننگ شوخ

وہ گل ہزارہا میں ہے ایسا تنک مزاج
ہرجائی جس طرح سے ہو بے نام ننگ شوخ

تاثیر دیکھی خون شہیدان عشق کی
قاتل ہوا ہے کیا ترے خنجر کا رنگ شوخ

لکھا جو خون دل سے اسے نامۂ فراق
یہ سرخ گھوڑا ہو گیا مثل سرنگ شوخ

تھا تصور میں ہمارے جو محمدؐ کا رخ
خود بخود مرتے ہی کعبہ کیطرف پلٹا رخ

شکل احمدؐ میں نظر نور خدا آتا ہے
صاف شفاف ہیں رخسار تو آئینہ رخ

صفت روئے مبارک فقط اتنی بس ہے
جس پہ خالق ہو فدا کیوں نہ ہو وہ پیارا رخ

جان تازہ ہو نہ کیوں رویت احمدؐ سے مری
نور دل کا ہے مری آنکھ کا ہے تارا رخ

عورتیں مصر کی گر دیکھتیں روئے احمدؐ
بھول جاتیں وہ یقیناً مہ کنعان کا رخ

جھوم کر اس نے کہا صل علی صل علی
سامنے جبکہ تصور میں ترا آیا رخ

یا نبی دیکھ لیا جس نے پکارا تھا یوں
جلوۂ خالق یکتا ہے ترا یکتا رخ

نور احمدؐ ہی تو ہے باعث خلقت ازل
جلوہ گر صورت کونین میں ہے اسکا رخ

میرے اللہ دعا تجھ سے یہ ہے شائق کی
وقت مرنے کے ہو طیبہ کی طرف میرا رخ

ردیف دال مہملہ

آ جائے نظر نزع میں گر روئے محمدؐ
دم تن سے نکلتے ہی رہے سوئے محمدؐ

زخمی ہو جگر دیکھتے ہی روئے محمدؐ
تلوار کا خم ہے خم ابروئے محمدؐ

کیوں کر نہ محبت ہو مجھے اپنے ہی دل کی
یہ پھول وہ ہے جس میں ہے خوشبوئے محمدؐ

زور وکے گلے شام سے ملتی ہے سحر آج
یا چاند سی صورت پہ ہے گیسوئے محمدؐ

جب چاند فلک پر شب ہجراں نظر آیا
دوڑا میں سمجھ کر یہ ہے روئے محمدؐ

اختر ہو مہ نو ہو کہ ہو بدر فلک پر
یہ خال وہ عارض ہے یہ ابروئے محمدؐ

دیوانہ ہوں چلا کے یہ کہتا ہوں شب ہجر
لے چل مجھے اے شوق ابھی سوئے محمدؐ

فرمائینگے محشر میں نبی میرا ہے ذمہ
سب جائینگے جب روتے ہوئے سوئے محمدؐ

وہ حشر میں بن ٹھن کے چلا دوست خدا کا
لو انگلیاں اٹھنے لگیں پھر سوئے محمدؐ

ہے مردمک چشم میں معراج کا عقدہ
قوسین کا اک رمز ہے ابروئے محمدؐ

دیدار خدا سب کو مبارک رہے شایق
منہ میرا رہے حشر میں بھی سوئے محمدؐ

ہے ختم رسل احمد مختارؐ کی آمد
اے صل علی سید ابرار کی آمد

اب رنج گنہ کا ہے نہ غم جرم و خطا کا
ایدل ہے گنہگاروں کے غمخوار کی آمد

ہے مست ہر اک چیز تو متوالا ہر اک شخص
لوگو مے وحدت کے ہے سرشار کی آمد

اے قافلہ حشر نہیں حشر کا کھٹکا
خوش ہو کہ ہوئی قافلہ سالار کی آمد

اس طرح بہار آئی کہ گلزار جہاں میں
غنچے نے چٹک کر کہا ہے یار کی آمد

بنجائیں نہ کیوں دولت بخشش سے تونگر
اے عاصیو ہے دلبر غفار کی آمد

محتاج کسی کا ہمیں اب کر نہ الٰہی
دنیا میں ہوئی ہے شہ ابرار کی آمد

ہو صل علی ورد زباں مومنو ہر دم
واللہ ہے اللہ کے دلدار کی آمد

دل معرفت حق کا نہ ہو کس لئے عارف
غل ہے کہ ہوئی معدن اسرار کی آمد

ہر ایک رسول آئے گئے پاس خدا کے
آخر میں ہوئی دوستو دلدار کی آمد

کافور ہوئی کفر کی ظلمت وہیں ایدل
جسوقت ہوئی مطلع انوار کی آمد

۴

کہتا ہے یہی جہوم کے ہر مرتبہ شائق
تعظیم کو اٹھو کہ ہے سرکار کی آمد

ہوتا ہر شخص کو ہے اپنا ہی دلدار پسند — فخر یہ ہے کہ خدا کو ہے مرا یار پسند
درہم داغ محبت سے تونگر ہوں میں — یا الٰہی مجھکو نہیں درہم و دینار پسند
جس نے آنکھوں سے مدینہ کی فضا دیکھی ہے — باغ فردوس نہ آئے اوسے زنہار پسند
جب دکھاتے ہیں لحد میں مرے پیارے کی شبیہ — موت کیونکر نہ ہو یارب مجھے ہر بار پسند
میرے دلکو ہے فقط تیری محبت سے لگاؤ — میری آنکھوں کو ہے احمد ترا دیدار پسند
یا خدا تجھسے دعا ہے کہ مدینہ میں ہوں — بلبل روح کو طیبہ کا ہے گلزار پسند
ہجر احمد میں جو ٹپکاتا ہے آنسو اپنے — اوسکو آئیں گے بھلا کیوں در و دیوار پسند
عشق مژگان نبی دل میں کھٹکتا ہے مرے — روز و شب دلکو ہے ہر وقت سر دار پسند
گو گنہ میں نے کیا فکر نہیں کچھ اے دل — سنتے ہیں رحمت حق کو ہے گنہگار پسند
عاشقوں کو ترے کیا کام نصیحت سے بھلا — ایسے دیوانوں کو ہوتے نہیں ہشیار پسند

۳

مغفرت کا ہی ہو جائے وسیلہ شائق
پیارے احمد کو اگر ہوں ترے اشعار پسند

نہ فرقت میں اتنا ستاؤ محمد — مجھے منہ دکھا کر ہنساؤ محمد
کروں گا میں قربان جان حزیں کو — مرے دلمیں تشریف لاؤ محمد
لحد میں نکیرین جسوقت آئیں — خدارا وہاں تم ہی آؤ محمد
نہیں ہے وہاں جز تمہارے سہارا — مجھے آفتوں سے بچاؤ محمد
مری روح تن سے جدا ہو تو لے کر — اوسے ساتھ بطحیٰ کو جاؤ محمد
جو ہو تیز محشر میں خورشید محشر — تو سایہ میں اپنے چھپاؤ محمد

خدائی کے نظارے ہوں دلیں میرے
خودی میرے دل سے مٹاؤ محمدؐ
کرو دور زنگ گنہ اک نظر میں
تم آئینہ دل کو بناؤ محمدؐ
جو روتا ہوا آؤں میں حشر کے دن
مجھے دیکھ کر مسکراؤ محمدؐ
احد اور احمدؐ میں کیوں میم حائل
یہ کیا رمز ہے کچھ بتاؤ محمدؐ
ملائک مجھے سوئے دوزخ جو کھینچیں
تو ہاتھوں سے اونکے چھڑاؤ محمدؐ
دم آنکھوں میں ہے اب بھی دم کا جہاں
جمال مبارک دکھاؤ محمدؐ

۴
شب و روز شائق کو ہے یہ وظیفہ
مدینہ میں مجھکو بلاؤ محمدؐ

ہجر میں اب تو تمہارے احمدؐ
جینا دشوار ہے پیارے احمدؐ
بے قراری سے تری فرقت میں
ہجر کے دن تو گذارے احمدؐ
چاند سورج ملک قدسی نے
صدقے تجھ پر سے اتارے احمدؐ
اپنی اوقات جو کرتے ہیں بسر
تیرے ہی در کے سہارے احمدؐ
میم کا رخ سے اٹھا کر گھونگٹ
شکل دکھلا مرے پیارے احمدؐ
کہوں کس منہ سے کرو میری مدد
الغیاث اے مرے پیارے احمدؐ

۴
کرو شائق کو طفیل حسینؓ
بحر عصیاں سے کنارے احمدؐ

ہے نزع کی مشکل میں دوا نام محمدؐ
دم تن سے چلا جبکہ سنا نام محمدؐ
اس واسطے اس نام کے کل حرف ہوئے چار
ہے چار صحابہ کا پتا نام محمدؐ
یا چار اماموں کا پتہ دیتا ہے ہر حرف
ہے مذہبوں کا راہ نما نام محمدؐ
یا ہر تن خاکی میں ہے سب نور اسی کا
ہے چار عناصر میں چھپا نام محمدؐ
مجمل سے بیاں کرتا ہوں توحید کی تفصیل
ہے گلشن وحدت کی فضا نام محمدؐ

اس میم محبت میں ہے معراج کے انداز — ہے مظہر حق صل علیٰ نام محمدؐ
ارواح حیات ابدی اُنکی ہے ظاہر — حامی ہے مرا روز جزا نام محمدؐ
ہے نزع کی مشکل میں دوا نام محمدؐ — دم تن سے چلا جبکہ سنا نام محمدؐ
وہ میم محمدؐ سے تو مکی مدنی ہے — ہے دال سے دلدار خدا نام محمدؐ

شائق یہی بخشش کا وسیلہ ہے پس مرگ
اے صل علیٰ صل علیٰ نام محمدؐ

نبیؐ کے ہجر میں کرتا ہوں جب فغاں فریاد — گذر کے عرش سے جاتی ہے لامکاں فریاد
لگی ہے سوز فراق نبیؐ سے دل میں آگ — جلائے کیوں نہ عدو کو شرر فشاں فریاد
زباں ہل نہیں سکتی یہی تو مشکل ہے — کرے گا ہجر میں کس طور ناتواں فریاد
قریب نزع نہ دیکھی بہار روئے نبیؐ — کرے گی کیوں نہ الٰہی مری خزاں فریاد
بلائیں جلد مدینہ میں احمدؐ مرسل — نہ ہو جو اتنا اثر تو ہے رائیگاں فریاد
کریں نہ منہ سے شکایت فراق احمدؐ کی — ہزار رنج ہوں آئے نہ تا زباں فریاد
شب فراق جو ہر دم ہے یاد زلف نبیؐ — فلک پہ جاتے ہی بنجاتی ہے دھواں فریاد
غبار کی طرح طیبہ کو جائے گی اُڑ کے — کبھی تو دوستو ہمراہ کارواں فریاد
گناہگاروں پہ اللہ کا کرم ہو گا — کریں گے حشر میں جسوقت سب فغاں فریاد
کبھی تو اپنا اثر کچھ نکل کے دکھلائے — جو دل میں عاشق احمدؐ کے ہے نہاں فریاد
سنیں اگر نہ مرے پیارے احمدؐ مرسل — الٰہی لیکے میں جاؤں گا پھر کہاں فریاد

یہی پکار کے کہتا ہے شائق خستہ
بلائیں پاس یہ کب تک سر زباں فریاد

ہر وقت عاشقوں کو جو ہے مصطفٰےؐ کی یاد — ایمان کی یہی ہے یہی ہے خدا کی یاد
دم بھر خیال زلف محمدؐ جدا نہیں — ہے شام ہجر دل کو مرے کس بلا کی یاد

کس رشک مہر کا ہے تصور بندھا ہوا
تارِ نظر کو ہے جو خطِ استوا کی یاد

کندہ ہوا ہے دل پہ مرے نغمۂ الست
بھولی نہ جائے گی کبھی قالوا بلیٰ کی یاد

ہوگا زباں پہ مری یا مصطفیٰ ضرور
مرقد میں کام دیگی شہِ دوسرا کی یاد

اے دل جہاں میں گم رہِ نجات ہوں
اسواسطے ہے مجھکو مرے رہنما کی یاد

احمد کی یاد دیا دے ہے رب کریم کی
اور مصطفیٰ کی یاد ہے آل عبا کی یاد

الفت مجھے رسول سے ہو جائے یا خدا
دل میں مرے مدام ہو اُس دلربا کی یاد

کیونکر فراق میں نہ مدینہ کا ہو خیال
کیوں ہو نہ مجھ مریض کو دار الشفا کی یاد

میں ناتواں ہوں مجھکو اڑا لے نسیم صبح
ہاں ہاں اسی ہوا سے ہے مجھکو صبا کی یاد

الفت میں زلف و روئے محمد کی ہے یہ حال
والشمس کا خیال کبھی والضحیٰ کی یاد

ہو نزع میں زباں پہ یا سید الرسل
شائق نہاں ہو دل میں رسولِ خدا کی یاد

کس کے سر ہوگی تری زلف رسا میرے بعد
کس سے لپٹے گی ستمگر یہ بلا میرے بعد

نہ ملا یار کے کوچہ کا پتا میرے بعد
خاک اڑاتے ہی رہے شاہ و گدا میرے بعد

نہ رہے یار کے انداز جفا میرے بعد
نہ وہ ضد ہے نہ وہ شوخی حیا میرے بعد

نزع میں کہتی تھی رو رو کے یہ لیلیٰ ہر دم
کون سمجھائیگا مجنوں کو خدا میرے بعد

قاصد اُن سے یہی کہدینا کہ دیں صاف جواب
زندگی میں مرے آؤگے کہ یا میرے بعد

روح خوش ہوگئی ہنستی ہوئی جنت میں چلی
اُس نے رو رو کے جو مرا نام لیا میرے بعد

وہ بھی آئے ہیں جنازے پہ کھلے سر روتے
لو اثر میری محبت نے کیا میرے بعد

میں تو مرتا ہوں مگر یاد رکھو بات مری
کچھ نہ آئیگا محبت کا مزا میرے بعد

دم جدا جب مرا ہو جائیگا میرے تن سے
کس پہ ایجان کہو ہوئیگے خفا میرے بعد

وہ حسیں روئے گا میت پہ مری تھام کے دل
کیا عجب ہے کہ قیامت ہو بپا میرے بعد

کس پہ ہر وقت تری ہونگی زلفیں برہم
یاد آئے گی تجھے کس کی خطا میرے بعد

زندگی میں جو رُلاتا تھا مجھے آٹھ پہر
وہ بھی دن آیا کہ خود رونے لگا میرے بعد

حسن پہلا نہ رہا اور نہ ادائیں پہلی
شائق انکا کوئی شائق بھی ہوا میرے بعد

جب تصور میں محمدؐ کے مجھے آتی ہے نیند
خواب میں دیدار حق کا لطف دکھلاتی ہے نیند

شوق کہتا ہے کہ تو بھی اٹھ کے چل سوئے عرب
شام فرقت جسطرح آنکھوں سے اڑجاتی ہے نیند

یوں کہونگا شب کو روضے میں جو رہنا ہو نصیب
آج تو خوش قسمتی پر اپنے اتراتی ہے نیند

دن کو عارض کے تصور میں تڑپتا ہوں مدام
شب کو یاد زلف حضرت میں اُچٹ جاتی ہے نیند

یاد مژگان نبیؐ میں شب کو ہو کیا خاک چین
گو کہ ہے مشہور کانٹوں پہ بھی آجاتی ہے نیند

شام فرقت چونک کر اٹھتا ہوں ہر دم خواب میں
آنکھ میں آکر مری کیا کیا سزا پاتی ہے نیند

عشق گیسوئے نبیؐ میں مر گئے اے شائق کہو
اے فرشتو جاؤ مرقد سے مجھے آتی ہے نیند

ردیف دال ثقیلہ

ہے خدا کو جسقدر اپنی خدائی پر گھمنڈ
مصطفےؐ کو اس قدر ہے مصطفائی پر گھمنڈ

ہے تمہارے عشق کا ہم کو وسیلہ یا نبیؐ
اور ہے تمکو خدا کی آشنائی پر گھمنڈ

کیوں نہ راہ راست سے بہکائیں ہم بھی رہنما
یارسول اللہ ہے تیری رہنمائی پر گھمنڈ

بادشاہوں کو مبارک بادشاہت ہو اگر
ہم کو ہے پیارے محمد کی گدائی پر گھمنڈ

حضرت آدم ہی ہیں وجہ ظہور ذات رب
ہے ہمیں سے تو خدا کو خود نمائی پر گھمنڈ

اپنے دلبر پر خدا کو ناز ہے اے دوستو
مصطفےؐ کو بھی ہے اپنی دلربائی پر گھمنڈ

تیرے در کا رنگ ہو ہر قدر تو کیا ڈر ہے ہمیں
دل کو ہے تیری کی بندہ نوازی پر گھمنڈ

جا کے طیبہ میں کرینگے عرض یوں سرکار سے
ہو گیا اب ہم کو قسمت کی رسائی پر گھمنڈ

آیت لاتقنطوا ہے جان ہے ایمان ہے
ڈر جدائی کا نہ ہے ہم کو بھلائی پر گھمنڈ

ناز کرتا ہے ہمارے عجز پر خود کبریا
عاجزوں کو ہے خدا کی کبریائی پر گھمنڈ

یا محمد کہتے ہی ہو جائیگا امن و امان
ہے قیامت میں شفیع انکی دہائی پر گھمنڈ

محو نور مصطفےٰ ہو جائینگے جب عشق میں
اُس گھڑی ہوگا کچھ اپنی خود نمائی پر گھمنڈ

ہو ادا سجدہ مدینے ہی کی مسجد میں اگر
ہوگا اُس دم عاشقوں کو جبہہ سائی پر گھمنڈ

مغفرت کی فکر ہو دلمیں بھلا کس واسطے
عاصیو ہے مصطفےٰ کی مصطفائی پر گھمنڈ

ہے وسیلہ ہم کو ذات احمد مختار کا
ہو تو ہو شائق کسی کو پارسائی پر گھمنڈ

ردیف ذال

نقش ایمان ہے دل پر سے اچھا تعویذ
اس سے بہتر نہ لگا کوئی گنڈا تعویذ

دور آسیب گنہ نام محمد سے ہوا
عاصیو لگ گیا کیا خوب مزے کا تعویذ

میں ملوں جا کے مدینہ میں رسول اللہ سے
پھر حق لا کے مجھے دے کوئی ایسا تعویذ

عاملو پھر سے اور کو دو اور کو دو
میں ہوں بیمار نبی کیا کروں گنڈا تعویذ

یاد احمد ہی میں سب رد بلا ہوتی ہے
میرا تعویذ ہے دنیا سے انوکھا تعویذ

ڈر نہیں اس کو بلاؤں سے مسلمان جو ہو
کلمہ احمد کا بلا شبہ ہے سچا تعویذ

جو کہ دار قہر رفتار نبی ہیں انکو
اسم پاک کے نبی نقش ہے اسم کا تعویذ

نام اللہ کا لیتے نہیں بھولے سے کوئی
گر شنا ہو تو کہتے ہیں ہے اچھا تعویذ

نفس کے جن پہ ہیں غالب ہو لب پر جا تمہیں — کوئی اسطرح کا دے مجھکو فلیتا تعویذ
درد ہے مصحفِ رخسار محمد کا مجھے — نہ عمل اس سے ہے بہتر نہ ہے اچھا تعویذ
حُبِ احمد ہی میں مر جائینگے اکدن ہم بھی — پیر نے ہم کو سکھایا ہے کچھ ایسا تعویذ
عشق ابرو نے محمد میں گئی جان مری — تیغ پتھر کی بنے میری لحد کا تعویذ

ہو کہ شائق نہ ہو راضی برضائے خالق
عالموں سے وہ طلب کرتا ہے گنڈا تعویذ

ردیف راے مہملہ

دونوں ہیں مگر ایک ہر اک میں ہے اثر اور — البیلی ادا اور ہے متوالی نظر اور
ہو جائے غلاموں پہ بھی مستانہ نظر اور — آنکھوں کے تصدق ترے اک اِدھر اور اُدھر اور
ہر ایک تمہیں دیکھتا ہی فرق ہے اتنا — غیروں کی نظر اور ہے یاروں کی نظر اور
مجھکو تری امید نے مرنے سے بچایا — گو لاکھ اڑائی تھی رقیبوں نے خبر اور
ناصح کہیں دیوانہ بھی سنتا ہے نصیحت — للہ مجھے چھوڑ دو تاکو کوئی گھر اور
اُس بت کی جدائی میں کسک ہو نہ تھم جائے — اللہ زیادہ ہو مرا درد جگر اور

شائق وہ نہا دھو کے کھلے بال جو نکلے
اس پیچ سے بل کھا گئی پتلی سی کمر اور

پڑے حیرت کے پردے جلوۂ دیدار قاتل پہ — سیہ بختی کی رنگت پھوٹ نکلی آنکھ کے تل پہ
اٹھا فرطِ نزاکت سے نہ ہرگز ہاتھ بسمل پہ — نگاہیں جم گئیں مقتل میں یا اپنی تیغ قاتل پہ
مزہ آجائے حسن و عشق یوں دست و گریباں ہیں — کھنچے شوخی کا نقشہ صفحۂ بیتابیٔ دل پہ
خوشا اسحاقِ الفت کو ظریفِ حسن کیا سمجھے — تبسم گل کا اک طرہ ہے گلبانگِ عنادل پہ

بڑھا اس درجہ جوش لذت بیداد قاتل میں
لہو چھپنے لگا اب تو دم شمشیر قاتل پہ

اسی کمبخت کے ہاتھوں ہوئے ہیں سیکڑوں کشتہ
ہزاروں حسرتوں کا خون ناحق ہے مرے دل پہ

چھپا کب عشق سے حسن وہ عالم سوز اے شائق
رہی کب بال پروانہ کی چادر شمع محفل پہ

لاکھ روکے مرے مژگاں اسے چلمن بنکر
ہجر احمد میں نکل آئیگا آنسو چھن کر

رحمت حق نے صدا دی ادھر آ پیارے
شب معراج محمد جو چلے بن ٹھن کر

ہند میں ہم ہیں مدینہ میں ہے اپنا وارث
کیا جبین خاک جبیں ہائے سہاگن بنکر

مجھ سے کہتا ہے تصور ترا پیارے اللہ
بند آنکھوں سے رخ پاک کا پھر درشن کر

پھر سنا ہم کو خیال رخ گیسوئے نبی
پھر بگڑ جاتے ہیں سب روٹھنے دامن بنکر

آ ادھر ابر کرم دل کی زمیں ہے ویراں
اپنے قدموں سے اسے رشک دہ گلشن کر

چاند سی شکل نبی میں ترے صدقے قرباں
دل مرا کالا ہوا جاتا ہے روشن بن کر

جا کے آیا ہے جو طیبہ وہ یہی کہتا ہے
ہائے رہ جاتا وہیں بخت یہ بگڑا بن کر

چہرہ وہ چہرہ تجلی کے جو پردوں میں چھپے
نور وہ نور ہے جو دل پہ گرے چھن چھن کر

مال فانی پہ نہ اترا تو کبھی اے شائق
بس وہی کھائیگا ٹھوکر جو چلے گا تن کر

یا خدا مجھکو نہ رکھ احمد مختار سے دور
میں ہوں خادم نہ رہونگا کبھی سرکار سے دور

عاشق احمد مرسل نہ رہے طیبہ میں
ہائے افسوس کہ بلبل رہے گلزار سے دور

گو برا ہوں نہ رہوں کس لئے احمد کے قریب
گل کو دیکھا ہے کسی نے بھی کبھی خار سے دور

خواب میں دیکھ لیں ہم اپنے محمد کو کبھی
عاشق تو یہ نہیں کچھ طالع بیدار سے دور

چشم احمد کا تصور نہیں کیوں ہجر کی شب
وہ تو بیمار تھا کیوں ہو گیا بیمار سے دور

یاد مژگاں میں عجب حالت تھی — اگر رات شب بھر نہ مرا بستر تھا وہ سر دار سے دور

سر دہ کیا ہو کہ نہ ہو سنگ در احمد پہ — دل اگر ہو کس کام کا جو رہتا ہو دلدار سے دور

حشر میں امتی سب ساتھ رہیں احمد کے — قافلہ ہو نہ کہیں قافلہ سالار سے دور

جلوہ جبتک نہ نظر آئے رسول اللہ کا — روح میری نہ ہو اللہ تن زار سے دور

حشر میں آئیں کہاں طالب دیدار ہیں — ہو گیا لیجیے نقاب آج رخ یار سے دور

خاک کر دے جو جلا کر تو سے اعدا کو نہیں — ہجر میں کب ہے مری آہ شرربار سے دور

زال دنیا سے کبھی بھول کے تو دل نہ لگا — چاہیے تجھکو کہ ہر دم رہے مکار سے دور

حشر سے حشر میں سب کے ہیں مشتاق
یہ تو کچھ بات نہیں رحمت غفار سے دور

کس طرح شتاق ہے تجھے آپ کی فرقت — اے خواجہ اجمیر

بلوا لیجیے اب در پہ یہی دل کی ہے حسرت — اے خواجہ اجمیر

حوروں کی تمنا ہے نہ ہے خواہش جنت — اے خواجہ اجمیر

ہو دین میں دنیا میں تری مجھ پہ عنایت — اے خواجہ اجمیر

ممکن نہیں ہو مجھ سے ادا وصف تمہارا — اے خواجہ اجمیر

حاشا نہ زباں میں نہ مرے دل میں جلا قوت — اے خواجہ اجمیر

دل آپ پہ قربان کروں اور جگر بھی — حاضر ہے یہ سر بھی

جتنا ہے مرا جسم اتنی ہی ہے بہت — اے خواجہ اجمیر

ہاں اے شہ والا نہ مجھے بھول کے جانا — خادم کو بلانا

جب حشر کے دن آپ سہارا بن کے — اے خواجہ اجمیر

بس اتنی دعا آپ سے ہے لے مرے ... — اے دین کے رہبر

للہ دکھا دیجیے وہ چاند سی صورت — اے خواجہ اجمیر

مشہور ہے تو ہند میں اور سب کا ہے خواجہ
ہو ہاتھ مرا اور ترا دامن دولت
شائق کا ہے آقا
اے خواجۂ اجمیر

یارب دکھا مدینہ کی اس گلستاں کی سیر
ہے صورت بہار در و ہاں کی خزاں کی سیر

معراج میں گذر کے فلک اور عرش سے
اک دم میں کر کے آئے نبی لامکاں کی سیر

جلوہ مکان دل میں ہے عشق رسول کا
ہر دم میں دیکھتا ہوں رخ مہماں کی سیر

طیبہ کی ہے فضا جو مرے دل میں کھپ گئی
زاہد تجھے تو چاہیئے باغ جناں کی سیر

ملک عرب ہے سامنے گو میں دکن میں ہوں
دکھلاتا ہے نبی کا تصور کہاں کی سیر

کیوں رشک جام جم نہ ہو یہ دل کا آئینہ
اس میں دکھائی دیتی ہے دونوں جہاں کی سیر

جا پہنچینگے اب وہاں کہ جہاں سے ہم آئے تھے
دو دن میں سب تمام ہوئی کن فکاں کی سیر

ہو جائیں مست بادۂ عشق رسول سے
کر لیں جو ہم بھی محفل پیر مغاں کی سیر

جب سے ہوا ہوں عاشق روئے محمدی
مجھکو نصیب ہو گئی راز نہاں کی سیر

دل داغہائے عشق نبی سے ہے باغ باغ
کیسی ہے پر بہار مرے گلستاں کی سیر

ہجر نبی میں کام یہی ہے مرے خدا
کرتا ہوں روز بیٹھ کے آہ و فغاں کی سیر

باغ جہاں ازل سے ہوا ہے اسے پسند
ہوتی ہے تخت جسم پہ روح رواں کی سیر

شائق یہی تو رمز ہے حبل الورید کا
دل کے مکان میں ہے نہاں لامکاں کی سیر

ہم دل کو محمد ہی کا کاشانہ سمجھکر
اچھے رہے کعبہ کو نہی بتخانہ سمجھکر

الٹی بھی سمجھ ہو پہنچے نہ توحید کے در تک
بیگانے بنے سب تجھے بیگانہ سمجھکر

اے باد صبا شہر مدینہ میں ادب سے
حضرت کو سنانا مرا افسانہ سمجھکر

رکھتے ہیں کہیں مست مئے عشق محمد
جائینگے مدینہ کو بھی میخانہ سمجھکر

اے شاہ بڑے دور کے ہیں آئے ترے شائق
کملی ترے شانہ پہ فقیرانہ سمجھکر

میں گرد ترے حشر میں رہتا جو پھرونگا — قدسی بھی سرک جائینگے دیوانہ سمجھکر
اُس گیسوؤں والے سے مدینہ میں کہونگا — لے لے دل صد چاک مرا شانہ سمجھکر
اے ساقی کوثر مجھے کوثر سے چھکا دے — آیا ہوں یہاں بھی ترا میخانہ سمجھکر

میں شاد ہوں خورسند ہوں فرقتین بھی **شائق**
اپنے ہی کو خود جلوہ جانانہ سمجھکر

الله الحمد کہ ہے وقت خوشا صلّ علیٰ باد صبا ٹھنڈی سی ہوا چلتی ہے شایاں بہا
ہائے وہ صبح مدینے کی چمک اور مہک اور جھلک اسکی لٹک مثل عروسان بہار
دیکھ لے کوئی تو مرجائے تڑپ جائے پھڑک جائے نکلجائے دل و جان قربان بہار
مطلع فیض ازل رہا اہل حسن عمل مشکلیں حل کیوں نہ ہو عشاق کی الله کی قسم
نور خورشید نمایاں ہوا رخشاں ہوا تاباں ہوا بنتی ہے کرن اس کی نگہبان بہار
نور کا وقت سہانا وہ پرندوں کا ترانہ گل و بلبل کا فسانہ در امید ہے باز
وہ موذن کی صدا اشہد کہنے کی ادا نام محمدؐ کے فدا ہے یہی ایمان بہار
نیند سے اُٹھ کے چلے عاشق مجبور ہے محمود کہ مسجود ہے موجود کریں راز و نیاز
قرب سب چاہتے ہیں شاہ کا ذیجاہ کا اس راہ کا الله کا دونی ہو نہ کیوں شان بہار
کوئی الله پہ راغب کوئی بت کا ہے مصاحب کوئی معشوق کا طالب کوئی احمدؐ پہ نثار
ہر نئے رنگ نئے ڈھنگ سے نیرنگ سے کرلیتا ہے محبوب کا بجرا جو ہے سلطان بہار
جھلملاتے ہوئے تاروں سے نظاروں میں کناروں میں نگاہوں میں اشاروں میں یہی کہتا ہے چاند
شمع رنجور ہے مجبور ہے بے نور ہے مستور ہوا سایۂ کناں گوشۂ دامان بہار
چمکا اسطرح سے جب نور خلق رنگ ہوا رات کا فق اٹھی ہوا اسحق کی ساجدین نگار
کہیں والشمس کی سورت کی عبادت میں تلاوت ہے سنے کوئی تو ہو جائے مسلمان بہار
میں بھی جو اُٹھ کے چلا جانب مسجد تو صدا آئی کہ کر سجدہ ادا ہو نہ قضا تیری نماز

جاکے دیکھا تو عبادت کی اقامت ہے اطاعت کو جماعت بھی ہے تیار ہے فیضان بہار

بس وہیں کرکے وضو رو بہ در اللہ کے کی عرض کہ ملجائے مرے دل کی مراد

اتنے میں قاری خوش نغمہ سرا پڑھنے لگا وصف رسول دوسرا جو کہ ہے عرفان بہار

پہونچی کانوں میں جو ناکان محمدؐ کی صدا چیخ اٹھا تھام کے دل سنتے ہی سرکار کا نام

یاد آیا مجھے وہ راز کا اندازہ وہ انعام کا اعجاز سرافراز ہے نازان بہار

دیکھکر لوگ مجھے ہوگئے ششدر و پریشان و حیران و مضطر کہ سبب اسکا ہے کیا

پوچھنے لگ گئے وہ کون ہے جس نام کی آواز پہ انداز پہ تم ہوگئے قربان بہار

روکے میں نے یہ کہا ایک جوان عربی ہاشمی و مطلبی شہر مدینہ کا ہے شاہ

حسن اس چاند کا ہے سب سے نرالا ہے ہی گیسوؤں والا کہ فدا جس پہ ہے خوبان بہار

اک زمانے سے جدا اس سے ہوں کس سے کہوں کونسا میں کام کروں جس سے نظر آئے مجھے وہ مہ خوبان

کوئی ایسا نہیں ملتا مجھے لیجائے اسے لائے بہر حال نکلجائے سب ارمان بہار

نام اس پیارے کا احمدؐ ہے محمدؐ بھی ہے محمود بھی حامد بھی ہے سردار رسل شان الٰہ

کملی والا کوئی کہتا ہے کوئی جان جہان راحت جان شاہ زمان نور درخشان بہار

یا خدا تیرے سوا کوئی نہیں اب مرا حامی مرا والی مرا غمخوار و مددگار ہے تو

اس طرح کر کوئی تدبیر پلٹ جائے یہ تقدیر ترے ہاتھ ہے تحریر بتا کار نمایان بہار

حیدرآباد سے میں جاکے مدینے میں رہوں اور جیوں اور مروں خاک مدینے کی ہو خاک

لوگ سن کر یہ کہیں واہ رہی قسمت یہ عنایت ہے اسی شہ کی جو ہے نیر تابان بہار

شائق اب ہاتھ اٹھاکر یہ دعا کر لو کہ عثمان علیخان جو کہ ہیں سلطان دکن

ان کی اولاد بھی یہ بھی رہیں آباد رہیں شاد یہی ذات تو ہے جان جہان جان بہار

دوست کو احباب کو ملک دکن کو چھوڑ کر
یاد حق بھی چھوڑ کر یاد محمد کرتے ہیں

پاس حضرت کے چلے ہم سب سے منہ کو موڑ کر
اب بناتے ہیں مدینہ کعبۂ دل توڑ کر

لطف دیدار مدینہ و گنبد کے سوا اے رسولؐ
ہم جو مر جائیں گے اُس دلبر پہ سر پھوڑ کر

بخشوا لینا خطائیں جا کے پیش مصطفےٰ
سجدے کر پاؤں پکڑ کر ہاتھ اپنے جوڑ کر

اُس گھڑی آنا مدد میری مرے پیارے رسولؐ
جائیں گے سب قبر میں مجھکو اکیلا چھوڑ کر

ہے یہی حبل المتین تار سر زلف رسولؐ
توڑ اے شائق محبت کا نہ رشتہ جوڑ کر

پڑھا جو فاتحہ اس گل نے باوضو ہو کر
پھڑک کے قبر سے نکلا میں سرخرو ہو کر

وہ آیا پھولوں میں میرے جو سرخ رو ہو کر
لحد سے روح نکل آئی میری بو ہو کر

بجز نمک کے مزا کچھ نہیں ہے کھانے کا
نہ ہو جو حسن نہ اترا کے خوش گلو ہو کر

ہمارے آنکھوں میں آنکھوں کا نور نکلے ہو
ہمارے دل میں رہو دل کی آرزو ہو کر

نہیں ہے خون کے چھینٹے تمہارے دامن
لپٹ گئے مرے ارمان دل لہو ہو کر

ہر ایک جا ہو مگر تم نظر نہیں آتے
عجیب پردہ ہے چھپتے ہو روبرو ہو کر

جہاں میں تم سے زیادہ ہے ایک ایک حسیں
تم اپنے دل میں نہ اتراؤ خوبرو ہو کر

جب اس کا جلوہ عیاں ہر نہاں ہے اے شائق
نماز پڑھتی ہے کیوں خلق قبلہ رو ہو کر

آپ آئیں گے جو دل میں مرے مہمان ہو کر
حسرتیں ساری نکل جائیں گی قربان ہو کر

جاؤں قربان ذرا مجھ سے تو مطلب کہہ دو
خیر ہے آج جو آئے ہو پریشان ہو کر

رحم کر اب تو ذرا حال پہ عشاق کے تو
بیٹھے ہیں در پہ ترے بے سر و سامان ہو کر

حضرت عشق مرے گھر کو ویراں کیجے
خانۂ دل میں جو آپ آئے ہیں مہمان ہو کر

کون کہتا ہے ترے چہرہ پہ ہے آرائش
تارے نکلے ہیں جبیں پہ ترے افشاں ہو کر

کون دریائے محبت سے کنارے پہنچا
مر گئے لاکھوں اسی بحر میں غلطاں ہو کر

مصحف رخ کو ترے دیکھ کے ایسا بھولا
حرف تک یاد نہیں حافظ قرآں ہو کر

بے وفا تم ہو مجھے دیتے ہو الٹا الزام
جھوٹ کہتے ہو مری جان مسلماں ہو کر

مجھکو افسوس ہے ان شعر دن پہ شائق
داد دیتے نہیں شعر دن کی سخندان ہو کر

خدایا ان حسینوں کا بھلا کر
جو ہنستے ہیں مجھے ہر دم ستا کر

ارے ظالم نہ تو ہر دم دغا کر
کبھی تو اپنا وعدہ بھی وفا کر

ہزاروں ہو گئے اقرار جھوٹے
کبھی تو اپنے وعدہ کو وفا کر

دل وحشی یہی کہتا ہے اپنا
کسی جنگل کو چل اب منہ چھپا کر

گھٹا چھائی ہوئی ہے دل پہ غم کی
کبھی چہرہ دکھا زلفیں ہٹا کر

مرے دل پہ تو رکھکر ہاتھ دیکھو
کیا ہے حال کیا دل کو جلا کر

تپ فرقت میں روتا ہوں شب و روز
کبھی صورت دکھا دو مسکرا کر

مری فرقت کا قصہ سن کے بولے
یہ کیا بکتا ہے تو باتیں بنا کر

وہاں تو جمع ہیں اغیار سارے
کریں کیا دوستو اس جا پہ جا کر

قصور اپنا کوئی بتلاؤ ہم کو
جو ہر دم آتے ہو تیوری چڑھا کر

خدایا دین میں دنیا میں رکھ شرم
دعا کرتا ہوں یہ میں ہاتھ اٹھا کر

غلام خلق ہوں کیا جانتا ہے
ذرا تو اے صنم مجھ سے ڈرا کر

نہ آلودہ ستم ہوگا اسی دم
پڑہیں صلوات ہم طیبہ میں جا کر

چھڑانا مجھکو اے سردار عالم
لحد میں آپ خود تشریف لا کر

تلیں جب حشر میں شائق کے اعمال
جھکانا پلہ نیکی کو آکر

بگولا خاک کا میری بنا کر
صبا طیبہ میں لے جانا اڑا کر

ترا مقدور چھوٹے رتبہ احمد
ذرا تو کچھ ادب باد صبا کر

کہوں گا روز محشر ظلم اس کا — خدا کے سامنے بت کو بٹھا کر
تڑپنا اپنے کشتوں کا مری جاں — ذرا تو دیکھئے مقتل میں آ کر
ہوا ہوں ہند سے بیزار اے شہ — مجھے طیبہ میں رکھ لیجے بلا کر
نہ کر یاد صبا زلف اس کی برہم — ارے وہ بیٹھا ہے کچھ تو ستا کر
وہ دفنا کر یہ فرماتے ہیں تجھ سے — نہیں اب دیکھئے گا منہ اٹھا کر

طفیل پنجتن ہو نیک انجام
یہی ہر دم دعا شائق کیا کر

مر رہا ہے کوئی تیرے ابروئے خمدار پر — جان دیتا ہے کوئی اے جاں کسی رفتار پر
جان و دل کرتا ہوں میں صدقے انہیں کے وار پر — ہائے کیوں پڑتا نہ پھر رفتار پر گفتار پر
پان کھا کر او رہی فی النار کر ڈالا ہمیں — پہلے ہی سے مر رہے تھے آتشیں رخسار پر
عشق تو ہر شے میں حق باطل کا ہے ظاہر کہیں — منحصر رکھا نہیں حق نے اسے دو چار پر
ہجر میں ہوں ناتواں ایسا کہ اٹھ سکتا نہیں — اے مسیحا رحم کر بہر خدا بیمار پر
زاہدوں سے سالکوں سے ہو سکے کیا خوف — آج کل دیکھو تو سب مرتے ہیں دنیا دار پر
ایک دن جاؤ گے حق کے روبرو ڈرتے رہو — تم نے کیوں باندھی کمر ناحق مرے آزار پر

ہم کہے دیتے ہیں تجھ کو آج شائق یاد رکھ
عشق سے تیرے ہے رونق اور ہی اشعار پر

ردیف زائے معجمہ

اللہ کو پسند آیا مرے یار کا انداز — انداز بھی وہ احمد مختار کا انداز
ہو کیوں نہ فدا میرے تصور پہ مرا دل — فرقت میں ہے وصل شہ ابرار کا انداز

وہ سب ہیں جو سب میں ہیں پھر بھی ہیں الگ سب سے
اللہ رے اس پردۂ اسرار کا انداز

دل تھام لیا ہو گیا سو جان سے عاشق
جس شخص نے دیکھا ترے سرکار کا انداز

دل میں ہے نبی تیری محبت کی ادائیں
آنکھوں سے ہے ظاہر ترے دیدار کا انداز

متوالی نظر ایک ادھر بھی ہو محمد
ملتا نہیں تم سے کسی سرشار کا انداز

اک چشم زدن میں مری ہو جائیگی بخشش
بانکا ہے بہت رحمت غفار کا انداز

کہتا تھا ہر اک دیکھ کے قربان مری جان
معراج میں اللہ کے دلدار کا انداز

دل کوئی مسلتا ہے مرے سینہ کے اندر
جیسے کہ تصور میں ہے رفتار کا انداز

روتا ہوں جو یادِ دُرِ دندانِ نبی میں
ہر اشک میں ہے گوہر شہوار کا انداز

شائق یہ محمد کی محبت کا ہے باعث
دنیا سے نیا ہے ترے اشعار کا انداز

ہے دل میں یاد شہنشاہ انس و جان شب و روز
خدا کا شکر کہ آباد ہے مکاں شب و روز

خدا کے واسطے لیجے خبر رسول اللہ
دکن میں آپکا عاشق ہے نیم جاں شب و روز

ہے سچ ہر گھڑی ہجر نبی میں یا اللہ
کہ عشق کا ہے جدائی میں امتحاں شب و روز

ہمارا کام یہی ہے فراق میں احمد
تمہاری زلف کا صورت کا ہے بیاں شب و روز

ہر ایک دم ہو خیال محمدی دل میں
گذر نہ جائے کہیں عمر رائیگاں شب و روز

قسمت اپنی کہ ہم دور ہیں محمد سے
کوئی ہے وصل سے طیبہ میں شادماں شب و روز

نبی کے شعلۂ رخ کا خیال ہے ہر دم
نہ کیوں ہو چشم میں مضطر ہماری جاں شب و روز

ہر ایک لحظہ ہو صل علیٰ کا ورد حضور
حضور پاک میں بھیجو یہ ارمغاں شب و روز

بلائیں لگے جو بیٹھیں ہم کو شفا [illegible]
حرم کے دیکھا [illegible] ایک [illegible] شب و روز

جنہیں ہے عشق نبی سے تو یا خدا ان کو
زباں پہ ذکر [illegible] شب و روز

ہر ایک دم سے تجلی [illegible]
[illegible] دل میں ہیں انداز لامکاں شب و روز

اگر تجھے ہے محبت رسول اکرم سے
درود پاک ہو اور تیری ہو زبان شب و روز

فراق زلف و رخ احمدی میں اے **شائق**
ہمارے اشک بھی آنکھوں سے ہیں رواں شب و روز

بلواتے کیوں نہیں ہیں رسول خدا ہنوز
شائق تو اور ہجر میں ہے مبتلا ہنوز

رہتا اگر نہ سنگ در مصطفےٰ پہ سر
یاور نہیں ہوا ہے نصیبہ مرا ہنوز

نور نبیؐ سے اس کی صفائی نہیں ہوئی
افسوس دل مرا نہوا آئینہ ہنوز

اے جذب عشق اپنا اثر اب تو کچھ دکھا
آئے نظر نہیں مجھے شاہ ہدیٰ ہنوز

بس اب ملا غلام سے سرکار کو ضرور
آنکھیں ہیں نقش پائے نبیؐ سے جدا ہنوز

غالب کرو نہ نفس کو مجھ پر مرے حضور
جھگڑا ہے روز وہ نہیں تابع مرا ہنوز

مضطر دکن میں درد جدائی سے ہوں بہت
فرماتے یاد کیوں نہیں یا مصطفےٰ ہنوز

چھوڑوں میں کس طرح سے بھلا طاعت خدا
کانوں میں ہے الست کی ایک صدا ہنوز

تیری ہی یاد دل کے مکاں کی جو ہو مکیں
جاتا نہیں ہے وسوسہ ماسوا ہنوز

حالت ہماری ہجر پیمبر میں دیکھ کر
جا کر کہا نہ تو نے نبیؐ سے صبا ہنوز

گو ہوں گنہگار خطاوار یا رسولؐ
دکھلاتے کیوں نہیں مجھے شان عطا ہنوز

جینے سے تنگ ہو گئے ہجر رسولؐ میں
شائق ہماری آتی نہیں کیوں قضا ہنوز

ردیف سین مہملہ

مجھکو پہونچا دے خدا احمدؐ مختار کے پاس
مرے والی مرے آقا مرے سرکار کے پاس

موت بھی آئے مدینہ میں مری یا اللہ
دفن میرا ہو مرے سیّد ابرار کے پاس

یاد مژگاں میں جو یاد آئی محمدؐ کی نظر
ایسی تلوار پڑی رہ گیا سر دار کے پاس

جان کس کام کی گر ہو نہ محمدؐ پہ فدا
دل وہ کس کام کا جائے جو نہ دلدار کے پاس

حق میں عشاق کے یہ ظلِ ہما ہے پیارے
گھر ہو طیبہ میں ترے سایۂ دیوار کے پاس

مست ہوں بادۂ الفت سے رسول اللہ کے
بھیجدے مجھکو الٰہی مرے سرشار کے پاس

مغفرت حشر میں ہو جائیگی کیا فکر اے دل
چیز ہی کیا ہے گناہیں مرے غفّار کے پاس

کیا غضب ہے کہ رہوں شہر پیمبر سے دور
ہائے بلبل نہ رہے کیوں گل گلزار کے پاس

سورۂ نون کے نزدیک ہی ہے سورۂ صاد
یا کہ ہے چشم نبیؐ ابروے خمدار کے پاس

یا خدا سچ یہ ہے کیسے ہیں وہ خوش قسمت لوگ
رات دن رہتے ہیں جو احمدؐ مختار کے پاس

تیرے چہرے کے تصور سے نہ ہو کیوں صحت
ہے مسیحائے خیالی ترے بیمار کے پاس

خوف ہے فتنۂ محشر کا نہ کچھ پھول کا ڈر
ہیں قیامت میں رہونگا شہ ابرار کے پاس

چشم ابروئے نبیؐ کے ہے قریں اے لوگو
یا کوئی مست ہے بیٹھا ہوا تلوار کے پاس

پوچھ **شائق** سے نہ تو روز قیامت میں خدا
حبِّ احمدؐ کے سوا کیا ہے گنہگار کے پاس

جس کو حاصل نہ ہو طیبہ کی زیارت افسوس
سچ تو یہ ہے کہ بُری اسکی ہے قسمت افسوس

فرقت شاہ امم میں مرے اللہ ہر دم
دل بیتاب پہ اک تازہ ہے آفت افسوس

حشر میں جائینگے ہم روبروے اللہ کے کیا
کچھ ہوئی ہم سے نہ دنیا میں عبادت افسوس

ورنہ بلوتے مدینہ میں بلا شک اے دل
دل میں پوری نہیں حضرت سے محبت افسوس

تابع شرع نہیں کوئی یہی باعث ہے
اندنوں پھیلتی جاتی ہے جو بدعت افسوس

سامنے روضۂ اقدس کے پڑے ہیں ذرہ ذرہ
ابھی حاصل نہ ہوئی ایسی بشاشت افسوس

ہر طرف آئے نظر احمدؐ مختار کی شکل
نہ ملی آنکھ کو اسطرح بصیرت افسوس

چل دکن سے کہ مدینہ میں ہوئی یاد تری
کوئی دے خواب میں آ کر یہ بشارت افسوس

خالی ہاتھ آئے ہیں اور جائینگے بھی خالی ہاتھ
کام آتی نہیں کچھ دولت و ثروت افسوس

شکل دنیا سے دنی کا ہے فدائی ہر دم
یا نبی جاتی نہیں نفس کی عادت افسوس

عمر دو روزہ مصیبت ہی میں گذری ہے یہ
ہائے ہم کو نہ میسر ہوئی راحت افسوس

نہ نظر آئی مجھے خواب میں بیداری میں
یا نبی آپ کی وہ پیاری سی صورت افسوس

نہ تو دیدار ہوا اور نہ ہوئی اے شائق
مصحف روئے محمد کی تلاوت افسوس

ردیف شین معجمہ

جستجو احمد کی ہے اچھی تلاش
ہے اسی صورت میں اللہ کی تلاش

شکل احمد میں خدا مل جائے گا
آئینہ میں آئینہ گر کی تلاش

کہہ رہا ہے دل مرا صلِّ علیٰ
ہے تصور میں مجھے کس کی تلاش

عشق حضرت عشق ہے اللہ کا
جو خدا کی وہ پیمبر کی تلاش

یار کے دل میں بھی ہوتا ہے اثر
عشق سچا ہو اگر سچی تلاش

یار کہتا ہے مرا میں ہوں ملیح
کس طرح ہو گی مرے پی کی تلاش

ہے تمہارا نور سب میں یا نبی
تمکو پایا میں نے کی جس کی تلاش

مل گیا وہ دلربا صلِّ علیٰ
غور سے دیکھیں جو بینے کی تلاش

جستجو کر کچھ نہ کچھ مل جائے گا
سچ یہ ہے جاتی نہیں عالی کی تلاش

ہے تصور میں نگاہ مصطفٰے
اس لئے مجھکو ہے خنجر کی تلاش

اتنی ہی نعمت ترے ہاتھ آئیگی
جستجو جتنی ہو اور جتنی تلاش

بلبل باغ مدینہ ہوں مجھے
فکر دوزخ کی نہ جنت کی تلاش

جستجو اللہ کے پیارے کی ہے
واہ میری کتنی ہے پیاری تلاش

یاد ابروئے نبی ہے رات دن
کس قدر **شائق** کی ہے بانکی تلاش

یا نبی ہوں تیری متوالی نظر کا مدہوش
وہ بڑا مست ہوں مدہوش بھی اچھا مدہوش

سچ یہ ہے دل نے پیا بادۂ عشق احمدؐ
جام توحید ہے کیونکر نہ وہ ہوگا مدہوش

مست احمدؐ کی ادا بھی ہے عجب متوالی
دیکھ کر ہر کوئی ہو جاتا ہے آلہ مدہوش

حشر میں ساقئ کوثر کا جو میخانہ کھلے
کوئی متوالا پھریگا کوئی ہوگا مدہوش

کیوں نہ قربان ہوں ہم دلکے آہی ہر دم
ہمکو کرتا ہے یہ جام ہمارا مدہوش

گر پڑا تھام کے دل نام محمدؐ سنکر
اثر عشق نے مجھکو کیا اتنا مدہوش

دید احمدؐ سے جو میں مست ہوں محشر میں
مصطفےٰ دیکھ کے فرمائیں ادھر آ مدہوش

یاد آتی ہے جو وہ مست نگاہ احمدؐ
خود کو پاتا نہیں ہوجاتا ہوں اتنا مدہوش

چشم احمدؐ سے تناسب نہیں کچھ بھی اسکو
ہاں مگر دیکھ کے ہو نرگس شہلا مدہوش

ہے تصور میں مرے مست ادائیں کسکی
کر رہا ہے مری آنکھوں کا تماشا مدہوش

دیکھکر چشم نبی حشر میں یہ کہدونگا
میں اسی کا ہوں اسی کا ہوں اسی کا مدہوش

نام احمدؐ کے سوا منہ سے نہ نکلے کچھ اور
عشق احمدؐ تو بنادے مجھے ایسا مدہوش

شائق مست کا ہر شعر بھی مستانہ ہے
جو سنے گا وہ ہر اک بزم میں ہوگا مدہوش

ردیف صاد مہملہ

۱

کیوں ہمکو نہ ہوا احمدؐ مختار سے اخلاص
ہوتا ہے غریبوں کو تو سرکار سی اخلاص

دلبر نہ ہو کیوں عشق پیمبر کی ادائیں — الفت سے محبت ہے مجھے پیار سے اخلاص
میں زلف پریشان پیمبر کا ہوں وحشی — ہاتھوں کو ہے دامن کے ہر اک تار سے اخلاص
میدان قیامت میں یہ رحمت نے پکارا — ہے میرے گنہگاروں کو غفار سے اخلاص
دل عاشق مژگان نبی اف رے ڈھٹائی — منصور کو زیبا تھا سر دار سے اخلاص
کچھ پڑھ کے انہیں دیکھتے ہیں دیکھنے والے — ہے سورۂ اخلاص کو دیدار سے اخلاص
ہے دل کو مرے کوچۂ طیبہ کی محبت — جس طرح کہ بلبل کو ہو گلزار سے اخلاص
کیوں ہم نے احمدؐ میں نیا رنگ جمایا — وحدت کو ہے کیوں پردۂ اسرار سے اخلاص
گو میں ہوں برا دور نہ کرنا مجھے حضرت — کیا پھول کو ہوتا ہی نہیں خار سے اخلاص
اڑ اڑ کے طواف حرم پاک کرے گا — ہے طائر دل کو در و دیوار سے اخلاص
عثمانؓ ابوبکرؓ و عمرؓ حیدر کرارؓ — ہر اک مرے عنصر کو ہے ان چار سے اخلاص
متوالی نگاہ نبوی کا ہوں میں شیدا — مجھ مست کو ہے خانۂ خمار سے اخلاص
چلتا ہے نشانہ پہ تصور میں ہر اک دم — ہے تیر نظر کو جگر افگار سے اخلاص

شائق نہیں دنیا کی محبت مرے دل میں
مکار ہے جو رکھتا ہے مکار سے اخلاص

مال کی خواہش نہیں ہے اور نہ دولت کے حریص — یا الٰہی ہم ہیں پیغمبر کی الفت کے حریص
سیر کرنا نعمت دیدار سے یا مصطفےٰ — آئیں گے طیبہ میں جب ہم ایک مدت کے حریص
کون کرتا ہے عبادت خاص اللہ کیلئے — کچھ تو ہیں حوروں کے خواہاں کچھ ہیں جنت کے حریص
درد ہجر احمدیؐ حد سے سوا ہو یا خدا — عاشقوں کے قلب ہیں ایسی مصیبت کے حریص
ہر گھڑی اپنا وظیفہ ہے اغثنی یا نبی — بے وسیلہ ہو گئے ہیں استعانت کے حریص
یا خدا جتنے ہمارے دل میں ہیں حرص گناہ — اس قدر ہو جائیں ہم تیری عبادت کے حریص
کوئی نیکی ہم سے ہو جائے تو خوش ہوتے ہیں آپ — ہیں رسول اللہ بھی اعمال امت کے حریص

کیا گنہگاروں کو محشر کا خطر پروردگار
تیری رحمت نبیؐ کے ہیں شفاعت کے حریص

مال ساتھ آتا نہیں یہ جائیگا غیروں کے ہاتھ
مرنے والو اس قدر کیوں تم ہو دولت کے حریص

عشق احمدؐ میں مزا آتا رہے شام و سحر
یا الٰہی ہم نہ ہوں دنیا کی لذت کے حریص

ہر گھڑی ہوتی رہیگی رحمت جل و علا
عاصیو بنجاؤ گے گر تم ندامت کے حریص

پردہ پوشی نے کیا ہے چین دلکو اور بھی
بن گئے ہم میم احمدؐ سے محبت کے حریص

ہم تو دیدار محمدؐ کے رہیں بھوکے یا خدا
سیر کیوں ہوتے نہیں ہیں ایسی نعمت کے حریص

بس ہمیں شائق گدائی کوچۂ محبوب کی
ہم نہیں ہیں بادشاہی کی حکومت کے حریص

ردیف ضاد معجمہ

یا پیر غلاموں پہ بھی ہو اک نظر فیض
اب نخل تمنا مرا لائے ثمر فیض

یا غوث ترے بحر محبت میں ہیں غرقاب
ملجائے ہمیں بھی ترے صدقے گہر فیض

خالی نہیں جاتا کوئی دربار سے پھر کر
اے ابر کرم آپکا در بھی ہے در فیض

ملجائے وہیں دولت عقبیٰ مجھے دم میں
یا پیر کرم ہو جو مرا راہ بر فیض

دیدار سے کیونکر نہ ملے نور ولایت
یا پیر ہیں عارض ترے شمس و قمر فیض

ہیں عیب گناہوں کے بھرے مجھ میں سراسر
آقا مرے دکھلائیے اب کچھ ہنر فیض

یا غوث شب ہجر کی اب دور بلا ہو
نور رخ انور سے عیاں ہو سحر فیض

دولت سے زیارت کی غنی کر دو مجھے پیر
اسطرح میسر ہو مجھے بھی سفر فیض

ہے سوزش فرقت بھی مرے پیر کی فیاض
ہے آہ شرربار میں پنہاں شرر فیض

دنیا میں نہ پھنس جائیں نہ غافل ہوں خدا سے
سرکار غریبوں پہ بھی ہو اب نظر فیض

سُن کر جو کہے اس نے ہمیں فیض ہو حاصل ‏— واللہ کلام آپ کا ہے جلوہ گرِ فیض
روتا ہوں جو یادِ گُہرِ دنداں میں تمہارے ‏— یا پیر ہیں سب اشک کے قطرے گہرِ فیض
بیمار ہوں دیدار دکھا دو مرے حضرت ‏— تم میرے مسیحا ہو شفا ہے نظرِ فیض

شائق ترے اشعار جو مقبول جہاں ہیں
مدح شہِ جیلاں کا ہے یہ سب اثرِ فیض

جس شخص کو ہے خاکِ درِ پیر سے غرض ‏— اے بوالہوس اسے نہیں اکسیر سے غرض
کر دے گی اُسے کوچۂ بغداد یا خدا ‏— شاہی سے مجھکو کام نہ جہانگیر سے غرض
مالک ہیں غوث پیر ہے سیاہ و سپید کے ‏— تقدیر سے مجھے ہے نہ تدبیر سے غرض
یا پیر کیوں بلاتے نہیں مجھکو اپنے پاس ‏— کیا میری آہ کو نہ ہو تاثیر سے غرض
اے دل تڑپ فراق میں اتنا تو ہو اثر ‏— کیا کام تجھکو غوث سے تاثیر سے غرض
مجھ پر رہے عنایت غوث الورا مدام ‏— دنیا کی ہے نہ عزت و توقیر سے غرض
نام جناب پیر عجب حُب کا ہے عمل ‏— پڑھ اس کو ہے جو نفس کی تسخیر سے غرض
یا پیر یہ عطا و خطا کا عجب ہے راز ‏— تم کو ہے عفو سے مجھے تقصیر سے غرض
کرتا ہوں شرح مصحفِ روئے جناب پیر ‏— قرآن سے کام ہے نہ تو تفسیر سے غرض
ابرو ہے لوح چشم ہے صاد و نقطہ خال ‏— رکھتی ہے شان آیتِ تطہیر سے غرض
ہیں داغ عشق پیر مرے دل میں دوستو ‏— درہم سے کام ہے نہ تو توقیر سے غرض
دیکھا ہوں کہ چاند دیکھوں گا دیدار پیر کا ‏— کچھ میرے خواب کو نہیں تعبیر سے غرض
ہے صاف دل میں عکس جمال جناب پیر ‏— اس آئینہ کو ہے اسی تصویر سے غرض

ہو جائے یاد میری بھی بغداد میں کبھی
شائق یہ ہے قصیدہ کی تحریر سے غرض

ردیف طائے مہملہ

دل کو اگر ہو عشق رسولؐ خدا سے ربط
سمجھو کہ ہو گیا ہے اُسے کبریا سے ربط

لائے گی بوئے زلف حبیب کبھی ادھر
پیدا کیا ہے اس لئے ہم نے صبا سے ربط

مجھ ناتواں کو ہجر میں یوں آہ سے ہے عشق
بوڑھے کو جیسے ہوتا ہے اپنے عصا سے ربط

مہر رخ رسول تصور میں ہے مرے
میری نظر کو بھی ہے خط استوا سے ربط

صحبت گدائے کوچۂ محبوب کی ہے خوب
پیدا کرونگا میں نہ کبھی اغنیا سے ربط

کام آسکا نہ حشر میں جز ذات مصطفےٰ
کس کام کا مجھے ہے اور اقربا سے ربط

نابود ہو خودی تو کھلیگا خدا کا رمز
الّا کا ہو ظہور جو پہلے ہو لا سے ربط

بندوں میں اور خدا میں عجب راز ہے نیا
اُس کو عطا سے ربط ہے اُنکو خطا سے ربط

عکس نبی ہر اک میں نظر آتا ہے مجھے
دلکو ہے جیسے آئینہ اینا سے ربط

میں کیا کہوں کہ جان مری کس پہ ہے فدا
دلبر جو ہے خدا کا ہے اس دلربا سے ربط

سچ ہے یہی کلام مسلمان ہے وہی
واللہ جس کے دل سے ہو خوف و رجا سے ربط

بنجائے کیوں نہ جلوہ گہ نور مصطفےٰ
پیدا کیا ہے داغ بھی عرش علا سے ربط

گر چاہتا ہو منظر نور خدا ہمیں
لازم نہیں ہے حضرت دل ماسوا سے ربط

شام و سحر دعا یہی شائقؔ کی ہے خدا
ہو جائے دل کو الفت خیر الوریٰ سے ربط

ردیف ظائے معجمہ

ذکر دوزخ نہ سُنا اے واعظ
بس مرا دل نہ جلا اے واعظ

حور جنت سے نہیں کام ہمیں ذکر احمدؐ تو سنا اے واعظ
نہ کسی شے سے ہے مطلب نہ غرض عشق احمدؐ کے سوا اے واعظ
عشق نے گھر کیا جب سے دل میں ہوں گرفتار بلا اے واعظ
میرے محبوب کے قصہ کے بغیر اور نہ کچھ مجھکو سنا اے واعظ
نہیں احمدؐ میں احد میں کچھ فرق کر نہ دونوں کو جدا اے واعظ
آہ و زاری کا مری حال نہ پوچھ ہوگا طوفان بپا اے واعظ
سخن اقرب ہے اگر واقف ہے کچھ بتا اس کا پتا اے واعظ
غیر سے مجھکو سروکار ہے کیا ڈھونڈ اپنے کو ذرا اے واعظ
فخر کہتا ہے شہنشا ہوں پہ در احمدؐ کا گدا اے واعظ

راہ شائق کو شہ بطحےٰ سے
کوئی ملنے کی بتا اے واعظ

یا الٰہی تو بنا دے مجھے اچھا حافظ مصحف روئے شہ ہر دو سرا کا حافظ
الفت عارض احمدؐ ہو جسے اے لوگو تھوڑے سے ہی دن میں وہ قرآں کا ہوگا حافظ
صرف دیدار نہیں ہو جسکے عبادت حق کی ایسا قرآں کوئی ہم کو دکھانا حافظ
یہ بھی قرآں سے کچھ کم نہیں اے زاہد تو حدیثا حفظ کرے تو محمدؐ کا سراپا حافظ
خط رخسار نبیؐ دیکھ کے غش آجاتا تو نے دیکھا نہیں قرآن محشّٰی حافظ
دیکھنے والوں کو بھی رویت احمدؐ پہ ہے حفظ پر اپنے تجھے ناز ہے جیسا حافظ
حشر کا قبر کا میزان کا کچھ خوف نہیں عاصیو اپنا ہمیشہ ہے ہر اک جا حافظ
اوج وہ اپنے نبیؐ کا ہے کہ ماشاء اللہ یاد کیا تجھکو نہیں سورۂ اسرا حافظ
صدمۂ ہجر سے جائے نہ کہیں جان مری اے خیال نبویؐ تو مرا بن جا حافظ
جلد جاؤں میں مدینہ کو اثر سے اسکے یا خدا مجھکو بتا ایسی دعا کا حافظ

مارنے والے سے بڑھکر ہے بچانے والا | خوف دشمن نہیں ہے نام خدا کا حافظ

یا الٰہی شایق کی دعا ہے تجھ سے
مجھکو کر دے تو حدیث نبوی کا حافظ

ردیف عین مہملہ

مجھے نہ خواہش اکسیر اور نہ زر کی طمع | فقط ہے خاکِ رہ سید البشر کی طمع
خیال خلد بھی دلکو ہے خوف نار بھی ہے | کبھی ادہر کا خطر اور کبھی ادہر کی طمع
نہ کر حلاوت دنیا پہ اے دل نادان | مثال طفل نہ کر تو کبھی شکر کی طمع
ہمارے حال سے ہیں باخبر رسول اللہ | نہ ہم کو نامہ کی حاجت نہ نامہ بر کی طمع
مجھے بچائیے دنیا کی حرص سے حضرت | بری بلا ہے خدا کی قسم بشر کی طمع
کھلیگا حال عدم کا تو کس طرح اے دل | یہ مبتدا وہ نہیں جس کی ہو خبر کی طمع
ہے الفت دُرِ دندان احمدؐ مرسل | مجھے نہ ہیرے کی خواہش نہ ہے گہر کی طمع
دعا یہی ہے کہ پہونچا دے تو مدینہ میں | الٰہی ایک زمانہ سے ہے ادھر کی طمع
اسی زمیں پہ ہو دفن میرا یا اللہ | ہے میری خاک کو طیبہ کے رہ گذر کی طمع
در رسول ہی بس ہے کہیں نہ جا اے دل | خراب کرتی ہے انساں کو دربدر کی طمع
بڑھایا حوصلہ آپ ہی کے لطف نے حضرت | رہوں حضور کے قدموں پہ ہے یہ سر کی طمع
ہے زلف روئے پیمبر کے عشق میں گردش | فدا ہوں اونکے یہ ہے شام کی سحر کی طمع
نہ کر تو فکر عمارات دنیوی اے دل | مسافروں کو کبھی چاہیئے نہ گھر کی طمع

نہیں ہے آرزو شایق کی کوئی اسکے سوا
مرے رسول تمہاری ہے اک نظر کی طمع

کیا مہینا چلا الوداع الوداع
کیجیے آہ و بکا الوداع الوداع

السلام علیک السلام علیک
اے مہ پُر ضیا الوداع الوداع

روزہ داروں کی بوئے دہن پیش حق
مشک سے تھی سوا الوداع الوداع

مسجدیں تھیں تراویح سے نور بار
اب کہاں وہ ضیا الوداع الوداع

ہر برس تو تو آئیگا ماہ صیام
اپنی امید کیا الوداع الوداع

ستائیس روزوں پہ اے ماہ حشر میں تو
اپنا شاہد بھلا الوداع الوداع

روزہ داروں کے مجمع سے تو کیوں چلا
حسرتا حسرتا الوداع الوداع

کیا مبارک مہینا تھا ہر روز و شب
مستجاب الدعا الوداع الوداع

روزہ داروں کے روزے سے بخشی گئی
اُن کی اگلی خطا الوداع الوداع

کیا بتاؤں ہے روزوں کا کیا کچھ ثواب
خود خدا ہے جزا الوداع الوداع

آج جتنے یہاں جمع ہیں روزہ دار
خوش رہیں اے سخا الوداع الوداع

آہ و زاری سے محفل میں روتا ہوا
ہے ہر اک کہہ رہا الوداع الوداع

شائق اس مہ پہ موقوف کیا کوچ ہے
ہے سبھی کو فنا الوداع الوداع

ردیف غین معجمہ

ایمان کا ہے نور بھی دلمیں عجب چراغ
اے مومنو خدا نے دیا بے طلب چراغ

روئے شہ عرب میں نہاں ہے خدا کا نور
قندیل صین میں ہے عیاں شکل رب چراغ

بجھ کر کا بھی کبھی ہوا خاموش مثل شمع
سیکھا ہے میرے سینۂ سوزاں کا ڈھب چراغ

گھبراؤں گا جو ظلمت مرقد سے دوستو
ہوگی ضیائے الفت شاہ عرب چراغ

پر نور شب ہے روئے مبارک کی یاد میں
روشن ہے شام ہجر یہ کیوں بے سبب چراغ

دوں کیوں نہ جان شمع جمال رسولؐ پر
پروانہ میرا نام ہے ان کا لقب چراغ

کھائے جو داغ سینہ پہ فرقت میں آپ کی
چمکینگے وہ لحد میں مری مثل شب چراغ

نور نبی کو ڈھونڈتا پھرتا ہے چرخ پیر
لے کر یہ مہر و ماہ کا ہر روز و شب چراغ

سب کو ملا ہے نور چراغ رسولؐ سے
روشن اسی سے ہوتے ہیں دنیا کے سب چراغ

تمثیل ظاہری ہے فقط فیض عام میں
ورنہ نبی کے نور سے ہمسر ہو کب چراغ

نورانی داغ عشق نبی سے ہے میری قبر
روشن سرہانے کیلئے ہے بے سبب چراغ

حق نے کیا نبی کو سراج منیر بس
لو اے سیاہ کار و ملا بے طلب چراغ

ہوتے ہیں روشن ایک سے صدہا ہزارہا
فیاض ذات ہے بخدا بوالعجب چراغ

آتا ہے یاد شعلۂ رخسار احمدیؐ
کرتا ہے شام ہجر عجب ہے غضب چراغ

نالہ کیا جو شمع رسالت کی یاد میں
باد فراق سے ہوئے گل شب کو سب چراغ

گھبرایا دل جو ظلمت شام فراق سے
یاد لب رسولؐ میں ہے لعل شب چراغ

شائق نہ آگ اور نہ بتی ہے اور نہ تیل
روشن ہے دل میں نور نبی کا عجب چراغ

ہجر نبی میں رنگ نیا یوں جمائے داغ
سینہ میں مجھکو طور کا جلوہ دکھائے داغ

مثل کلیم عشق رسالت مآب میں
ہم کو بھی جلوہ ید بیضا دکھائے داغ

عشق رسول تیرہ لحد میں چمک اٹھا
پر نور قبر ہوگئی کیا کام آئے داغ

ایمان اسکا ہوگا نہ کامل کبھی جناب
عشق شہ عرب میں جو دلپر نہ کھائے داغ

دیکھا گل جمال نبی میں نے وقت نزع
میری خزاں میں شکر ہے یوں گل کھلائے داغ

جائے گی حشر میں جو سیاہی گناہ کی
مشعل کی طرح بنکے تماشا دکھائے داغ

کیوں کر کروں نہ فخر کہ شائق ہے جائے فخر

عشق نبیؐ میں شکر ہے ہم بھی تو پائے داغ

ہجر نبیؐ میں کچھ نہیں حاصل سوائے داغ — سینہ برائے دل ہے تو دل ہے برائے داغ
سچ تو یہ ہے زمانۂ ہجر رسولؐ میں — آنکھیں برائے گریہ ہیں دل ہے برائے داغ
اے سوزش فراق نبیؐ لے مری خبر — پہلے ہوئی تجھی سے تو نشو و نمائے داغ
ہے پردہ پوش صورت عشق محمدیؐ — اوڑھی ہے میرے دل نے بھی جبہ بجائے داغ
کہتا ہے الفت شہ والا میں دل مرا — ہے داغ آشنا مرا میں آشنائے داغ
عاشق نبیؐ کا درہم و دینار کیا کرے — خواہش نہیں ہے اسکو کسی کی سوائے داغ
دوزخ بھی الحفیظ پکارے گا دوستو — بھڑکیں گے حشر میں جو مرے شعلہ ہائے داغ
اے عشق احمدیؐ مرے سب چھپ گئے گناہ — کیا ٹھیک جسم دل پہ ہوئی ہے قبائے داغ

ہر ذرۂ زمیں سے انا الشمس کا ہو غل
شائق جو پھیلجائے لحد میں ضیائے داغ

ردیف فائے

رخ پر ہے زلف پرشکن اک اسطرف اک اسطرف — کعبہ کے ہیں دو راہزن اک اسطرف اک اسطرف
عارض پہ چشم سحر فن اک اسطرف اک اسطرف — دو سمت ہیں محو چمن اک اسطرف اک اسطرف
رخسار کب ہیں جان من اک اسطرف اک اسطرف — مصحف ہیں دو سایہ فگن اک اسطرف اک اسطرف
یاد رخ و گیسو میں جب نکلیگا تن سے اپنے دم — رو دینگے شیخ و برہمن اک اسطرف اک اسطرف
دل کا نگینہ توڑ کر زیور بناؤ اس کا تم — بازو پہ باندھو نورتن اک اسطرف اک اسطرف
لکھ لیتے ہیں اچھی بری ہر دم کراماً کاتبین — ہیں وہ دو شیخ مرد کہن اک اسطرف اک اسطرف
آئے مزہ جب وصل کا پہلو میں ہوں دو دلربا — گل پیرہن شیریں سخن اک اسطرف اک اسطرف

سینے میں ہیں جو دل جگر ارماں ہیں انمیں بیشتر
خلوت میں ہیں وہ انجمن اک اسطرف اک اسطرف

رخسار پہ ہیں جلوہ گر ابروئے پرخم آپ کے
یا تیغ ہے سایہ فگن اک اسطرف اک اسطرف

ہیں خوگر لطف خلش پہلو میں اپنے دل جگر
خنجر ہیں زیر پیرہن اک اسطرف اک اسطرف

لے کر چلا ہوں الفت رخسار جاناں قبر میں
مصحف ہوں زیر کفن اک اسطرف اک اسطرف

تصویر مانی کھینچ یوں مجھ وحشی ناشاد کی
بازو ہوں قیس و کوہکن اک اسطرف اک اسطرف

ہے لطف جب فریاد کا یوں جاؤں میں پیش خدا
ہوں ساتھ قیس و کوہکن اک اسطرف اک اسطرف

ملک ختن میں زلف کے آوارہ ہیں دل جگر
مضطر ہیں وہ یوں ہم وطن اک اسطرف اک اسطرف

انکا مکاں ہے ایک سو دشمن کا گھر ہے روبرو
دار الشفا دار المحن اک اسطرف اک اسطرف

اے شوخ چشم شوخ ہیں کیسے بنے رنگیں ترے
اک باغ ہیں ویرانہ بن اک اسطرف اک اسطرف

شائق مزہ تھا شعر کا جبتک امیر و داغ تھے
رہتے تھے دو استاد فن اک اسطرف اک اسطرف

عاشقو اب چلو دلربا کی طرف
لیجئے اپنے رسول خدا کی طرف

ناتواں میں ہوں لیکن ہے عشق نبی
کاہ کو ہے کشش کہربا کی طرف

یا نبی ہجر میں ہوں پریشاں بہت
دل جو مائل ہے زلف دوتا کی طرف

پیروی شرع کی چاہئے دوستو
ہے توجہ جو راہ خدا کی طرف

میری امید برآئے شاہ امم
اک نظر ہو اگر مجھ گدا کی طرف

المدد اے خیال رسول خدا
دل جھکا پھر مرا ماسوا کی طرف

فخر کرتا ہے کیوں مال دنیا پہ تو
اے شقی اپنی دیکھ ابتدا کی طرف

جاؤں طیبہ تو دم یوں ہو تن سے جدا
آنکھ ہو رہ گئی مصطفا کی طرف

تم خطاؤں پہ میری نہ ڈالو نظر
یا نبی دیکھو اپنی عطا کی طرف

بلبل روح مرتے ہی اڑ جائیگی
باغ طیبہ کی یارب فضا کی طرف

خواہش دیدار خدا ہے اگر ۔ سر جھکا اپنا قلب صفا کی طرف
شب معراج جبریل نے یہ کہا ۔ بانگ کے احمد چلو اب خدا کی طرف

یا خدا اسکے شائق کا دم جس گھڑی
رخ ہو شہر رسولؐ خدا کی طرف

جو ہم کرتے ہیں پیغمبر کی تعریف ۔ یہی ہے خالق اکبر کی تعریف
لب دندان احمدؐ کی ہے الفت ۔ کریں کیوں لعل کی گوہر کی تعریف
ہٹا پا کہ مدینہ میں پہنچ جائے ۔ کروں گا میں دل مضطر کی تعریف
خدا کا خاص پیارا اور دلبر ۔ یہ ہے لوگو مرے سرور کی تعریف
ہلے معشوق جس دم جام کوثر ۔ کریں لب ہائے پیغمبرؐ کی تعریف
اشارہ سے نبی کے دل شکستہ ۔ یہ ہے پورے مہ انور کی تعریف
زلیخا بھولتی یوسفؑ کو سنکر ۔ محمدؐ کے رخ انور کی تعریف
ہے دل کا سرور اور آنکھ کا نور ۔ کروں کیا گنبد انور کی تعریف
نظر آئے جو قامت مصطفیٰ کا ۔ قیامت میں کروں محشر کی تعریف
خدا کے ابروئے سردار عالم ۔ سنو شمشیر کی خنجر کی تعریف
پڑھو قرآن میں ہے صاف ظاہر ۔ خدا کرتا ہے پیغمبرؐ کی تعریف
کمان ابرو بڑی آنکھ اونچی بینی ۔ فدا ک اتنی ہے یہ دلبر کی تعریف

تجلی خاص ہے اللہ کی شائق
یہی ہے روئے پیغمبرؐ کی تعریف

ردیف قاف

حبیب حمزہ ہر دم تپاں تپا ہے حضرت کا فراق ۔ کیوں نہ سمجھوں وصل سے اپنے شب ہجر اچھا فراق

درد دل ہے آنکھ میں آنسو جگر میں آبلے
رنگ لاتا ہے نیا ہر دم محمد کا فراق

دو ہی دن میں جانکنی لینے کے دینے پڑ گئے
دیکھئے آگے دکھاتا ہے ہمیں کیا کیا فراق

کی وہ جلدی حضرت موسیٰ نے نعمت چھوڑ دی
خضر نے بیزار ہو کر کہدیا ہذا فراق

اے مرے اللہ بتا دے وہ گھڑی کب آئے گی
دیکھکر طیبہ کہوں اب وصل سے بدلا فراق

نزع سے خوش ہوں کہ وصل احمدی ہوگا نصیب
رنج کچھ اسکا نہیں ہو جائے گر سب کا فراق

جب سنیں حضرت تو رو رو کر کہونگا حال سب
رحم کیجے دور اب تو وصل سے ہوگا فراق

بولتی ہیں ہڈیاں پیری ہیں کب اے دوستو
کہہ رہی ہیں روح سے اپنی نبھا نہیں یا فراق

بیکسی ہیں کون ہے اس کے سوا یا مصطفیٰ
رات کا غمخوار ہے اور دوست ہے دن کا فراق

جان جائیگی یہی نا اور کیا ہوگا مرا
عاشق خیر الوریٰ ہوں کیا ڈراتا جا فراق

دور تم سے ایک مدت سی ہیں اے پیارے نبی
اب مدینہ میں بلالو ہائے یہ کیسا فراق

دوست سے ملنے کو جاتے ہیں یہ عین وصل ہے
جھوٹ ہے کہدے کوئی گر موت سے دیکھا فراق

آہ و نالہ بیقراری اضطرابی بیخودی
میری اک جان حزیں اور حصے ہیں کیا کیا فراق

وصل احمد ہوگا جب برآئیگی شائق کی امید
دیکھئے تڑپاتا ہے کب تک ہمیں ان کا فراق

ہوا ہوں رو کے رسالتماب کا عاشق
ازل سے دل ہے خدا کی کتاب کا عاشق

اسی کا نور ہے دل میں ہمارے پردہ نشیں
جو لامکاں میں ہے احتجاب کا عاشق

خیال ہو تو بہر آں کا یاد رہے نبی
فراق میں ہوں ہی آپ تاب کا عاشق

الٰہی جان ہو میری فدائے صاحب کل
ہوا اُن کے ہجر میں دل اضطراب کا عاشق

اوجالا دیکھ کے مرقد میں یہ کہیں گے نکیر
تو زندگی میں تھا کس آفتاب کا عاشق

کیا رسولوں میں احمد کو منتخب تو نے
الٰہی میں ہوں ترے انتخاب کا عاشق

الٰہی چاند سی صورت نبی کی آئے نظر
ہوں ایسی شب کا فدا ایسے خواب کا عاشق

ہوں ایک غلام میں دیوانہ [illegible] ثبوت
ہوں ایسی نشہ کا ایسی شراب کا عاشق

تجھے کہوں میں [illegible] عشق [illegible] کیوں اے دل
خدا تو خود ہے رسالت مآب کا عاشق

نہیں [illegible] جنکا کوئی نظیر و مثال
ہمارا دل ہے اسی لاجواب کا عاشق

پکار [illegible] مصطفیٰ تو مجھے
خدا ہے ایک [illegible] اس جناب کا عاشق

نبی کا اور [illegible] کا ہے محشر میں دیدار
ہے دل اسی لئے [illegible] کا عاشق

سنا ہے جب سے کہ [illegible] مسلم
عذاب سے ہوں [illegible] ثواب کا عاشق

مختار قبر کا کیا خوف تجھکو اے شائق
کہ تو شروع سے ہے بوتراب کا عاشق

ردیف کاف تازی

آنکھیں الگ الگ ہیں نظر آرہا ہے ایک
واللہ دونوں [illegible] جدا لگتا ہے ایک

اپنا رسول ایک ہے اپنا خدا ہے ایک
حق ایک ہے آئینہ حق نما ہے ایک

ظاہر میں گو کہ رنگ ہر اک شخص کا ہے ایک
باطن میں [illegible] انا ہے ایک

ناقوس بتکدہ ہو کہ مسجد کی ہو اذان
آواز میں گو جدا [illegible] بولتا ہے ایک

قوسین [illegible] معراج میں ثبوت
دو نقطے [illegible] عرش پہ خط کھنچا ہے ایک

آئینہ خانہ ہی سے کھلا راز [illegible] عکس
آئینے سیکڑوں ہیں نظر آرہا ہے ایک

ہر شخص شکل کشتی ہے دنیا مثال بحر
ان ساری کشتیوں کا خدا ناخدا ہے ایک

اے چاند تو [illegible]
طیبہ کا چاند دل میں نظر آرہا ہے ایک

احمد کی میم [illegible] جدا [illegible]
شان خدا و شان رسول خدا ہے ایک

قربان جاؤں رحمت پروردگار پہ
نیکی کے دس ثواب بدی کی جزا ہے ایک

سوئے مدینہ کیوں نہ فراشنہ ہو نزع میں
قبلہ اگر ہے ایک تو قبلہ نما ہے ایک

باطن ہمارا سرخئ وحدت سے لال ہے
ظاہر میں گو کہ سبز بہ رنگ حنا ہے ایک

مخلوق میں ظہور ہے خالق کے نور کا
گو مدعی ہیں لاکھ مگر مدعا ہے ایک

آدم نہ کیوں ہو مظہر توحید کبریا
ہمشکل کب جہاں میں ہی شکل کا ہے ایک

عشاق مصطفےٰ کی یہی ہے مثال ٹھیک
دلدادہ بے شمار ہیں اور دلربا ہے ایک

سینہ بسینہ بہر قیامت کا ہے ہری
قطرے جو جمع ہو گئے دریا بنا ہے ایک

دنیا میں ہے سرور کہیں غم کہیں خوشی
ہنستا ادھر ہے ایک ادھر رو رہا ہے ایک

جلوہ دکھا دو نزع میں اپنے غلام کو
شائق کا یا رسول یہی مدعا ہے ایک

اے چشم نبی ہم سے جدا دو نظری کب تک
زلفوں کے تصور میں آشفتہ سری کب تک

کیوں آپ نہیں لیتے طیبہ سے خبر جلدی
کہئے تو غلاموں سے یہ بے خبری کب تک

آنسو کے عوض حسرت خوں ہو کے نہ بہ جائے
وہ دور غم فرقت سے آنکھوں میں تری کب تک

پہنا دے مجھے خلعت تو وصل محمد کا
اے دست جنوں آخر یہ جامہ دری کب تک

تم وصل کی گرمی سے اب خشک اسے کر دو
کھیتی غم فرقت کی سینہ میں ہری کب تک

آئی نہ قضا تجھکو پہونچا نہ تو یثرب کو
شائق تری آہوں میں یہ بے اثری کب تک

یا نبی ہجر سے بیتاب ہوں ہاں ہاں ابتک
رو رہا ہے تری دھن میں دل نالاں ابتک

مجھ سے عاصی کے ہیں حبیب مرسل حامی
دیر کیوں عفو گنہ میں ہے مرے رحمان ابتک

اے مسیحائے جہاں سرور کل شمع سبل
مجھ سے بیمار کا کرتے نہیں درمان ابتک

تیغ ابروئے نبی دو مجھے کر دے جلدی
نہ ہوئی کس لئے مشکل مری آسان ابتک

لیجئے پوری نہ ہوئی الفت احمد دل کو
اسے کامل نہ ہوا کیوں مرا ایمان ابتک

شہر طیبہ کا سفر ہو تو الٰہی کیسا / نہ میسر ہوا مجھکو کوئی ساماں اب تک
ظاہرا دور ہوں گو اس کا نہیں غم مجھکو / شکر ہے شکل تصور سے ہوں شاداں اب تک
متکبر جو ہیں وہ دیکھیں بچشم عبرت / کیسی لعنت میں گرفتار ہے شیطاں اب تک
ہجر میں زخم جگر مجھ پہ ہنسا کرتے ہیں / نہیں دکھلایا نبیؐ نے رخ خنداں اب تک
مصحف رخ نظر آتا تھا ترا روز ازل / دیکھتا ہوں سجدا خواب میں قرآں اب تک
میرے دلمیں غم و حسرت و یاس و ہجراں / گھر میں اللہ کے دو چار ہیں مہماں اب تک
دیکھتے ہی رخ احمدؐ کو کہا گردوں نے / یوں درخشاں نہیں دیکھا رخ تاباں اب تک
اتنا کہدے کوئی طیبہ میں بآہ رسولؐ / کان اسبات کے مشتاق ہیں ہاں الٰہی اب تک

کسلئے آئے ہیں اور چاہئے کیا اے **شائق**
کچھ سمجھتے ہی نہیں حضرت انساں اب تک

اک نظر میں مجھکو یوں ہمرنگ کر یا غوث پاک / تجھ میں میں اور مجھ میں تو آئے نظر یا غوث پاک
دے مئے وحدت کا اک ساغر ادھر یا غوث پاک / دل ہوا آشوب دوئی سے بے خبر یا غوث پاک
یوں مرے دلمیں بنا تو اپنا گھر یا غوث پاک / میرا ہر تار نفس ہو رہ گذر یا غوث پاک
میں ہوں کبتک کن میں در بدر یا غوث پاک / کیجئے مجھپر عنایت کی نظر یا غوث پاک
دلمیں میرا ان کے ہے تو جلوہ گر یا غوث پاک / ہے خدا کے گھر میں بھی تیرا گذر یا غوث پاک
دلمیں آکر جلوہ اپنا ایسا دکھا / سجدہ گہ میری بنے میرا ہی گھر یا غوث پاک
رہئے آپ ہی آرزو ہوکر دل بیتاب میں / آپ آنکھوں میں رہیں مثل نظر یا غوث پاک
دل لگا میرا ادھر تو دل ہے سینہ تنگ کن / پھر نہیں تاریکئ مرقد کا ڈر یا غوث پاک
مجھکو پھر اک ادا سے تو نظر آتا رہے / محو کردے یوں محبت کا اثر یا غوث پاک
شوق کہتا ہے کہ چل اڑ کے ابھی بغداد آج / ضعف کہتا ہے کہ ہوں بے بال و پر یا غوث پاک
سب ہیں یہ میرا پیرا [illegible] کو / یاد تیری [illegible] یا غوث پاک

کیوں نہ کہدوں نام سن کر آپکا صلِ علیٰ — آپ ہی ہیں نائب خیر البشر یا غوث پاک
ہجر ہیں کوئی دوا ابھی کارگر ہوتی نہیں — درد سر لیجائیگا اک روز سر یا غوث پاک
تیری ہی دہلیز پہ پوری ہو میری زندگی — موت بھی آئے مگر سر کے نہ سر یا غوث پاک
کم نہیں شق القمر سے آپ کی چین جبیں — چاند ہے آدھا ادھر آدھا ادھر یا غوث پاک
ہوں وہ بیکس بعد مردن رونیوالا اک نہیں — ہاں تری حسرت بنے گی نوحہ گر یا غوث پاک
مٹی الموت حق ہیں ہمارے دلنشیں — پھر بھلا کسطرح ہو سکیگا ڈر یا غوث پاک
رحم کیجے رحمۃ للعالمین کے واسطے — بڑھ چلا ہے حد سے اب دردِ جگر یا غوث پاک
خواب میں تو آئے تجھکو دیکھکر میں جاگ اٹھوں — جلوہ گر ہو چار سو نور سحر یا غوث پاک
پاس قدموں کے بلا لے جلد تو بغداد میں — کر نہ اب اعظم علی کو دربدر یا غوث پاک

دیر سے در پر کھڑا ہے شائق مسکیں ترا
حسن کا صدقہ ادھر بھی اک نظر یا غوث پاک

میرے پیارے مصطفےٰ روحی فداک — اے خدا کے دلربا روحی فداک
ذات تیری باعثِ مخلوق ہے — اے شہ ہر دو سرا روحی فداک
از ہمہ اوہام و تصویرات دور — آپ ہیں نور خدا روحی فداک
نکہتِ زلفِ شہنشاہ امم — لا اڑا کر اے صبا روحی فداک
جلوہ دکھلادو کبھی تو خواب میں — اے مرے یوسف لقا روحی فداک
ہم غریبوں کی طرف پھر جا ذرا — اے نگاہ مصطفےٰ روحی فداک
ہم دکن میں آپ طیبہ میں حضور — اسطرح کبتک جدا روحی فداک
بھولنا ہم کو قیامت میں نہ تم — شافع روز جزا روحی فداک
راستہ اللہ کا بتلائیے — اے ہمارے پیشوا روحی فداک
دور کر دیجے خدا کے واسطے — دل سے یادِ ما سوا روحی فداک

حق نے اپنے نام تم کو دیدئے — نام حق شان خدا روحی فداک
دم مرا نکلے ندا اسطور سے — لب پہ ہو یا مصطفیٰ روحی فداک
یا نبی طیبہ میں میری موت آئے — ہے یہی اک التجا روحی فداک
نزع میں دیکھوں جو صورت آپکی — کہہ اٹھوں گا مرحبا روحی فداک

لیجیے للہ اپنے شائق کی خبر
اے نبی صلّی علیٰ روحی فداک

ردیف کاف فارسی

رکھتے ہیں عشق روئے رسالتمآب لوگ — دل میں چھپائے بیٹھے ہیں اک آفتاب لوگ
کس شان سے صفی پہ فدا ان کی جان ہے — بھر دیکھتے ہیں روز زلیخا سا خواب لوگ
یا مصطفیٰ اٹھائیے دامن کرم — لائیں نہ مہر حشر کی جب تاب لوگ
جو رو رہیں یا نبی در دِ ندا انکی یاد میں — محشر میں وہ تو آئینگے با آب و تاب لوگ
ہٹ جائیگی دبائیگی ہرگز نہیں نہیں — جس دم پکاریں قبر میں یا بوتراب لوگ
مٹ جائیگی خودی تو کھلیگا یہ سارا بھید — اللہ ہیں احد اپنے میں خود ہیں حجاب لوگ
بلوائیں گے رسول ہمارے رحیم ہیں — کرتے ہیں کیوں فراق میں یوں اضطراب لوگ
ہیں روئے احمدی کے تصور سے شاد ہوں — پڑھتے جو ہیں پڑھا کریں ام الکتاب لوگ
روشن ہر اک کے دل سے ہے ہر دل میں ہے نہاں — نور محمدی سے کریں اکتساب لوگ
احمد کا میم کہتا ہے راز خدا چھپا — کیوں صورت احد نہ کریں احتجاب لوگ
دعویٰ جو عشق کا ہے یہی عشق کا مآل — حضرت کے ماسوا سے کریں اجتناب لوگ
ہاں ہاں جو ہے محبت رخسار مصطفیٰ — غش میں سنگھایا کرتے ہیں مجھکو گلاب لوگ

امت میں ہیں جو شافع یوم القیام کی
گھبرائینگے کبھی نہ وہ روز حساب لوگ

جاناں کے پاس لیکے چلے جائیں نذر کو
کرتے ہیں یوں جہاں سے سب بیتاب لوگ

ہے خوف جن کے قلب میں روز حساب کا
وہ رات کو کیا کریں اپنا حساب لوگ

شائق چلے نہ باد مخالف گناہ کی
دنیا مثال بحر ہے مثل حباب لوگ

یا خدا اب تو نہ کر مجھکو ہمیشہ سے الگ
تا بجا خادم رہے گا اپنے سرور سے الگ

منزل مقصود ملے کس طرح ہو گی دوستو
گمرہوں کے ہاتھ میں داماں رہبر سے الگ

یا نبی دنیا میں جن جن کی محبت تھا ناز
کر دیا ان سب نے میرے ہی مجھے گھر سے الگ

نور روئے احمدی سے کیا تناسب اے جناب
اور ہے یہ نور ماہ نیر سے الگ

نور احمد دیکھکر عشاق ہوں جب بیقرار
حشر میں اک اور محشر ہو گا محشر سے الگ

سب یہ تھا سرکار کے یارب اغفر امتی
روح عالی جب ہوئی جسم منور سے الگ

جان پہ صدمہ جدا ہجر پیمبر کا ہے اور
مضطرب ہیں اضطراب قلب مضطر سے الگ

آگ میں ملجائیے یارب وہ دل کس کام کا
رات دن رہتا ہے جو افسوس دلبر سے الگ

داغ عشق مصطفےٰ سے دل ہو جسد م علی
میں بھی اپنے لگ گیا ہر اک تونگر سے الگ

یاد دندان نبی میں آبرو پاؤں نہ کیوں
کہتے ہیں ہوتی نہیں ہے آب گوہر سے الگ

تیرے دیدار حشر میں اے رحمت جل و علا
نام میرا گر گنہگاروں کے دفتر سے الگ

کون کس کا ہے قیامت میں بجز ذات رسول
اقربا احباب سب ان دن ہونگے ہر ہر سے الگ

ایک تو دنیا کے جھگڑوں ہی سے ہے حالت تباہ
آپکی فرقت میں دل دیدار کو ترسے الگ

اے شائق کو یہی سودا ہے ہر دم یا خدا
کیوں جدا سر ہے رسول اللہ کے در سے الگ

ردیف لام

کونسا وصف کروں جسکی کہ ہو شایان رسول ؐ
سب سے بڑھکر نظر آتی ہے مجھے شان رسول ؐ

طاعت سرور عالم ہے اطاعت حق کی
دم بہر اک کا نہ ہو کیوں تابع فرمان رسول ؐ

زیست میں مجھکو نہ اوصل کا ملجا رہے گا
نزع میں دیکھ لوں گر روئے خندان رسول ؐ

کیوں نہ ہو بین بھی حسین ابن علی صدقے
یہ تو ہیں قلب رسول اور وہ ہیں جان رسول ؐ

ہائے کفار کے جادو کا اثر کیا چلتا
کہ خدا خود تھا ازل سے ہی نگہبان رسول ؐ

ہوئی مقبول دعا نام محمد ؐ کے طفیل
سچ تو یہ ہے کہ ہے آدم پہ بھی احسان رسول ؐ

اے گل داغ محبت ترے صدقے قربان
لہلہاتا ہے مرے دل میں گلستان رسول ؐ

دیکھنا حشر میں بتلائیں گے انشاء اللہ
ہاتھ میں ہوگا گنہگاروں کے دامان رسول ؐ

عائشہ ؓ کہتی تھیں ہو جاتا اجالا شب کو
مسکراتے میں نظر آتے جو دندان رسول ؐ

یا الٰہی مرا مدفن ہو مدینہ کی زمیں
ہائے حاصل ہو پس مرگ تو جیران رسول ؐ

درجہ حضرت والا میں ترقی ہو خدا
حشر تک ساتھ مرا دے غم پنہان رسول ؐ

جس نے پہچانا محمد ؐ کو خدا کو جانا
معرفت خالق اکرم کی ہے عرفان رسول ؐ

دیکھکر خنجر ابروئے خمیدہ کی چمک
دل مرا ہو گیا اے دوستو قربان رسول ؐ

میرا مسکن رہے دروازۂ طیبہ کے قریب
میں کروں صبح و مسا خدمت دربان رسول ؐ

جاکے طیبہ میں کہونگا یہ خوشی سے شائق
شکر اللہ کا میں بھی ہوا مہمان رسول ؐ

یہ نقش خودی ہی مٹانے کے قابل
حجاب دوئی ہے اٹھانے کے قابل

سنا دو نبی ؐ نزع میں میٹھی باتیں
یہی دم ہے شربت پلانے کے قابل

تجلی یہ کہتی ہے شکل نبی ؐ کی
تصور میں ہوں میں جمانے کے قابل

کرم سے مدینہ میں بلواؤ حضرت
نہیں ہیں وہاں گو کہ آنیکے قابل

ادھر آئیے تیر نگاہ محمد
مرا دل ہے اُسکے نشانیکے قابل

نظر کیوں نہیں آتے سردار عالم
نہیں کیا میں جلوہ دکھانیکے قابل

کہیں گے مدینہ میں فرقت کا قصہ
بپتی کو یہی ہے سُنانیکے قابل

گنہگار کہتا ہے رو رو کے حضرت
ہوا ہیں تو اب بخشوانیکے قابل

مئے عشق احمد پلا جائیو یارب
یہ ساغر ہے منہ سے لگانیکے قابل

کہونگا یہی خاک طیبہ کو لے کر
ہے آنکھوں میں سرمہ لگانیکے قابل

کبھی ایک ٹھوکر لگا دو مسیحا
مرا مُردہ دل ہے جلانیکے قابل

تو اپنے کو اے دل اگر گم کریگا
تو ہوگا محمد کو پانیکے قابل

تصور میں ہے طاق ابروئے احمد
یہ موقع ہے سر کو جھکانیکے قابل

خدا اپنی رحمت سے بھیجیگا شائق
نہیں جو تو جنت میں جانے کے قابل

ہر گھڑی مد نظر ہے انھیں نظارۂ دل
آئینہ رویوں کا آئینہ ہے کیا پارۂ دل

کسی کمسن کی محبت جو ہوئی ہے ہم کو
ساتھ ساتھ اپنے لئے پھرتے ہیں گہوارۂ دل

لامکاں کے مجھے جلوے نظر آجاتے ہیں
عرش اعلیٰ کا تماشہ ہے کہ نظارۂ دل

ناوک افگن ترے ہاتھوں کے بھی ہوں قربان
تیر کے ساتھ نکلجائے جو پشتارۂ دل

نہ ہو اور جدائی کا کسی سے درماں
صرف اک درد محبت ہی رہا چارۂ دل

چارہ سازوں سے تو ممکن نہیں درمان فراق
ہو تو ہو دست قضا سے یہ مرا چارۂ دل

نرگس چشم سے اعجاز مسیحا معلوم
خاک بیمار سے بیمار کا ہو چارۂ دل

ندیاں خونکی آنکھوں سے رواں کی ہیں
چھوٹتا ہے جو کبھی زور سے فوارۂ دل

آنکھ ہے یا گل نرگس ہے ہزارہ یارب
جس کو شاداب کیا کرتا ہے فوارۂ دل

گردش چشم سے تری ایسے گردش ہے مدام
کبھی ثابت نہ رہا سینہ میں سیپارۂ دل

تھام لیتے ہیں جگر وہ بھی دم سینہ زنی
درد آگیں ہے غضب نعرۂ نقارۂ دل

ہاتھ رکھ رکھ کے کلیجہ پہ فغاں کرتا ہوں
شق نہ ہو جائے کہیں سوز سے نقارۂ دل

فرد پیغام بری میں ہیں پیامی دونوں
وہ ترا ایک نظر یہ مرا ہرکارۂ دل

ہے مجھے اُس کی خبر اس کو خبر ہے میری
بن گیا تار نظر بیچ میں ہرکارۂ دل

دل صد چاک کا کیا حال بتاؤں تجھکو
دیکھ لے شانہ کو وہ چھپائے ہے انگارۂ دل

دیکھکر اُس کی تپش تو بھی تڑپ جائیگا
اے مصور نہ کھینچیگا کبھی انگارۂ دل

دیکھ لیتے ہیں وہ چھپ چھپ کے نظر انداز
روزن در سے کیا کرتے ہیں نظارۂ دل

چلکے رستہ میں حسینوں کو پکارو شائق
مول لے کوئی تو ہدیہ ہے یہ سیپارۂ دل

ہر اک دنیا کی شے کو ہے فنا دل
نہ ہو ہرگز کسی پہ مبتلا دل

جدھر وہ ہیں بتاتا ہے پتا دل
وہ قبلہ ہیں تو ہے قبلہ نما دل

تو خاکی اور تجھ میں نور احمد
مرے دل مرحبا صل علی دل

چہ نسبت خاک را با عالم پاک
نہ کر دعوے نبی کے عشق کا دل

ادھر ہے نفس ادھر شیطان دشمن
مرے احمد بچا ان سے مرا دل

تمہارے نخل الفت کا ثمر ہے
پھپھولوں سے جو ہرا پھلگیا دل

ہمیں بس سایۂ دامان احمد
نہیں ہے خواہش ظل ہما دل

نہ بھولے سے بھی دیکھوں باغ جنت
نظر آئے جو طیبہ کی فضا دل

ہوا ہے عاشق روئے محمد
خوشا طالع خوشا قسمت خوشا دل

دلم خستہ منم ادنی تو اعلی
کجا میں اور کجا تو اور کجا دل

ہمیں تاریکئ مرقد سے کیا ڈر
ہے نور احمدی سے پر ضیا دل

یقیناً جلوۂ خالق نظر آئے
اگر چھوٹے خیال ماسوا دل

بلالو جلد شائق کو خدارا
بہت بے تاب ہے یا مصطفیٰ دل

جلد بلوا لو نبیؐ دم نہ کہیں جائے نکل
بے کلی ہے نہیں کل پھرتا ہوں بے کل بے کل

بس یہ باد مری خاک سے کہتی ہے صبا
سوئے طیبہ میں اڑا کر مجھے لے چلتی ہو چل

وہ مدینہ کی زمیں اور وہ نورانی جمال
بانکی چال اس پہ وہ طرۂ ترا کالا کمبل

یا نبیؐ آپ کرم سے اسے کیجئے شاداب
سوزش ہجر سے مرجھا نہ جائے اس دل کا کنول

باغ فردوس میں بھی کہتے ہیں دیوانے ترے
یاد آتا ہے وہ طیبہ کا سہانا جنگل

کچھ نہیں پاس مرے تیری محبت کے سوا
نہ تو ہے زہد و عبادت نہ تو ہی علم و عمل

سرنگیں آنکھ غضب سرخ وہ ڈوری اسمیں
میں تصدق جسے کہتے ہیں عرب کا شہلا کجل

ہند سے جا کے مدینہ ہی میں میں مر جاؤں
یا خدا تو مری اسطرح سے تقدیر بدل

یا خدا زیست میں جب تک نہ مدینہ پہونچوں
تیری رحمت کے تصدق نہ مجھے آئے اجل

ہوں وہ دیوانہ احمدؐ کہ نہ ہوگی پرسش
میری بخشش سے قیامت میں پڑے گی ہلچل

امتی کہکے پکاریں مجھے طیبہ سے نبیؐ
یا خدا ایسا سکھا دے مجھے تو حب کا عمل

شب فرقت کی سیاہی سے ہوئی جان بتنگ
میری آنکھوں سے تو اے چاند مدینہ کے نکل

دیکھکر ایلچی کہتے تھے نبیؐ کے گھر کو
تیرے حجرے پہ فدا قیصر شاہی کے محل

ہوں وہ دیوانہ دم پرسش روز محشر
نعت حق کو سناؤں گا یہ شائق کی غزل

داغ عشق مصطفیٰ سینہ میں ہیں الفت کے پھول
پا گئے ہیں گلزار دل میں خندہ زن جنت کے پھول

کیوں نہ بوئے معرفت ہر سمت پھیلے حشر میں
ہم گنہگاروں کے سر پر گرتے ہیں رحمت کے پھول

دونوں رخسار محمدؐ خواب میں آئے نظر
شکر ہے ہم نے بھی لوٹے زیست میں جنت کے پھول

بس ہے عاشق کو یہی خوشبوئے اوصاف رسول
توڑ کر گلدستۂ وحدت بنے کثرت کے پھول

لے کے جب ہم جائینگے طیبہ میں داغ عشق کے
لوگ بولیں گے چڑھانے آئے ہیں جنت کے پھول

جب گئے معراج میں عرش بریں پہ مصطفےٰ
حوریں صدقہ کر رہی تھیں شوکت و عظمت کے پھول

یوں نمازیں فرض حضرت پہ ہوئیں معراج میں
جسطرح دولہا کو دیتا ہے کوئی خدمت کے پھول

ہوں مریض ہجر طیبہ میں مجھے بلوائیے
اے مسیحا جلد اب پہنائیے صحت کے پھول

وصف روئے مصطفےٰ شائق بیاں کرتے ہیں اب
یا کہ منہ سے آپکے جھڑتے ہیں یہ راحت کے پھول

ردیف میم

ہر کسی کی آنکھ میں ہو ہر کسی کے دل میں تم
کیا نرالے پیارے ہو رہتے ہو دو منزل میں تم

حشر کے دن بھی سما جاؤ ہر اک کے دل میں تم
اسطرح بن ٹھن کے آؤ اس بھری محفل میں تم

جاؤں کیوں کعبہ کو کیوں تکلیف اٹھاؤں راہ کی
جلوہ گر جب ہر گھڑی رہتے ہو میرے دل میں تم

واحدیت ہو کہ وحدت ہو کہ ارواح و مثال
میں تمہیں پہچانتا ہوں ہر اک محفل میں تم

مجھ میں رہ کر مجھ سے پردہ یہ نرالی رسم ہے
سامنے آجاؤ گر رہتے ہو میرے دل میں تم

قتل تو کرتے ہو دیکھو خود نہ تم پر وار آئے
صورت بسمل ہو پوشیدہ تن بسمل میں تم

میں وہ مجنوں ہوں انا لیلیٰ زباں پر ہے مری
خود تمہیں لو گے آ بیٹھو مری محفل میں تم

آخری دیدار گر منظور ہے اے دوستو
میری صورت دیکھ لینا خنجر قاتل میں تم

دوست بھی دشمن بھی یکساں ہیں تمہارے سامنے
میرے دل میں بھی ہو تم ہو غیر کے بھی دل میں تم

واہ شائق تم میں بھی تو رنگ ہے استاد کا
سچ تو کہدو تم کسی کے ہاں کہ ہو مائل میں تم

ہے تیری ہستی یا غوث اعظم رض — نشان تجلی یا غوث اعظم رض
بغداد بلوا شہر دکن سے — بیزار ہے جی یا غوث اعظم رض
وابستہ دامن سے ہے تمہارے — عقبیٰ کی خوبی یا غوث اعظم رض
ہو جائے میرے سر کا طرہ — آپ کی جوتی یا غوث اعظم رض
ہاتھوں کا صدقہ سر سے اتارو — عصیاں کی گٹھری یا غوث اعظم رض
آیا تصور رخ کا جو تیرے — بجلی سی چمکی یا غوث اعظم رض
قرباں ہے تیری ہر ہر ادا پہ — ساری خدائی یا غوث اعظم رض
کب تک میں تڑپوں جلدی بلاؤ — کب تک یہ زاری یا غوث اعظم رض
بے لطف ہے جز آپکے ہاں ہاں — یہ زندگانی یا غوث اعظم رض
صدقے میں سب کے ہو جلد میری — حاجت روائی یا غوث اعظم رض
بغداد کی اس پاک زمیں پر — ہو میری مٹی یا غوث اعظم رض
ایذا سے اس کے مجھکو بچاؤ — ہے نفس موذی یا غوث اعظم رض
اولاد میں مولانا حضرت حسنؑ کی — آل حسینی یا غوث اعظم رض

پھولو نہ آتش کو روز قیامت
شائق ہے فدوی یا غوث اعظم رض

دل بیتاب مرا شیفتۂ حور نہیں — باغ جنت کی قسم
عشق احمدؐ کے سوا کچھ مجھے منظور نہیں — داغ حسرت کی قسم
کونسا دل ہے کہ جسمیں نہیں الفت تیری — یا رسولؐ عربی
کون ہے جو کہ ترے ہجر میں رنجور نہیں — درد فرقت کی قسم
سوزش ہجر پیمبرؐ کا ہے کچھ تو نشاں — اے خدائے دو جہاں
داغ ہے دل پہ مگر داغ میں ناسور نہیں — رنج و آفت کی قسم

بسمل تیغ ادائے نبوی کہتے ہیں
عشق میں جان بچانا کوئی آسان نہیں
ذرا احمدؐ کی جھلک روز نظر آتی ہے
دل مرا کون سے دن شکستہ طور نہیں
عشق احمدؐ میں جیوں اور دل ذرا اٹھوں
اور کوئی بات الٰہی مجھے منظور نہیں

ظلم سہتے ہیں
مہر الفت کی قسم
آنکھ اتراتی ہے
انکی صورت کی قسم
صدمے کچھ سہتا ہوں
میری قسمت کی قسم

مغفرت حشر میں ہو جائیگی شائق کی
یا محمدؐ تری رحمت سے کوئی دور نہیں

جی میں حسرت بھی ہے
شان رحمت کی قسم

کہتا ہوں جو دیکھو کبھی اے یار ادہر تم
جان عاشق ابروئے تو دل شیفتہ حسن
فوج غم و حرماں ابھی ہو جائیگی مغلوب
طعنے سہوں یا ہجر کی تکلیف اٹھاؤں
کچھ تو کہو للہ خطا کیا ہے ہماری
سو بار رقیبوں کو تو کی جان عنایت
بد قسمتی میری ہے نہیں تم سے گلہ کچھ
آنسو کی لڑی چشم سے ہر بار رواں ہے

کہتے ہیں کہ کیا بکتا ہے ہر بار ادہر تم
صد حیف ادہر خنجر خونخوار ادہر تم
ہو جاؤ گے جب اے مرے سردار ادہر تم
اک جان حزیں ہے ادہر اغیار ادہر تم
آتے نہیں کس واسطے زنہار ادہر تم
دیتے نہیں کس واسطے اک بار ادہر تم
خود آکے پلٹ جاتے ہو سو بار ادہر تم
کیوں پھینکتے موتیوں کا ہار ادہر تم

شائق نے غزل ایسی لکھی پڑھتی ہیں پریاں
اے یار ادہر تم کہیں اغیار ادہر تم

ترے دیدار کی اے حور پا آرزو دارم
سوا تیرے خیال اغیار کا دل سے نکالا ہے
صبا جا کر مدینہ میں رسول اللہ کے آگے

مرے خیال نہیں تیری ذکر یا آرزو دارم
بنے بتخانہ کعبہ کی ڈگر یا آرزو دارم
سنا دے کچھ غریبوں کی خبر یا آرزو دارم

مدینہ ہی میں مرا دم نکل جائے تو بہتر ہے — ترے کوچہ میں ہو میری گزر یا آرزو دام

سیاہی سے گناہوں کی کہیں دھبا نہ پڑ جائے — کہیں میلی نہ ہو دل کی چندریا آرزو دام

سنا ہے جنس رحمت خوب سستی ہے دکانوں میں — نظر آئے مدینہ کی بجریا آرزو دام

تصور میں بلائیں لیکے شائق تجھ سے کہتا ہے — دیا کی ایک ہو جائے نجریا آرزو دام

ردیف نون

آنکھ جب بند کیا کرتے ہیں — پیر کو دیکھ لیا کرتے ہیں

جان و دل ہو کہ ہو یا مال و متاع — غوث اعظم پہ فدا کرتے ہیں

ہاتھ آیا نہ وہ دامان کرم — کف افسوس ملا کرتے ہیں

ان کو دیدار خدا ہوتا ہے — اپنی ہستی جو جدا کرتے ہیں

پیر کی چال جو یاد آتی ہے — خستہ دل حشر بپا کرتے ہیں

غوث اعظم ہیں شیئاً للہ — رات دن ہم یہ صدا کرتے ہیں

دل کی عظمت نہ کریں ہم کیونکر — اس میں سرکار رہا کرتے ہیں

کچھ تمہاری بھی عطائیں ہیں کم — فکر کیا ہم جو خطا کرتے ہیں

شاہ بغداد کو غنی لکھ کر — ہم کبوتر کو ہما کرتے ہیں

وہ نہ ہوں دل میں اگر جلوہ فزا — ان کے ارمان رہا کرتے ہیں

آگیا پیر ساتھ ہم ہیں — یوں تصور میں رہا کرتے ہیں

جو کہ ہیں اہل صفا نام خدا — حکم پہ دل سے چلا کرتے ہیں

نام لب پہ ہے تمہارا یا پیر — دل سے ہم ذکر خدا کرتے ہیں

عکس افگن ہو رخ غوث ورا — دل کا آئینہ صفا کرتے ہیں
مست رہتے ہیں مئے وحدت سے — جو ترا جام پیا کرتے ہیں

دفن بغداد میں ہوا ہے شائق
رات دن ہم یہ دعا کرتے رہیں

معدن جود و سخا حضرت غوث الثقلینؓ — منبع فضل و عطا حضرت غوث الثقلینؓ
شیفتہ جو ہو کسی کا کوئی ہے پر کسی کا کوئی — آپ پر ہم ہیں فدا حضرت غوث الثقلینؓ
اسکی مشکل وہیں حل ہو گئی اللہ اللہ — جس نے اکبار کہا حضرت غوث الثقلینؓ
آپ سے زندہ ہوا دین متین احمدؐ — محی دین شان خدا حضرت غوث الثقلینؓ
یہی ٹھری ہے کہ آپ اپنی عطا کو دیکھیں — میں کروں جرم و خطا حضرت غوث الثقلینؓ
کیجئے کچھ تو مدد منزل عقبیٰ ہے کڑی — اے مرے راہ نما حضرت غوث الثقلینؓ
آپکے ہجر میں بیمار ہوں بلوائے پاس — ہے جو منظور شفا حضرت غوث الثقلینؓ
بعد مردن جو ڈروں قبر کی تاریکی سے — آپ ہوں جلوہ نما حضرت غوث الثقلینؓ
آپکا نام وظیفہ ہے غلاموں کا یہی — ورد ہے صبح و مسا حضرت غوث الثقلینؓ
اولیا آپ کی تعظیم کیا کرتے تھے — قبلۂ اہل صفا حضرت غوث الثقلینؓ
ترس دوزخ نکنم روئے نگارے دارم — در وحدت بکشا حضرت غوث الثقلینؓ
عوض یہ ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ — ہم سے راضی رہو یا حضرت غوث الثقلینؓ
اولیا میں ہے شرف آپ کو مثل احمدؐ — مرحبا صل علیٰ حضرت غوث الثقلینؓ

نزع میں آپ کا دیدار مجھے ہو جائے
ہے یہ شائق کی دعا حضرت غوث الثقلینؓ

خدا نے پاک کیے دلبر سے دل اپنا لگاتے ہیں — کہاں تک لکھ ہے قسمت کا قسمت آزماتے ہیں
تصور میں طالب کے ہوتے ہیں ہم حضرت — تو ذکر لن ترانی آپکے جلوے سناتے ہیں

محبت سچی گر ہوتی اطاعت کرتے حضرت کی
خلاف شرع چلتے ہیں عشق الفت جتاتے ہیں

جو عشق مصطفےٰ میں چھوڑ کر سب دنیا کی عزت
تو احباب بے اقرار انکو دیوانہ بتاتے ہیں

نقاب شکل آدم میں چھپیں حضرت تو کیا ہوگا
جو ہیں پہچاننے والے وہ خود پہچان جاتے ہیں

وہ لٹکاتے ہیں جنت کے محل میں جھاڑ سونے کے
جو ہجر مصطفےٰ میں آنکھ سے آنسو بہاتے ہیں

وسیلہ ہم گنہگاروں کا کوئی پوچھتا ہے گر
تو ہم اس کو ادب سے نام حضرت کا سناتے ہیں

کسی کروٹ نہیں آتی ہے نیند اے احمد مرسل
خیال وصل آ کر شب فرقت ستاتے ہیں

نہ کیوں ہم جان دیں ان پہ نہوں کیوں ہم فدا ان پہ
وہی تو ہیں ہمارے جو کہ سب بگڑی بناتے ہیں

گھٹا چھاتی ہے غم کی یاس جب بجتی ہے وصلت کے
امید وصل کی پہنچ کر لئے وہ دن بھی آتے ہیں

شفاعت کا نشاں آگے تو رحمت ہے ہر اک جانب
خدا کے سامنے کس دھوم سے محشر میں جاتے ہیں

چلیں گے حشر میں تنکر نہیں ڈر سنگ عصیاں سے
فدائے قامت حضرت کہیں کرسی کہیں کہا کی

شکم کا تھا کبھی پردہ کفن کا ہے کبھی پردہ
جہاں سے چھپ کے آنکھ سے بیا بھر چھپ کے جاتے ہیں

کسی سے دور ہو کر پھنس گئے آفت میں اے مشتاق
حقیقت تو یہ ہے بگڑی ہوئی صورت بناتے ہیں

مضطر ہوں عشق زلف رسالتمآب میں
شام و سحر گذرتی ہے اک پیچ و تاب میں

آئیگی جب ضعیفی تو کاہل بنائے گی
اے نوجوانو کر لو عبادت شباب میں

تشبیہ دیجئے پاک سے کس طرح ذروں جناب
روشن ہے صاف دیکھتا ہے اک ماہتاب میں

سینہ بسینہ فیض وہ راہ کچھ اور ہے
تجھکو پتا ملے گا نہ ہرگز کتاب میں

سینہ میں دل ہے دل میں پیمبر کا نور ہے
اللہ نے چھپایا اسے کس حجاب میں

رحمت کے سامنے ترے اے خالق کریم
میرے بڑے گناہ بھی ہیں کس حساب میں

مر جاؤں میں جو اس رخ گلگوں کے ہجر میں
لوگو کفن کو تر کرو عطر گلاب میں

بارگاہ عزت اتنی وہ خندق کو اٹھے لوگ
تاثیر کچھ عجب تھی نبی کے لعاب میں

دنیا کے مال کا ہے یہی حال اے غنی — جس طرح سے کہ دہوکا ہے شغل شراب میں
ہر گناہگار ہیں نادم گناہ سے — منہ کو چھپا لیا ہے کفن کے نقاب میں
جسطرح رخ پہ ابروئے حضرت ہی جلوہ گر — اس طرح کوئی مد نہیں اُم الکتاب میں
میں بازآؤں کس لئے صہبائے عشق سے — وہ ہے حلال نشہ نہ ہو جس شراب میں
شام فراق پہ ہے گماں صبح حشر کا — ہوں محو عشق روئے رسالتمآب میں

ہر وقت یہ وظیفہ ہے شائق کا یا خدا
یا مصطفٰے مجھے نظر آجاؤ خواب میں

آنکھ کہتی ہے مری طالب دیدار ہوں میں — جان کہتی ہے فدائے شہ ابرار ہوں میں
موت سے کس کو ڈراتے ہو یہی وصل حبیب — اب بلائے جو خدا چلنے کو تیار ہوں میں
یہ تصدق ہے پیمبر کی محبت کا تمام — دل پُر داغ جو کہتا ہے کہ گلزار ہوں میں
ہجر میں وصل کی لذت مجھے مل جائے گی — یاد احمد کی جو کہدے تری غمخوار ہوں میں
خواب میں بھی نہ میسر ہوئی رویت انکی — بخت خوابیدہ سے افسوس کہ ناچار ہوں میں
حشر میں آپ کہیں حق سے یہی میرا غلام — میں کہوں حق سے پیمبر کا گنہگار ہوں میں
ہوگا میدان قیامت بھی مرا گھر آنگن — اتنا کہدیں مجھے نبی تیرا طرفدار ہوں میں
یاد مژگان نبی ہے شب ہجراں ایسی — رات سولی پہ گذرتی ہے سر دار ہوں میں
اے مسیحائے جہاں جلد دکھا دو صورت — شب ہجراں سے کئی سال سے بیمار ہوں میں
حشر میں ہوں گے جو مایوس گنہگار تمام — رحمت اللہ کی چلائے گی غفار ہوں میں
داغ عشق شہ ابرار مجھے کافی ہے — کون کہتا ہے مجھے طالب دیدار ہوں میں
مئے الفت نے کیا بے خبر ایسا مجھکو — مست و بیہوش ہوں بیہوش ہوں سرشار ہوں میں
آپ ہی اپنے کرم سے مجھے بلواؤ قریب — ورنہ ہر طرح سے مجبور ہوں ناچار ہوں میں

اپنے شائق کو بلا لیجے مدینے جلدی

وہ یہ کہتا ہے کہ اب جینے سے بیزار ہوں میں

یا الٰہی اپنا حال زار میں کس سے کہوں
دور ہیں مجھ سے شہ ابرار میں کس سے کہوں

بیکسی جسدم ستاتی ہے شب فرقت مجھے
پوچھتا ہوں اے غمخوار میں کس سے کہوں

ہجر کا درد نہاں قابل نہیں اظہار کے
جانتے ہیں احمد مختار میں کس سے کہوں

میں نے کیا دیکھا تصور میں نبی کی کچھ نہ پوچھ
دم بخود ہوں یار کے اسرار میں کس سے کہوں

زلف و روئے پاک کی ہے یاد میں پیچ و تاب
سچ بتاؤ کافر و دیندار میں کس سے کہوں

بخشوانا حشر میں کہکر خدا سے یا نبی
دلکی حالت آمرے دلدار میں کس سے کہوں

کیا بتاؤں حال تم سے دوستو ہوں ناتواں
بات ہی کرنی ہے جب دشوار میں کس سے کہوں

ہجر میں جو کچھ گذر جاتی ہے اچھی یا بری
دلکی حالت آمرے دلدار میں کس سے کہوں

صورت اغیار ہیں باطن میں سب دنیا کے یار
کس کو سمجھوں اپنا ہے میرا یار میں کس سے کہوں

تو نہ بخشے حشر میں گر عاصیوں کو بے سبب
تو ہی بتلا رحمت غفار میں کس سے کہوں

تنگ ہے جینے سے شائق جلد بلواؤ عرب
گر نہ بولوں آپ سے سرکار میں کس سے کہوں

جدائی نبی کی گوارا نہیں
مگر کیا کریں کوئی چارا نہیں

کہوں کیا رسول خدا حال زار
یہ کیا آپ پر آشکارا نہیں

فدا کر کے روئے پیمبر پہ دل
کہیں گے کہ تم سے پیارا نہیں

بھروسا ہے دنیا میں جس پر نہیں
بس اک ہے وہ کملی ہمارا نہیں

اسی کا ہے رونا ہمیں رات دن
کہ طیبہ میں اپنا گذارا نہیں

لگا دیجیے پار اے شہ دیں مرا
ہمیں غم سے کنارا نہیں

مرے خانۂ دل کے مالک ہیں آپ
کسی کا بھی اس پر اجارا نہیں

نہیں ہوگی حل اسکی مشکل کبھی
کہ جس نے حضرت پکارا نہیں

دکن میں ہیں ہم مدینہ میں آپ — یہ ظاہر کی دوری گوارا نہیں
کرم کی کبھی ہو ادھر بھی نظر — بھلا کیا میں خادم تمہارا نہیں
یہ کیوں سوز فرقت سے ہے مضطرب — مرا دل تو واللہ پارا نہیں
کہوں سونگھ کر زلف حضرت کی بو — یہ کیا غیرت مشک سارا نہیں
نہ اسباب دنیا سے دل کو لگا — یہ آئے گا ہمراہ پیارا نہیں
خفا کیوں ہو حضرت کیا میں نے کیا — تصور میں بھی اب نظارا نہیں

کہے نعت کیا شائق دل حزیں
کہ مدح پیمبر کا یارا نہیں

کیا کہیں ہجر میں کس طرح بسر کرتے ہیں — یا نبی جیسی گذرتی ہے گذر کرتے ہیں
شافع حشر جو آتا ہے تو کیا حشر کا ڈر — ہم تو بھولے سے نہیں خوف و خطر کرتے ہیں
اسمیں بستے ہیں وہ منظور نظر خالق کے — اس لئے ہر گھڑی ہم دل پہ نظر کرتے ہیں
آئیے خواب میں اکدن تو محمد پیارے — ہجر کی شب یہی کہہ کہہ کے بسر کرتے ہیں
اُن کی آنکھوں کے تصور میں دل خستہ کو — رات دن ہم ہدف تیر نظر کرتے ہیں
نہیں ہوتا ہے برے وقت کسی کا کوئی — ہائے احباب و اقارب بھی حذر کرتے ہیں
آپ کی شکل پہ جو دل سے فدا ہیں حضرت — وہ کسی پہ نہیں بھولے سے نظر کرتے ہیں
اپنا کعبہ ہے یہی اپنا تو قبلہ ہے یہی — خواب میں طوف رخ خیر البشر کرتے ہیں
آپ آجائیے دل میں تو نکل جائیں گے — ورنہ ارمان یہ خالی نہیں گھر کرتے ہیں
نزع میں کہتا ہوں رو رو کے یہی ہر ہر سے — مرے سرکار کو اب کون خبر کرتے ہیں
دور ہیں آپ سے رونا تو اسی کا ہے ہمیں — ہائے وہ لوگ جو طیبہ میں بسر کرتے ہیں
یاد طیبہ میں ہیں روتا ہوں الٰہی گھنٹوں — چار دل بیٹھ کے جب ذکر سفر کرتے ہیں
جوش پر آتی ہے اللہ کی رحمت ایسی — رو کے آنکھوں کو گنہگار جو تر کرتے ہیں

جاتا ہوں مرے خورشید کہ یہ ہیں قرشی سے
دعوی حسن عبث شمس و قمر کرتے ہیں

آجکل کہتا ہے رہ رہ کے یہ شائق کا دل
سال آیندہ مدینہ کا سفر کرتے ہیں

پیارے احمد سے دل لگاتے ہیں
کام قسمت کے ہم بناتے ہیں

رو رہے ہیں فراق میں حضرت
آپ کس دن ہمیں ہنساتے ہیں

خوف کیا ہے وسیلہ حضرت
اپنی بگڑی وہی بناتے ہیں

یا خدا بدلے وصل سے فرقت
روز صدمے نئے اٹھاتے ہیں

آتے ہیں جب خیال شعلہ رخ
اور دل کو مرے جلاتے ہیں

یا محمد جو کوئی کہتا ہے
ہم وہیں اپنا سر جھکاتے ہیں

روٹھتا ہوں جو ہجر حضرت میں
ان کے ارماں مجھے مناتے ہیں

دم ہے آنکھوں میں اب تو آؤ نظر
یا نبی اب عدم کو جاتے ہیں

یاد کرتے ہیں رات بھر تم کو
بخت خفتہ کو یوں جگاتے ہیں

اتنا کہدے صبا پیمبر سے
یاد فرماؤ ہم بھی آتے ہیں

بھول جاتا ہوں میں دو عالم کو
مجھ میں اسطرح وہ سماتے ہیں

منہ خدا کو دکھائیں گے کیا ہم
حشر میں خالی ہاتھ جاتے ہیں

یاد کر کر کے گیسوئے حضرت
دل میں ہم پیچ و تاب کھاتے ہیں

روتے ہیں ان کو دیکھ کے شائق
جو کہ طیبہ دکن سے جاتے ہیں

فدائے روئے شاہ انبیا ہوں
مگر گلزار طیبہ سے جدا ہوں

بظاہر شکل انساں ہیں پیمبر
ادا کہتی ہے ہیں شان خدا ہیں

کرم فرماؤ اب تو یا محمد
خطاؤں سے سزاوار عطا ہوں

خوشی مجھکو کبھی ہے اور کبھی غم
کہیں یا ہیں امید و رجا ہوں

خدا کے واسطے صورت دکھا دو
بہت کچھ مضطرب یا مصطفیٰؐ ہوں

نبیؐ سے عرض کرنا جا کے طیبہ
جدائی سے پریشاں اے صبا ہوں

ہے دل میں جلوہ افگن نور حضرت
وہ میرا ادر میں اس کا آئینہ ہوں

ڈروں کیوں روز محشر سے الٰہی
کہ میں بھی امت خیر الوریٰ ہوں

یہی ٹھہری ہے بات اے جان عالم
خدا چاہے تمہیں اور میں بھی چاہوں

تصور میں رخ و زلف نبیؐ کے
کہیں برق ہوں گاہے گھٹا ہوں

مجھے رونا ہے اسکا ہائے شائق
مرے پیارے پیمبرؐ سے جدا ہوں

تھیں سر طور پیار کی باتیں
پوچھو موسیٰ سے یار کی باتیں

مجھ سے مل آ کے یا مجھے بلوا
ہیں تیرے اختیار کی باتیں

لب تربت سے ہم دعا دیں گے
سن لو اس خاکسار کی باتیں

ہائے منصور کھا گئے دھوکا
کوئی کہتا ہے یار کی باتیں

صدق و حلم و شجاعت و انصاف
سیکھئے چار یار کی باتیں

بارہویں سال ابھر گیا جوبن
چھپتی ہیں ہونہار کی باتیں

روز و شب جا کے غیر کے گھر کو
کھو نہ اپنے وقار کی باتیں

گالیاں دے رہا ہے دل لیکر
لو سنو اور یار کی باتیں

خوش سنو خوش بیان ہے طوطی دل
سنئے باغ و بہار کی باتیں

حال دل کھل گیا ملی جو نظر
ہوئیں معلوم تار کی باتیں

کیا نکیرین سے کریں گے جواب
خاک جانیں مزار کی باتیں

تیغ شرمگار سے ہے ارادہ قتل
ہو رہی ہیں شکار کی باتیں

وصل کی رات تھوڑی باقی ہے
پھر کرو مجھ سے پیار کی باتیں

یاد رکھو عجب ہیں پند آمیز
آصف روزگار کی باتیں

مان او بت تجھے خدا کی قسم
دل امیدوار کی باتیں

میں برا ہوں مگر تجھے دور
ہیں یہی گل سے خار کی باتیں

اچھے دل میں برائی آئے گی
نہ سنا کر ہزار کی باتیں

عاصیوں کو سنا دے واعظا
حال دوزخ کا نار کی باتیں

کبر و نخوت ہو فقیروں میں
یہ تو ہیں مالدار کی باتیں

سنئے گا وہ مضطرب ہو گا
شائق بے قرار کی باتیں

اے منبع فیض جود و سخا حضرت سلطان محی الدین
اے معدن لطف و علم و حیا حضرت سلطان محی الدین

کس طور بھلا اے جان جہاں اوصاف ترے ہوں مجھ سے بیاں
کیا مدح لکھے دیوانہ ترا حضرت سلطان محی الدین

ہے دل کا مکاں ویراں پڑا گلزار بنا جاؤ مولا
نعلین مبارک کا صدقہ حضرت سلطان محی الدین

صدمے کب تک فرقت کے سہے رنجور کہاں تک کس سے کہے
بلوا لو مجھے روضہ پہ شہا حضرت سلطان محی الدین

ہے آرزو اتنی اب میری مولا یہ تمنا ہو پوری
بغداد دکھا دو بہر خدا حضرت سلطان محی الدین

اب ہند سے دل بیزار ہوا ہیں یار سفر تیار ہوا
تھوڑی سی ملے بغداد میں جا حضرت سلطان محی الدین

اے بحرِ کرم اے بحرِ عطا میرا اب مجھے فرمایئے گا
دیدار کا پیاسا ہی رہا حضرت سلطان محی الدین
شائق ہے مجھے کس بات کا ڈر صدیق ہیں تیرے چچا
اور ان کی مدد پہ ہے بنا حضرت سلطان محی الدین

ذرا آئے نظر جو لعل یمنی میں | جب وہ دہن سرخ کھلا خندہ زنی میں
آفات سہا کرتے ہیں دنیا سے دنی میں | راحت کسے ملتی ہے غریب الوطنی میں
ہیں عاشق و معشوق بھی یکجا سے زمانہ | وہ دلشکنی میں ہیں تو یہ توبہ شکنی میں
کہتے تھے یہی ہاتھ اٹھا کر مجھے [illegible] | اب فائدہ کیا ہے فنا سے [illegible] میں
بسمل ہوں ازل سے نگہ [illegible] کا | دل میرا ہے مشغول اسی [illegible] میں
ہاں وہ لب دنیا ہی ہو دائم لب تشنگی | شائق ہی [illegible] فرق ہے [illegible] میں
پھول لگے ہیں ہر ایک شاخ کے [illegible] | اس گل کا نشان [illegible] گل پیرہنی میں
وان جو بھوٹا تو یہاں قلب بھی ٹوٹا | سچ ہے کہ نہیں آپ کی پیمان شکنی میں
اک بوسہ لے حسن خداداد کا صدقہ | کیا کچھ نہیں [illegible] کی [illegible] میں
دل کھول کے اس لب کی [illegible] | [illegible] شکنی میں
کیوں دیکھتے ہو آپ [illegible] | یہاں کیا [illegible] میں
چھپتے ہی تب [illegible] مجھے دور کی [illegible] | یاد آیا فراق صبح کا اعضا شکنی میں
قرار دو ملا ہیں ہوا سرخ دل اپنا | ناصح کی نصیحت [illegible] میں
پستا ہی جو الفت [illegible] | [illegible]
بوسہ وہ لے لعل کے [illegible] | [illegible] میں
ہم خواب میں [illegible] | [illegible] میں
جو ابر [illegible] | [illegible] میں

یوں تو ٹوٹا دل پہ نئے رنگ سے پیدا
غنچہ کے چٹکنے کی صدا دل شکنی میں

سیکھے ہیں کچھ سیکھے ہیں عادات محمد
ہو فخر نسب کا نہ حسینی حسنی میں

۴۰ شائق تو اٹھا ہاتھ خدا سے یہ دعا مانگ
دم نکلے مرا الفت مکی مدنی میں

ہمیں طیبہ میں بلوا لو ہمیں ہم یاد کرتے ہیں
دکھن میں ہیں کس لئے مصطفیٰ مری برباد کرتے ہیں

نرالے ڈھنگ سے ہم اپنا گھر آباد کرتے ہیں
نبی کی یاد میں اپنے خدا کو یاد کرتے ہیں

اسی دم تجھکو شادی مرگ ہو جائے عجب کیا ہے
کوئی آکر یہ کہدے تجھکو حضرت یاد کرتے ہیں

تری تصویر اللہ ہی اتارے تو اتر آئے
سکت ایسی جگہ پہ مانی و بہزاد کرتے ہیں

چلو محشر میں سجدے میں گرو جا کے بخشاؤ
گنہگاران امت دیر سے فریاد کرتے ہیں

صبا تجھکو قسم دیتے ہیں عشق محمد کی
بھلا سچ سچ بتا حضرت بھی ہمکو یاد کرتے ہیں

مرے دل کے مکاں میں لامکاں کے رنگ پیدا ہیں
نبی آکر خدا کے گھر کو آباد کرتے ہیں

یقیناً ایک دن پاس قدم ہونگے بلالیں گے
کبھی محنت کسی کی مصطفیٰ برباد کرتے ہیں

امید وصل کہتی ہے دل ناشاد سے ہر دم
مدینہ چل رسول اللہ تجھکو یاد کرتے ہیں

فرشتوں نے یہ کہکر روح کھینچی نزع میں میری
غلام مصطفیٰ کو آج ہم آزاد کرتے ہیں

یہ کس کی لائے ہیں تصویر اپنے ساتھ مرقد میں
نکیرین آج کیوں شور مبارکباد کرتے ہیں

مرا از قبر تا منزلگہی درد و مصیبت را
ترے عشاق روضہ پہ کھڑے فریاد کرتے ہیں

گذرتی ہے عجب کچھ لطف سے فرقت بھی میری
میں انکو یاد کرتا ہوں وہ مجھکو یاد کرتے ہیں

چلا کر حکم اللہ پہ نہ لا کچھ دل میں شک اپنے
کلام حق سمجھ اسکو جو وہ ارشاد کرتے ہیں

بچایا نزع کی تکلیف سے تجھکو خداوندا
ترے بندے ہیں اور تجھکو ہمیشہ یاد کرتے ہیں

غزل جب نعتیہ لکھتا ہوں میں ہر وقت اے شائق
نبی کا عشق کہتا ہے ہم اس پہ صاد کرتے ہیں

مگر ہم تمہاری چشم کو ابرو کو کیا سمجھیں
سنو اس کو سمجھیں اس کو اختر کی ادا سمجھیں

زمیں پر بیٹھنے والے کو فلک سے کیا نسبت
اسے مد اسکو ہم نقطہ کلام اللہ کا سمجھیں

کلام حق سے بڑھکر ہے تیرے محبوب خالق کا
اسے شاخ خمیدہ اسکو نرگس کی فضا سمجھیں

گلی جبل کی ہو جنت اسکو کیا گلزار سے نسبت
اسے طاق حرم اور اسکو ہم قبلہ نما سمجھیں

جیسے سجدہ کرے کعبے سے کعبہ سر کیا مطلب
سپر کا پھول اسکو اسکو ہم شمشیر کا سمجھیں

جو ہو نور خدا تشبیہ ان چیزوں سے کیا اسکو
اسے قوسین سمجھیں اسکو عرش کبریا سمجھیں

کہ ہر قوسین کا جھگڑا الہا تمکی عرش کی پائینا
اسے کوثر کا جام اسکو ہم دست علا سمجھیں

اسے بھی ہے سفر محشر کے دن تک ہے قوس رحمت
یہ سچ ہے ہر اس کو بتکدہ توحید کا سمجھیں

ملی تشبیہ آخر میں یہ لائق ہے یہ لے شائق
اسے چشم خدا اور اسکو ابروئے خدا سمجھیں

اے شان ختم المرسلیں گاہے نظر بر من فگن
محبوب رب العالمیں گاہے نظر بر من فگن

ان نلت یا ریح الصبا یوما الی ارض الحرم
کہ عرض اے سلطان دیں گاہے نظر بر من فگن

سوئے مدینہ کردہ رو گویم بصد عجز و نیاز
اے رحمت للعالمیں گاہے نظر بر من فگن

کہتا تھا حسن مصطفے خود فخر سے معراج میں
اے میرے صورت آفریں گاہے نظر بر من فگن

محبوب حق منظور حق معشوق حق مطلوب حق
اے سب حسینوں کے حسیں گاہے نظر بر من فگن

اے نازنور از خدا انداز تو شان خدا
اے کبریا کے نازنیں گاہے نظر بر من فگن

محشر میں کہہ دوں گا یہی جا کر حضور مصطفے
اے عرش کے مسند نشیں گاہے نظر بر من فگن

محشر میں تجھکو دیکھ کر کہتے اکیلے چلا اٹھوں
اے خسرو زرّیں نشیں گاہے نظر بر من فگن

سرکار کی بانکی ادا معراج کی شب دیکھکر
کہنے لگے یہ حور عیں گاہے نظر بر من فگن

میں ہند میں کبتک رہوں کیوں کر حرم سے دور ہوں
تا کے جہاں تا کے جنیں گاہے نظر بر من فگن

حامی ہیں محبوب خدا کیا فکر شائق حشر کی

کہدوں گا وقت واپسیں گاہے نظر بمن فگن

وہ دل میں چھپے رہتے ہیں وہ دل کے مکیں ہیں
آزاد جو مشہور تھے اب خانہ نشیں ہیں

ہے وصل میں بھی عجز و تکبر کی لڑائی
ہم پاؤں پڑے جاتے ہیں وہ چین بجبیں ہیں

اس نے یہ کہا تذکرۂ وصل پہ ہنسکر
ہم ایسی بری باتوں سے آگاہ نہیں ہیں

رہ رہ کے مرے دل میں یہ آتی صدا ہیں
ہم تو ترے نزدیک ہیں کچھ دور نہیں ہیں

نزدیک اگر ہو تو نظر آؤ ہمیں بھی
ورنہ یہ کہو ہم تری شہ رگ کے قریں ہیں

اسے جذب محبت ترے صدقے ترے قربان
لا کھینچ کے ان کو جو ترے پاس نہیں ہیں

کیوں انکی طلب چھوڑ کے ہوں طالب جنت
زاہد تری حوروں میں یہ انداز نہیں ہیں

محشر میں نگاہوں سے مری چھپ نہیں سکتے
بے پردہ نظر آئیں گے جو پردہ نشیں ہیں

اس نے یہ کہا بزم میں آتے ہی جھجک کے
گھبرائے تھے ہم جن سے وہ حضرت تو یہیں ہیں

اپنے بھی پرائے ہوئے اس عشق کے ہاتھوں
دل رس کے یہ کہتا ہے کہ ہم اور کہیں ہیں

شائق تری باتوں میں حسینوں کی ادا ہے
انداز محبت کے کہیں چھپتے نہیں ہیں

۴

ڈر نہیں ہے حشر کا گو میں سیہ کاروں میں ہوں
یا نبی میں ترے گیسو کے گرفتاروں میں ہوں

کہتی ہے یاد نبی میں تیرے غمخواروں میں ہوں
تو مرے یاروں میں ہے اور میں ترے یاروں میں ہوں

اے خیال مصطفیٰ بے اعتنائی تا کجا
تو مرا مطلوب میں تیرے طلبگاروں میں ہوں

جنس عصیاں دیکھکر محشر میں رحمت نے کہا
اے گنہگار آ ادھر میں بھی گنہگاروں میں ہوں

حسرت و ارماں کا مجمع دیکھکر کہتا ہے دل
گویا میں اک پھول ہوں اور قسمت سے خاروں میں ہوں

آب و باد و خاک و آتش سے کہا یوں روح نے
جلوہ گر میں نور بنکر چار دیواروں میں ہوں

تیری ادنیٰ سی توجہ بس ہے بخشش کیلئے
یا محمد گو کہ میں اعلیٰ گنہگاروں میں ہوں

مجھکو رحمت نے بچایا روز محشر یہ کہکے
وہ گنہگاروں میں ہے کب جیسے میں گنہگاروں میں ہوں

ناز برداراں کا ہے اللہ میں کیا چیز ہوں
ہاں مگر اتنا تو ہے نعلین بردار نبی ہوں

شکر ہے یا مصطفےٰ اکر تو یہ رتبہ ملا
عشق کہتا ہے ترا میں بھی عزادار نبی ہوں

مصحف عارض پہ تیرے کیا ہے بولی والضحیٰ
ما بسم اللہ ہوں قرآن کے پارہ نبی ہوں

کیا کہوں میں شیخ ریش بحر ہی کے سوز شین
صورت بیمار ہیں چھپن انکار نبی ہیں

رفع خیر الماکرین کہتا ہے مجھے بھی صاف صاف
تو بڑا مکار ہے میں چھوٹے مکار نبی ہوں

مست شائق کو بھی کر دے چشم میگوں کے فدا
یا رسول اللہ ازل سے تیرے میخوار نبی ہوں

نقش ہے تقدیر کا رنگ ستم ایجاد میں
میری بربادی بھی شامل ہو گئی بیداد میں

وہ بھی نکلی جو کہ حسرت تھی دل ناشاد میں
سر مرا کٹ کر گرا جب دامن صیاد میں

کیوں نہ ہو انداز مایوسی مری فریاد میں
حسرتیں کیا کیا بھری ہیں اس دل ناشاد میں

صورت معشوق نہاں ہے صنعت ایجاد میں
حسن صانع ازل ہے حسن آدم زاد میں

کس سنی سے کچھ قاتل میں نہیں سر کفن
پرورش پائی ہے گویا دامن جلاد میں

زلف کھلنے بھی نہ پائی تھی پریشاں ہو گئے
دام سے پہلے ہی آئے ہم دم صیاد میں

تیری صورت تیری ہم صورت بنا سکتا ہے کیا
حوصلہ اتنا کہاں ہے مانی و بہزاد میں

آنکھ میں آنسو جگر میں درد لب پہ آہ سرد
دین و دنیا سے گئے لو اب تمہاری یاد میں

جو یہاں سے چل بسا پلٹا نہیں پھر اس طرف
کون سی دلچسپ بستی ہے عدم آباد میں

ایک جان ناتواں پہ سیکڑوں ظالم ستم
مشق کا شوق ہے نے مشق ستم ایجاد میں

سننے والے لوٹ جاتے ہیں جگر کو تھام کر
تیری شوخی کی ادائیں ہیں مری فریاد میں

تیری ابرو کی ادا سے کیوں نہ دل ہو چاک چاک
یہ کشش آئی کہاں سے خنجر فولاد میں

ایک جلوہ ایک صورت ایک رنگی ہے یہاں
آب میں اور آگ میں اور خاک میں اور باد میں

تذکرہ نے وصل کے ہم پر ستم ڈھایا نیا
اور مدت بڑھ گئی اقرار کی میعاد میں

ہائے شائق بیٹھے ٹھلائے یہ تم کو کیا ہوا
کچھ تو بولو اس قدر روتے ہو کس کی یاد میں

وہ نور چمکتا تھا جو حسنِ ازلی میں — ظاہر ہے وہ رخِ پاکِ رسولِ عربی میں
دم تن سے مرے یوں نکلے محبت نبی میں — ہو نفس یہاں روحِ مدینہ کی گلی میں
دنیا کا بھروسہ نہیں تنہا مجھے سہارا — کیا فرق ہے مرگِ فانی اور غنی میں
پردے کو ذرا آنکھوں سے سرکا دو طبیبو — بیمار ہوں میں الفتِ چشمانِ نبی میں
دستور مدد کیجیے رہبر ہوں عدم کا — ہے خوف مسافر کو غریب الوطنی میں
کیا خوف سیہ کاری کا ہے نار سے ہم کو — چھپ جائیں گے ہم دامنِ کملیٔ نبی میں
ہو وحشت گیسوئے نبی ہم کو مبارک — غفلت کا مزا ملتا ہے اس جامۂ مستی میں
بازارِ قیامت میں کھڑی جنسِ شفاعت — سودا یہ ملا ہے مجھے سودائے نبی میں
پہنچوں جو مدینے تو وہیں موت بھی آئے — اک اور تمنا ہے تمنائے دلی میں
مکہ ہو ولادت کو مدینہ ہو مدفن — دونوں صفتیں ہیں مرے مکی مدنی میں
دم تن سے جو نکلے تو رخ پہ نظر ہو — حسرت یہی دل میں ہے یہ ارمان جی میں
ہو جاتا تھا روشن جو تاریک کالی بھی — تھی طور کی بجلی کی چمک ان کی ہنسی میں
سید جو ہوا کچھ سیکھ لیں عادات محمد — ہو فخر نسب کا نہ حسینی حسنی میں

شائق تو اٹھا ہاتھ خدا سے یہ دعا کر
دم نکلے مرا الفت کی [illegible] میں

تصور نبی کا جمائے ہوئے ہیں — خدا سے نظر ہم ملائے ہوئے ہیں
فدا کیوں نہ ہوں روئے احمد پہ ہم ہم — اسی میں تو کچھ ہم مزا پائے ہوئے ہیں
گلے مل گئے یہ ملیں جا کے نبی سے — گنہگار اب در پہ آئے ہوئے ہیں
دکھا خواب میں شمعِ رخسار حضرت — خدا سے یہی لو لگائے ہوئے ہیں

پس مرگ ہوتا ہے وصل پیمبرؐ
نہا دھو کے خوشبو لگائے ہوئے ہیں

کہوں کیوں نہ صل علیٰ یا محمدؐ
وہ آنکھوں میں دل میں سمائے ہوئے ہیں

گنہگار وہیں فخر جنت میں اتنا
محمدؐ کے ہم بخشوائے ہوئے ہیں

کبھی اک نظر ہو ادھر بھی پیمبرؐ
دل آئینہ اپنا بنائے ہوئے ہیں

کریں وصف کیا ان کی ابرو کے خم کا
اسی فکر میں سر جھکائے ہوئے ہیں

ہوا دل جو گلزار اے داغ الفت
یہ سب تیرے ہی گل کھلائے ہوئے ہیں

عجب کیا کہیں نزع میں مرتے مرتے
جنھیں چاہتا تھا وہ آئے ہوئے ہیں

یقیناً ادھر سے ہوگا دیدار حضرت
جو دیدے سے آنسو بہائے ہوئے ہیں

ستا اور ہم کو نہ اے ہجر احمدؐ
کہ ہم تو ازل سے ستائے ہوئے ہیں

جنھیں پردہ پوشی کا دعوےٰ تھا اشتیاق
وہ بے پردہ آنکھوں میں آئے ہوئے ہیں

تپ ہجر پیمبرؐ میں جو ہم دن رات جلتے ہیں
گنہ اپنے پسینہ بن کے قطروں میں نکلتے ہیں

بہار آئی چلے صحرا کو دیوانے محمدؐ کے
بہ ادائے بیکسی پہلے پہل گھر سے نکلتے ہیں

مئے عشق رسول اللہؐ سے جو مست ازل ہیں
عجب بانکی ہے چال انکی نرالی چال چلتے ہیں

بلالیں گے نبیؐ گر نہ تو صدمے سے فرقت کے
ہزاروں کوہ غم سر پر [illegible] سر سے ٹلتے ہیں

فدا آئینہ عارض جو ہیں آپ کے حضرت
سکندر سے بھی وہ اپنی کہیں قسمت بدلتے ہیں

یہ کس کا وصل ہوتا ہے جو مر کر بنتے ہیں دلہن
کفن پہ پھول کھلتے ہیں بدن پہ عطر ملتے ہیں

تمہارے دیکھنے والوں کی ہے حشر عجب حالت
سنبھلتے ہیں تڑپتے ہیں [illegible] اٹھتے ہیں

جو وارفتہ ہیں سرکار رسول اللہ کے ازل
صراط عشق پر سیدھے پاؤں انکے کب پھسلتے ہیں

جو طالب دیت حضرت کی ہیں [illegible] شفیع
زباں پر یا محمدؐ ہر طرف کروٹ بدلتے ہیں

ہماری دستگیری ہر گھڑی جب کر رہے ہیں حضرت
تو اعدا اے [illegible] کف افسوس ملتے ہیں

ذرا تو غور سے دیکھو حدیث من رانی ہیں
عجب پہلو نکلتے ہیں عجب مطلب نکلتے ہیں

سنا لے اپنے دیوانے کو اے یار رسول اللہ
کہ تکلیفوں سے فرقت کے وہ راہ پکڑ چلتے ہیں

دکھا دو نزع میں یا مصطفیٰ ہم کو جمال اپنا
کہ ہیں کچھ دم کے مہمان اشک آنکھوں سے ڈھلتے ہیں

خیال آتا ہے جب قتار شاہ دین کا اے اشائق
مرے ارمان دلمیں کیسے پھر دلکو مسلتے ہیں

یا نبی ہر دم ہے آفت میں کروں تجھ کیا کروں
جان لیتی ہے یہ فرقت میں کروں تجھ کیا کروں

آپ ہیں آگاہ میرے حال سے یا مصطفیٰ
پھر بیاں اپنی مصیبت میں کروں تجھ کیا کروں

جاؤ مرقد سے کہ ہے دلدار حق آقا مرا
اے نکیرو تم سے حجت میں کروں تجھ کیا کروں

مضطرب کیوں کر نہ ہوں ہجر نبی میں سوقو
خود ہے بے قابو طبیعت میں کروں تجھ کیا کروں

یاد رفتار نبی نے کر دیا پامال دل
کیوں نہیں اٹھتی قیامت میں کروں تجھ کیا کروں

خواب میں آکر جگا دو اپنی ٹھوکر سے اسے
سو رہی ہے میری قسمت میں کروں تجھ کیا کروں

آپ کی ہی یاد لیتی ہے مری جان یا نبی
ہر گھڑی ساعت بسا میں کروں تجھ کیا کروں

چہرۂ پر نور پر آنکھیں ٹھہرتی بھی نہیں
مصحف رخ کی تلاوت میں کروں تو کیا کروں

میں گدا ہے کوئے احمد ہوں یہی فخر بس
آرزوئے بادشاہت میں کروں تو کیا کروں

گو بہت سے ہیں گنہ لیکن فرمانا یہ آپ
تیرے عصیاں کی شفاعت میں کروں تجھ کیا کروں

مجھکو بلواتے نہیں خود بھی نظر آتے نہیں
کچھ نہیں وصلت کی صورت میں کروں تجھ کیا کروں

مال فانی پہ مواجاتا ہے دل یا مصطفیٰ
ایسے نادان کو نصیحت میں کروں تجھ کیا کروں

خاکساری کیلئے پیدا ہوا ہوں خاک سے
جان کر پھر کبر و نخوت میں کروں تو کیا کروں

دل یہی کہتا ہے شائق سچ یہی ہے اسکی بات
سرورِ عالم کی مدحت میں کروں تجھ کیا کروں

وصف سردار دو عالم کیا کریں
مدحت شاہ امم کیا کریں

ہے اسیت عنادل جسکی شان
اس شہ دین کی ثنا ہم کیا کریں

ہو سر پر لا شفقت جب حکم پیر
پھر بیاں غوث جہاں ہم کیا کریں

دیکھ کر ان کو نکلتا ہے یہ دم
سورۂ اخلاص پھر دم کیا کریں

امت احمد ہیں عیسیٰ ہم نہیں
گو تو دانی سن کے پھر دم کیا کریں

دولت دیدار ہے ہم کو نصیب
لے کے اب دنیا و درہم کیا کریں

یار اور اغیار سارے چل بسے
کس کی شادی کس کا ماتم کیا کریں

شہر طیبہ میں بلا لیجے حضور
ہند میں بے یار و ہمدم کیا کریں

جان و دل صدقہ کریں اس شاہ پر
اور کم اس سے بھلا ہم کیا کریں

بخشوانا اپنے مشتاق کو ضرور
یہ نہ فرمانا کہ اب ہم کیا کریں

جس کو اے دوست حب شاہ ابرار نہیں
میرا ایمان تو یہ ہے کہ وہ دیندار نہیں

شب معراج لڑی آنکھ نبی کی کس سے
تجھ سے تشبیہ تو کچھ نرگس بیمار نہیں

کس کا دل ہے جو نہیں آپ کے گیسو میں پھنسی
کون اس دام محبت میں گرفتار نہیں

پاس حسرت کے سوا اور شب فرقت میں
کوئی غمخوار نہیں کوئی مددگار نہیں

میرے ساقی تری آنکھوں کے ہیں سب متوالے
کون ہے جو کہ مئے عشق سے سرشار نہیں

آپ ہر حیلے سے ہم کو بلا سکتے ہیں
بالکہ خود چاہیں تو پانا کوئی دشوار نہیں

لیجیے ہوئے جہنم فرشتے مجھ کو
رحمت حق نے صدا دی یہ گنہگار نہیں

کیوں بلاتے نہیں طیبہ میں مجھے یا احمدؐ
کیا حضوری کے ہیں قابل مرے سرکار نہیں

آپ کیوں بھول گئے مجھکو بسان اغیار
ہیں فدا آپ پہ کیا احمد مختار نہیں

یا نبیؐ آپ کا ہر دم ہے بھروسہ ہم کو
حشر میں بھول کے فرمانا کہ زنہار نہیں

بادۂ عشق پیمبرؐ سے جو مدہوش ہوئے
ان سا دنیا میں کوئی دوست ہشیار نہیں

آئیں گے حشر میں یا یوم جزا ہر جا سے
صاف فرمائیں گے حضرت مجھے انکار نہیں

میں کہوں گا ملک الموت سے بھی نزع میں یوں
ٹھہرو ٹھہرو ابھی آئے مرے سرکار نہیں

کس پہ شائق نہ چلی تیغ ادائے نبوی
وہ مسلماں ہی نہیں جو جگر افگار نہیں

وہ رہ رہ کے طاق حرم دیکھتے ہیں
نبی کی جو ابرو کا خم دیکھتے ہیں

گنہگار روتے ہیں جب ہو کے نادم
وہیں شان ابر کرم دیکھتے ہیں

وہ بھولے سے دیکھیں جو نرگس کو بستاں
پیمبر جو تیرے قدم دیکھتے ہیں

ہر اک کی ہے صورت میں نور پیمبر
ہر اک میں انہیں کو ہم دیکھتے ہیں

جدائی میں حضرت کی ہر دم الٰہی
ہم درد و رنج و الم دیکھتے ہیں

گنہگار اس ضد پہ بیٹھے ہیں یارب
قیامت میں تیرا کرم دیکھتے ہیں

ہم اپنی ہی آنکھوں کے لیکر بلائیں
تصور میں ان کو بہم دیکھتے ہیں

ملے گی تمہیں راہ مقصود ابدال
جو حضرت کا نقش قدم دیکھتے ہیں

جدائی میں لے لے کے نام پیمبر
سوئے طیبہ ہم دمبدم دیکھتے ہیں

خدائی کے جلوے ہیں ان کو میسر
جو اپنی خودی کو بھی کم دیکھتے ہیں

تصور نہیں ان کو باغ جناں کا
جو رخسار شاہ امم دیکھتے ہیں

بلا لو مدینہ میں یا شاہ جلدی
دکن میں بہت رنج و غم دیکھتے ہیں

سمجھ لیتے ہیں جوش میں آئی رحمت
گنہگار جب چشم نم دیکھتے ہیں

ہمیں بخش دے تیری رحمت کے صدقے
خطاؤں کو اہل کرم دیکھتے ہیں

پہونچ جائیں طیبہ میں شائق اگر ہم
شہنشاہ دیں کے قدم دیکھتے ہیں

جلوہ افگن جو ہو خورشید جلال دلمیں
کوئی باقی نہ رہے حسرت ارمان دلمیں

دین و ایماں کی ترقی ہے جو منظور تمہیں
غوث اعظمؓ کی محبت رہے پنہاں دل میں

حق ہے کچھ بھی ہو سب ساتھ ہیں لے کے برات
انکے ہمراہ خدائی کا ہے ساماں دل میں

سوزش ہجر نے وہ آگ لگائی حضرت
دل ہے آتش میں کہ ہے آتش سوزاں دل میں

سب پہ روشن ہے جو کچھ فرق ہے تجھ میں ہم میں
آگ تالو میں لگی شمع کے اور یاں دل میں

دونوں ہاتھوں سے سنبھلتے نہیں مست احمدؐ
کفر و دیں سے نہ کھلا سر ہے جو پنہاں دل میں

کبھی بغداد میں بلوا کے دکھا دو جلوہ
رہ گیا ہے پس مردن کوئی ارماں دل میں

دونوں عالم کی نہیں سیر میسر ہو جائے
غور سے دیکھے اگر حضرت انساں دل میں

میرے رہبر کے ہر آئینہ عارض کی صفا
خضر دیکھیں گے تو ہو جائینگے حیراں دل میں

اس گلستاں سے چلے جاتے ہیں خالی داماں
کوئی آنکھوں میں سما یا نہ کوئی یاں دل میں

موت آئے مری یا پیر تو یوں نکلے دم
لب پہ ہو نام ترا اور ترا ارماں دل میں

ہو تجلی ترے عارض کی مرے غوثؓ اگر
ابھی ہو جائے عیاں طور کا میداں دل میں

تیغ ابروئے خمیدہ کی چمک یا حضرت
جس نے دیکھی وہیں بس ہو گیا قرباں دل میں

غمزدوں کا بھی غمخوار ہے یا پیر مرے
یاد تیری شب ہجراں ہے مہماں دل میں

ظلمت قبر سے گھبرائے جو تیرا شائق
شمع روشن ہو ترا چہرۂ تاباں دل میں

دوستو مجھکو مرا جان جہاں ملتا نہیں
دل میں رہتا ہے مگر اسکا نشاں ملتا نہیں

ساتھ لیجا کے ملا دے میرے یوسف سے کوئی
اس طرح طیبہ کا کوئی کارواں ملتا نہیں

ان کو بھی دو آنکھ مازاغ البصر جیسی فدا کہ
اس سے نرگس کا ذرا بھی کچھ نشاں ملتا نہیں

وائے بر الفت وطن میں ہم مدینہ میں ہیں روح
وائے بد قسمت مدینہ کا مکاں ملتا نہیں

کیا کہوں کس سے کہوں کب تک سہوں کیا کریں
شان جسکی بے نشاں اسکا نشاں ملتا نہیں

سر کا سودا جائے تو کس طرح جائے یا نبی
آپ کا اک دن بھی سنگ آستاں ملتا نہیں

پوچھتے ان سے ہو اکس طرح سے وصل حبیب
کیا کریں کوئی عدم کا کارواں ملتا نہیں

اپنا ہے صاف ظاہر ہے کہ ہے جا وہی
اس کا ہر ہر میں ہے جلوہ وہ کہاں ملتا نہیں

واہ رے تیغ نگاہ مصطفےٰ صدقے ترے
زخم کچھ ایسا لگا جس کا نشاں ملتا نہیں

خود پیمبر نے کہا دنیا ہے سجن المومنین
اس لئے آرام کچھ ہم کو یہاں ملتا نہیں

ہر ادا میں جسکی ہو راز خدائی جلوہ گر
دوسرا اس شان کا کوئی جواں ملتا نہیں

یاد فرقت سے جھکا جاتا ہے سر ہر سحر
ہائے شائق اب بھی وہ ابرو کماں ملتا نہیں

جن کو سب لوگ جواں مدنی کہتے ہیں
ہم انھیں جلوۂ اللہ غنی کہتے ہیں

جن کے عاشق کو اویس قرنی کہتے ہیں
ہم انھیں ہاشمی مکی مدنی کہتے ہیں

ترے ابرو کے ترے نوک پلک کے صدقے
اس کو شمشیر اسے برچھی کی انی کہتے ہیں

گو یہاں ہم ہیں مگر شہر مدینہ میں ہے دل
ہم تو اس کو بھی غریب الوطنی کہتے ہیں

جو مدینہ کا گدا بن کے وہیں مر جائے
ہم تو اس شخص کو قسمت کا دھنی کہتے ہیں

ہو کے دیوانہ ترا بات یہ سمجھی میں نے
مذہب عشق میں بگڑی کو بنی کہتے ہیں

پس بربادی بھی جاتا نہیں شوق طیبہ
حضرت دل ہی پھر جی میں ٹھنی [?] کہتے ہیں

ہے ہر اک گھر میں ہر اک شہر میں منزل ان کی
کون سرکار کو مکی مدنی کہتے ہیں

مست مولا ہوں سمجھ میں نہیں آتا شائق
کس کو کہتے ہیں غنی کس کو دھنی کہتے ہیں

مر جاؤں اگر عشق شہنشاہ زمن میں
ہو دفن مری لاش مدینے کے چمن میں

بن ٹھن کے چلے جب شب معراج محمد
حور و ملک بھی دل پھنس گئے زلف کی شکن میں

قاتل لب رنگین محمد کا ہوں کشتہ
کفنائیں پس مرگ مجھے سرخ کفن میں

دیکھا ہے پس مرگ عدم میں بھی پہونچ کر
یارب کہیں لٹتے ہیں مسافر بھی وطن میں

صوفی رہے جب آپ میں سب آپ ہی آپ ... انساں کی کبھی قدر نہیں تھی وطن میں
یا رب ہیں مردن بھی ہو اس طرح نظارہ ... چاک در محبوب رہے چاک کفن میں
اللہ نہ تاراج ہو گلزار کسی کا ... اک پھول بھی باقی نہیں ہے آج چمن میں
غل پڑ گیا اک شام کے دربار میں اٹھا ... شبیر کا سر دیکھ کے سوئے گلشن میں
ایوان دیکھ کے گرتے ہوئے شقیوں نے پکارا ... لو آئے ہیں اٹھنے کو نئی قبر سے بدن میں

مبتلاؤں کا محشر میں کہ ساقی بھی ہوں
شائق یہی رکھ دینا غزل میرے کفن میں

شب غم یاد ہی بیکل ہے قلب زار پہلو میں ... خبر لیجے نہ مر جائے کہیں بیمار پہلو میں
قیامت میں اٹھو تم ہاتھ رکھ کر اپنے شانوں پر ... ابوبکر و عمر ہیں سید ابرار پہلو میں
جگر و دل دونوں مضطر ہیں فراق چشم احمد میں ... کروں تو کیا کروں روتے ہیں دو بیمار پہلو میں
الٰہی داغ اپنے عشق احمد کا تصدق ہے ... مرا دل ہو مرے سینہ میں گلزار پہلو میں
جگر میں نوک مژگاں یاد ابرو نے دل میں ... ادھر ہے تیر پہلو میں ادھر تلوار پہلو میں
تلاش یار میں پھرتے ہو کعبہ جا بجا اے زاہد ... ذرا گردن جھکا کر دیکھ لے اک بار پہلو میں
رہیں گے یوں ہی محشر میں پیچھے حضرت کے ... برہنہ سر گریباں چاک ہو دستار پہلو میں

۱۴
عجب کچھ کھلتے ہیں نعت کے مضمون اے شائق
نہ کیوں کر چٹکیاں لیں گے ترے اشعار پہلو میں

بلا کر مدینہ مدینے کے سائیں ... لگا لیجے سینہ مدینہ کے سائیں
مجھے خواب میں آ کے پینے سکھا دو ... وہاں کے قرینے مدینہ کے سائیں
وہ ہر ایک پتھر پہ سر میرا رکھنا ... وہ گنبد کے زینے مدینہ کے سائیں
محبت سے جا پرسے ارمان حسرت ... ہے دل میں خزینے مدینہ کے سائیں
ترا شربت دید پلا دے مجھ کو ... وہ تم نے پینے مدینہ کے سائیں

میں آیا ہوں حرم کے ملک دکن سے
ترے در پہ پہنچنے مدینہ کے سائیں

ہزار شانۂ زلف شائق کو بس ہے
دلی زخم سینے مدینہ کے سائیں

تغافل کیش بکراوٹ میں ظالم بن کے بیٹھے ہیں
کس کی جان باقی ہے وہ بھولے بن کے بیٹھے ہیں

تبسم لب پہ آئینہ ہے آگے تن کے بیٹھے ہیں
تماشہ ہے وہ اپنے آپ عاشق بن کے بیٹھے ہیں

شہید ناز تیری قبر میں بھی تن کے بیٹھے ہیں
گلے حوروں کے ملنے کو وہ دولہا بن کے بیٹھے ہیں

مسی لب پہ ہے سرمہ آنکھ میں سج بن کے بیٹھے ہیں
الٰہی میری بن آئے کہ وہ یوں بن کے بیٹھے ہیں

ہزاروں سامنے کا کہ سے بچھو بن کے بیٹھے ہیں
تو زیر بام لاکھوں منتظر چھن کے بیٹھے ہیں

دم نظارہ وہ کب بام پہ بن ٹھن کے بیٹھے ہیں
پکاری جان لینے کو وہ دلہن بن کے بیٹھے ہیں

جگر تھامے ہوئے بسمل تری چتون کے بیٹھے ہیں
تو دل بگڑے ہوئے زخمی تری چتون کے بیٹھے ہیں

جدائی میں ہوا ہوں نذر گور ایذا ناز
وہاں دلشاد وہ گھر میں مرے دشمن کے بیٹھے ہیں

شب وعدہ یونہی ٹلجائے کیا گردش قسمت
ہم ان کے منتظر وہ منتظر دشمن کے بیٹھے ہیں

وہ بالیں پر جب آئے نزع میں ہم ہو گئے یار
چلے ہم روٹھ کے اس وقت جب وہ بن کے بیٹھے ہیں

ادھر ہم کو دعوی [illegible] نہیں ہے سرفروشی کا
ادھر وہ ہاتھ میں شمشیر ابرو تن کے بیٹھے ہیں

نہیں معلوم ان کے جی میں کیا ایسا خیال آیا
وہ ذکر حسن یوسف پر جو ایسے تن کے بیٹھے ہیں

اثر ہے جسم خاکی میں سبک روحی کا آغافل
مثال بوئے گل بیچ وہ جو لاکھوں من کے بیٹھے ہیں

مسیحا بن کے آئیں اور مسیحائی دکھا جائیں
وہ کیوں روتے ہیں چھپ سامنے مدفن کے بیٹھے ہیں

نہ آنے پائیں حوریں قبر میں اس رشک کے مارے
وہ خنجر کھینچ کر آگے مرے مدفن کے بیٹھے ہیں

الٰہی چشم بد بیں کور ہو جائے تو بہتر ہے
کہ وہ بے پردہ ہو کر سامنے دشمن کے بیٹھے ہیں

وہ بھولے بن کے فرماتے ہیں میری لاش پر گھر کے
نہ روٹھو اے روٹھنے والے کہ اب ہم منکے بیٹھے ہیں

یہاں ہم ہر گھڑی ان کو تصور میں جماتے ہیں
وہاں آ کر وہ پھر وہ سامنے دشمن کے بیٹھے ہیں

انھیں بھی اپنی جانب کھینچ لیے لطف و عنایت سے
خدا رکھے مری دیوانگی بھی رنگ لائی ہے

اگر کیسہ نہ ہوتا لے ہی لیتے بوسۂ عارض
خبر آئی وہاں سے وہ ابھی گھر سے نہیں نکلے

ترے غمزہ و دل کا فریب خلوت کا سماں باندھا
یہ حسن و عشق میں در پردہ باہم چوٹ چلتی ہے

شعلۂ حسن چھین چھین کر ہمارے منہ پہ پڑتے ہیں
رقیبوں سے نہ مل محفل میں ہرگز اے دل ناداں

الٰہی پڑ گئے ہیں کیا مری تقدیر پہ پتھر
ڈسیگی کس کو یہ ناگن بلا یہ کس کے سر ہوگی

مقابل کی ہیں چوٹیں دیکھئے کیا حشر برپا ہو
جسے تم چاہتے ہو چاہتے ہیں دل سے ہم اس کو

مقابل ہیں ہمارے آج اسکی کیوں نہ کٹ جائے
لبوں پر آہ آنسو آنکھ میں گیسو پریشاں ہیں

وہ اپنے عکس سے آئینہ میں فرماتے ہیں تن کر
نکلتے ہیں نہ نکلے ہیں نہ نکلیں گے نکالے سے

جنہیں پاس شرم و حیا تھی اب کھل کھیلے ہیں محفل میں
ابھارا ہے تمنا نے ہم آغوشی نے دونوں کو

ترے ارمان دلمیں کیوں نہیں اے غنچہ خوبی
بہار زندگی نے قید کر رکھا ہے عالم میں

ہوا فی ہیں ذرا تو اپنے آنے کی خبر لیجیے

یہ سب عشاق وابستہ ترے دامن کے بیٹھے ہیں
رفو کرنے کو وہ ٹکڑے مرے دامن کے بیٹھے ہیں

پریشاں حال ہم ڈر سے اسی ہر رات بیٹھے ہیں
یہاں ہم منتظر دروازہ پر مسکین بیٹھے ہیں

نگہباں بن کے وہ باہر مرے مسکن کے بیٹھے ہیں
ادھر بیٹھے ہیں ہم اور وہ ادھر چلمن کے بیٹھے ہیں

کچھ اس انداز سے ہم روبرو چلمن کے بیٹھے ہیں
یہ فتنے بن کر اٹھینگے جو حسرت بنکے بیٹھے ہیں

وہ ذکر وصل پر خاموش ہیں بت بنکے بیٹھے ہیں
وہ زلفوں کو سنوارے شام سے بن ٹھن کے بیٹھے ہیں

غضب ہے آئینہ خانہ میں وہ بن ٹھن کے بیٹھے ہیں
اسی باعث سے چپکے سامنے دشمن کے بیٹھے ہیں

زبان تیغ بنکر سامنے دشمن کے بیٹھے ہیں
وہ میری لاش پر تصویر کی بن کے بیٹھے ہیں

کہاں گئے آپ ہیں کیا نام ہے کیوں تنکے بیٹھے ہیں
تمنا بن کے دلمیں تیر اس چتونکے بیٹھے ہیں

بشکل غنچہ تھے وہ صورت گل بنکے بیٹھے ہیں
شب وعدہ ادھر وہ اور ادھر ہم تنکے بیٹھے ہیں

یہی تو باغباں بنکر مرے گلشن کے بیٹھے ہیں
وہ بلبل ہیں قفس میں جو بہار گلشن کے بیٹھے ہیں

تصور میں ابھی تک آ کے دشمن کے بیٹھے ہیں

کیوں تشبیہ دیں گالوں سے گیسوئے خمیدہ کو
اُجالے میں تمہارے عارض روشن کے بیٹھے ہیں

نہ چھڑی جاتی ہیں یا ذکر وصل پر باتیں بہت اونکی
وہ گویا آج بنکر ہم زبان سوسن کے بیٹھے ہیں

خدا نے مجھکو بھی ہر علم میں یکتا بنایا ہے
مجھے کیا فکر گو محفل میں ہر ایک فن کے بیٹھے ہیں

بہار باغ دل ہو جائے تازہ کیا عجب شائق
دکن میں دیر سے مشتاق ہم ساون کے بیٹھے ہیں

آپ آکر مرے مہمان ہوں ممکن ہی نہیں
ایسی شب ہی نہیں ایسا تو کوئی دن ہی نہیں

دل کو روکوں جو تڑپنے سے یہ ممکن ہی نہیں
متحرک کو تو دیکھا کبھی ساکن ہی نہیں

مجھکو سودا نہ ہو زلفوں کا یہ ممکن ہی نہیں
جو نہ واللیل کا قائل ہو وہ مومن ہی نہیں

چاہنے والوں سے اچھا نہیں یہ سونکا حساب
ترے صدقے ہوں شب وصل میں کچھ گن ہی نہیں

ظلم پر ظلم کئے جاتے ہیں وہ بے گنتی
اور تاکید یہ مجھکو ہے کہ تو گن ہی نہیں

رحم کر رحم تجھے ساقی کوثر کی قسم
جام پر جام دے ساقی مجھے تو گن ہی نہیں

دوستداروں کے تو ہوتے ہیں دنوں میں ہی حساب
بوسے لینے دے مجھے وصل میں تو گن ہی نہیں

شمع میں ڈھونڈتی پھرتی ہے آنکھ کسکو
چشم گردش میں ہے پتلی مری ساکن ہی نہیں

وعدۂ حشر پہ للہ پلا دے ساقی
رند مفلوک ہوں میرا کوئی ضامن ہی نہیں

دل مرا تو نے لیا ہے مجھے دے دل اپنا
فیصلہ یوں ہو تو کچھ حاجت ضامن ہی نہیں

اپنا جوبن وہ دوپٹے میں چھپا کر بولے
کسطرح تجھ سے ہو سودا ترا ضامن ہی نہیں

شوخیاں ہیں یہ ابھی سے بہت کمسن توبہ
ظلم کرنے کے ابھی دن ہی نہیں سن ہی نہیں

بارہواں سال ہے ظالم یہ ابھی سے شوخی
خود تری عمر یہ کہتی ہے ابھی سن ہی نہیں

بارہواں سال ابھی نام خدا ہے ظالم
عمر شوخی کی نہیں دن ہی نہیں سن ہی نہیں

کھیل گنتا ہے وہ نو عمر شکستہ دل کو
قدر کعبہ کی ہو کیا خاک ابھی سن ہی نہیں

پھیر ہو جانے دے واعظ ابھی جلدی کیا ہے
توبہ کیا خاک کریں مے سے ابھی سن ہی نہیں

کیوں نہ وہ لیگا عوض اشکوں کے مری آنکھوں سے
خون دل خون جگر تو مرا محسن ہی نہیں

دیکھتے آپ کی صورت کو ہر اک ہوتے ہیں
دل یہ کہتا ہے کہ وا دیدۂ باطن ہی نہیں

ساتھ پیکاں کے مرے دلکو بھی لیجانا تھا
جا بھی او تیر نظر تو مرا محسن ہی نہیں

کیوں نہیں کرتے ہیں فریاد مرے نالۂ دل
گھر میں اللہ کے کیا کوئی موذن ہی نہیں

الفت سلطان دو عالم کی لکھا کر شائق
جس کو حضرت کی محبت نہ ہو مومن ہی نہیں

وہ اتراتے ہیں اپنے حسن پہ ہم اپنے مرنے پہ
وہ اپنا کام کرتے ہیں ہم اپنا کام کرتے ہیں

دل عشاق میں آنکھوں کے رستے سے اترتے ہیں
جو ایسے شوخ و چنچل ہوں بھلا وہ کس سے ڈرتے ہیں

ہمارے طائر دل طوف بام یار کرتے ہیں
کسی کی چاندنی صورت پہ یہ صدقے اترتے ہیں

نہ پوچھو عالم فرقت میں جو صدمے گذرتے ہیں
نہ مرتے ہیں نہ جیتے ہیں نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں

یہاں جلتے ہیں ہم رشک سے دلپا در فرقت میں مرتے ہیں
وہاں ہے ہاتھ میں شانہ ابھی گیسو سنورتے ہیں

وہی کچھ جانتے ہیں لطف جو جی سے گذرتے ہیں
مسیح و خضر کیا جانیں کہ ہم کسطرح مرتے ہیں

اسے مارو اسے کوسو جسے جینے کی خواہش ہو
ہمیں تم کیوں ستاتے ہو کہ ہم تو خود ہی مرتے ہیں

ستم ہے ہو گئے ہیں آشنا ناآشنا ایسے
ہمارے نام سے کانوں پہ اب سب ہاتھ دھرتے ہیں

انھیں یہ زعم ہے ہم اسکو کافر ہی بنالیں گے
ہمیں خود تو تمنا ہے کہ اکدن مسلماں انکو کرتے ہیں

الٰہی جلد اس کا وصل ہو میں جسپہ مرتا ہوں
جوانی جا رہی ہے زندگی کے دن گذرتے ہیں

اڑے جاتے ہیں خط سے حرف مطلب جلد پڑھ پڑھ کے
ہمارے طائر مضموں کے وہ یوں پر کترتے ہیں

کہا میں نے کہ مرتا ہوں تو بھولے بنکے وہ بولے
کسے کہتے ہیں مرنا سچ کہو کس طرح مرتے ہیں

ابھی کیا وصل کا تم کو رفتہ رفتہ دیکھیں گے
کہ وہ نام خدا کمسن ہیں ان باتوں سے ڈرتے ہیں

رسائی ہو کف پا تک تمنا ہے یہ مدت سے
وہاں آنکھیں بچھاؤنگا جہاں وہ پاؤں دھرتے ہیں

نظر آتے ہی عکس اپنا جھپک جاتے ہیں آئینہ
بڑے بھولے ہیں وہ تو اپنی ہی صورت سے ڈرتے ہیں

محبت سحر ہے اعجاز ہے جادو ہے ٹونا ہے
خدا کے پوجنے والے بتوں کو سجدہ کرتے ہیں

گل مقصود پاؤں گا یہی تعبیر ہے اس کی
وہ آکر خواب میں ان سرا پیو لوٹتے بکھرتے ہیں

ہمارے خون کے چھینٹوں میں یہی عادت تمہاری ہے
ہمیں تم لال کرتے ہو ہمیں وہ لال کرتے ہیں

جلانا مارنا ہے ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب
ستم سے جان لیتے ہیں ادا سے زندہ کرتے ہیں

نہیں اس کا گلا تجھ سے کہ تو بدظن ہوا مجھ سے
خدا سمجھے رقیبوں کو جو تیرے کان بھرتے ہیں

میں وہ بدمست مے کش ہوں کہ روکے سے نہیں رکتا
مرے نقروں سے ساقی ہوش افلاک کے بکھرتے ہیں

نکلا کر آنکھ سے تیر مژہ پر لوٹ جاتے ہیں
عجب کچھ شعبدہ بازی یہ طفل اشک کرتے ہیں

غضب دیکھو لڑا کر آنکھ وہ انجان بن بیٹھے
تمہیں دیکھو کہ دل لیتے ہیں یوں اور یوں مکرتے ہیں

بلا کی ضد قیامت کی ہٹ ہے ان کی طبیعت میں
ذرا سی بات پر وہ وصل میں پہروں بکھرتے ہیں

نہ کر بیکار ضائع بے خبر عمر عزیز اپنی
کہ رو لے اس مصیبت پر جو دم خالی گذرتے ہیں

انھیں اک کھیل ٹھہرا ہے زباں دے کر مکر جانا
نئے ہر روز وہ اقرار کرتے ہیں مکرتے ہیں

پریشان حال ہوں میں کیوں خفا ہو کیا خطا میری
ہوا آہوں کی چلتی ہے ترے گیسو بکھرتے ہیں

محبت زلف پیچاں کی نہ پیدا کر دل ناداں
زمانہ ہے برا ہم اپنی پرچھائیں سے ڈرتے ہیں

عجب انداز سے وہ پوچھتے ہیں مجھ سے محفل میں
اجی بولو تو صاحب آپ بھی کیا ہم پہ مرتے ہیں

نہ کر اظہار غم شائقؔ شاد سے داغ کا مصرع
خدا پر خوب روشن ہے گذر جس طرح کرتے ہیں

زمیں پر ہائے اس انداز سے وہ پاؤں دھرتے ہیں
کہ فتنے آگے بڑھ کر پیشوائی ان کی کرتے ہیں

بلا نازل ہو کس پر دیکھیے کس پر غضب ٹوٹے
کسی کے سامنے آئینہ ہے گیسو سنورتے ہیں

اگر سو بار تو زندہ کرے ہم کو خداوندا
فنا کے آشنا ہیں ہم کہیں گے پھر بھی مرتے ہیں

خبر اتنی خوشی کی دے کہ وہ آتے ہیں خود ہمدم
ہم اے قاصد ابھی دم تیرا شکر سے بھرتے ہیں

کبھی یہ بھی نہ پوچھا آپ نے کون اس میں رہتا ہے
ہمیشہ آپ میرے گھر کے آگے سے گذرتے ہیں

بلائیں میں نے لیں جب وصل میں منہ سے منہ لگا کے وہ بولے
اگر تم ہم پہ مرتے ہو تو ہم بھی تم پہ مرتے ہیں

یہاں لے لے کے کروٹ ہجر کی شب صبح ہوتی ہے
وہاں وہ پاؤں پھیلائے ہوئے آرام کرتے ہیں

نگاہ رحمت حق ہو تو کیا غم ہجر عصیاں کا
ابھی اِس پار بیٹھے ہیں ابھی اُس پار اُترتے ہیں

دکھا کر اُن کی تصویر اُن کو جب ہم نے لیے بوسے
وہ یوں شرما گئے گویا انہی کو پیار کرتے ہیں

عطائے دست قدرت ہے بشر کا جامۂ ہستی
یہ کپڑے وہ نہیں ہیں جو اتارے سے اترتے ہیں

بڑے بے رحم ہیں بے درد ہیں صیاد سنگیں دل
دکھا کر شاخ گل بلبل کا ظالم پر کترتے ہیں

سمجھ کر ہم نہیں اُن میں سے جو کینہ کپٹ رکھیں
جو کچھ آتا ہے دل میں صاف منہ پر کہہ گذرتے ہیں

وہی تم ہو نیا ہر دم ستم ایجاد کرتے ہیں
وہی ہم ہیں کہ پھر بھی جان و دل قربان کرتے ہیں

وہی تم ہو نہ پوچھا جھوٹے منہ بھی تو کبھی ہم کو
وہی ہم ہیں کہ اس پر بھی تمہیں کو یاد کرتے ہیں

وہی تم ہو کہ خوش رہتے ہو ہر دم بزم دشمن میں
وہی ہم ہیں کہ صدمے سہتے ہیں اور پھر بھی مرتے ہیں

وہی تم ہو کہ تم کو اپنی رسوائی گوارا ہے
وہی ہم ہیں کہ اپنی آبرو و عزت کو ڈرتے ہیں

وہی تم ہو کہ تم کو عار ہے صورت دکھانے سے
وہی ہم ہیں کہ حسرت میں یہاں بے سو گذرتے ہیں

وہی تم ہو کہ متوالی نظر سے مست کرتے ہو
وہی ہم ہیں کہ ہوش اپنے گنوا ہو کے بکھرتے ہیں

وہی تم ہو کہ اگر خواب میں جادو جگاتے ہو
وہی ہم ہیں کہ بخت خفتہ پر رو رو کے مرتے ہیں

وہی تم ہو کہ روز و شب ہے سرگوشی رقیبوں سے
وہی ہم ہیں کہ جو کچھ دیکھتے ہیں صبر کرتے ہیں

وہی تم ہو کہ تم میں بے نیازی کی ادائیں ہیں
وہی ہم ہیں کہ اس اعراض پر بھی پیار کرتے ہیں

ازل سے ہم کو محبوب خدا کا عشق ہے شائق
خدا کو یار ہے جس کی اسی کو یاد کرتے ہیں

عشق کرنا دل حزیں نہ کہیں
تیر چبھ جائے گا کہیں نہ کہیں

نالے کرنا دل حزیں نہ کہیں
سہم جائے وہ نازنیں نہ کہیں

کیا ملے گا وہ مہ جبیں نہ کہیں
آنکھ لڑ جائے گی کہیں نہ کہیں

سنتے ہیں قبر میں عذاب بھی ہے
آسماں ہو نہ زمیں نہ کہیں

بدگماں ہے وہ میرے مرتے وقت
منہ دکھائی ہو حور عیں نہ کہیں

تیرے ارمان کے عوض اے شوخ
تیر ہو جائے دل نشیں نہ کہیں

نزع میں بھی ہے جستجو باقی
پتلیاں پھر گئیں کہیں نہ کہیں

غیر کے گھر نہ جا دل ناداں
وہ ستمگر بھی ہو وہیں نہ کہیں

کل کے دن ہوگا جس جگہ حشر بپا
تیرے کوچہ کی ہو زمیں نہ کہیں

غیر آتا ہے عید ملنے کو
ہو چھری زیر آستیں نہ کہیں

جھوٹے وعدہ بھی بس ہیں تسکیں کو
صاف کہہ دیجئے نہیں نہ کہیں

سنتے سنتے رقیب کا احوال
آپ بن جائیں نکتہ چیں نہ کہیں

تیرے کشتوں کا دیکھ کر انداز
حور کہہ اٹھے آفریں نہ کہیں

چشم بد دور صحن میں نہ نکل
چاند دیکھے تری جبیں نہ کہیں

اے حنا ہاتھ اُن کے لال نہ کر
خون ہو جائیگا کہیں نہ کہیں

کوئے جاناں میں دیر و کعبہ میں
دل مرا گم ہوا کہیں نہ کہیں

منہ پہ کچھ دل میں کچھ نہ ہو اس کے
ہو عدو میرا ہمنشیں نہ کہیں

تن کے چل راہ میں نہ اے زاہد
کوستی ہو تجھے زمیں نہ کہیں

نہیں آنکھوں میں تاب نظارہ
آ بنے وقت واپسیں نہ کہیں

ضعف کہتا ہے اسکے کوچہ میں
بیٹھ جائے گا دل کہیں نہ کہیں

اے جنوں ہجر میں ترے ہاتھوں
میرا دامن ہو آستیں نہ کہیں

دل گم گشتہ ڈھونڈتے ہو مرا
کھل پڑے زلف عنبریں نہ کہیں

وصف ابرو کا ہم نے لکھا ہے
آج خنجر چلا کہیں نہ کہیں

یہی معراج عاشقوں کی ہے
تیرے در سے ہٹے جبیں نہ کہیں

خون اُچھل کر ہمارا اے قاتل
ہو ترا نقشِ جبیں نہ کہیں

زلف پر ہاتھ تو نہ ڈال اے دل
ہو نہی مارِ آستیں نہ کہیں

وصل میں تو سنبھل کے چھیڑ اے دل
روٹھ جائے وہ نازنیں نہ کہیں

دیکھو چھیڑا ہے غیر نے بت کو
پھر خطاوار ہوں ہمیں نہ کہیں

سن کے شکوے مرے رقیبوں نے
آگیا ہو انہیں یقیں نہ کہیں

سچ بتا نا کہ راز کی باتیں
تو نے منصور سے کہیں نہ کہیں

حشر کے دن بھی داورِ محشر
کیا عجب ہو وہی حسیں نہ کہیں

دیکھکر تیرے عارض و گیسو
لڑ مریں آج کفر و دیں نہ کہیں

تیری فکرِ بلند سے شائق
عرش بن جائے یہ زمیں نہ کہیں

لوگ جب وقت سوئے شاہِ عرب جاتے ہیں
ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم دیکھئے کب جاتے ہیں

دور ہو جاتی ہے جب بے ادبی الفت کی
راہ میں ہم زِ سرِ پائے ادب جاتے ہیں

ہم لحد میں جو ڈراتے ہیں وہ آتے ہیں سوال
سن کے کہتے ہیں ملک ہم بھی تو اب جاتے ہیں

لیس لی غیرک یا سید مکی مدنی
بارِ عصیاں سے صفِ حشر میں دب جاتے ہیں

یہ تو کہئے کہ وہاں وصل ہے کس مہرو کا
آپ بن ٹھن کے جو معراج کی شب جاتے ہیں

ہائے میں دیکھ کے اُن لوگوں کو رو دیتا ہوں
جانے والے ترے دربار میں جب جاتے ہیں

لوگ جب پوچھتے ہیں کب ہے ارادہ شائق
ہم یہ کہتے ہیں ابھی ہو جو طلب جاتے ہیں

مری بیکسی کا بیاں ہو کیا مرا حال کس پہ عیاں نہیں
وہ فغاں ہوں جس میں اثر نہیں وہ شرر ہوں جسکا دھواں نہیں
مجھے سوزِ غم نے جلا دیا مرا اب تو نام کو بھی نشاں نہیں

وہ شرر ہوں جس میں چمک نہیں وہ ہوں آگ جس میں دھواں نہیں

ارے زخم جور و جفا ہوں میں ہمہ تن اسیر بلا ہوں میں
تجھے کیا بتاؤں میں چارہ گر کہ کہاں ہے درد کہاں نہیں

وہ قتیل ظلم شباب ہوں میں وہ اسیر خانہ خراب ہوں
مرا نام تو ہے نشاں نہیں جو ہوں میں تو میرا مکاں نہیں

میں ادھر سے پھر ادھر آؤں کیوں میں حرم سے دیر کو جاؤں کیوں
جو وہاں گیا وہ یہاں نہیں جو یہاں گیا وہ وہاں نہیں

یہ ہے فرق اصل میں نقل میں یہ ہے فرق آپ میں عکس میں
کہ زباں ہے منہ میں اسی کے بس مگر اس کے منہ میں زباں نہیں

جو ہے مبتلائے غم و بلا وہ یہی ہے شائق بے نوا
وہ ہے آدمی بھی کچھ آدمی جو اسیر زلف بتاں نہیں

عاشقو مژدۂ جان بخش سنا دیتے ہیں
آج وہ منہ سے نقاب اپنے اٹھا دیتے ہیں

نہیں ممکن کہ شفا پائے مریض الفت
چارہ گر کیوں مجھے لا لا کے دوا دیتے ہیں

میں تو عاشق ہوں تصدق ہوں فدا ہوں انپر
اپنا سا مجھکو جو اک پل میں بنا دیتے ہیں

پوچھتا ہے جو کوئی ہم سے کہ ہو کس پہ فدا
ہاتھ سے اس بت کافر کو بتا دیتے ہیں

کوستا ہے تو اگر کوس پہ لے جان جہاں
ہم تو دن رات ترے حق میں دعا دیتے ہیں

کہہ رہا ہے سر محفل ہمیں ذلت دے کر
یوں ہی ہم اپنے محبوں کو سزا دیتے ہیں

راہ میں رنگ طبیعت کا کہیں چھپتا ہے
نقش پا خود تری شوخی کا پتا دیتے ہیں

کیوں نہ ہو وصل میں سب ہجر کے صدموں کا فور
لب سے لب سینہ سے سینہ وہ ملا دیتے ہیں

کبھی بھولے سے جو آتے ہیں ہمارے گھر وہ
دل میں آنکھوں میں انہیں رہنے کو جا دیتے ہیں

چلبلی اُن کی طبیعت ہے نرالا انداز
کہ ہنساتے ہیں مجھے گاہ رُلا دیتے ہیں

جلوۂ جل و عُلا اس میں نظر آتا ہے
اس لئے آئینۂ دل کو جلا دیتے ہیں

اُن کے گھنگرو کی ہے آواز میں اعجاز مسیح
کشتۂ ناز کو ٹھوکر سے جلا دیتے ہیں

لطف ہو دم جو نکل جائے ہمارا شائق
جس گھڑی سینہ سے سینہ وہ ملا دیتے ہیں

غوث اعظم کی ثنا کیا ہو بھلا ہم سے بیاں
اُن کے خدام تو مردوں کو جلا دیتے ہیں

اُن پہ قربان تو کر جان و جگر اے شائق
جو تری بگڑی ہوئی بات بنا دیتے ہیں

بولنا اور نہ کرنا یہ کوئی بات نہیں
مرد جو کہتے ہیں وہ کر کے دکھا دیتے ہیں

اپنے مرشد پہ بھلا کیوں نہ ہوں قربان شائق
یہ وہ آقا ہیں کہ اللہ سے ملا دیتے ہیں

بام پر جلوہ فزا جانِ جہاں ہے کہ نہیں
آج کچھ رنگ قیامت کا عیاں ہے کہ نہیں

تو جو دیتا ہی نہیں میرے سوالوں کا جواب
دہن تنگ میں کیا تیری زباں ہے کہ نہیں

ہنس کے قاتل نے پس مرگ رقیبوں سے کہا
دیکھو تو اس تن بیجاں میں جاں ہے کہ نہیں

ڈھا نہ تو خانۂ دل ہائے مسلماں ہو کر
غور سے سوچ یہ اللہ کا مکاں ہے کہ نہیں

جام مئے منہ سے لگایا جو مرے مہ رو نے
دل یہ بولا کہ مہ و خور کا قِراں ہے کہ نہیں

آسماں جس کو کہا کرتی ہے ساری مخلوق
سچ کہو وہ مرے آہوں کا دھواں ہے کہ نہیں

آپ کیا رشک وہ حور نہیں ہیں صاحب
کیا مکان آپکا یہ رشک جناں ہے کہ نہیں

عشق پورا جو نہیں آپ سے مجھکو نہ سہی
مجھ سے کچھ بھی تمہیں الفت کا گماں ہے کہ نہیں

کہدیں انصاف سے سب اہل زبان اے شائق
مائلؔ استاد دکن فخر زباں ہے کہ نہیں

ہم تو ان کی دید سے کیا لطف اٹھائے بیٹھے ہیں
نظر سے حق کی نظر ہم ملائے بیٹھے ہیں

نہ کیوں ہو فخر مجھے عاشقان مولا پر
وہ رسول پہ بستر لگائے بیٹھے ہیں

کسی کا ہم کو ہو کیا خوف ڈر ہیں کس کرکا
ہماری آنکھوں میں خود وہ سمائے بیٹھے ہیں

سنبھل کے وصل میں نادان کر تو دست دراز
وہ گورے ہاتھوں سے جوبن چھپائے بیٹھے ہیں

نہ کیوں جہاں میں اندھیرا ہو صورت ظلمات
وہ آج گیسو میں منہ کو چھپائے بیٹھے ہیں

شفق کا رنگ نہ پھیکا ہو کیوں مقابل میں
وہ پان کھا کے نیا رنگ لائے بیٹھے ہیں

ہزاروں خون ہوئے جاتے ہیں غریبوں کے
وہ جیسے ہاتھوں کو مہندی لگائے بیٹھے ہیں

نہ کیوں ہو داغ گلستاں میں دل پہ لالہ کے
لبوں پہ اپنے وہ مسی لگائے بیٹھے ہیں

شب وصال میں اے دل یہ منتیں کب تک
کبھی نہ مانیں گے وہ ہٹ پہ آئے بیٹھے ہیں

نہ کیوں رقیبوں کے دل پہ الم ہو اے شائق
وہ تیرے شانے سے شانہ لگائے بیٹھے ہیں

جو ہے تو جلوہ فگن اے گل خنداں دلمیں
ایک اک داغ ہوا رشک گلستاں دلمیں

اس دکاں میں تو فقط وصل کا سودا ہے گراں
جنس دارین جو پوچھو تو ہے ارزاں دلمیں

دیدہ وہ دل کے دو دروازے ہیں یہی رہتے ہیں
کچھ تو شرمائیں نظر باز پریرویاں دلمیں

آشنائی کا تو اس عہد میں دیکھا ہے یہ رنگ
منہ پہ ہے صبح وطن شام غریباں دلمیں

حسن دلخواہ جو ڈھونڈا تو دوا کو نہ ملا
منہ پہ شرمندہ کوئی کوئی پشیماں دلمیں

سب پہ روشن ہے جو کچھ فرق ہی مجھ میں ان میں
آگ تالو میں لگی شمع کے اور یاں دلمیں

دونوں ہاتھوں بھی سنبھلتے نہیں مست ہولا
کفر و دیں سے نہ کھلا سر ہے جو پنہاں دلمیں

حق ہی کہتے ہیں جو سب کہتے ہیں دولہا کے برات
ان کے ہمراہ خدائی کا ہے ساماں دلمیں

اس گلستاں سے چلے جاتے ہیں خالی داماں
کوئی آنکھوں میں سمایا نہ کوئی یاں دلمیں

دودھ کا دودھ ہے اور پانی کا پانی آخر
یاد کر روئیں بھلا کیا در دنداں دلمیں

وہ تو اک آپ کا دیوانہ ہے بھولا بھالا
آپ کیا سمجھے ہیں شائق کو مری جاں دلمیں

تیر نظر جگر میں کسی نوجواں کے ہیں
قرباں ازل سے اک بت ابرو کماں کے ہیں

اس بت کی مانگ کی تو چمک دیکھئے ذرا
جلوے تمام اسمیں عیاں کہکشاں کے ہیں

محفل میں دیکھکر مجھے بولے یہ ناز سے
دیکھو خبر تو لو یہ کدہر اور کہاں کے ہیں

ہم عاصیوں کے سامنے اے واعظ زماں
دوزخ کے تذکرے کہیں قابل بیاں کے ہیں

کیا بار زلف سے کمر اون کی لچکتی ہے
ہم بھی تو دیکھیں ایسے وہ نازک کہاں کے ہیں

للہ اب تو جلوہ دکھا نزع میں ہمیں
دم میں یہاں کے اور کوئی دم میں ہاں کے ہیں

کیا پوچھتے ہو خانہ بدوشوں کا حال تم
قابل نشاں کے ہیں نہ تو لائق مکاں کے ہیں

وعدے کے سچے آپ ہی نکلے جہان میں
ہاں ہاں حضور ہم ہی تو جھوٹے زباں کے ہیں

باطن میں وہ قریب رگ جان سے ہیں نگ
ظاہر میں ہم ادہر وہ اُدھر لامکاں کے ہیں

قربان اُون پہ کیوں نہ ہوں اے شائق حزیں
سر دار جو کہ حور و ملک انس و جاں کے ہیں

حسینان جہاں بھی کسقدر بیداد کرتے ہیں
جنہیں دیکھو انھیں کے ظلم کی فریاد کرتے ہیں

اُتاری ہو بہو تصویر میرے جان عالم کی
عجب کچھ دست کاری مانی و بہزاد کرتے ہیں

لگاتار آرہی ہیں ہچکیاں کیوں انکی فرقت میں
مرے وہ بھولنے والے مجھے کیا یاد کرتے ہیں

کیا آباد کن محنتوں سے خانۂ دل کو
یہ کافر بت اُسے دم بھر میں کیوں برباد کرتے ہیں

عجب انصاف ہے صاحب جتا کر غیر کی الفت
مجھے ناشاد کرتے ہیں اُسے دلشاد کرتے ہیں

کہوں کیا ان بتوں کے حق میں بس اتنا ہی کافی ہے
ستم ایجاد ہیں ہر دم ستم ایجاد کرتے ہیں

ذرا تو رحم فرماؤ شب وصل اُن کی حالت پر
سسکتے لوٹتے عاشق پڑے فریاد کرتے ہیں

بچانا نزع کی تکلیف سے ہم کو خداوندا
ترے بندے ہیں اور تجھکو ہمیشہ یاد کرتے ہیں

نہ لا تو دل میں شک ہرگز چلا چل حکم مرشد پر
کلام حق سمجھ اس کو جو وہ ارشاد کرتے ہیں

غزل استاد کے آگے لئے جاتا ہوں سب دیکھیں
وہ اس کو چاک کرتے ہیں کہ اسپر صاد کرتے ہیں

فشار قبر سے کیا خوف تجھکو شائق خستہ
تو ہے جن کے مریدوں میں وہی امداد کرتے ہیں

روز و شب زلف مسلسل پہ فدا رہتے ہیں
آپ ہی اپنے گرفتار بلا رہتے ہیں

آج کل جوش جنوں نے یہ نکالے پاؤں
دشت پر خار میں بھی برہنہ پا رہتے ہیں

بن گیا برج قمر صاف مرا شیشۂ دل
اس میں کیا آئینہ رو ماہ لقا رہتے ہیں

ڈھنگ الفت کے ہیں دنیا سے نرالے اُن کے
ہم فدا اُن پہ تو وہ ہم سے خفا رہتے ہیں

کیا اُسی نور کے ذرے ہیں یہ ماہ و خورشید
صدقے اُس شاہ پہ جو صبح و مسا رہتے ہیں

ایک دن دست درازی کی سزا پائیں گے
کیوں ترے ہاتھ میں یہ دزد حنا رہتے ہیں

زاد عقبیٰ نہیں کچھ پاس بس اک اسکے سوا
غوث اعظم پہ شب و روز فدا رہتے ہیں

جب سے ارشاد سنا ہے قدمی ہذا کا
سر جھکائے ہوئے سب اہل صفا رہتے ہیں

بھولجاتا ہوں میں خود آپ کو کیا غیر کا وصل
جبکہ دلمیں مرے وہ جلوہ فزا رہتے ہیں

بخش تو اُن کے تصدق سے خدا شائق کو
بندگی میں جو تری پشت دوتا رہتے ہیں

وہ خوش جمال کہ جو خوش خصال ہوتے ہیں
تصدق انپہ ہم اے ذوالجلال ہوتے ہیں

عدو سے روز قرار وصال ہوتے ہیں
ہمارے نام پہ وہ لال لال ہوتے ہیں

وہ گورے ہاتھ حنا سے جو لال ہوتے ہیں
ہزاروں خون ہزاروں حلال ہوتے ہیں

نصیب میں ہے انہیں کے تمہاری پابوسی
جو مثل نقش قدم پائمال ہوتے ہیں

بڑھے گی رات وہاں روز مختصر ہوگا
جہاں کہ وصف خط و زلف و خال ہوتے ہیں

کمر کو آپ کی دیں گے نہ بال سے تشبیہ
جو عاشق آپ کے نازک خیال ہوتے ہیں

کہیں گئے تھے نہ تم خیر میں نے مان لیا
پسینہ پہ تو بہت احتمال ہوتے ہیں

وہی حسین ہیں مالک مرے دل و جاں کے
ادا و ناز میں جو بے مثال ہوتے ہیں

ہمیں تو ناز ہے رحمت پہ کیا جواب کا ڈر　　لحد میں ہونے دو جو کچھ سوال ہوتے ہیں
کسی کو دیکھ نہ اے دل کبھی حقارت سے　　انہیں غریبوں میں اہل کمال ہوتے ہیں
کہو تو شوخیاں آئینگی کس طرح اُن میں　　ابھی تو نام خدا بارہ سال ہوتے ہیں
ہمارے حلق پہ خنجر نہ پھر سکا اُن سے　　ہرد نزاکت جاناں حلال ہوتے ہیں۔
یہ گردش آپکی آنکھوں کی تازیانہ ہوئی　　ہوا اشارہ پہ ان کے غزال ہوتے ہیں
ہزار صاف ہوں وہ تو صفائے قلب کہاں　　کہیں یہ ہمسر جام سفال ہوتے ہیں
نزاکت اتنی ہوئی وقت دید غرق غرق　　وہ آج بار نظر سے نڈھال ہوتے ہیں
جدھر کو دیکھتے ہیں آپ ہی کو دیکھتے ہیں　　کبھی ہم اپنے بھی محو جمال ہوتے ہیں
مرے جو خواب میں ہم آپ کیوں ہوئے مضطر　　اٹھو بھی جانے دو وہم و خیال ہوتے ہیں
جو غصہ ہوتے ہو تم ہر کوئی ڈراتا ہے　　تمہاری آنکھ کے ڈورے بھی لال ہوتے ہیں
فلک کے ٹکڑے کروں تیر آہ سے کیونکہ　　یہ مہر و ماہ تو گردوں کی ڈھال ہوتے ہیں
نہیں ہے بار مرے دلکو تیرے خال کا عشق　　وبال کعبہ کہیں کیا بلال ہوتے ہیں
میں ان حسینوں کی دو رنگی سے ہوں تنگ اے دل　　خفا گھڑی میں گھڑی میں بحال ہوتے ہیں
خیال زلف پریشاں سے دل محفوظ ہے　　اس ایک شیشہ میں لاکھوں ہی بال ہوتے ہیں

گیا گذشتہ طبیعت کا رنگ اے شائق
بہت ہی چلبلے اشعار حال ہوتے ہیں

حسن پر نخوت کبھی زیبا نہیں　　کیا زمانہ میں کوئی تم سا نہیں
چپ ہوئے کیوں تذکرہ پر وصل کے　　کچھ تو فرما دیجئے ہاں یا نہیں
عشق کی بازی بہت دشوار ہے　　بھائی مجنوں نے اسے جیتا نہیں
سچ بتا الفت اسی کا نام ہے　　ہم تو مرتے ہیں تجھے پروا نہیں
کچھ عجب پیچیدگی الفت میں ہے　　راز حسن و عشق کا کھلتا نہیں

سادگی اور وہ بھی اتنی سادگی	مص	ناک میں بھی نیم کا تنکا نہیں
اشتیاق امید و ارمان آرزو	مص	کیا کہوں دل میں مرے کیا کیا نہیں
موت سے بھی بڑھ گیا ہے انتظار	مص	ہائے رے قاصد ابھی آیا نہیں
اس ستانے سے تو بہتر ہے یہی	مص	روز کی ہاں ہاں سے کہدینا نہیں
کمسنی میں کھیل اُن کا دیکھ کر	مص	کون ہے جو جان پر کھیلا نہیں
میں تو میں مانگی فلک نے بھی دُعا	مص	کوئی ظلم اُس نے اٹھا رکھا نہیں
دیکھئے دیدہ تو دل کے چور کا	مص	کہہ رہا ہے دیدہ دانستہ نہیں
کہتے ہیں وہ مجھ سے ذکر وصل پر	مص	پھر تو کہئے میں نے کچھ سمجھا نہیں
کیا بڑی ہے عمر اے قاصد تری	مص	میں یہ کہتا تھا ابھی آیا نہیں
کس کے آگے اپنا دکھ جا کر کہوں	مص	کوئی میرا چاہنے والا نہیں
کچھ ہنسو بولو خدا کے واسطے	مص	ایسے بیٹھے ہو دہن گویا نہیں
آپ ہی کرتے ہیں وعدہ کو وفا		سچ ہے اے حضرت کہ میں سچا نہیں
روز کو ہوتا ہے خون آرزو		تو نہ ڈر تجھپر مرا دعوے نہیں
اک مجھی پر کس لئے جور و جفا	مص	سیکڑوں عاشق ہیں میں تنہا نہیں
کیا پڑھائی الٹی پٹی غیر نے	مص	بدگماں ہوں آپ سے ایسا نہیں
سب حسیں ہوتے ہیں ظالم بیحجاب	مص	تو بھی ظالم ہے مگر اتنا نہیں
ایسی ہی ہوتی ہے رسم دوستی	مص	یار میں تیرا ہوں تو میرا نہیں
خیر تو ہے کس لئے یوں سست ہو	مص	کیا مزاج دشمناں اچھا نہیں
تھا غشی میں یار کے زانو پہ سر	مص	آپ میں آنا کبھی اچھا نہیں
جھوٹ کہنے کو تو مرتے ہیں بہت	مص	سچ جو پوچھو کوئی بھی مرتا نہیں
اک نہ اک صدمہ ہے دنیا میں ضرور	مص	دل بہلا چنگا کبھی رہتا نہیں

نزع میں وہ یوں تسلّی دے گئے
کچھ تمہاری جان کو دھوکا نہیں

دل ابھی تھا کیا ہوا کس نے لیا
ہاتھ ملتا ہوں کہیں ملتا نہیں

وعدہ اے دل رات کو آنیکا ہے
کیا قیامت ہے کہ دن ڈھلتا نہیں

حلق پر چلجاتی ہے الٹی چھری
یوں نگہ کو پھیرنا اچھا نہیں

کیا الف بے تے پڑھاؤں آپ کو
کہتے ہو ہر بات پر سمجھا نہیں

اپنا کیا ہے آج آئے کل چلے
زندگی دو روز کی ہے یا نہیں

غیر کی کچھ شکل بنتی اے صنم
گر ترا منہ بیچ میں رہتا نہیں

لوک کی پیتے ہو کیوں تنتے ہو کیوں
آپ سا بیشک کوئی بانکا نہیں

جوش پر شائق کی ہے طبع رسا
فیض مردان خدا رکتا نہیں

جو بانکی ادائیں ہیں تمہی جلوہ گری میں
یہ ناز یہ انداز کہاں حور و پری میں

بے ہوش کیا اس سے تو اک جلوہ گری میں
معلوم نہیں گذری ہے کیا بیخبری میں

غمزے ترے چالاک ہوئے عشوہ گری میں
آنکھیں تری استاد ہیں جادو نظری میں

کہتے ہیں کہ تو دل عاشق نہ ملا ہو
دھوکا ہے نہیں پیتے ہی ہونٹوں کی مسی میں

پھر کہتے اجی جاؤ چلو ناز و ادا سے
قربان ہیں جی لاکھوں کے اس ایک اجی میں

اللہ کی قدرت یہ زمانہ کی دو رنگی
میں روتا ہوں وہ ہنستے ہیں شادی ہے غمی میں

تم بھی طلب بوسہ پہ منہ اپنا بڑھا دو
انکار کی عادت نہیں ہوتی ہے سخی میں

لو باغ جوانی نے دیا داغ ضعیفی
گل ہونے کا دھوکا ہے چراغ سحری میں

اڑتے ہی نظر دل کی خبر سے ہوئے آگاہ
ہے تار نئے ڈھنگ کا اس نامہ بری میں

بیوقت بجا دیں کہیں اغیار نہ گھڑیال
کھٹکا ہے شب وصل بھی سونے کی گھڑی میں

کل تک تھے مجھے کوستے اور کہتے تھے درگور
کیوں آج وہ شامل ہیں مری نوحہ گری میں

مرشد نے پلائی مجھے جب سے مئے وحدت
دنیا کی خبر کہنے لگا بے خبری میں

تم کھو لدو جوڑا مرا دم گھٹنے لگا ہے
ملتا ہے مزا مجھکو تو آشفتہ سری میں

جلتا ہے جگر شام و سحر روؤں نہ کیونکر
سوزش کی دوا ملتی ہے آنکھوں کی تری میں

گل کھائے ہیں وہ فرقت رخسار میں تیری
تشبیہ تن زار ہے پھولوں کی چھڑی میں

واں اُس نے جو سینہ پہ رکھی غیر کی تصویر
یاں اور ترقی ہوئی درد جگری میں

میں بھی ہوں جفا سہنے میں استاد زمانہ
یکتا وہ ستمگر ہے جو بیداد گری میں

انداز نیا ناز نیا چال نرالی
میں نے نہیں دیکھا یہ چلن اور کسی میں

کیا قدر نہ ہوگی ترے اشعار کی شائق
جمگھٹ شعر اسکا ہے بہت بارہ دری میں

کسی طفل برہمن سے پھر اپنا دل لگاتے ہیں
الٰہی شرم رکھ کعبے سے بتخانہ کو جاتے ہیں

تصور میں کسی رشک پری کو جب بلاتے ہیں
ہم اپنی آنکھ کی پتلی کو بے پر کے اڑاتے ہیں

گھٹا چھاتی ہے غم کی یاس جب ہوتی ہے وصلت سے
امید دل یہ کہتی ہے کہ لے وہ دن بھی آتے ہیں

ہمارے دلمیں رہنے سے تمہیں کیوں عار ہے صاحب
یہ وہ دل ہے خدا کو بھی اسی دلمیں چھپاتے ہیں

شفاعت کا نشاں آگے تو رحمت ہے ہر اک جانب
خدا کے سامنے کس دھوم سے محشر میں جاتے ہیں

مرے کا وقت ہے پیارا سماں ہے وقت رخصت بھی
ہمارا پاؤں پر سر ہے وہ ہاتھوں سے اٹھاتے ہیں

وہ آکر خواب میں آنکھیں لڑاتے ہی ہیں چونک اٹھا
نظر پہلے ہی کہتی تھی کہ جادو یوں جگاتے ہیں

وہی تم ہو کہ دل لیکر ہمیں آنکھیں بتاتے ہو
وہی ہم ہیں کہ اس پر بھی تمہیں سمجھائے جاتے ہیں

ہے کس کی بے نیازی کا اثر شائق حسینوں میں
خدا کی شان روز حشر بھی تن تن کے جاتے ہیں

شکم کا تھا کبھی پردہ کفن کا ہے کبھی پردہ
جہاں سے آئے تھے چھپکے وہاں پر چھپکے جاتے ہیں

چلیں گے حشر میں تن کر نہیں ڈر سنگ عصیاں سے
جو عاشق سر قلم کے ہیں کہیں ٹھوکر بھی کھاتے ہیں

نہ تھا وہ غیر کا جلسہ نہ تھے واں آپ ہی بیٹھے
بس اب جانے بھی دیجیے کس لئے باتیں بناتے ہیں

کسی سے دور ہو کر پھنس گئے آفت میں اے شائق
حقیقت تو یہ ہے بگڑی ہوئی صورت بناتے ہیں

مزے عشق کے کچھ وہی جانتے ہیں
مصیبت کو جو دل لگی جانتے ہیں

چھپو لاکھ پردوں میں پہچان لیں گے
ہمیں خوب تم کو ابھی جانتے ہیں

خدا جانے باطن میں تم کون ٹھہرے
بظاہر تو تم کو نبی جانتے ہیں

نہ کیوں دل یہ ہم اپنے صدقہ ہوں ہر دم
مدینہ کی اس کو گلی جانتے ہیں

جدائی میں تیری مصیبت سے راحت
پڑے کل تو ہم بے کلی جانتے ہیں

گدائے مدینہ نہیں شاہ سے کم
وہاں کے ولی کو غنی جانتے ہیں

جسے دولت عشق احمد ہے حاصل
تو قسمت کا اس کو دھنی جانتے ہیں

جو کچھ ہم نے جانا ہے جانا وہی ہے
تمہیں یوں تو حضرت سبھی جانتے ہیں

یہ ادنیٰ سی ستاری اس کی ہے شائق
برا تو ہے پر سب ولی جانتے ہیں

تری رحمت مری مشتاق میں عصیاں کا مائل ہوں
وہ اپنے فن میں کامل ہے میں اپنے فن میں کامل ہوں

وہ میرے دل کا دشمن ہے میں اپنے وسے بیدل ہوں
وہ ہے قاتل کا قاتل اور میں بسمل کا بسمل ہوں

نثار ہر شخص عکس ہوں وحدت پہ مائل ہوں
مقابل وہ مرا ہے اس کا میں مد مقابل ہوں

دل وحشی کا نغمہ ہے کہ میں زنداں کے قابل ہوں
خیال زلف کہتا ہے کہ میں شکل سلاسل ہوں

ثبوت نفی میں اثبات الّا کا میں قائل ہوں
کھنچی ہے تیغ لا کی ماسوا کا اپنے قاتل ہوں

ادھر بھی پھینک صدقہ حسن کا ہیں اس کی قابل ہوں
گدائے کوئے الفت ہوں فقط بوسہ کا سائل ہوں

یہ قول آئینہ کا ہے میں ہی صورت کے مقابل ہوں
تمہارا عکس کہتا ہے کہ میں آئینہ کا دل ہوں

فقیری میری خود کہتی ہے میں شاہی میں شامل ہوں
تجھی سے مانگتا ہوں تجھکو یارب میں وہ سائل ہوں

الٰہی بخشنا مجھکو کہ میں بخشش کے قابل ہوں
خطاواروں میں داخل ہوں گنہگاروں میں شامل ہوں

خدا کا خاص مظہر ہوں ظہور حق کا حاصل ہوں
خدائی مجھ سے ظاہر ہے خدائی کا میں حاصل ہوں

بہار شاخ گلزار جہاں ہے زندگی اپنی
خزاں آتے ہی اڑ جاؤں گا میں شکل عنادل ہوں

ہے مجھ میں خاصیت پانی کی میں ہر اک سے ملتا ہوں
کہ ناقص ناقصوں میں کاملوں میں ان سے کامل ہوں

دم آخر بھی قاتل پھیر کر منہ ذبح کرتا ہے
رہا محروم نظارہ میں وہ کمبخت بسمل ہوں

تری صورت مرے دلمیں مری صورت ترے دلمیں
ستمگر تو مرا دل ہے ستمگر میں ترا دل ہوں

تری اٹھتی جوانی دیکھکر دل بیٹھ جاتا ہے

بہار زندگی میں میں بھی مرجھایا ہوا دل ہوں

ضعیفی میں یہ بالوں کی سفیدی سب سے کہتی ہے
سحر ہوتے ہی بجھ جاؤں گی میں بھی شمع محفل ہوں

ترے کشتوں کے مدفن سے صدا آتی ہے سن اوبت
کبھی دل تھا ترے عاشق کا اب میں خاک کا دل ہوں

طواف حسن لیلےٰ کر رہا ہے خاک ہو ہو کر
غبار قیس کہتا ہے کہ میں بھی گرد محمل ہوں

جمال پاک معشوق حقیقی کس طرح دیکھوں
خدا میں خود ہیں خود میں صورت پردہ ہوں حائل ہوں

مجھی سے پوچھتے ہیں خضر رسم کوچۂ الفت
کہ راہ عشق میں اے عاشقو میں میر منزل ہوں

جفا ظالم میں ہے میری وفا مظلوم میں صاحب
کبھی میں شکل بسمل ہوں کبھی میں تیغ قاتل ہوں

کبھی تھا دوش پر مسکن کبھی ہے فرش پر بستر
کبھی میں میر منزل تھا کبھی میں خاک منزل ہوں

نظر جس پر تری اٹھی وہ بیٹھا تھام کر دل کو
ترے چلتے ہوئے جادو کا ظالم میں بھی قائل ہوں

مرے دل میں ترا جلوہ ہے میں تیری نظر میں ہوں
سویدا میں ترے دل کا میں تیری آنکھ کا تل ہوں

دکھا دو شکل جلدی نزع کی حالت ہے یا احمدؐ
مسیحا جلد پہونچو اب مسیحائی کے قابل ہوں

مدینہ سے نہ خالی پھیرنا اے رحمت عالم
تمہارے در پہ آیا ہوں تمہارے در کا سائل ہوں
خدا رکھے تجھے شائق ترا دم بھی غنیمت ہے
لیاقت تیری خود کہتی ہے میں ہر فن میں کامل ہوں

میں منظر حقیقت دیدار یار ہوں
ہے مجھ میں راز جلوۂ انی انا کا نور
یاد آتا ہے وہ علم الٰہی کا اندراج
روز الست جبکی تھی قالوا بلی کی نیغ
میں وہ ہوں ہر جگہ ہے تجلی مری عیاں
مجھ میں تماشے جنت و دوزخ کے ہیں عیاں
بلبل کبھی ہوں باغ کبھی پھول ہوں کبھی
معشوق بھی ہوں عاشق ناشاد بھی ہوں میں
القصہ خوب جانتا ہوں نہیں جو کچھ کہوں

میں مظہر عنایت پروردگار ہوں
وہ فرع ہوں کہ اصل ہی سے جسکا راز ہوں
تشکل وصفات ذات سے میں بیقرار ہوں
اتنک جسکے کہتا ہوں میں دلفگار ہوں
میں نور شمع انجمن بزم یار ہوں
ضدین مجھ میں جمع ہیں وہ نور و نار ہوں
میں صورت خزاں کبھی فصل بہار ہوں
مجھ میں ہے عشق اپنے پہ میں خود نثار ہوں
اللہ کی خدائی کا دار و مدار ہوں

شائق یہ آپ اور یہ دعوی خدا کی شان
کہدو کہ اپنے کہنے سے خود شرمسار ہوں

سارے عشاقوں کے دل یاد بھی سے شاد ہیں
صورت حضرت میں انداز کلام اللہ ہے
ساتھ مجھکو مصطفٰے کے حشر میں رکھنا خدا
اے گل باغ رسالت کچھ تو فرماؤ کرم

اک خیال احمدی سے کتنے گھر آباد ہیں
مد ہیں ابرو خال نقطے ہیں تو آنکھیں صاد ہیں
جب برابر احمد و مداح کے اعداد ہیں
شل ہو باغ جہاں میں خانماں برباد ہیں

مرحبا اہلاً وسہلاً اے خیال مصطفےٰ — شاد تجھ سے ہجر میں اپنے دل ناشاد ہیں
مصحف رخ یاد ہے ہمکو نبی کا قبر میں — اے نکیرین تم کو بس دو تین فقرے یاد ہیں
کھینچ دے کوئی شبیہ اے یار دیکھوں تو بھی — یوں تو کہنے کو بہت سے مانی و بہزاد ہیں
جلد پہونچا دے مدینہ میں رسول اللہ کو پاس — کیا ہمیں اے ہجر جاناں قابل بیداد ہیں
بھیجے یہ اشعار گر مقبول ہوں اپنے دوستو — مغفرت کے واسطے کافی یہی اسناد ہیں
الغیاث اے سرور عالم خدا کے واسطے — اب غریبوں پر کرم ہو طالب امداد ہیں
جس نے دیکھا طائر دل پھنس گیا اسکا یہیں — آپکے گیسو بھی یا حضرت نئے صیاد ہیں
وصل سے ہے آپکے کوئی قریبکے خوش — ہم غریب آفت کے مارے ہجر ہی میں شاد ہیں
اُن کو جب ہم یاد کرتے ہیں یہاں صبح و مسا — اس لئے کہتے ہیں ہم بھی مصطفےٰ کی یاد ہیں
آپ کی امت میں ہیں ہم اے شہنشاہ امم — اور غلاموں میں ہیں انکے جو شہ بغداد ہیں

نعت کا باعث ہے یہ کہتی ہے جو مخلوق سب
حضرت شائق بھی کیا کہنا بڑے استاد ہیں

ردیف واو

یاس کہتی ہے مجھے ٹھوکریں ہی کھانے دو — شوق کہتا ہے مدینہ کو چلے جانے دو
دم رخصت یہ مدینہ میں کہونگا رو کر — زائرو چھوڑ دو مجھکو یہیں رہ جانے دو
سن لیا ہے کہ دم نزع نبی آتے ہیں — پیشوائی کے لئے دم کو نکل جانے دو
ہجر احمد میں ہیں مضطر جگر و دل دونوں — میرے سینہ میں رہا کرتے ہیں دیوانے دو
پیچ کھل جائیں گے محشر میں سیہ کاروں کے — زلف احمد کو ذرا آج تو بل کھانے دو
یہی جنت ہے یہی فردوس یہی باغ ارم — طائر دل کو مدینہ کی ہوا کھانے دو

زائرو یاد مدینہ نہ دلاؤ مجھکو
ٹھہرو ٹھہرو مرے دل کو تو سنبھل جانے دو

دیکھکر شان نبیؐ لے کے بلائیں یہ کہوں
حشر والو مجھے دامن سے لپٹ جانے دو

سر کے بل جاؤں گا روضہ پہ تصدق ہونے
مرے آقا کو مجھے یاد تو فرمانے دو

روضہ پہ رونے سے روکو نہ مدینہ والو
ابر اُمڈا ہوا آیا ہے برس جانے دو

جس پہ شیدا ہے خدا میں بھی ہوں اُسکا عاشق
ایک ہے شمع خدا اُس پہ ہیں پروانے دو

کعبۃ اللہ کو سب لوگ کہیں گے طیبہ
اُن کی صورت تو ذرا دلمیں نظر آنے دو

پھاڑ کر اپنا کفن قبر میں اٹھ بیٹھوں گا
لاکے تصویر نبیؐ مجھکو تو دکھلانے دو

ہیں نکیرین سے مرقد میں کہونگا شائق
ٹھہرو ٹھہرو مرے سرکار کو آجانے دو

جان و دل نذر ہے یہ اے شہ بطحیٰ لے لو
ہم غریبوں کا بھی دربار میں مجرا لے لو

دل تو میں دے ہی چکا نام تمہارا سن کر
جلوہ دکھلا کے مری جان بھی مولیٰ لے لو

جان و ایمان و دل و عقل و خرد ہوش و رضا
مری کیا چیز ہے سب کچھ ہے تمہارا لے لو

حشر میں اُن سے یہ کہتی ہے شفاعت انکی
یا نبیؐ سارے گنہگاروں کا ذمہ لے لو

یہ لو مرقد میں وہ آتے ہیں چھڑانے حضرت
اے نکیرین ذرا دم تو خدا را لے لو

گرمیٔ حشر یہ کہتی ہے گنہگاروں سے
دوڑو سرکار کے دامن کا سہارا لے لو

سُرمہ آنکھوں میں لگائیں گے غلامان نبی
زائرو چلتے ہوئے خاک مدینہ لے لو

جلوہ بے پردہ دکھا کر مجھے بے خود کر دو
مرے بھی ہوش ذرا صورت موسیٰ لے لو

عشق احمدؐ میں مجھے آرزو مرنے کی ہے
اے مسیحا مرے جینے کی تمنا لے لو

سیدہ آئی ہیں بخشش کو ملائک دوڑو
پھاڑ کر دامن محشر ہی کا پردہ لے لو

نقد دل بیچ کے بازار جہاں میں شائق
زلف احمد کا جو لینا ہو تو سودا لے لو

اے گنہگارو نہ تم رستہ میں گھبراتے چلو
ہم تشفیع المذنبین کے در پہ ہیں جاتے چلو

جائے گا ہرگز نہ یہ سودائے گیسوئے رسول
راہ میں دیوار در سے سر کو ٹکراتے چلو

وصل جاناں ہے اگر منظور تم کو زیست میں
خود کو تم کھوتے چلو اور یار کو پاتے چلو

یا نبیؐ ہم آپکے الطاف پر ہیں بے خطر
ورنہ کہتے ہیں گنہ محشر میں گھبراتے چلو

منزل عشق نبیؐ ہے سخت طے ہو کس طرح
حضرت دل رہنما ہو راہ بتلاتے چلو

ناتوانی کہہ رہی ہے دور ہے کوئے رسولؐ
ہمتی ہے ہمت جو کچھ ہو ٹھوکریں کھاتے چلو

اک نہ اک دن ہم بھی جائینگے مدینہ میں ضرور
دور جب تک ہیں دل مضطر کو بہلاتے چلو

حشر میں کہتی ہے رحمت ہم گنہگاروں سے یوں
ڈر نہیں ہے میرا ذمہ تم بھی اتراتے چلو

کبتک اے شائق رہوگے مصطفےٰ سے دور دور
اب مدینہ کیطرف سب لوگ ہیں جاتے چلو

کھوئے جو خودی اپنی تو بندہ بھی خدا ہو
منصور کے لب ہوں تو انا الحق کی صدا ہو

رخ اس کا ہمیشہ ہی رہے سوئے محمدؐ
عشاق کے دلمیں صفت قبلہ نما ہو

اے وصل چلی لیجے خبر پیارے محمدؐ
ہونٹوں پہ یہی قل ہو جو دم تن سے جدا ہو

ہم چاہتے ہیں تجھکو دل و جان سے بڑھ کر
مختار ہو تم ہم کو بھی چاہو کہ نہ چاہو

کیوں عکس رخ پاک کو ہم صاف نہ دیکھیں
چھوٹا سا جب اک آئینہ پہلو میں لگا ہو

رہنے دے مری خاک کو طیبہ کی گلی میں
ہرگز متوجہ نہ ادھر باد صبا ہو

اس طرح مری آنکھ میں بینائی ہو پیدا
پتلی کے عوض یار کا نقش کف پا ہو

کہدونگا مدینہ میں سر عجز کو رکھ کر
تم نام خدا جان خدا شان خدا ہو

ہم عاصیوں پہ اتنی ہو اللہ کی رحمت
زاہد کبھی نکلیں نہ تو قیامت میں مزا ہو

جو چاہو سزا دو مجھے تم سامنے اپنے
تجویز نہ میرے لئے فرقت کی سزا ہو

رسوائی ہو اور جان چلی جائے بلا سے
دنیا ہی بگڑ جائے مگر تم نہ خفا ہو

عاشق ہوں فقیرانہ بسر کرتا ہوں اپنی
کچھ حسن کا صدقہ مرے داتا کا بھلا ہو

منظور ہے ہم مردہ دلوں کو جو جلانا
اے پیارے مسیحا تری آہٹ کی صدا ہو

ملتا ہے مصیبت میں محبت کا مزا بھی
سوزش میں مری اور ہی رہے اور درد سوا ہو

ہر ایک میں کیوں اسکی ہی صورت نظر آئے
جو شکل تصور مری آنکھوں میں رہا ہو

دنیا میں نہیں کوئی مرا چاہنے والا
گو لاکھ برا ہوں مرے آقا مجھے چاہو

میزان کا جو دغدغہ ہے حشر میں شائق
کیا ڈر ترے پلے پہ جو محبوب خدا ہو

سرور عالم سید آدم نور تجلا تمہیں تو ہو
وحدت کے تم راز سے محرم حق کی تمنا تمہیں تو ہو

مہر رسالت ماہ شفاعت مظہر رحمت شان عنایت
منظر وحدت مصدر کثرت منبع کبریا تمہیں تو ہو

نیر عرفاں فقر کے سلطاں گلبن ایماں خالق یزداں
رحمت رحماں دل کے ہو درماں شان کے سچا تمہیں تو ہو

خلق میں امجد دین کے مقصد سیف مہند نور مقید
سب کے سید نام محمد صورت طہٰ تمہیں تو ہو

نور خدا ہو جان خدا ہو نام خدا ہو شان خدا ہو
شوخ ادا ہو ماہ لقا ہو سب کے آقا تمہیں تو ہو

صورت والے سب سے نرالے اللہ والے ہو متوالے
گیسو کالے کملی والے ساکن بطحا تمہیں تو ہو

دل کے تسکیں سر تکویں راز تدویں مہر تمکیں
شان تحسیں نام ہے یٰسیں جان دل آرا تمہیں تو ہو

خلق میں کامل خیر قبائل نور شمائل جمع فضائل
حق سے واصل سب کے شامل مرزالا تمہیں تو ہو

ناز تمہارے پیارے پیارے ڈھنگ تمہارے اچھے سارے
دل کے سہارے آنکھ کے تارے اور آہا تمہیں تو ہو

ہاں ہاں شائق ہے نالائق کر دو لائق پیر واثق
تم ہو سابق تم ہو فائق سب سے اعلیٰ تمہیں تو ہو

قلب میں جس کے ہو وصل کبریا کی آرزو
وہ کرے عشق محمد مصطفیٰ کی آرزو

چشم مست احمدی نے دب سے متوالا کیا
صوفیو دل سے گئی سب اتقا کی آرزو

بعد بربادی کے بھی عشق نبی جاتا نہیں
خاک ہو کر دل میں رکھتے ہیں صبا کی آرزو

جان آنکھوں سے نہ نکلے کیوں ہماری بے جناب
اسمیں ہے دیدار محبوب خدا کی آرزو

طور کا سرمہ تمہیں کو ہو مبارک زاہدو
ہم کو ہے اپنے نبیؐ کی خاکِ پا کی آرزو

ہو گئی واجب شفاعت ہم پہ جب عاصی بنے
کیا عطا و کا رنگ لائی ہے خطا کی آرزو

مجھ سے عاشق کا بھی کیا رتبہ ہے اللہ غنی
دلمیں خالق کے ہے میرے دلربا کی آرزو

وہ ازل میں لطف یکجائی وہ وحدت کا سماں
ہے ستاتی انتہا میں ابتدا کی آرزو

مال و دولت کی تمنا زیست تک ہے دوستو
قبر میں حسرت بنے گی اغنیا کی آرزو

موت کیا ہے وصل ہے الموت جسر یاد رکھ
اس فنا میں چھپ کے بیٹھی ہے بقا کی آرزو

اپنے افعال و صفات ایسے فنا کر یار میں
تشکل ہو ہو میں رہے انت انا کی آرزو

بھولجا خود کو اگر منظور ہے وصل خدا
دیکھ بھال اپنے نبیؐ ہے ماسوا کی آرزو

عبدیت کا کیوں نہ ہم اقرار کرتے صاف صاف
تھی الست میں آئی کس بلا کی آرزو

کیوں نہ مانگوں آپ سے یا مصطفےٰؐ اپنی مراد
شاہ سے ہوتی ہے پوری ہر گدا کی آرزو

یا خدا دکھلا دے شائق کو مدینہ زیست میں
ساتھ لیجائے نہ شہر مصطفےٰؐ کی آرزو

کہدونگا حشر میں بھی داور کے روبرو
محشر ہو میرا میرے پیمبر کے روبرو

فضل محمدیؐ کو نہ پہونچیں گے انبیاء
کیا اختروں کی روشنی نیر کے روبرو

طاق حرم ہوا خم ابروئے مصطفےٰؐ
سجدے کرینگے ہم اسی خنجر کے روبرو

بلوا لیجیا مدینہ میں حضرت ذرا ادھر
کہتا ہوں روز یہ دل مضطر کے روبرو

سرِ بسر کیجیے ہم کو کرم کی نگاہ سے
جاکر کہیں گے گنبد اخضر کے روبرو

پیاسا ہوں ایک جام ادھر سیدی فدا
چلاؤں گا یہ ساقی کوثر کے روبرو

اتنی ہے آرزو مری اتنی ہے التجا
دم نکلے میرا روضۂ اطہر کے روبرو

سب دور حشر سامنے اللہ کے ہیں
میں تھہوں گا شافع محشر کے روبرو

ہے صاف دل کا الفت شہ گرگان مصطفیٰ — آئینہ جیسے ہو گیا نشتر کے روبرو
شہر رسول پاک میں جاؤں بھی کس طرح — تدبیر رو رہی ہے مقدر کے روبرو

شائق مدینہ جائیں تو یوں جبہہ سائی ہو
سر در کے روبرو ہو تو در سر کے روبرو

دل میں اس طرح سے محبوب کا جلوہ دیکھو — بند ہوا آنکھ تو کعبہ میں مدینہ دیکھو
یا نبی حسرت دیدار کا نقشہ دیکھو — بن نہ جائے یہ مری آنکھوں کا پردہ دیکھو
جن نگاہوں نے کیا دل کو شگفتہ دیکھو — یا نبی تم انہیں نظروں سے ہمیشہ دیکھو
چاند دو ٹکڑے ہوا حسن کا صدقہ دیکھو — تو مری بانکے محمد کا اشارہ دیکھو
نور خالق سے ہے پر نور وہ روضہ دیکھو — حاجیو چل کے مدینہ میں بھی کعبہ دیکھو
دل ہے ٹوٹا ہوا پھوٹی ہوئی قسمت افسوس — ہجر احمد میں مرا حال شکستہ دیکھو
ضعف نے بھی مرے پر پرزے نکالے صد شکر — وہ مدینہ کو چلا رنگ پریدہ دیکھو
بند ہی ہے مری ناکامی ارماں کی ہوا — اڑ رہا ہے مرے تقدیر کا خاکہ دیکھو

آئی ہی ہوگی مدینہ سے سواری ٹھہرو
ملک الموت ذرا دیر تو رستہ دیکھو

تسلی بخش اگر تیری نگاہ چارہ فرما ہو — پرے سے جو بیا ہو وہ ابھی چھپے سے اچھا ہو
تصور میں اگر برق جمال روئے زیبا ہو — ہمارا وادی دل جلوہ زار طور سینا ہو
الٰہی سوز الفت کا اثر اتنا تو پیدا ہو — جگر پھڑکتا ہو آنکھیں جلتی ہوں دل تڑپتا ہو
کسی صورت سے پورا یا خدا قسمت کا لکھا ہو — مرا داغ جبیں اس شوخ کا نقش کف پا ہو
مجھے تم آئینہ خانے میں مڑ کر دیکھتے کیا ہو — مری حسرت اگر دیکھے تو آئینہ کو سکتا ہو
اگر دل میں تمہارے سبزہ خط کی تمنا ہو — اسی غنچہ کے دامن میں ابھی اک باغ پیدا ہو
خدائی راز ہے خود ہی بنکر جو افشا ہو — جو چھپا تھا وہ پنہاں ہو جو پنہاں تھا وہ پیدا ہو

اثر خون شہید ناز کا یارب کچھ ایسا ہو
شفا کے بدلے وہ ظالم کف افسوس ملتا ہو

رہی جاتی ہو دل ہی دل میں کیوں گھٹ گھٹ کے آہ آہو
ابھی وہ بزم دشمن سے چلے آئیں جو تم چاہو

مری شام جدائی کا یہ کیوں تڑکا نہیں ہوتا
گریبان سحر سے دامن شب کو نہ ٹانکا ہو

دھواں بن بن کے آئیں کیوں نہ نکلیں اسکی قبروں سے
کہ جس کمبخت کا دل ہر گھڑی پھوڑا سا پکتا ہو

تری تلوار کی دوڑی ہے زخموں تک گلے تک
عجب کیا بسمل تیغ ادا اس طرح اچھا ہو

تسلی کچھ نہیں درکار مجھ سے دل شکستہ کی
گلے سے تم لگا لو تو کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو

سمجھ کر جس کو تم رنگ حنا ملتے ہو تلوو
کہیں ایسا نہ ہو وہ بھی مرا خون تمنا ہو

عدو سے کرتے ہو عہد وفا میری قسم کھا کر
جو وہ بھی بدگماں میری طرح ہو جائے پھر کیا ہو

زبان تیغ ملجائے اگر مقتل میں او قاتل
ابھی تیرے شہیدوں کا دہان زخم گویا ہو

کھٹک ہوتی ہے یارب سانس لیتے وقت کیوں دم دم
کوئی خار تمنا دامن دل سے نہ الجھا ہو

وہی عالم ہے اپنی حسرت مردہ کا سینے میں
چلو جاؤ بھی تم تو نام کے خالی مسیحا ہو

خوشی ہے وعدۂ فردا کی لیکن ایک کھٹکا ہے
کہیں شور قیامت بھی نہ میرے دل کا دھڑکا ہو

ابھی سے شکوۂ بدعہدی دشمن زباں پر ہے
ابھی کیا کیا ہوا ہے اور ابھی دیکھو تو کیا کیا ہو

دل صد چاک کو شانہ بنا لو ہاں تو کہنا
مرا ذمہ اگر زلفوں کا کوئی بال بیکا ہو

جہنم کی ہوائیں گرم گرم آنے لگیں پیہم
مرے سوز نہانی کا اگر جنت میں چرچا ہو

تمہارے وحشیوں کی گر یہی ہے گرم رفتاری
نہیں ممکن قیامت تک بھی اب سرسبز صحرا ہو

دھواں سا اٹھ رہا ہے آج کیسا صحن گلشن میں
خبر لینا ذرا گلچیں دل بلبل نہ جلتا ہو

خدا شاہد تمہارے وحشیوں کی سیر ہو جائے
جسے کہتے ہیں میدان قیامت وہ بھی صحرا ہو

برس جائیں کسی دن چار چھینٹے چشم گریاں کے
مرا ذمہ جو اُن کا رنگ صحبت پھر نہ پھیکا ہو

عروس نظم کو بخت زلیخا میں نے بخشا ہے
مرے سر کیوں نہ لے شائق سخن گوئی کا سہرا ہو

خوشی سے جان دی ہے اس نے شور حشر اٹھا دیا

عجب کیا ہے چراغ قبر بھی شائقؔ کا ہنستا ہو

ہے لب پر آہ اور آنکھوں سے ہے آنسو رواں دیکھو
جدائی میں بری حالت ہے اسے غوث زماں دیکھو

کوئی ہے وجد میں اور کوئی ہے فریاد و زاری میں
تم اپنے عاشقوں کی دہوم اور شور فغاں دیکھو

مجھے کیا یاد فرماتے ہیں بغداد و سلطے میں
چلا آتا ہے اب کے سال بھی اک کارواں دیکھو

چمکتا ہے ہر اک ذرہ میں نور غوث صمدانی
جہاں دیکھو جدہر دیکھو جدہر دیکھو جہاں دیکھو

تب فرقت سے جلتا ہے دہواں دل سے نکلتا ہے
غضب کے صدمے سہتا ہے تمہارا مدح خواں دیکھو

دکھاؤ اپنی صورت اب نہ ترساؤ مجھے حضرت
سنو جان جہاں اب آ گئی ہونٹوں پہ جاں دیکھو

قدم جن کے لئے ہیں اولیا نے اپنے کاندھوں پر
اب ان کی مدح دیکھو اور شائقؔ کی زباں دیکھو

خدا کی شان ہے شان محمد مصطفےٰ دیکھو — اور ان کی شان ہے لاریب محبوب خدا دیکھو
مرید خوف کیا ہے فکر کیا ہے تمکو محشر کی — مدد پر غوث اعظم ہے تمہارا پیشوا دیکھو
مراد ل ہوگیا مردہ خدا کے واسطے آقا — کہو تم باذنی پھر یہ زندہ ہوگیا دیکھو
سیاہی چھا گئی دل پر گنا ہوں سے پشیماں ہوں — صفائی اس کی ہو یہ آئینہ ہے آپکا دیکھو
یہ کس نے جلوۂ مقدم سے اپنے کر دیا روشن — ہماری تیرہ مرقد میں اجالا ہوگیا دیکھو

گنہگار و ندامت سے کہاں تک منہ چھپاؤ گے
کسی محبوب کے تم دامنِ رحمت میں آ دیکھو

غلام خواجۂ صدیق کہلاتا ہوں یا مولا
مرے آقا کے آقا ہو مجھے بندہ بنا دیکھو

نہ کیوں آسان ہو دنیا کی ہر مشکل گدا ہوں میں
مرا مرشد ہے فرزند علی مشکل کشا دیکھو

تلیں اعمال شائق کے تو ہوگا حشر میں چرچا
محبت غوث کی تھی پلۂ نیکی جھکا دیکھو

مہندی ہاتھوں کو لگایا نہ کرو
خون عاشق کا بہایا نہ کرو

ہنس کے باتوں میں اڑایا نہ کرو
برق پر برق گرایا نہ کرو

غیر کچھ اور ہی سمجھیں گے جناب
مجھکو ہر وقت بلایا نہ کرو

ہوگا تاریک جہاں آنکھوں میں
منہ کو زلفوں میں چھپایا نہ کرو

قتل کو ایک تغافل بس ہے
تیوری اپنی چڑھایا نہ کرو

سامنے غیروں کے اے جانِ جہاں
گالیاں ہم کو سنایا نہ کرو

لب لعلیں ہمیں دکھلا کے حضور
رات بھر خون رلایا نہ کرو

ایک دن روز جزا ہے دیکھو
دل کو عاشق کے جلایا نہ کرو

اپنا منہ دیکھتے ہو کیوں تن کر
ستم آئینہ پہ ڈھایا نہ کرو

یاد ہے وصل میں کہنا اُن کا
مجھکو للہ ستایا نہ کرو

بیوفا سب ہیں حسیناں جہاں
اپنا دل اُن سے لگایا نہ کرو

غوث اعظم کا ہے خادم شائق
اُس کو ہر وقت ڈرایا نہ کرو

بسر یوں زندگی آٹھوں پہر ہو
ترا جلوہ مرے پیش نظر ہو

قیامت میں جو احمد کا گذر ہو
کہوں گا اس طرف بھی اک نظر ہو

اثر اتنا تو ہو اے جذب الفت
قدم حضرت کا ہو اور میرا سر ہو

اغثنا یا رسول اللہ اغثنا — گنہگاروں سے کیوں تم بے خبر ہو
مدینہ میں بلا لو یا محمدؐ — یہ باقی عمر میری واں بسر ہو
صبا کچھ لا شمیم زلف احمدؐ — معطر ہم غریبوں کا بھی گھر ہو
نہ ہو سکیں ہجر احمدی میں — تڑپتی پر مرا درد جگر ہو
صبا حالت مری حضرت سے کہنا — مدینہ میں اگر تیرا گذر ہو

قیامت میں مرا جب ہو گا شائق
یہ ہاتھ اور دامن خیر البشر ہو

الٰہی گرم جب بازار محشر ہو تو ایسا ہو — کہیں سب سیرے یوسف کو کہ داور ہو تو ایسا ہو
گنہگار ازل ہوں میں محشر ہو تو ایسا ہو — سیہ میداں ہو عصیاں کا دفتر ہو تو ایسا ہو
اڑائی خاک کس نے اب نظر آتی نہیں صورت — کسی کا دل الٰہی کیا مکدر ہو تو ایسا ہو
جو آنکھوں میں رکھو چھپکر رہے تار نظر بنجائے — تمہارا ناتواں کانٹے سے لاغر ہو تو ایسا ہو
مرا سر ٹھوکریں کھائے تمہاری رہ گذر ہی میں — مرے سر میں مرے سرکار چکر ہو تو ایسا ہو
تڑپتا اور اچھلتا تیرے کوچہ میں پہنچ جائے — مرا دل میرے پہلو میں جو مضطر ہو تو ایسا ہو
چڑھے وہ نشۂ وحدت نظر میں تو ہی تو آئے — مرے پیر مغاں ہونٹوں پہ ساغر ہو تو ایسا ہو
رہے حسرت نہ پھر مجھکو عنایت اتنی ہوں پورے — ترا احسان اجمال میرے سر پر ہو تو ایسا ہو
گرے گر نار دوزخ پر تو برسے آب رحمت سا — کسی کا یا الٰہی دامن تر ہو تو ایسا ہو
وہ تاریکی میں تربت کی چراغ طور بنجائے — ہمارا داغ دل روشن ابھر کر ہو تو ایسا ہو
تمہارے ہجر میں اے پیارے رہے جا بیٹھ کر دیکھی — خوشا قسمت خوشا طالع جو دلبر ہو تو ایسا ہو
ترا جلوہ گھٹا میں جیسے بجلی یا فلک پر مہ — ہو پردے میں تو ایسا ہو جو باہر ہو تو ایسا ہو

تمہارے شوق کا اے عزا اٹھیں بھی آ شائق
قیامت میں عطا گر جام کوثر ہو تو ایسا ہو

تمھارا عکس رخ میری جبیں پر ہو تو ایسا ہو
کہیں سب دیکھ کر اچھا مقدر ہو تو ایسا ہو

اثر نالے کا میرے اسکے دلبر ہو تو ایسا ہو
کہ تڑپے دیکھ کے مضطر کو مضطر ہو تو ایسا ہو

تمہارے ناک کے تنکے نے چھیدا ہے کلیجہ کو
جو ناوک ہو تو ایسا ہو جو نشتر ہو تو ایسا ہو

نہ چھوڑے وہ کبھی اسکو نہ چھوٹے یہ کبھی اس سے
ترا در ہو تو ایسا ہو مرا سر ہو تو ایسا ہو

مرے پر بھی لحد کی خاک وہ پامال کرتا ہے
ستمگر ہو تو ایسا ہو ستمگر ہو تو ایسا ہو

تونگر دولت دیدار سے ہر دم ہے آئینہ
نصیبے کا کوئی اپنا سکندر ہو تو ایسا ہو

تری پلکوں کو دیکھا جس نے غم کی چھاؤنی چھائی
جو تیرے ہوں تو ایسے ہوں جو لشکر ہو تو ایسا ہو

مری آنکھوں پہ رکھکر ہاتھ میرا دل چراتا ہے
کوئی چور اس زمانہ میں دلاور ہو تو ایسا ہو

گلے پر جب چلے خنجر گریباں لال ہو جائے
ترے خنجر میں اے سفاک جوہر ہو تو ایسا ہو

تری مژگاں کی الفت میں ہوا ہوں سوکھکر کانٹا
کھٹکتا ہوں عدو کے دل میں نشتر ہو تو ایسا ہو

رہے تو بن کے پتلی جائے تو مثل نظر جائے
مری آنکھوں میں اے پیارے ترا گھر ہو تو ایسا ہو

جبیں پہ ہو جبیں اور لب پہ لب ہو دیدہ پر دیدہ
ترا منہ شام وصلت میرے منہ پر ہو تو ایسا ہو

گلے پہ تیغ رکھکر طنز سے قاتل یہ کہتا ہے
کوئی گر سخت جاں اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو

دکھایا قد آدم آئینہ تو کھل گئیں آنکھیں
کہا اترا کے اس نے میرا ہمسر ہو تو ایسا ہو

جدا ہرگز نہ ہو دزدِ حنا کا رنگ وہ لائے
مرا دل دست رنگیں میں مسخر ہو تو ایسا ہو

سلیماں کے نگیں پر نور جیسے اسم اعظم کا
ترا نقش تصور میرے دل پر ہو تو ایسا ہو

بلائیں آٹھ کے لے گر فتنۂ محشر اسے دیکھے
قیامت تھام لے دل قدِ دلبر ہو تو ایسا ہو

مری آنکھیں ہوں یا دل ہو جگر ہو یا کہ پہلو ہو
مرے پیارے ہمیشہ آپکا گھر ہو تو ایسا ہو

ملے چہرہ نبی کا مہر سے یا روئے یوسف سے
فلک پر ہو تو ایسا ہو زمیں پر ہو تو ایسا ہو

کبھی سے وہ لپٹ جاتے ہیں گاہے گر کے وصلت
طبیعت میں کسی کمسن کی گر ڈر ہو تو ایسا ہو

محبت اس کے گیسو کی نہ رکھ تو دل میں اے اشفاق

خدا کی مار کیا اللہ کا گھر ہو تو ایسا ہو

میں کروں آپکی طاعت اجی بس جاؤ ہٹو — مجھ پہ کیوں اتنی حکومت اجی بس جاؤ ہٹو

غیر تو خوش رہیں آباد رہیں شاد رہیں — عاشقوں پر ہی مصیبت اجی بس جاؤ ہٹو

طور پر آگ لگا لی نہیں تم نے سچ ہے — پھر بھی وہ کس کی شرارت اجی بس جاؤ ہٹو

نزع میں آئے ہو اور وہ بھی جلانے کیلئے — واہ وا اچھی عیادت اجی بس جاؤ ہٹو

اور گھرتا کو کوئی حضرت ناصح جا کر — کس کو کرتے ہو نصیحت اجی بس جاؤ ہٹو

میرے گھر آنیکو پاؤں میں لگی تھی مہندی — کہئے ہوتی نہیں فرصت اجی بس جاؤ ہٹو

دفن کر کے مجھے اب روتے ہو کیوں مرقد پر — خاک میں ملگئی صورت اجی بس جاؤ ہٹو

وہ یہ کہتے ہیں اگر پاک محبت تھی حضور — بدلی کیوں رات کو نیت اجی بس جاؤ ہٹو

آپ اقرار کے سچے ہیں تو پھر کیا ڈر ہے — کہہ بھی دوں جھوٹوں پہ لعنت اجی بس جاؤ ہٹو

زلف رخ پر جو ہلا ہو گئے نیلے رخسار — آپکی اتنی نزاکت اجی بس جاؤ ہٹو

کوستے ہیں کہیں عشاق یہ لو اور سنو — دیکھ لی آپ کی چاہت اجی بس جاؤ ہٹو

شان تمہارے بارے میں گنہگاروں کے — کہتی ہے حشر میں رحمت اجی بس جاؤ ہٹو

غیر کے گھر نہ گئے تھے یہ بجا ہے ہاں ہاں — اور ہوں گے کوئی حضرت اجی بس جاؤ ہٹو

گھر کو آؤ جو کہا میں نے تو ہنس کے بولے — کونسی ایسی ضرورت اجی بس جاؤ ہٹو

وصل میں ہاتھ بڑھاتے ہی جھڑک کر بولے — دور رہئے وہ عنایت اجی بس جاؤ ہٹو

کہہ رہا ہوں کہ نہ سمجھاؤ جناب ناصح — اور بگڑے گی طبیعت اجی بس جاؤ ہٹو

ہم سے عاشق جو ہوں شائق تو بھلا کیا کہنا
صفت بدنام محبت اجی بس جاؤ ہٹو۔

یار کا جلوہ ہے عیاں خانہ بخانہ کو بکو — شکل نشاں ہے بے نشاں خانہ بخانہ کو بکو

باغ ازل کے پھول جب اڑ گئے ہاتھوں ہاتھ سب — مثل صبا ہے باغباں خانہ بخانہ کو بکو

اپنے حواس بیگجاں مانع دید جان جاں
پردے یہی ہیں درمیاں خانہ بخانہ کو بکو

میں نے کہا جو یار سے اپنا پتہ بتا مجھے
آئی صدا یہ ناگہاں خانہ بخانہ کو بکو

معنیٔ اقرب یہی مطلب اپنا یہی
یار بنا ہے میہماں خانہ بخانہ کو بکو

دیکھنے کو جدا جدا طرز نئی نئی ادا
ہے یہی اس کی داستاں خانہ بخانہ کو بکو

مجھکو ہے قید ظاہری شکل ہے غمزدہ مری
یار مرا ہے شادماں خانہ بخانہ کو بکو

وہم کو دخل کچھ نہیں ذات خدا میں بالیقین
دل میں مگر ہے یہ گماں خانہ بخانہ کو بکو

جلوۂ خالق جہاں کیوں نہ ہو ہر جگہ عیاں
دیکھتے ہیں جب آسماں خانہ بخانہ کو بکو

یوسف خلق ہے کہاں باطن خلق ہے نہاں
اُس کا یہی ہے کارواں خانہ بخانہ کو بکو

جلوۂ یار خود نما عرش کے ہے ادھر بہلا
آئینہ خانہ ہے یہاں خانہ بخانہ کو بکو

رمز انا ہر ایک جا کہتے ہیں لوگ یہ ملا
ہو گیا ایسا ارمغاں خانہ بخانہ کو بکو

جلد دکھاوے یا خدا شہر رسول پاکؐ کا
ہند میں کیوں پھروں یہاں خانہ بخانہ کو بکو

شائق خستہ بینوا ہے یہ طفیل لغت کا
ذکر ترا ہے اور بیاں خانہ بخانہ کو بکو

وہ اچھلتا ہے ذرا اُن کا جگر تو دیکھو
چاہنے والوں کی آہوں کا اثر تو دیکھو

آئینہ دیکھ کے دل تھام کے یہ کہتے ہیں
چشم بد دور مری بانکی نظر تو دیکھو

وصل کے نام سے جس وقت وہ تھرانے لگے
کمسنی کہنے لگی ہائے یہ ڈر تو دیکھو

حشر میں سامنے اللہ کے آؤ گے جو تم
بڑھ کے کہدونگا کہ آنکھوں سے ادھر تو دیکھو

خط سراو دیکھتے ہی ہنس کے یہ فرماتے ہیں
ان اشاروں کے فدا زیر و زبر تو دیکھو

وصل میں ضد وہ کرینگے تو کہوں گا جھک کر
کس کے قدموں پہ جھکا ہے مرا سر تو دیکھو

دیر و کعبہ میں بھی ہے جنت و دوزخ میں کبھی
واہ وا حضرت انساں کا گذر تو دیکھو

رشک مہتاب وہ منہ آئینۂ واقع حسرت
اُس کا ہمسر جو بنے شکل قمر تو دیکھو

آپ کو دیکھ کے پھر غیر کو دیکھوں نہ کبھی
میری نیت مرا دل میری نظر تو دیکھو

دل میں راضی ہیں ستانیکو نہیں کہتے ہیں
وصل میں بھی یہ اگر اور مگر تو دیکھو

دیکھکر لاش مری رونے لگے چلاکر
بعد مرنے کے محبت کا اثر تو دیکھو

چاند آیا ہے شب وصل کہ وہ آئے ہیں
کتنی پُر نور ہے محفل مرا گھر تو دیکھو

پسِ دیوار سے سیکڑوں نالے سنکر
اُف نہ کی اس نے یہ پتھر کا جگر تو دیکھو

اس بہانے سے دیا وصل کا مضمون لکھکر
پرچہ اخبار کا ہے انہیں خبر تو دیکھو

میں نے کی آہ تو اُس نے بھی جگر تھام لیا
حضرت عشق کا کیسا ہے اثر تو دیکھو

بسملوں کی نگہ یاس بری ہوتی ہے
کہیں بسمل نہ ہو قاتل کا جگر تو دیکھو

محفل غیر میں اُن کا وہ یہ کہنا چپ چپ
وہ اشارہ مرا اللہ ادھر تو دیکھو

ذکر آتا ہے جو محفل میں مسیحا کا کبھی
کہتے ہیں لو مری ٹھوکر کا اثر تو دیکھو

گدگدی کرنے لگی سیدھی ہی نظر کی برچھی
اور بھی ہنسنے لگا زخم جگر تو دیکھو

شب فرقت میں خیال رُخ خنداں آیا
شام غربت میں غریبوں کی سحر تو دیکھو

کچھ سمجھ کر ہی فرشتوں نے کیا تھا سجدہ
واہ واصل علی شان بشر تو دیکھو

وصل کی شب اُنہیں تاروں کو بتا کر یہ کہوں
دل جلا ہوں مرے نالوں کا اثر تو دیکھو

یار کے واسطے غیروں کی بھی منت کی ہے
چشم انصاف سے شایق کا جگر تو دیکھو

ردیف ہائے ہوز

تو ہر ایک شئے میں ہے جلوہ گر تری شان جل جلالہ
تو ہر ایک آنکھ میں ہے نظر تری شان جل جلالہ

مری ذات تیری ہی نام ہے مرا نام تیرا ہی کام ہے
ترے ہاتھ سارا ہے خیر و شر تری شان جل جلالہ

تری ذات بندہ نواز ہے اسی بات پر مجھے ناز ہے
میں ہوں بندہ میری بھی بے خبر تری شان جل جلالہٗ

تو ہے میرا میں ترا دوست ہوں تو ہے مغز میں ترا پوست ہوں
میں ہوں تجھ میں مجھ میں تو جلوہ گر تری شان جل جلالہٗ

جو فقیر تجھ سے وہ غنی ہوئے جو امیر تجھ سے وہ ولی ہوئے
تری بے نیازی کا ہے اثر تری شان جل جلالہٗ

ترا نام جبکہ غفور ہے مری مغفرت بھی ضرور ہے
میں گناہگار ہوں تو رحیم کر تری شان جل جلالہٗ

مجھے شوق ہے تری دید کا مرا نام شائق بے نوا
مجھے میری شکل میں آ نظر تری شان جل جلالہٗ

صورت مجھے دکھا دے مسند نشین طیبہ
بگڑی مری بنا دے مسند نشین طیبہ

منہ خواب میں دکھا دے مسند نشین طیبہ
قسمت مری جگا دے مسند نشین طیبہ

وہ مستیاں ہوں مجھکو تو ہی نظر آئے
ایسی مجھے پلا دے مسند نشین طیبہ

دیوانہ مجھکو کرکے کس گھر میں چھپ گیا ہے
للہ کچھ پتا دے مسند نشین طیبہ

محشر میں عاصیوں کا کوئی نہیں سہارا
تو آج لب ہلا دے مسند نشین طیبہ

حسنین پر میں صدقے ہو جاؤں کیوں نہ صدقے
ہیں دونوں شاہزادے مسند نشین طیبہ

بیمار ہوں نہ اچھا مر کر مدینہ پہونچے
ایسی دوا پلا دے مسند نشین طیبہ

اعمال نامے میرے اسطرح تو ہلا دے
یکسر ورق ہوں سادے مسند نشین طیبہ

سب ہاتھ میرے چومیں مطہر سمجھ کر تیرا
ایسا مجھے بنا دے مسند نشین طیبہ

کھل جائے حشر میں جب میری سیاہ کاری
کملی مجھے اڑھا دے مسند نشین طیبہ

ہے آس دل کو میرے آیا ہوں بنکے سائل
خیرات کچھ دلا دے مسند نشین طیبہ

پردے میں ہم بھی سمجھے دیکھو خدا کی صورت
گھونگٹ ذرا اٹھا دے مسند نشین طیبہ

کامل ہے مردہ شائق فرقت کی آفتوں سے
ٹھوکر سے تو جلا دے مسند نشین طیبہ

نہیں فرقت تمہاری اب گوارا یا رسول اللہ
بلا لو مجھکو طیبہ میں خدارا یا رسول اللہ

پکاریں کیوں نہ تمکو جان اپنی کیوں نہ دیں تم پر
تمھیں سے ہے زندگی کا ہے سہارا یا رسول اللہ

تمھیں دیکھا ہے جس نے اُس نے دیکھا حق کو بے پردہ
تجلّی حق کی ہے چہرہ تمھارا یا رسول اللہ

اُسے منظور تھا ظاہر کرے خود کو زمانے میں
زمیں پر اس لیے تم کو اُتارا یا رسول اللہ

جو منکر ہیں شفاعت کے انھیں دوزخ مبارک ہو
بھروسہ ہے شفاعت پر ہمارا یا رسول اللہ

تمھارے نقل الفت کے ثمر لینے تو ہوں حاصل
پھولوں سے پھلے سینہ ہمارا یا رسول اللہ

کہاں تک صبر ہو شام و سحر اُٹھوں پھر دل پہ
تمھارے ہجر کا چلتا ہے آرا یا رسول اللہ

انا اطلب رضاک شان میں جس کی کہا حق نے
فدا اُس پہ نہ کیوں عالم ہو سارا یا رسول اللہ

ہوئی آساں وہیں مشکل ہیں عقدے ہوئے سب حل
کسی عاشق نے جب تمکو پکارا یا رسول اللہ

خدا شاہد عرب ظاہر میں عین رب ہو باطن میں
ادا کیا وصف ہو ہم سے تمھارا یا رسول اللہ

یہی ہے شوق شائق کا یہی ہے عرض شائق کی
دکھا دو روضۂ انور دوبارا یا رسول اللہ

نبی کی ہو دل میں محبت زیادہ
نہیں کوئی اور اس سے نعمت زیادہ

رسول خدا یوں تو سب اُمتی ہیں
رہے عاصیوں پر عنایت زیادہ

ہمیں بس ہے حُبِّ نبی کا وسیلہ
جو کرتے ہیں کرلیں عبادت زیادہ

ترقی پہ ہے عشق گیسوئے احمدؐ
مزا دے گی ہم کو یہ وحشت زیادہ

کہاں حسن یوسف اور اسکی شباہت
تری شکل میں ہے ملاحت زیادہ

گدائی ہے طیبہ کی شاہی سے بڑھکر
وہاں کی ہے ذلت میں عزت زیادہ

کیا ہے غنی درہم داغ دل نے
ملی ہے محبت کی دولت زیادہ

میسر ہو طیبہ کی ٹھنڈی ہوائیں
تپ عشق نے کی حرارت زیادہ

پیمبر ہوئے یوں تو سب حق کے پیارے
مگر سب میں تم خوبصورت زیادہ

کہوں حشر میں حوض کوثر پہ جا کے
پلاؤ مجھے آج حضرت زیادہ

نظر آئے ہر چیز میں تیرا جلوہ
مری اس طرح ہو بصارت زیادہ

ہے پیش نظر مصحف روئے احمد
کیا کرتا ہوں میں تلاوت زیادہ

الٰہی وصال رسول خدا کی
تمنا زیادہ ہو حسرت زیادہ

چھٹ جاتے ہیں لب جو لوں نام احمد
ترے نام میں ہے حلاوت زیادہ

یہ نعت پیمبر کا باعث ہے شائق
ہوئی خلق میں تیری شہرت زیادہ

ہے دل میں بہار گل خندان مدینہ
ہے سیر سے چمن میں چمنستان مدینہ

اللہ کا معشوق ہے سلطان مدینہ
خاصان خدا کیوں نہ ہوں خواہان مدینہ

یارب گل گلزار نبوت کے تصدق
آجائے نظر دل میں گلستان مدینہ

یہ منظر مخلوق ہے وہ منظر خالق
یہ شان ہے کعبہ کی وہ ہیں شان مدینہ

محشر میں بھی فردوس کو دیکھوں نہ پلٹ کر
ہے جبکہ نگاہوں میں گلستان مدینہ

کہتے ہیں ملائک کہ دوزخ سے رہائی
چھوڑو مجھے ہوں قیدی زندان مدینہ

دیتی ہے جو کس پاؤں ہیں اعجاز محبت
میں چھوڑ کے جاؤں نہ بیابان مدینہ

صدیق و عمر ساتھ ہیں پہلو میں نبی کے
اک قلب مدینہ ہے تو اک جان مدینہ

شائق ہے مرا ایک وہی چاہنے والا
سو جان سے ہوں عاشق سلطان مدینہ

محمد آپ کی ہر اک ادا ہے دلربایانہ
شہنشاہوں کی صورت اس پہ وہ کملی گدایانہ

نیا انداز ہے یا نیچی نظر ہے چال مستانہ
نرالی شان ہے پیاری روش ہو ڈھنگ جانانہ

مجھے قسمت مری رہنے جو دیتی پاس تلووں کے
تجھے میں آتے جاتے دیکھتا طیبہ میں روزانہ

الٰہی عشق حضرت رنگ لائے حشر میں ایسا
کہیں سب آرہا ہے وہ رسول اللہ کا دیوانہ

شب معراج سب خوش تھے مگر یہ رشک تھا مجھکو
کہیں جبریل تیرے شمع رخ پہ ہو نہ پروانہ

وہاں حوروں کے سر پر شوق میں چلنے لگے آرے / شب معراج ابھی یاں ہو رہا تھا الفت شانہ

تصور سے تمہارے میں نہ کیونکر مست ہو جاؤں / نگاہ ناز دیتی ہے مجھے بھر بھر کے پیمانہ

چلو صہبائے وحدت پیکے مدہوش ہونگے ساقی پر / مدینہ جس کو کہتے ہیں وہ ہے مستو لکا میخانہ

قدر مرتبہ کر و حضرت کبھی شائق کے کبھی دلمیں

نظر آجائے روشن تیرہ وہ تاریک کاشانہ

ہے دلمیں ضیائے مہ تابان مدینہ / کعبہ میں بھی ہے شمع شبستان مدینہ

دیکھونگا ان آنکھوں سے جو میں شان مدینہ / سو جان سے ہو جاؤں گا قربان مدینہ

یہ ہاتھ ہو اور دامن سلطان مدینہ / یہ پاؤں ہوں اور خار بیابان مدینہ

ہو اس سر شوریدہ میں سودائے محمد / ہو اس دل بیتاب میں ارمان مدینہ

کانوں سے سنوں مسجد نبوی کی اذانیں / آنکھوں میں رہے نور درخشان مدینہ

حسرت ہو کلیجہ میں بھری عشق نبی کی / لب پر رہے وصف شہ شاہان مدینہ

ہے شاہ سے رتبہ میں بلاشک وہ زیادہ / جس کو کہ ملی خدمت دربان مدینہ

حضرت کو اسی شہر سے الفت ہے زیادہ / جان انکی مدینہ ہے تو وہ جان مدینہ

۱۴

شائق بھی ہو اور نعت کی ہو نغمہ سرائی

اور سامنے آنکھوں کے گلستان مدینہ

غلاموں کو مدینہ میں بلانا یا رسول اللہ / تمہیں ہے بے ٹھکانوں کا ٹھکانا یا رسول اللہ

کرم سے پاس بلوا کر کلیجہ کیجئے ٹھنڈا / جدائی کے ستم کب تک اٹھانا یا رسول اللہ

کسی حیلہ بہانہ سے بتادو چاند سی صورت / کہاں تک آنکھ سے آنسو بہانا یا رسول اللہ

سفر اب کے برس ہم کو میسر ہو مدینہ کا / کہاں تک دل کو سمجھانا منانا یا رسول اللہ

دل دیوانہ کی دیوانگی کچھ رنگ لائے گی / مدینہ کا ہو گر جنگل سہانا یا رسول اللہ

ارادہ دلکا پورا ہو تمنا دل کی پوری ہو / دعا اب کے مری خالی نہ جانا یا رسول اللہ

ترا کہلا کے یوں بیکل رہوں در در پھروں کب تک — بس اب نزدیک قدموں کے بلانا یا رسول اللہ
سفر کا ساز و ساماں سب مہیا ہو عنایت سے — مجھے ان سارے جھگڑوں سے بچانا یا رسول اللہ

۳۰

خدا کا واسطہ اور فاطمہ حسنین کا صدقہ
مدینہ جلد شائق کو بلانا یا رسول اللہ

ہردم ہے تصور میں تجلائے مدینہ — بند آنکھوں سے دیکھونگا تماشائے مدینہ
دیدار محمد کا ہے دیدار خدا کا — کعبہ کی تمنا ہے تمنائے مدینہ
جنت کی طلب طالب جنت کو مبارک — میرا دل دیوانہ ہے شیدائے مدینہ
ممکن نہیں اب زیست جدائی میں تمہاری — لو جلد خبر میری مسیحائے مدینہ
دیوانہ گیسوئے رسول عربی ہوں — محشر ہو مرا دامن صحرائے مدینہ
ہے جلوہ نما نور نبی خانۂ دل میں — کعبہ میں رہا کرتا ہے آقائے مدینہ
یارب نہ دکھا نزع میں جنت کا تماشا — پتلی جو پھرے آنکھ میں پھر جائے مدینہ
مشتاق رہا کرتی ہے جنت بھی اسی کی — جو دل سے رہا زیست میں شیدائے مدینہ
ہے عشق میں اور حسن میں اک لاگ ازل سے — دلمیں رہے کیونکر نہ تو لائے مدینہ
بنجائے گی پر نور مری مرقد طیبہ — چمکیگا اگر داغ تمنائے مدینہ
محشر میں جو لوگ آئیں عبادت کے سہارے — لیجائیں گے ہم الفت مولائے مدینہ
معشوق کے ہر کوچہ میں عاشق کا ہے جلوہ — کیسا یہ تماشا ہے تماشائے مدینہ
یہ خانۂ دل ایک زمانہ سے ہے ویراں — گلزار بنا دو چمن آرائے مدینہ
جب تک نہ ہو دہلیز مبارک کی زیارت — جائے گا نہ سر سے مرے سودائے مدینہ
مانگونگا خدا ہی سے میں محبوب خدا کو — چلاؤنگا کعبہ میں بھی میں ہائے مدینہ
ہو جاؤنگا قرباں ترے روضہ پہ محمد — تقدیر مری گر مجھے دکھلائے مدینہ
تو ان کے تصدق سے مجھے بخشدے یارب — جو زیست میں ان آنکھوں سے دیکھ آئے مدینہ

شائق مجھے مارا ہے غم ہجر نبیؐ نے
جی جاؤں جو آجائے مسیحائے مدینہ

سن لیں یکبار پیمبر مری ہر بار کی آہ
اتنی تاثیر تو دکھلا دے دل زار کی آہ

فرقت گلشن طیبہ میں مرونگا اک دن
توڑ ڈالے گی قفس مرغ گرفتار کی آہ

گر مئے روز قیامت میں بنے گی سایہ
کام آجائے گی محشر میں گنہگار کی آہ

صادقوں کو نہیں اعدا کی عداوت سے خطر
سید پاکؐ کا کیا کر سکے کفار کی آہ

جو غنی ہیں انھیں زیبا نہیں فخر دولت
نہیں معلوم کہ کیا کرتی ہے نادار کی آہ

تیغ ابروئے پیمبر نے کیا ہے بسمل
مری قاتل ہے خدا مجھ جگر افگار کی آہ

اے صبا احمدؐ مرسل ہیں مسیحا میرے
تو ہی پہونچا دے وہاں تک دل بیمار کی آہ

لاکھ زاری کرے طاعتیں تو کیا ہوتا ہے
سب دکھاوٹ کی ہے یہ زاہد مکار کی آہ

اے غم عشق نبیؐ ساتھ دے تو محشر تک
ہو ترقی پہ سدا عاشق غم خوار کی آہ

غیر جا تو نہ کسی شخص کو جل جاؤگے
آہ اغیار میں ہے شعلہ فشاں یار کی آہ

جلد طیبہ وہ پہنچ جائے دکن سے یارب
کام اتنا تو کرے شائق ناچار کی آہ

عشق حضرت کا اور ہے نقشہ
اُن کی الفت کا اور ہے نقشہ

یوں تو صدہا نبیؐ ہوئے پیدا
اس نبوت کا اور ہے نقشہ

گو ہیں مجبور جائیں گے طیبہ
اپنی ہمت کا اور ہے نقشہ

رنگ کثرت سے بھی ہے جلوہ نما
شانِ وحدت کا اور ہے نقشہ

عشق احمدؐ میں ہے عجیب مزا
اُن کی حسرت کا اور ہے نقشہ

شان الفقر کا جو ہو مظہر
اُسکی دولت کا اور ہے نقشہ

من رآنی فقد رأ الحق ہے
تیری رویت کا اور ہے نقشہ

جب سے دل کو ہوا ہے عشقِ نبیؐ
اب طبیعت کا اور ہے نقشہ

دردِ ہجرِ نبیؐ سے دل خوش ہے
ہر مصیبت کا اور ہے نقشہ

سب گنہگار بخشے جائیں گے
حق کی رحمت کا اور ہے نقشہ

صبحِ محشر میں دیکھئے کیا ہو
شامِ غربت کا اور ہے نقشہ

نیم جاں ہوں بلا لو طیبہ میں
ورنہ حالت کا اور ہے نقشہ

تجھ میں پنہاں ہے جلوۂ مولا
تیری صورت کا اور ہے نقشہ

وحشتِ طیبہ میں چل کے رہ شائق
اب تو وحشت کا اور ہے نقشہ

ردیف یائے تحتانی

یادِ طیبہ کی عبث تم ہو دلاتے جاتے
زائرو ساتھ مجھے لیے چلو جاتے جاتے

راہِ طیبہ میں جو ہم سر کو جھکاتے جاتے
خس و خاشاک کو پلکوں سے لگاتے جاتے

اس طرح خواب میں آتے تو مزا آ جاتا
گرتے ہم پاؤں پہ اور آپ اُٹھاتے جاتے

خوب ہوتا جو ترے شہر میں مسکن ہوتا
روز ہم دیکھتے روضہ ترا آتے جاتے

شوقِ طیبہ کی جو اس دل میں بھڑکتی آتش
ہم بھی گھر بار کو سب آگ لگاتے جاتے

پوچھتے ہم سے وسیلہ جو مدینے والے
ترے روضہ کی طرف ہاتھ اُٹھاتے جاتے

بیکسی کہتی ہے کیا ہند میں رہنے سے حصول
کاش طیبہ کو یونہی خاک اڑاتے جاتے

صدقہ کر کے دلِ بیتاب کو روضہ پہ ترے
اور دیوانے کو دیوانہ بناتے جاتے

فتح کر لیں جو تقدیر سے ہم بھی ہوتے
آگے بڑھ کر ترے لوگوں کو ہٹاتے جاتے

مٹ ہی جاتا وہیں سب انت انا کا جھگڑا
خود کو کھوتے ہوئے آپ کو پاتے جاتے

آپ ہر جا ہیں تو پھر کیوں نہیں فرماتے کرم
حال شائق سے کہیں راہ میں آتے جاتے

اے مدینہ کے قمر گیسوئے پیچاں والے
نورِ ایماں تجھے سب کہتے ہیں ایماں والے

کون ہے جس پہ نہیں تیری عنایت کی نظر
تیرے مشکور ہیں انعام ہیں احساں والے

ایک دن جلوہ دکھا آرزو ان کی بر لا
تیرے ارمان لئے بیٹھے ہیں ارماں والے

تیرے قدموں کی قسم حشر کا کیا ڈر ان کو
تیرے دامن سے لگے بیٹھے ہیں عصیاں والے

ہم کو بھی عارفِ حق جلد بنا دیں حضرت
آپ ہیں معرفتِ خاص کے عرفاں والے

اے شہنشاہِ رسل تیری حکومت کے نثار
آفریں کہتے ہیں مرقد سے سلیماں والے

بحر میں تیرے بہت جوش پہ ہے دیدۂ تر
ڈوب جائیں نہ کہیں نوح کے طوفاں والے

ایک شائق ہی نہیں تجھ پہ ہیں قربان یکسر
ہند والے ہوں کہ ایران و خراساں والے

ہجرِ احمد میں جو گذرے گی گذر جائے گی
کچھ نہ پوچھ آہ مری کام تو کر جائے گی

دم نکلتے ہی بلا لیں گے بلانے والے
کیا بتاؤں کہ مری روح کدھر جائے گی

ہم گنہگاروں کی رسوائی نہ ہو گی حضرت
آپ کی زلف جو محشر میں بکھر جائے گی

اشک جاری ہیں فراقِ نبوی میں صد شکر
آج کے تار سے طیبہ میں خبر جائے گی

صاف کہہ دے گی کہ ہوں اُمتِ محبوبِ خدا
کیا مری روح نکیرین سے ڈر جائے گی

تیری ہر ایک تجلی میرے بانکے احمدؐ
شیشۂ دل میں پری بن کے اتر جائے گی

یا نبیؐ تیرا تصور ہے مری آنکھوں میں
تو ہی آئیگا نظر جس پہ نظر جائے گی

عرض کر دینا مرا حال رسولُ اللہ سے
اے نسیمِ سحری تو جو ادھر جائے گی

زندگی کی تو کبھی فکر نہ کر اے شائق
عمرِ دو روزہ گذرنے کی گذر جائے گی

۵

عشق وطاعت کے نہ کچھ بھی کام کے
ہم غلام مصطفیٰ ہیں نام کے

نام سے اللہ کے رہتا ہے ملا
یا نبیؐ صدقے تمہارے نام کے

اے صبا لے چل اسی درگاہ پر
سر جہاں جھکتے ہیں خاص و عام کے

شکل دکھلا خواب میں طیبہ کے چاند
منتظر ہم صبح سے ہیں شام کے

ست آنکھوں کے فدا یا مصطفیٰ
سب ہیں متوالے انہیں دو جام کے

کیا سیہ کاری کا ڈر عاشق ہیں جو
مصطفیٰؐ کی زلف شب گوں فام کے

اپنے ویسا جو نبیؐ کو کہتے ہیں
ایسے نالائق ہیں وہ کس کام کے

خلد دو اوروں کو تم ہم سے ملو
مستحق عاشق ہیں اس انعام کے

اللہ اللہ اوج وہ معراج کا
انبیا قائل ہیں اس اکرام کے

موت آئی اور نہ طیبہ کو گئے
اے مقدر ہم ہیں پھر کس کام کے

شکر اے شائق کہ دل کی لوح پر
حرف کندہ ہیں نبیؐ کے نام کے

۱۰

جو محمدؐ کا تصور ہے جانے والے
شان وحدت سے ہیں وہ آنکھ لڑانیوالے

یہ نئی بات ہے پھر مجھ سے جدا رہتے ہیں
میری آنکھوں میں مرے دل میں سمانیوالے

آ خیال رخ حضرت میری غمخواری کو
تیرے ارمان ہیں فرقت میں ستانے والے

حشر میں تیری شفاعت کے بھروسے ہوں میں
ورنہ اعمال نہیں ہم کو بچانیوالے

دیکھکر لشکر احمدؐ کو فرشتوں نے کہا
سر بکف جاتے ہیں یوں سر کے کٹانیوالے

سن لیا ہم نے کہ دیدار نبیؐ ہے پس مرگ
اسی امید پہ ہے جان سے جانے والے

پا ہی لیتے ہیں پیمبرؐ کا نشاں اپنے میں
جو کہ ہیں نقش خودی دل سے مٹانیوالے

کف افسوس ملا کرتے ہیں تقدیر سے ہم
اور طیبہ کو چلے جاتے ہیں جانے والے

جلوہ کچھ اور نظر آتا ہے سبحان اللہ
تیرے صدقے مری صورت کے بنانیوالے

خواب میں گر نظر آجائے کفِ پائے نبیؐ — ہاتھ چومیں گے مرا سارے زمانے والے

میں بھی ہوں تیرا گدا بھیک سے کچھ جھولی میں — او مرے دین کی دولت کے لٹانے والے

حسن پر آن کے نہ کرتے کبھی بھولے سے نظر — دیکھتے گر تمہیں یوسف کے زمانے والے

یوں فرشتوں سے کہوں گا تہِ مرقد شائق
ٹھہرو ٹھہرو مرے سرکار ہیں آنے والے

ہم برے اعمال کر کے مر چلے — امتِ احمدؐ کو رسوا کر چلے

ڈر ہمیں کیا تیرگی قبر کا — نورِ عشق مصطفیٰؐ لے کر چلے

یادِ ابروئے نبیؐ بسمل نہ چھوڑ — حلق پر جلدی مرے خنجر چلے

رحمتِ حق نے بلایا پیار سے — ہم جو روتے جانبِ محشر چلے

راہِ طیبہ میں تھکے جو اپنے پاؤں — ضعف کہنے لگ گیا اب سر چلے

کھائیگا ٹھوکر قیامت میں وہی — جو یہاں دولت پہ تن تن کر چلے

نعمتِ دنیا پہ فخر اچھا نہیں — چاہئے انسان کو جھک کر چلے

سب نے حضرت آپ کا کلمہ پڑھا — لاالٰہ کا عجب نشتر چلے

مرنے والے لیگئے کیا اپنے ساتھ — ہاں مگر دو گز کفن لے کر چلے

حشر میں یاد آئے جب اپنے گنہ — آیت لاتقنطوا پڑھ کر چلے

تھے شکم میں جب کفن میں اب نہاں — چھپکے ہم آئے تھے پھر چھپکر چلے

مر گئے تو بیکسی نے یہ کہا — سینہ پر ہاتھ اپنے خالی دھر چلے

خاکِ طیبہ پر نہ چل نعلین سے
شائق اس پر اپنے پیغمبر چلے

یا نبیؐ کچھ تو کہو میرا جگر کس کا ہے — تم مدینہ میں اگر ہو تو یہ گھر کس کا ہے

کون اللہ کو دیکھ آئے گرے دیکھ کو کون — یہ نظر کس کی وہ اندازِ نظر کس کا ہے

پڑھ کے فی انفسکم ہو گیا میں دیوانہ
سوچتا ہوں مری رگ رگ میں اثر کس کا ہے

یا نبی یوں تو بہت آپ سے بڑھ کر ہیں حسین
دل میں اللہ کے فرمائیے گھر کس کا ہے

میرے سرکار کا کیا حسن کہوں اے زاہد
جلوہ اللہ کو بھی مد نظر کس کا ہے

نور بن کر نہیں رہتے ہو جو سینے میں حضور
پھر مرے دل میں جو چھوٹا سا یہ گھر کس کا ہے

۴
گر کے روضہ پہ بچھاؤنگا میں بھی شائق
یا نبی دیکھئے دہلیز پہ سر کس کا ہے

مورا بانکا سنوریا لبھائے لیو جائے
لبھائے لیو جائے منائے لیو جائے

وا کا لقب ہے مدینہ کا سائیں
دیوانہ مجھکو بنائے لیو جائے

کام نہیں دیکھے عمل نہیں پوچھے
رحمت سے اپنے بچائے لیو جائے

راج دُلارا رنگ رنگیلا
روٹھے کو اپنے منائے لیو جائے

نزع میں آکر درس دکھا کر
ساتھ ہی اپنے بلائے لیو جائے

برچھی نظر کی دل میں لگی ہے
نینوں سے نیناں لڑائے لیو جائے

امت کو محشر میں داور کے آگے
دامن میں اپنے چھپائے لیو جائے

سجدے میں گر کے کر کے شفاعت
دوزخ سے ہم کو چھڑائے لیو جائے

۵
شائق گو تم بے پر ٹھہرے
شوق مدینہ اڑائے لیو جائے

کہیں جانے سے غرض ہے نہ کہیں آنے سے
کام عاشق کو نہ کعبہ سے نہ بت خانے سے

عاشق زار پہ ظلم و ستم و جور و جفا
سخت پچھتاؤ گے دیکھو مرے مر جانے سے

وصل کی شب ہے ذرا شرم و حیا دور رکھو
صبح ہو جائے گی آخر یونہی شرمانے سے

ستیں کر کے تھکا کیوں نہیں آتا ظالم
کیا ترے پاؤں دکھیں گے مرے گھر آنے سے

آتش عشق بھڑک جائے گی دیکھ اے ناصح
اور بگڑیگی طبیعت ترے سمجھانے سے

چھوڑ دے عشق بتاں یہ تو بلا ہے شائق
دیکھ کیا حال ہوا ہے ترا غم کھانے سے

مریکا وقت ہے اے موت اسدم آ تو بہتر ہے
تصور میں نبی ہیں اور نبی کے پاؤں پر سر ہے

تصور اسطرح دلمیں نہاں اے بندہ پرور ہے
مرے سینہ میں دل ہے دلکے اندر آپکا گھر ہے

سیہ کاری سیہ کار و سیہ کاری کا دفتر ہے
نہیں ڈر اپنے دلمیں الفت زلف پیمبر ہے

ازل سے دل مرا مست مئے عشق پیمبر ہے
اُسی کا نشہ ہے ابتک اسی کا سر میں چکر ہے

فراق مصطفےٰ میں سب مرا گھر بار مضطر ہے
جگر بیچین جاں بیتاب دل قابو سے باہر ہے

اسی آئینہ میں تو فگن روئے پیمبر ہے
مرا دل بھی جدا رکھے نصیبے کا سکندر ہے

عجب ہجر نبی میں آبرو ئے دیدہ تر ہے
کہ پنہاں اشک کے قطروں میں موج حوض کوثر ہے

خیال عارض گلگون حضرت دل کے اندر ہے
اسی باعث جنازہ پر مرے پھولوں کی چادر ہے

کہاں کعبہ کہاں طیبہ سمجھ کا سارا چکر ہے
تجھی میں ہے پنہاں تیرا دل دولہا کا منظر ہے

مقام عشق کیا اعلیٰ مقام اللہ اکبر ہے
خدا کے پاک دل میں بھی رسول اللہ کا گھر ہے

درخشاں داغ ہجر مصطفےٰ سینہ کے اندر ہے
اُجالا میرے گھر کا آفتاب روز محشر ہے

نہ موت آئے نہ آپ آئیں نہ دم نکلے نہ دل ٹھیرے
نہ مرتا ہوں نہ جیتا ہوں وہ مشکل ہے یہ دو بھر ہے

اسی سے ہوتی رہتی ہے جلا بزم تصور میں
نبی کا عکس میرے دل کے آئینہ کا جوہر ہے

ہجوم حسرت وارماں ہے وہ شہ کے تصور میں
کہ اپنا خانۂ دل رو کش میدان محشر ہے

بہار افزا ہے وہ گل ریزی شمع سر مدفن
ہماری قبر پر بھی قدرتی پھولوں کی چادر ہے

نظر آئے جمال مصطفےٰ کیا تجھکو اے زاہد
کہ زنگ زہد سے تو دلکا آئینہ مکدر ہے

الٰہی وصل ہو یا جلد ہو جائے وصال اپنا
نہیں آتے اگر حضرت قضا آجائے بہتر ہے

رسائی ہو تو کیونکر ہو رسول اللہ کے در تک
مری تقدیر کی گردش میں بھی پاؤں کا چکر ہے

بہت رویا ہوں شرم جرم عصیاں پر خدا شاہد
جہنم کو بجھا دیگا وہ میرا دامن تر ہے

لحد میں چین سے ہم سو رہیں گے اڑ کر اک دن — گل داغ فراق مصطفیٰ کی ساتھ چادر ہے
خلش جاتی نہیں ہے یاد خار دشت طیبہ کی — مرے دل میں کھٹکتی کس مزے کی نوک نشتر ہے
رہا قید تعلق سے ہوا اس طرح جیتے جی — کہ دیوانہ رسول اللہ کا آپے سے باہر ہے
ملی وہ آبرو یاد در دندان حضرت میں — لڑی جو آنسوؤں کی ہے وہ اشک سلک گوہر ہے
خم ابروئے احمد کیا ہے اے زاہد بیاں کر دوں — مقام سجدہ گاہ عاشقاں اللہ اکبر ہے
نہیں ہے امتیاز مال و دولت فرق محتاجی — گدا و شاہ کا رتبہ یہیں مردن برابر ہے
قسم تجھکو ترے انصاف کی اے داور محشر — نبی کے سامنے گر میری پرسش ہو تو بہتر ہے
فقیر مست ہوں کملی میں ہر دم مست رہتا ہوں — جسے کہتے ہیں کملی والا وہ میرا پیمبر ہے
مجھے کافی ہے تو اے دولت عشق رسول اللہ — بظاہر مفلس و نادار ہوں دل تو تونگر ہے
شہنشاہی یہاں ہر دم لٹی رہتی ہے ٹھوکر میں — گدائے کوئے سردار رسل شاہوں سے بڑھ کر ہے
تصور میں لڑی رہتی ہیں آنکھیں چشم حضرت سے — ستارہ بھی مری تقدیر کا کیا سعد اکبر ہے
سما کر اس میں تو اے ماہ طیبہ جلد روشن کر — بنا دے چاند اس کو دل تو اک چھوٹا سا اختر ہے
گلے پر خنجر عشق رسول اللہ چل جائے — یہی اک آرزو دل میں مرے اللہ اکبر ہے
اسی کی بے نیازی کے ہیں جلوے جلوہ گر دل میں — غریبوں کا بھی گھر اللہ کے گھر کے برابر ہے
طلب اپنی بقدر حوصلہ اے بندہ پرور ہے — ہم اتنے پاؤں پھیلاتے ہیں جتنی اپنی چادر ہے
گنہگار محبت شان سے آتا ہے محشر میں — ادھر ہے فوج حسرت کی ادھر ارماں کا لشکر ہے

جو پوچھیں حشر میں مولا کہاں ہے ناتواں شائق
بڑا احسان ہے کہدے کوئی اس وقت بڑھ کر ہے

جیتے ہیں گنہگار شفاعت کے بھروسے — کرتے ہیں گنہ سب تری رحمت کے بھروسے
ہے زاد سفر پاس نہ کچھ آس نہ امید — ہم گھر سے چلے تیری عنایت کے بھروسے
پرسش نہ ہوئی چاہنے والوں سے نبی کے — اچھے رہے محشر میں محبت کے بھروسے

محتاج ہوں مفلس ہوں مگر دل تو غنی ہے
پچھتائیں گے جو رہتے ہیں دولت کے بھروسے

تقوے پہ کوئی زہد پہ نازاں ہے سرحشر
عاصی بھی چلے آئیں گے حضرت کے بھروسے

رسوا نہیں کرنا مجھے اے سرور عالم
آتا ہوں مدینہ کو عنایت کے بھروسے

سب لوگ یہ کہتے تھے وطن میں دم رخصت
ہم سونپتے شائق کو ہیں حضرت کے بھروسے

تصویر ان بتوں کی ہر آن سامنے ہے
نام خدا خدا کی اک شان سامنے ہے

مشل نظر ہے عارف اُس بت کا جلوہ دلبیں
کعبہ ہے میرے تن میں قرآن سامنے ہے

زلفوں کی بو سنگھا دو ٹھوکر سے زندہ کردو
عاشق تمہارا اے جان بیجان سامنے ہے

دیر و حرم کہاں ہے پیش نظر وہ بت ہے
ایمان کی تو یہ ہے ایمان سامنے ہے

یہ کس کی جان لیگا یہ کس کے ساتھ ہوگا
اُبھرا ہوا جو جوبن اے جان سامنے ہے

اللہ رے تغافل جان اپنی جا رہی ہے
بیٹھا ہوا وہ ظالم انجان سامنے ہے

زاہد ذرا تو چلکر صہبائے عشق پی لے
یہ کیا ہے میکدے کی دوکان سامنے ہے

منظور ہے جو تم کو شمشیر آزمانا
عاشق تمہارا ہونے قربان سامنے ہے

اغیار بھی ہے ہم بھی بڑھتا ہے کون دیکھو
تم تیغ تو اُٹھاؤ میدان سامنے ہے

وہ دور سے دکھاکر تصویر اپنی بولے
یہ کون ہے ادھر آ پہچان سامنے ہے

جتلا کے میری الفت وہ مجھ سے کہہ رہی ہیں
شائق یہ کیا ہے تیرا دیوان سامنے ہے

تری دوری جو اے شاہ امم ہے
مصیبت ہے قیامت ہے ستم ہے

سگ ہے طاق حرم ہم جانتے ہیں
ترے ابرو میں اے پیارے جو خم ہے

گدائے کوئے عشق احمدی ہوں
مجھے کب شوق دینار و درم ہے

ترے بیمار کی جاتی ہے اب جاں
مسیحا جلد آ ہونٹوں پہ دم ہے

کسی کے ہجر میں آتی ہے ہچکی
کسی کی یاد دل میں دم بدم ہے

لگی اُس رشکِ گل کی ہے مجھکو
یہی جنت یہی رشکِ ارم ہے

رسول اللہ جمال اپنا دکھا دو
کہ میں مرتا ہوں اور آنکھوں میں دم ہے

نہ چھوڑونگا کہے گر لاکھ کوئی
یہ سر ہے اور محمد کا قدم ہے

۴

تجھے کیا حشر کا ہو خوف شائق
یہ ہاتھ اور دامن شاہ اُمم ہے

مجھے ہے کام ہجر پیر میں آنسو بہانے سے
نکلتی ہے تپ ہجراں کی گرمی اس بہانے سے

غلاموں کو نہ ترساؤ جمال اپنا دکھانے سے
گھٹا چھائی ہے غم کی چاند سی صورت چھپانے سے

سمک سے ہو سماں تک غل مری دلکی صفائی کا
کہ ہوں غوث زماں کا شیفتہ میں ابتدا سے

تمہیں پر ناز ہے جبتک بلاؤ گے نہ پاس اپنے
تمھارے روٹھنے والے نہ مانینگے منانے سے

میں مرتا جاؤں ہر دم تم لبوں سے قم کہے جاؤ
مجھے ہے کام مرنے سے تمہیں مطلب جلانے سے

یقیں ہے نزع میں تشریف لاؤ گے مگر آقا
نہ جبتک دم نکل جائے نہ سر کو تم سرہانے سے

میں مرجاؤں گی میں آپکی حضرت یہی بس ہے
غرض دفن و کفن سے ہے نہ لاشہ کو اٹھانے سے

طفیل مرشد کامل تمہیں ہیں دیکھتے ہر دم
تصور جم گیا الحمد للہ اب جمانے سے

لحد سے حشر میں اُٹھکر کہوں گا آئیے حضرت
ہوا ہوں بے ٹھکانا آج میں اپنے ٹھکانے سے

ابھی کا مجھکو رونا ہے کہ ہوں میں دور قدموں سے
بلا لو پاس بدتر حال ہے صدمہ اٹھانے سے

بھلے کا ہر کوئی ہے اور برے کا کون ہو ساتھی
بنے کیونکر مری بگڑی مگر تیرے بنانے سے

مرا ہے اعتقاد ایسا یہی ہے بات ایماں کی
ہوئے ہیں اولیا سب بہرہ ور تیرے گھرانے سے

فرشتوں کو جواب صاف دونگا قبر میں شائق
غلام غوث اعظم ہوں ڈرونگا کب ڈرانے سے

ہوا بندھے گی جو محشر میں میری آہوں کی
یقیں ہے فرد بھی اڑ جائے گی گناہوں کی

کریں حضور شفاعت جو رو سیاہوں کی — تو بے گناہوں کو ہو آرزو گناہوں کی
عجیب فقر کی دولت خدا نے دی ہے تجھے — تری فقیری پہ آنکھیں لگی ہیں شاہوں کی
مسافران مدینہ بھٹکتے بھی ہیں کہیں — کہ انتہا ہے تیرا در تمام راہوں کی
حضور ساتھ چلو چل کے جلد بخشا لو — طلب ہوئی ہے سرِ حشر عذر خواہوں کی
چلی مدینہ کو کس شان سے مری عرضی — کہ پیچھے پیچھے ادب سے ہے فوج آہوں کی
نہیں ہے چشم شفاعت میں مردمک کا نشاں — گری ہے اڑ کے سیاہی مرے گناہوں کی
نظارہ حشر میں کس طرح مصطفےٰ کا ہو — کہ روئے پاک پر اک بھیڑ ہے نگاہوں کی
ادب یہ وقت زیارت مجھے سکھاتا ہے — پڑے نہ روضہ پہ پرچھائیں بھی نگاہوں کی
تمہاری لٹ پٹی دستار کے فدا سرکار — اسی سے شان ہے دنیا میں کجکلاہوں کی

نبی کا نام نکلتے ہی منہ سے اے شائق
ہوئی نہ حشر میں پرسش مرے گناہوں کی

قربان جاؤں دل سے میں رحمت خدا کے — جتنے عطا کے ہیں حرف اتنے ہی ہیں خطا کے
زمرہ میں عاشقوں کے کیوں فخر ہو ہمکو — محبوب ہیں ہمارے محبوب کبریا کے
ہم کوئے مصطفےٰ میں ہم شکل نقش پا ہیں — اٹھتا ہے درد دل میں یوں خاک پر بٹھا کے
آؤں گا ہر قدم پہ رستے میں سجدہ کرتے — یا مصطفےٰ ذرا تم دیکھو مجھے بلا کے
آنکھیں مجھی پہ رکھو وحدت کا راز بولو — اپنا سا تم بناؤ نقشہ مرا مٹا کے
ہم دیکھکر نبی کو پھر کس کی شکل دیکھیں — حق سے نظر لڑایا ان سے نظر لڑا کے
عاشق تڑپ رہے ہیں تمکو بغیر دیکھے — تڑپاؤ اور ان کو جلوہ ذرا دکھا کے
لیجاؤ حشر میں تم اس طرح یا محمد — آگے خدا کے پیچھے اپنے ہمیں چھپا کے

آل نبی کی الفت دل میں نہ کیوں ہو شائق
امت کو بخشوایا ہر اک نے سر کٹا کے

لیتے ہیں ملک نعت کی تحریر کے بوسے
پھر حور نہ لے کیوں مری تقدیر کے بوسے

بسمل ہیں جو تیغ نگہ مصطفوی کے
وہ خواب میں بھی لیتے ہیں شمشیر کے بوسے

مژگان محمد کا جو ہو جائے نظارہ
لیں لگے وہیں زخم سے ہم تیر کے بوسے

مانع جو نہ ہوتا ادب سرور عالم
لے لیتا تصور ہی میں تصویر کے بوسے

آجائیں اگر مجھکو نظر پیارے محمد
لوں آنکھ سے میں اپنی ہی تقدیر کے بوسے

یاد آئے اگر زلف رسول عربی کی
دیوانہ بھی لے قید میں زنجیر کے بوسے

اس طرح کہوں نعت نبی حشر میں شائق
لے خلد میں قدسی مری تقدیر کے بوسے

بلبلیں خوش خوش ہیں کیوں کسکے لئے
کیا بہار آئی ہے خاص ان کے لئے

ہم نہ ہوں بار گراں کے لئے
لے کسی روئے گی پھر کن کے لئے

وہ فدا ہوں عنبر ہو مجھ سے نفور
چاہ کی تھی کیا اسی دن کے لئے

ہے جوانی میں امنگیں زور پر
دل لگی زیبا ہے اس سن کیلئے

اک اشارہ میں زمانہ لٹ گیا
دین و ایماں تم نے گن گن کے لئے

چاہنے والوں سے ہے پردہ نہیں
پھر بہار حسن ہے کس کے لئے

نزع میں بھی وہ نہ آئے ہائے ہائے
پتلیاں پھرا گئیں جن کے لئے

رفتہ رفتہ تیرے چہرہ کی ضیا
نور ہو گی چشم باطن کے لئے

آئینہ دونوں کا حسن و لعزوز
نور حق ہے چشم باطن کے لئے

ہم سے نخوت ہم سے بل ہم سے غرور
آپ پھر سرکار ہیں کن کے لئے

موسم گل ہی میں اجڑا آشیاں
رو رہی ہیں بلبلیں تنکے لئے

وصل میں وہ شام ہی سے سو گئے
نیند بھی نعمت ہے کس کے لئے

ہمت و تاب و تواں صبر و قرار
لٹ گیا گھر بار سب ان کے لئے

دل دیا اللہ پہ رکھ کر تجھے
کیوں کروں تکرار ضامن کے لئے

کیوں کہوں اللہ اکبر وقت قتل
یہ تو زیبا ہے موذن کے لئے

یا خدا ہو عمر بھر کار روز وصل
منتیں مانی ہیں اس دن کے لئے

یاد مژگاں کا ہے ہر دم جو خیال
بلبل دل نے نئے پر سنکے لئے

دونوں ہیں مشتاق عدوئے شام وصل
مرغ دل کش ہے موذن کے لئے

ہے بہار عیش بھر کن کے لئے
ہو نیا معشوق ہر دن کے لئے

در بدر ہم ہو گئے جن کے لئے
وہ نہ آئے گھر میں اک دن کیلئے

جان ہم نے نذر کر دی عشق کے
یہ پری بھی اڑ گئی جن کے لئے

حشر میں بھی گر نہ بخشے جائیں ہم
رحمت حق پھر ہے کس دن کیلئے

ان کو بتلا کر کہوں گا حشر میں
یا خدا ہم مر مٹے ان کے لئے

انبیا کے آئینے دھندلے نہوں
ہے یہ عینک چشم باطن کے لئے

ہیں مرے حامی شفیع المذنبین
بخشدے للہ تو ان کے لئے

جان دی ہے میں نے انکو دیکھکر
حسن خود کافی ہے ضامن کیلئے

ان کی مژگاں نے کیا چھلنی اسے
لڑ رہے ہیں ایسے وہ تن کے لئے

مجھکو بتلا کر وہ بولے غیر سے
ہو گئے بدنام ہم ان کے لئے

گھورتے ہیں بدر کو وہ شام سے
چاندنی پڑتی ہے ہمسن کے لئے

حشر میں کیا حشر ہوگا دیکھنا
مر رہے ہیں ہم اسی دن کے لئے

کیا چمن میں گل ہوئے ہیں خندہ زن
بلبلیں ہنستی ہیں کیوں تنکے کیلئے

مر گئے ہم آئے جب وہ شام وصل
موت کیا بیٹھی تھی اس دن کیلئے

اس نے بے گنتی کئے ظلم و ستم
ہم نے بوسے جبن کے گن گن کیلئے

باغباں کے خوف سے ای عندلیب
پھول بھی گلشن سے گن گن کے لئے

کھیلتے ہیں وہ کھلونا جسان کر
دل مرا تحفہ ہے کمسن کے لئے

دل لگاکر کیوں ہوے انجان آپ
کیا محبت تھی یہ دو دن کے لئے

مذہب عشق از ہمہ ملت جدا
بت ہمارے حور مومن کے لئے

دل میں اک حسرت نہ پھر باقی رہے
تم جو گھر میں آؤ دو دن کے لئے

میکدہ میں یوں ہوئی رد و بدل
جام بھی گن کے دئے گن کے لئے

سو شو مومن ہے نام اللہ کا
فخر تنہائی ہے مومن کے لئے

وحدت و کثرت ہے مجھ میں آشکار
میں ہوں برزخ پاک باطن کیلئے

حضرت واعظ کی یا رب خیر ہو
رند بگڑے بیٹھے ہیں ان کے لئے

عشق نے لوٹا جوانی میں ہمیں
سب مصیبت تھی اسی دن کیلئے

اپنا آنا خود ہے جانے کی دلیل
زندگی شائق ہے دو دن کے لئے

پوشیدہ کون آپ میں ہے جان جائیے
پردے میں رہنے والے کو پہچان جائیے

انداز اپنے حسن کا گر جان جائیے
صورت بنانے والے کے قربان جائیے

عظمت دل حزیں کی اگر جان جائیے
قربان کرنے والے پہ قربان جائیے

کہتے ہیں صاف ابروئے خمدار آپکے
لوہا ہماری تیغ کا اب مان جائیے

امر محال وصل سے آسان کیجیے
جو بات ماننے کی نہیں مان جائیے

دل کہہ رہا ہے آپ کے سر پہ نثار ہو لے
کہتی ہے جان آپ پہ قربان جائیے

ان بھولی بھولی باتوں پہ کیوں کر نہ پیار آئے
کہتے ہیں کہدے پھر ترے قربان جائیے

بیٹھے وہ میری لاش کو ٹھکرا کے بعد قتل
کس منہ سے اب کہو گے کہ قربان جائیے

الفت سے ستم کہا یہ ستمگر نے وقت دفن
اب ساتھ لے کے قبر میں ارمان جائیے

کہہ دوں گا صبح وصل یہ اُن سے دم اخیر
ہمراہ اپنے لیکے سب ارمان جائیے

انکار وصل کرتے ہیں وہ بال کھول کر
مطلب یہ ہے یہاں سے پریشان جائیے

دریا پہ یاد زلف نے وحشی بنا دیا
ہر موج کہہ رہی ہے پریشان جائیے

آئینہ لے کے سامنے گیسو سنوارئے
یوں گھر میں غیر کے نہ پریشان جائیے

ہوتی ہیں اُن کی زہر بھری مہربانیاں
گھر دشمنوں کے آپ نہ مہمان جائیے

کہتے ہیں اُن کے تیر نظر مجھ کو دیکھ کر
حسرت زدہ کے سینہ میں مہمان جائیے

تشریف لائیے کبھی حسرت مآب میں
اک دن خدا کے گھر بھی تو مہمان جائیے

ملنا محال ہے دل گم گشتہ کا نشاں
مٹی گلی کی اگر چھان جائیے

کچھ بھی نہ پائیں گے خبر اپنی جناب شیخ
دیر و حرم کی خاک اگر چھان جائیے

ہے ہے یہ کہنا یاس سے انکا دم اخیر
اللہ آپ کا ہے نگہبان جائیے

پرسش کریگا کوئی نہ دیوانہ جان کر
محشر میں چاک کرکے گریبان جائیے

مہمان کا ہجوم ہے اور تنگ ہے مکان
کسطرح لیکے قبر میں ارمان جائیے

مدفن پہ یوں نہ روئیے گیسو بکھیر کر
ہوتی ہے میری روح پریشان جائیے

بے پردہ آکے جلوہ دکھا دیجئے مجھے
موسیٰ کی طرح کرکے پشیمان جائیے

ہے مقتضائے شوق کہ مدفن ہو کوئے یار
مر کر حریم خلد میں مہمان جائیے

کہتی ہے قدسیوں سے دم حشر مغفرت
رحمت کا شامیانہ ذرا تان جائیے

عکس اپنا آئینہ میں دکھا کر وہ کہتے ہیں
معشوق کون ان میں ہے پہچان جائیے

پہچان لیجے بیٹھا ہے آئنے میں فنا
اُلٹے نہ رکھ کے سر مرے احسان جائیے

اتنا و راہ میں تو نہ گھونگٹ اُٹھائیے
کم عاشقوں کے ہوتے ہیں اوسان جائیے

آخر کو پاک ہو گئے بدنام ہو گئے
گھر میں عدو کے جائیے مہمان جائیے

تھا کمسنی سے ساتھ ہی انکار وصل کا
کہتا ہے اب شباب کہ اب جان جائیے

کایا پلٹ کبھی تو ہوا ایسی بھی یا خدا
مجھ سے کہیں وہ بات مری مان جائیے

آئے ہیں نزع میں تو ذرا صبر کیجئے
جب جان میری جائے تو پہچان جائیے

دیوانے اپنے ہو گئے آئینہ دیکھکر
کہتے ہیں عکس سے ترے قربان جائیے

سنتے ہیں ہم کہ قند مکرر ہے مزا
اک گالی اور بھی ترے قربان جائیے

ہاں ہاں ذرا کہو تو نہ چھیڑو مجھے ہٹو
ان بھولی بھولی باتوں کے قربان جائیے

کا ندھا نہیں مجھے انہیں سمجھاوے ہمنشیں
میت کے آگے آگئے ہیں ارمان جائیے

ملنے پہ وہ ہوئے ہم کو دکھا تیسے کیا حصول
غش آرہے ہیں جاتے ہیں اوسان جائیے

شکر خدا کہ آئے عیادت کو نزع میں
یہ بھی بہت ہے آپکا احسان جائیے

اعمال کہہ رہے ہیں یہ دنیا میں غافلو
لے کر گناہ سر پہ پشیمان جائیے

رشاؔ خدا کو حشر میں کیا منہ دکھاؤ گے
دل میں بتوں کا لیکے نہ ارمان جائیے

بگڑی ہوئی ہے بات تو پھر جان جائیے
ہے کون دل نشیں اسے پہچان جائیے

دشمن کے گھر سنبھل کے مری جان جائیے
خود آپ اپنے بن کے نگہبان جائیے

ہے عقل پہ گھمنڈ تو پھر جان جائیے
ہے کون مشت خاک میں پہچان جائیے

شام وصال آپ کے قربان جائیے
اک بات ہے ذرا سی اسے جان جائیے

قاتل بھی رو کے کہنے لگا بعد قتل کے
بسمل کی بیگناہی پہ قربان جائیے

لاکھوں میں اپنے صبر کو کرتے ہیں انتخاب
ظالم تری نگاہ کے قربان جائیے

اے جذب عشق لطف تو جب ہے کہ وہ کہیں
اے آہ پر اثر ترے قربان جائیے

تلوار لیکے قتل پہ تیار ہیں مرے
اللہ وہ کہہ رہے ہیں مری جان جائیے

سمجھانے برق آئے ہیں چوری سے تیغ جی
اور آپ کہہ رہے ہیں مجھے مان جائیے

اک بوسہ دیجے حسن کی خیرات جان کر
ہیں ہوں گدائے عشق مری مان جائیے

آوارگان عشق سے کہتی ہے بےکسی
دنیا کی خاک چھاننا ہے چھان جائیے

ایسا حسیں ملیگا نہ ہرگز جناب دل
سارے جہان کو بھی اگر چھان جائیے

اک حرف عشق کا نہ ملے زاہد و تمہیں
اوراق کل کتابوں کے گر چھان جائیے

میں کیوں ڈروں فشار لحد سے کہ وقت دفن
کہتے ہیں سب خدا ہے نگہبان جائیے

گو پر خطر ہے راہ محبت جناب دل
اللہ آپ کا ہے نگہبان جائیے

میں کوچۂ رقیب میں کیوں سد راہ ہوں
عصمت خود آپ کی ہے نگہبان جائیے

حسن آفریں کے حسن کا شعبہ ہے اپنا حسن
کیجو نکر نہ اپنی شکل پہ قربان جائیے

دھڑکا ہمارے دل سے قضا کا مٹا دیا
اے خنجر ادا ترے قربان جائیے

ارمان بن کے سینۂ عاشق میں رہ گیا
تیر نگاہ ناز کے قربان جائیے

آئے ہیں بال کھول کے میرے دم اخیر
مطلب ہے قبر میں بھی پریشان جائیے

کہتی ہے ان کے گیسوئے مشکیں کی برہمی
جنگل میں بھی حضور پریشان جائیے

صبح وصال بال ہیں بکھرے ہوئے تمام
آئینہ دیکھ کر نہ پریشان جائیے

فرمائیے نہ کچھ مری تنہائی کا خیال
ہیں دل لگی کو آپ کے ارمان جائیے

ہم جنس پر نثار ہوں میں اے جناب شیخ
ہیں آپکو تو حور کے ارمان جائیے

ٹھوکر سے کیجیے قبر غریبوں کی پائمال
دست جفا سے خاک بھی سب چھان جائیے

شاید کہیں بند دعا نظر آجائے میرا دل
زلفوں کا بال بال ذرا چھان جائیے

اللہ رے ظلم کہتے ہیں وہ آکے نزع میں
گھر میں خدا کے جاتے ہیں مہمان جائیے

کہتی ہے بے ثباتی دنیا یہ عاقلو
مہمان بن کے آئے تھے مہمان جائیے

کیوں بعد مرگ آئے ہیں عبادت کیواسطے
مشکل ہماری ہو گئی آسان جائیے

یہ کہہ رہی ہے ہمت مردان با خدا
دشوار کام بھی تو ہے آسان جائیے

شائق کہوں گا حشر میں احمد کو دیکھ کر

سو جان سے حضور پہ قربان جائیے

شعلہ رویوں کے ستم سے نہیں ہٹنے والے
شمع پروانہ ہیں ہم جل کے لپٹنے والے

تیغ ابرو کے نہیں وار اچٹنے والے
سیکڑوں آن میں کٹ جائینگے کٹنے والے

ہم وہ جانباز ہیں مر کر نہیں مٹنے والے
خاک ہو کر بھی ہیں دامن سے لپٹنے والے

قتل کر دیجیے یا کیجیے اقرار وصال
آپ کے پاس سے اب ہم نہیں ہٹنے والے

جس کو ہم چاہتے ہیں وہ نہ ملیگا جبتک
تری درگاہ سے یارب نہیں ہٹنے والے

کیجیے لاکھ اٹھیں تیر نظر سے چورنگ
مرد میداں نہیں میدان سے ہٹنے والے

بے خطا ظلم کئے جاؤ نہیں کچھ پروا
چاہنے والوں کے دل کب ہیں اچٹنے والے

کہتی ہے ان کی نزاکت کہ نہ گھبرا بسمل
آپ کوئی دم میں ہیں یہ ہاتھ اینٹھنے والے

چھید ڈالیں گے ہزاروں کے جگر دم بھر میں
آپ کے تیر نظر کب ہیں اچٹنے والے

کوئی بلبل گل عارض کا ہوا ہے قربان
ہار پھولوں کے ہیں اغیار میں بٹنے والے

شاید اس شوخ نے ہونٹوں پہ جمائی ہے دھڑی
وہ بھی ہم داغ ہیں جو صدقہ میں بٹنے والے

اے جنوں تو نے بنایا ہے تبرک پس مرگ
ٹکڑے ٹکڑے ہیں کفن کے مرے بٹنے والے

نشۂ مئے نے شب وصل کیا ہے بے شرم
آج کھل کھیلے وہ ہیں تھے جو سمٹنے والے

پاؤں پھیلاتے ہیں دنیا میں سوا اہل دل
گود میں ہاتھ ہوس کے ہیں سمٹنے والے

تری شرمیلی ادا ہم کو لگا رکھیگی ضرور
تیرے گیسو نہیں چہرے پہ سمٹنے والے

اے جنوں موت کا خلعت مجھے پہنا جلدی
یہ وہ کپڑے ہیں کہ ہرگز نہیں پھٹنے والے

سیکڑوں طائر دل ہیں ترے گھر کے گرداں
یہ کبوتر نہیں ٹکڑی میں سے چھٹنے والے

آج زخم دل صد چاک دکھاتے ہیں انہیں
دیکھنے والوں کے دل آج ہیں پھٹنے والے

ہوتے رہتے ہیں اشارے خم ابرو سے ادھر
کٹتے رہتے ہیں یونہیں بزم میں کٹنے والے

سر مقتل نہیں معلوم کہ کیا ہو قاتل
ایک ہے تیغ گلے سیکڑوں کٹنے والے

شمع کی ہم کو جلی اور کٹی سے کیا کام
دل ہیں گنتی کو رکھیں رشک سے کٹنے والے

رات دن جلتے ہیں سینہ میں نفس کے آرے
کٹتے ہیں عمر کے دن جتنے ہیں کٹنے والے

دل مرا لیکے وہ اترا کے یہ فرماتے ہیں
جنس ناقص کے کہیں دام ہیں پٹنے والے

ہو گئی تیغ نظر سے تری دنیا بسمل
مقبرے سب ترے کشتوں سے ہیں پٹنے والے

اپنے پامالوں کو تو خاک سمجھ کر نہ جھٹک
چھوٹتے ہیں ترے قدموں سے لپٹنے والے

آپ کے چاہنے والوں کا وظیفہ ہے یہی
ہر گھڑی آپ ہی کا نام ہیں رٹنے والے

کہا قاصد نے کہ ہے یاد تمہاری تو کہا
وہ بڑے آئے سرے نام کو رٹنے والے

زندہ کرنے ہیں ہے کشتوں سے انہیں کھٹکا
کہ لپٹ جائیں گے اٹھتے ہی لپٹنے والے

دیکھو پچھتاؤ گے چلد نکلے جو ہم سوئے عدم
جانے والے نہیں پھر جا کے پلٹنے والے

ہیں یہ کہتا ہوا پڑھتا ہوں بلائیں لینے
شاخ طوبیٰ سے ہیں یہ ہاتھ لپٹنے والے

سنتے ہیں شب کو جبیں پر وہ چنے گا افشاں
آج مہتاب سے تارے ہیں لپٹنے والے

کیجئے شاد کہ برباد جو مرضی ہو حضور
ہم نہیں آپ کو دل دیکے پلٹنے والے

بشائق آنے تو دو قاتل کو ذرا مقتل میں
دیکھکر تیغ کو چمٹ جائیں گے چٹنے والے

ہاتھ صبح وصل تھے کس کام کے
روک لیتے ان کو دامن تھام کے

غیر کو ساغر مئے گلفام کے
ہائے کیا پھوٹے مقدر جام کے

کٹ گئے جلدی سے یارب کسطرح
زندگی کے دن نہ تھے آرام کے

جائیگا اس قدر جلدی ہے کیوں
ہیں ذرا اٹھ لوں کلیجہ تھام کے

آج ہوں اے ساقیٔ پیماں شکن
ساتھ تو بہ کے بھی ٹکڑے جام کے

اس طرف بھی گردش چشمان مست
منتظر ہیں ہم بھی دور جام کے

درد بھی اٹھتا نہیں ہے یا خدا
ملگئے پہلو سے آرام کے

غیر پر رکھکر تمنا چھپتا سینہ میری
ہیں مخجل روئے سخن الزام کے

وصف دشمن ہوکہ ہو شکوہ مرا
لازم و ملزوم ہیں الزام کے

لو حرم میں آ گیا ہے دست جنوں
تاک میں ہیں جامۂ احرام کے

سانس کھلا لی جو خنجر کی روش
کٹ گئے دن گردش ایام کے

پوچھ لیں باتیں سب انکے ناز کی
چھپ گئے نقشے مرے ہمنام کے

شور پیشانی سے مری بن گئے
موئے آتش دیدہ حلقے دام کے

غیر شائق بن کے بچایا بہت
وہ تو دشمن ہیں مرے ہمنام کے

ضعف سے نالہ نکل سکتا نہیں
حلق میں پھندے پڑے پیام کے

ہو ہجوم نالۂ دل کا پتا
ہو رہتے ہو گئے پیغام کے

قاصدا ہو جائے دراز سیکدہ
داغ دھو لوں جامۂ احرام کے

غیر سے باتیں ہوئیں ہیں شکن
لوٹتے پھرتے لفظ ہیں دشنام کے

چاٹتے ہیں ہونٹ اپنے خط میں
خود وہ لیتے ہیں مزے دشنام کے

شرم عریانی کی لغزش دیکھ کر
خود ہی بو دے گر گئے حمام کے

مجھکو مشتاق اسیری دیکھکر
آنکھیں کھلاتے ہیں حلقے دام کے

کیوں نہیں پہنچا تو پیامبر
شیخ صاحب آ گیا ہیں کس کام کے

ان سے وعدہ کی ہیں یہ بتیاں
صبح سے ہم منتظر ہیں شام کے

مانگتے ہیں وصل کی ان کے دعا
صبح تک پہنچا ہے دامن شام کے

چال میں خورشید کے انداز ہیں
صبح کو پہنچے ہیں چلے شام کے

آگے الٹے پاؤں چلتے ہیں وہ
خوب سمجھے ہیں ہوا نے کام کے

دل شکستوں کو غرض ساغر کیا
بس ہیں یہ دو چار ٹکڑے جام کے

اب تو حالت ضعف سے پہونچی ہے یہ
آہ بھی کرتے ہیں دل کو تھام کے

شاعری ہے شائق اپنی اوج پر

گڑ گئے جھنڈے ہمارے نام کے

۴

تڑپ کر جان دیتا ہے محبت ایسی ہوتی ہے
رسول اللہ کے عاشق کی حالت ایسی ہوتی ہے

قیامت میں خدا بھی بخش دیتا ہے بلا پرسش
گنہگاروں پہ حضرت کی عنایت ایسی ہوتی ہے

کہوں گا دیکھ کر تصویر مرقد میں فرشتوں نے
تمہیں کہدو کہیں انسانکی صورت ایسی ہوتی ہے

کریں گے چلکے سب عاشق جو نالے جاکے روضہ پہ
مدینہ والے بولیں گے قیامت ایسی ہوتی ہے

کہوں گا لوٹ کر طیبہ میں خاک کوئے حضرت پہ
قسم اللہ کی دنیا میں جنت ایسی ہوتی ہے

اغثنی یا رسول اللہ کے نعرے کرتے ہیں ہر دم
جدائی میں کبھی ہم پہ مصیبت ایسی ہوتی ہے

کہا صورت بنا کر تیری خود نقاش قدرت نے
ہیں اس صورت کے صدقے اچھی صورت ایسی ہوتی ہے

قیامت میں چلیں دوزخ میں بندے تیرے کہلا کر
اسی کا نام کیا رحمت تمہاری رحمت ایسی ہوتی ہے

۴

نبی کا نام سن لیتے ہی چیخ اٹھتا ہے محفل میں
کبھی بے چین شائق کی طبیعت ایسی ہوتی ہے

میرے دل کی آرزو دل میں ہے گھبرائی ہوئی
باغ میں ہے اک کلی وہ بھی مرجھائی ہوئی

اس ستمگر نے نہ رکھا چین سے بھی بعد مرگ
ٹکڑے ٹکڑے لاش ہے مرقد بھی ٹھکرائی ہوئی

اس کے زانو پہ نہیں مردن مرا سر دیکھکر
روح صدقے لاش کے پھرتی ہے اترائی ہوئی

شامیانہ کی ضرورت ہم سے بربادوں کو کیا
بیکسوں کی قبر پہ ہے بیکسی چھائی ہوئی

آج اتنی روح کیوں بے چین ہے زیر زمیں
کیا کسی کی ہے سواری قبر پر آئی ہوئی

جان دی جب ہمنے اک پردہ نشیں کے عشق میں
موت بھی آئی تو دلہن بن کے شرمائی ہوئی

زندہ ہوتے ہی مسیحا سے لپٹ کر یہ کہوں
تیرے صدقے واہ کیا اچھی مسیحائی ہوئی

تو نے جانا حق کو زاہد میں نے سمجھا خود کو کچھ
تجھ سے نادانی ہوئی اور مجھ سے دانائی ہوئی

حشر میں پیش خدا شائق نہ ہو رسوا کہیں
فکر کیا ہو بندہ گر دنیا میں رسوائی ہوئی

رنگ لائے گی بس مرگ محبت میری
خود چلے آئیں گے وہ ڈھونڈتے تربت میری

ہو محبت کا برا اس نے کہیں کا نہ رکھا
ہائے بن بن کے بگڑ جاتی ہے قسمت میری

وہ ہوں بے کس کہ نہیں کوئی بھی رونیوالا
ہاں نکل جائے گی بس دل سے حسرت میری

ہے یقیں قبر سے رونیکی صدائیں آئیں
قیس و فرہاد بھی سنتے جو مصیبت میری

تونے وہ پھول چڑھا کر مجھے ممتاز کیا
تیرے ہاتھوں سے دلہن بنگئی تربت میری

میں نے کلمہ جو پڑھا نزع میں اس نے کہا
کہیں اللہ سے کرنا نہ شکایت میری

میری صورت میں دائیں ہیں تمھاری پیدا
جو حقیقت ہے تمھاری وہ حقیقت میری

بدگمانی ہے کہ حوروں سے تعلق نہ پڑے
سنگ بستہ وہ کئے دیتے ہیں تربت میری

میں یہ سمجھوں گا ملی مجھکو حیات جاوید
تیغ ابرو سے جو ہو جائے شہادت میری

کس نے بیچین کیا کھینچ کے لایا کس نے
یہ محبت ہے تمھاری کہ محبت میری

شعلہ رویوں کی محبت میں سر یہاں گئی
دل جلوں سا ہے ہد کیوں فرض زیارت میری

خوف دنیا کے مصائب سے نہیں کچھ شائق
کبھی راحت بھی دکھائیگی مصیبت میری

دل محمد سے لگانا چاہیئے
حوصلے اپنے بڑھانا چاہیئے

سوئے طیبہ اڑ کے جانا چاہیئے
درد دل چل کر سنانا چاہیئے

جا کے طیبہ پھر نہ آنا چاہیئے
ورنہ جانے سے نہ جانا چاہیئے

تشنگان حشر کو یا مصطفےٰ
ساغر کوثر پلانا چاہیئے

آیئے سرکار یا بلوایئے
قید ہجراں سے چھڑانا چاہیئے

تم شفیع المذنبیں ہو یا رسول
عاصیوں کو بخشوانا چاہیئے

آرزو اس کے سوا کچھ بھی نہیں
اپنا دیوانہ بنانا چاہیئے

یا نبی حسرت سے چشم انتظار
خواب میں جلوہ دکھانا چاہیئے

قبر میں میری فرشتے آئیں جب ۔۔۔ آپ کو تشریف لانا چاہیئے
ہر قدم ہے قدسیوں کی سجدہ گاہ ۔۔۔ سر کے بل طیبہ کو جانا چاہیئے
حکم حق کا لاترفعوا اصواتکم ۔۔۔ آپ کا اعزاز مانا چاہیئے
میں ہوں دیوانہ رسول اللہ کا ۔۔۔ مجھکو اک جنگل بسانا چاہیئے
عاشقِ روئے نبی کو نزع میں ۔۔۔ سورۂ طٰہٰ سنانا چاہیئے
نور بن کر دیدہ مشتاق میں ۔۔۔ یا نبیؐ تشریف لانا چاہیئے
یا محمدؐ سب کہیں روحی فداک ۔۔۔ اس طرح محشر میں آنا چاہیئے
نزع میں اور قبر میں اور حشر میں ۔۔۔ ہر جگہ ہم کو بچانا چاہیئے
طوف میں ہوں روضۂ پر نور کے ۔۔۔ اے قضا اب جلد آنا چاہیئے
سر ہے پیارے نبیؐ کے پاؤں پر ۔۔۔ جان سے اس طرح جانا چاہیئے
گر کے قدموں پر کہیں گے حشر میں ۔۔۔ آج روتوں کو ہنسانا چاہیئے
آستانِ مصطفےٰ پر سر ہے ۔۔۔ بس یہی ہمکو سرہانا چاہیئے
جلوۂ جاناں نظر آجائے گا ۔۔۔ دل کو آئینہ بنانا چاہیئے
ہمکو روتے دیکھ کر روزِ جزا ۔۔۔ یا نبیؐ ہنسا ہنسانا چاہیئے
سن کے سبحان الذی اسریٰ کے راز ۔۔۔ آپ کے قربان جانا چاہیئے
جا کے صحن روضۂ پر نور میں ۔۔۔ بخت اپنا آزمانا چاہیئے
شائق اپنی رونمائی ہے دلیل ۔۔۔ ایکدن دنیا سے جانا چاہیئے

عالم ہستی نہیں دار الخلود
آئے ہیں شائق تو جانا چاہیئے

راستہ میں جو نظر آگئی صورت اچھی
میں نے مانا کہ سب سے تری صورت اچھی

تھام کر دل یہ کہا آج ہے قسمت اچھی
جس کی آنکھوں میں ہو یہ اسکی ہے قسمت اچھی

سچ تو یہ ہے کہ ہے آئینہ کی قسمت اچھی
دل میں سینہ میں چھپا لیتا ہے صورت اچھی

نزع میں سامنے آجائے جو صورت اچھی
مرتے مرتے بھی کہوں گا مری قسمت اچھی

یوں تو دنیا میں بہت سارے حسیں ہیں لیکن
وہی معشوق ہے ہو جس کی طبیعت اچھی

نہ تو شاگردوں پہ موقوف نہ استادوں پہ
جس پہ ہو فضل خدا اس کی طبیعت اچھی

فیض استاد ازل رک نہیں سکتا ہرگز
خود بخود جوش پہ آتی ہے طبیعت اچھی

عشق دلدار تو مٹی میں ملا دیتا ہے
اچھے اچھوں کی بگڑ جاتی ہے ہیئت اچھی

دشمنی میں مری اس بت کو مزا ملتا ہے
کیوں نہ کہدوں کہ محبت سے عداوت اچھی

گھر میں بلوا کے نہ دے غیر کے آگے دشنام
ایسی دعوت سے تو واللہ عداوت اچھی

پیار تو پیار ترا کوسنا بھی پیارا ہے
ترے صدقے یہ محبت یہ عداوت اچھی

ہے ہر اک بات ہر اک شخص کے شایان ثبت
تجھ سے الفت تو رقیبوں سے عداوت اچھی

آئینہ دیکھ کے وہ پیار سے فرماتے ہیں
پیارے ہاتھوں سے بنی کسکی یہ صورت اچھی

میرادہ قول ہیں قربان ذرا پھر تو کہو
اُن کا ارشاد کہ ہاں ہاں مری صورت اچھی

دیکھتے ہی مری تصویر ہوئے شرمندہ
غیر کی جان کے کہہ بیٹھے نہایت اچھی

حسن صورت کو کسی اور سے پوچھو تو سہی
چاہنے والے تو کہدیں گے نہایت اچھی

قصد انکار کا گر ہے تو زباں رک جائے
اس کے ہونٹوں میں تو اس وقت ہے لکنت اچھی

سنتے ہی وصل کی باتوں ہی میں رکنے لگے
دو منٹ آگے سے پیدا ہوئی لکنت اچھی

ترے پازیب کی جھنکار سے اٹھے فتنے
تونے دنیا میں دکھائی یہ قیامت اچھی

جلوۂ یار نظر آتا ہے بے پردہ وہاں
ہے مری موت بھلی اور قیامت اچھی

روز محشر تو حسینوں کا رہے گا میلہ
ہم یہ کہتے ہوئے جائیں گے قیامت اچھی

سب میں جلوہ ہے اسی کا ہمیں کیا کیوں کہدیں
اسکی صورت ہے بری اسکی ہے صورت اچھی

یوں تو کہنے کو کہوں میں بھی کہے دیتا ہوں
بوسہ دوگے تو کہونگا کہ ہے صورت اچھی

میں نے جب عرض کیا کہئے طبیعت تو ہے ٹھیک
آنکھوں آنکھوں میں کہا اس نے نہایت اچھی

جس قدر کام ہیں دنیا کے وہ جھگڑے کے ہیں
نہ تو اچھی ہے خوشی اور نہ مصیبت اچھی

سر میں سودائے محبت ہے تو پھر ڈر کیا ہے
چیز اچھی ہو تو ہاتھ آتی ہے قیمت اچھی

بارہویں سال اُبھار آیا ہے کچھ سینہ پر
مال آیا ہے نیا اس کی ہو قیمت اچھی

ایک بوسہ پہ وہ دل مانگتے ہیں ہنس ہنس کر
کیوں نہ دے ڈالوں کہ اب اُٹھ گئی قیمت اچھی

روز میخانہ میں چلے آتے ہیں اور پیتے ہیں
حضرت شیخ کو بھی پڑ گئی عادت اچھی

ظلم کرتے ہیں غضب اس پہ یہ طرہ اس پر
ہنس کے فرماتے ہیں کیا ہم میں ہے عادت اچھی

وعدہ کرتے ہیں قسم کھا کے مکر جاتے ہیں
جھوٹ کہنے کی انھیں ہو گئی عادت اچھی

ایک مدت سے جو شمشیر ادا پہ ہیں فدا
موت سے ان کو ہے سو درجہ شہادت اچھی

غیر کہتا ہے تری تیغ کھلے گی سرِ حشر
جھوٹی اچھی ہے کہ سچی ہے شہادت اچھی

ہے یہ شرما نہ کبھی تیری ادا کے قرباں
پاک بازانِ محبت میں تو نیت اچھی

دیکھنا تیرا عبادت ہے مگر سن او بت
شرط یہ ہے وصل و دیدار ہو نیت اچھی

آج کل زر کا سہارا ہی نظر آتا ہے
نہ رہے وہ جو سمجھتے تھے اطاعت اچھی

بندگی عرض کروں گا میں اسے صم زاہد
دیکھ کر اس کو ہے گر تری نیت اچھی

میں نمکخوار ہوں کیوں کر نہ کہوں اے شائق
میر محبوب علی خاں کی اطاعت اچھی

پتا اس چھپنے والے کا ہمارے دل سے ملتا ہے
یہ رستہ لامکاں کی آخری منزل سے ملتا ہے

ہرا کہتا محبت والا ہر ہر دل سے ملتا ہے
سفر بھی کوسنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے

تری ابرو کا خنجر دیکھا ہے چاند اے قاتل
گلے مقتل میں ہر بسمل ہر اک بسمل سے ملتا ہے

اگر بے پردہ ہو لیلیٰ تو پھر کیا لطف اے مجنوں
مزا تو جھانکنے کا پردۂ محمل سے ملتا ہے

غم لیلیٰ میں مجنوں ہائے کس حسرت سے رو رو کر
کبھی ناقہ سے ملتا ہے کبھی محمل سے ملتا ہے

ترے عشاق شاید بھول جاتے ہونگے ای کافر
نیا دل اور جو تجھکو بھری محفل سے ملتا ہے

جو مثل نقش پا بیٹھے ہیں شکل فتنہ اٹھیں گے
کہ انداز قیامت یار کی محفل سے ملتا ہے

عجب تھا شوخ دل بسمل کہ رگ رگ میں محبت تھی
اچھل کر خون کا قطرہ گلے قاتل سے ملتا ہے

حنا کی سرخ روئی نے کیا یک رنگ و بسمل
لہو کا رنگ بھی رنگ کف قاتل سے ملتا ہے

ید اللہ فوق ایدیہم سے ہم پر ہو گیا ظاہر
کہ جزئی سلسلہ اپنا اسی کامل سے ملتا ہے

مجھے جس شخص نے دیکھا اسے یاد آگیا مجنوں
کہ میرا حال بھی اس مرشد کامل سے ملتا ہے

کسی مفلس سے تم داد و دہش اللہ کی پوچھو
کریموں کا پتہ سچ ہے لب سائل سے ملتا ہے

کبھی اس گھر میں جا نکلے کبھی اس در پہ آ ٹھہرے
ہمارا رنگ آزادانہ بھی سائل سے ملتا ہے

دبی بھولا ہوا غم پھر ہمارا ہوتا ہے تازہ
کوئی حسرت بھرا دل جب ہمارے دل سے ملتا ہے

کسی صورت سے وصل یار کا نقشہ جماتے ہیں
عجب تسکین ہو جاتی ہے جب دل دل سے ملتا ہے

سبق پہلے ہی فقرے سے فنا کا مل گیا ہمکو
اشارہ لفظ بسم اللہ کا بسمل سے ملتا ہے

لفظ مظلوم پر پڑتے ہی ظالم یاد آتا ہے
پتا قاتل کے رخ کا دیدۂ بسمل سے ملتا ہے

نظر آتے ہی چہرہ پڑھتے ہیں والشمس کا سورہ
کہ روزانہ تلاوت کا پتہ منزل سے ملتا ہے

ہمارا دل کسی معشوق نورانی کا مسکن ہے
پتا اس چاند کے ٹکڑے کا اس منزل سے ملتا ہے

کسیکی صاف صورت پر نہ وہ ہیبت آئے ای شائق
یہ کیوں کہتے ہو تم چہرہ مہ کامل سے ملتا ہے

یا نبی دل چاہتا ہے آشنائی آپ کی
کس نے پیارے ہاتھ سے صورت بنائی آپکی

گاہ آدمؑ گاہ موسیٰؑ گاہ عیسیٰؑ گاہ نوحؑ
پردہ پردہ میں ہے کیا کیا رونمائی آپکی

امتی ہوں آپ کا ڈر کیا مجھے دارین میں
جب خدا ہے آپکا سب ہے خدائی آپ کی

دیکھکر صورت ہوا اللہ عاشق آپ کا
دل خدا کا اور وہ بھی رونمائی آپ کی

ہیں عدد طہ کے چودہ ۱۴ طا کے نو اور ہا کے پانچ
چودہویں کے چاند میں ہے روشنائی آپکی

لب ملیں گے روز محشر جب شفاعت کیلئے
ہیں فدا آپ لطف دیکھی مصطفائی آپ کی

اول و آخر ہیں آپ ہی ظاہر و باطن بھی آپ
کیا کہوں کنہِ حقیقت کس نے پائی آپ کی

دولت الفقر فخری سے توانگر کیجئے
بادشاہت دو جہاں کی ہے گدائی آپ کی

چونکہ من نوری کے معنی غور سے سمجھا نہ ہو
اس کے دل میں ہو گئی جلوہ نمائی آپ کی

ہو گیا ظاہر شب معراج اَوْ اَدْنیٰ سے یہ
لامکاں کے اسطرف بھی ہے رسائی آپ کی

جلد مشتاق کو بلا لو ہند سے سوئے عرب
یا نبی بیحد ستاتی ہے جدائی آپ کی

پھر ہوئی وصل میں تکرار خدا خیر کرے
پھر خفا ہو گئے سرکار خدا خیر کرے

پھول کا بار ہوا یار خدا خیر کرے
دیکھو لچکی کمر یار خدا خیر کرے

ہے پڑی گیسوؤں کی مار خدا خیر کرے
کہیں کافر نہ ہو دیندار خدا خیر کرے

تیغ ابرو نظر یار خدا خیر کرے
اک مرے دل پہ ہیں دو وار خدا خیر کرے

انکو لپٹا جو لیا ہٹ کے پرے یوں بولے
واہ یہ بھی ہے کوئی پیار خدا خیر کرے

گالیاں دیتے ہو کیوں کچھ بھی مروت ہے تمہیں
بھری محفل میں یہ تکرار خدا خیر کرے

ایک میں طعن سنوں غمزے سہوں کس کس کے
ادھر اغیار ادھر یار خدا خیر کرے

بت لیے دیں کی محبت ہوئی جب سے دل کو
ہر رگ جاں ہوئی زنار خدا خیر کرے

پھر سنوارا ہے مرے یار نے گیسو اپنا
پھر پڑی دل پہ مرے مار خدا خیر کرے

اک نیا رمز ہے کثرت میں عیاں ہے وحدت
یار کی شکل میں اغیار خدا خیر کرے

شکل کافر ہے کبھی شکل مسلماں ہے کبھی
یار نکلا مرا عیار خدا خیر کرے

چال کبھی چال تری چال کر اللہ کی پناہ
تیرے پازیب کی جھنکار خدا خیر کرے

کیا کسی ترک دغاباز نے پھر یاد کیا
ہچکی آتی ہے لگاتار خدا خیر کرے

کچھ سکھایا مری جانب سے مرے پیار کو
خوش بہت آج ہیں اغیار خدا خیر کرے

سخت جانی کا پتا ہو کہ کہیں کا نہ رکھا
ٹوٹی اس ترک کی تلوار خدا خیر کرے

دل جگر کیوں نہ چھٹیں دیکھ کے تیغ ابرو
دو نیام ایک ہی تلوار خدا خیر کرے

عشق مژگاں میں مرا دل جو اناکہتا ہے
سر نہ چڑھ جائے سر دار خدا خیر کرے

مجھ میں پھر آنکھ سی جھلکی سی نظر آتی ہے
آج لے روزن دیوار خدا خیر کرے

خواب میں آج کوئی غارت دیں آتا ہے
او مرے طالع بیدار خدا خیر کرے

جان یار حضرت عیسیٰ کے بہلانے والے
کہیں چلتا نہ ہو بیمار خدا خیر کرے

مجھ کو وعدہ لب پر چمینوں کے ہنسی آتی ہے
اور وہ بھی ترا اقرار خدا خیر کرے

شیخ جی سر پہ لئے ہو ٹھنا نہ ہیں
علم کے فضل کی دستار خدا خیر کرے

اس جوانی میں کچھ آنچل کی خبر لو اپنے
کیوں جی کپڑا ابھی ہوا بار خدا خیر کرے

پہلے ہی آتش رخسار غضب کرتے ہیں
اور دوپٹہ بھی ہے گلنار خدا خیر کرے

وصل میں ہائے وہ گھبرا کے یہ کہتے ہیں مجھے
آج اے محرم اسرار خدا خیر کرے

پلٹے کھائے نہ زباں پھر کہیں وقت وعدہ
ہوئی لکنت دم گفتار خدا خیر کرے

ہے ادھر باد خزاں تاک میں صیاد ادھر
اب تو اے بلبل گلزار خدا خیر کرے

حشر کے روز محبت سے یہ رحمت نے کہا
روتے آتے ہیں گنہگار خدا خیر کرے

چال سے آفت جاں حشر بپا کرتے ہو
فتنے اٹھے دم رفتار خدا خیر کرے

داغ ہائے دل عشاق چمکتے ہیں مدام
گرم ہے عشق کا بازار خدا خیر کرے

چشم بد دور محب شاد ہوں دشمن پامال
آج بن ٹھن کے چلا یار خدا خیر کرے

ہوش جاتے نہ رہیں دل کو سنبھالے رہنا
آج ہے یار کا دیدار خدا خیر کرے

ثاقب اب اور جوانی میں ستم ٹوٹ پڑا
یار نکلا ہے طرح دار خدا خیر کرے

نازک ہو بار زلف تو آؤ سنبھال کے
بخشو گناہگار ہیں ہم بال بال کے

ہاں آج صاف صاف ہوں تذکرے وصال کے
پہلو بچائیے نہ کہیں بول چال کے

صدمے نہ دیکھئے مجھے رنج و ملال کے
دل دے چکا ہوں آپ کو نازوں کے پال کے

جلوے ہیں یاد دیکھے ہیں جس بے مثال کے
صدقے ہیں ہم اسی کے جلال و جمال کے

جوبن پہ ہاتھ رکھے ہیں ڈر سے وصال کے
جو دل کے چور تھے وہ نگہبان ہیں مال کے

جانے کی عمر بھر نہ مرے دل کی آرزو
ویران کروں گھر تری حسرت نکال کے

چشم سیہ کے عشق میں الٹی ہوا چلی
آتے ہیں شیر پہ ہرن آنکھیں نکال کے

برسوں میں دیکھتے ہیں اسی بے مثال کو
کچے ہیں ہم کہ آپ ہیں کچے خیال کے

جو مجھ سے ہم کلام ہوں منکر نکیر کیا
دو تین فقرے یاد ہیں ان کو سوال کے

ابرو کی یاد سے تو تصور ہے چشم کا
اللہ رے حوصلے مرے بانکے خیال کے

ٹپکے جو اشک آنکھ سے آنکھوں کی یاد میں
لو وہ بھی گھنگرو بن گئے پائے غزال کے

سینے سے وہ لپٹتے ہیں آ کر جو خواب میں
سارے خیال ہیں مرے شوق وصال کے

لاکھوں گناہ پر بھی پہنچتا ہے ہم کو رزق
قربان جائیے کرم ذوالجلال کے

کہتی ہے روح قبر میں چلا کے بعد دفن
غمخوار تھے سو وہ بھی چلے خاک ڈال کے

کہتے ہیں ذکر ہجر پہ وہ مجھکو وصل میں
جانے بھی دیجئے تذکرے رنج و ملال کے

لے لیتے ہو بلائیں جو آئینہ دیکھ کر
عاشق ہوئے ہو اپنے ہی حسن و جمال کے

اے جذب دل انہیں ذرا پلٹا تو دے ادہر
کس ناز سے چلے ہیں مری بات ٹال کے

مشکل میں جان ہے ادہر خوف ادہر رجا
صدمے فراق کے ہیں تو ارمان وصال کے

اس فتنہ گر کی چال کا دیکھو تو طنطنہ
ہے پیچھے پیچھے حشر میں دامن سنبھال کے

موسم بہار کا ہے ترا چودہواں برس
قربان اس جوانی کے اس سن و سال کے

کہتے ہیں فتنہ ہائے قیامت بھی دیکھ کر
شاگرد ہم ہوئے ہیں تری چال ڈھال کے

زاہد نہ پڑ تو وحدت و کثرت کی پیچ میں
جھگڑے ہیں اتصال کے اور انفصال کے

انسان اس کا بندہ ہے زاہد خدا نہیں
قایل ہوئے ہیں ہم بھی ترے قیل و قال کے

کہتا ہے دیکھ کر ترے جوبن کو دل مرا
پھل بھی ہیں پیارے پیارے ترے نخل نہال کے

اچھی بری بنی تو بڑی اچھی بن گئی
ہر ہر میں تفرقے ہیں کمال و زوال کے

کہتی ہے شکل آپ کی دو دن کی ہے بہار
یہ ترا نچہ بھی کھنچتا ہے ترے سن زوال کے

شاہ دکھو سے کہتا ہے یہ شائق حشر میں
ہیں آپ قدردان ہمیشہ اہل کمال کے

پر لیتے کیوں نہ ہوتے مرنا خیال ہے
پھندے پڑے ہیں آپ کی زلف کی چال کے

دم بھر رہا ہے دل بھی آرسی تو نہال ہے
پیچھا لیا ہے اس نے بچپن سے پال کے

ہاں اے نگاہ ناز خدا دیکھ بھال کے
ٹکڑے جگر میں ہیں تری برچھی کی بھال کے

قربان تیرے ناز کے پیارے جمال کے
جلوہ تجھے دکھانا ہے مجھکو سنبھال کے

اللہ رے بات بات میں فقرے ہیں چال کے
سو سو جواب ملتے ہیں اک اک سوال کے

آیا وہ بکھرے بال صبح شب وصال
ادھو وہ پیار سے جلوے پریشان حال کے

عشاق مر رہے ہیں تصور میں عشق سے
اچھے رہو گر وجی مرے ہم ہیں بال کے

مشہور ہے مثل کہ برس کا ہے ایک دن
دن عید کے گلے نہ ملیں ہاتھ ڈال کے

بالکل غلط ہے پیچ میں چہرے کی جھریاں
دست گناہ سے ہیں نشان انفعال کے

ہوتا ہے خاک بھی تو کف پا کو چومتے
کیا خوب شکنجے ہیں ترے پائمال کے

کہتا ہوں لب سے لب کے تصور میں یار سے
ہاں ہاں یہ آنکھ کے یہ لبوں کے یہ گال کے

لے ضعف چوٹ یار کی تصویر پر شانے
گرتے ہیں لاکھ بار مگر دل سنبھال کے

دل میں ہیں پیدا آنکھ میں تل اور جگر میں داغ
پتے ہیں شعبدے ہیں ترے ایک خال کے

ہستی سے قبر و حشر و فردوس و لامکاں
زینے لگے ہوئے ہیں مرے انتقال کے

دنیا کی جن کو چاہ ہو وہ زن مریدہ ہیں
دھوکے میں ہم نہ آئیں گے اس پیر زال کے

آپ کرم سے حشر میں منہ اس کا بھر گیا
دوزخ جو بڑھ چلا تھا زباں نکال کے

خدا غیر کا نہ تھا نہ سہی اور کچھ سہی
جھگڑے سے مول لیجئے جھگڑے نکال کے

انسان کا حسن دیکھ کے بندے بنے ہیں سب
قرباں اے خدا ترے دست کمال کے

دم دنیا سے کھا جاؤگے اب کوئی دم میں تم
اقرار بھول بھول کے وعدوں کو ٹال کے

فرقت نصیب کاٹے ہیں رو رو کے ہجر میں
اک دن بھی کیوں نہ ہو وہ برابر ہے سال کے

پوچھو تو خالی ہاتھ چلے کیوں جہان سے
جنکو بڑے بھروسے تھے دولت کمال کے

ان کا تو مزار کفن بھی تو گل گیا
دنیا میں جو لباس پہنتے تھے شال کے

بسمل کی سرخ روئی کا اتنا رہے خیال
پڑھنا نماز ہاتھ لہو سے نکال کے

نیچا دکھانا حشر میں یارب نہ تو ہمیں
مشہور تھے زمانے میں اونچے خیال کے

ڈر ہے یہی کہ آپ کے دشمن نہ گر پڑیں
آہستہ چلئے دیکھ کے دامن سنبھال کے

ایمان کی یہی ہے کہ ایمان کی ہے یہی
اچھے ہیں وہ جو دوست ہیں اصحاب و آل کے

بت پر کوئی فدا ہے خدا پر کوئی فدا
شیدا ہیں ہم تو اپنے ہی حسن و جمال کے

اے شوق المدد مجھے لپٹا دے یار سے
کس ناز سے چلا ہے وہ گھونگٹ نکال کے

دانا ہیں تو کچھ نہ ملی دم قدم کی خبر
جیتے رہو فقیر چلے دیکھ بھال کے

کیونکر نہ کہدوں یار میں ہیں مجھ میں یار ہے
نظارے چشم دل سے ہوئے اتصال کے

شائق بتوں سے دل کی نہ صحبت کرو کبھی
اللہ کو منہ دکھاؤ گے گھر بیچ ڈال کے

آئی نظر کھلی جو تمہاری قبا مجھے
وحشت نے پھر نہ جامہ میں رہنے دیا مجھے

اس کشمکش میں ڈال نہ تو اے خدا مجھے
خلوت ایک رخ ہے ایکطرف ہے ریا مجھے

تیغ نظر جو مجھ پہ چلی کیسا بھلا مجھے
زخموں نے اپنے منہ سے کہا مرحبا مجھے

حیران کر رہا ہے رخ باصفا مجھے
دکھلاتے اور کس لئے ہو آئینہ مجھے

خوں جگر میں جو رو یا ہوا فائدہ مجھے
بوسہ کف حنائی کا اُس نے دیا مجھے

آئیگا لطف وصل عجب کچھ مزا مجھے
وہ بت کہے جو ناز سے یہ کیا کیا مجھے

جب بوسہ تیرے تیر کا قاتل ملا مجھے
آیا وہاں زخم سے لطف وفا مجھے

تو نے دکھائی شکل نہ او بیوفا مجھے
بس بس محبت اپنی نہ آتی جتا مجھے

کس رنگ حور پر تو فدا ہے بتا مجھے
محشر میں کیا عجب ہے جو پوچھے خدا مجھے

وعدہ پہ وہ شب آئے نہ آئی قضا مجھے
کیا کیجے ہائے دونوں نے دھوکہ دیا مجھے

کشتی غم نے جبکہ کنارے کیا مجھے
ساری خدائی کہنے لگی ناخدا مجھے

لپٹا جو شام وصل تو ہنس کر کہا مجھے
سر کی قسم کہو تو یہ کرتے ہو کیا مجھے

بحر الم سے پار جو حق نے کیا مجھے
نا آشنا بھی کہنے لگا آشنا مجھے

رو کر مرے مزار پہ اُس نے کہا مجھے
یاد آ رہی ہے ہائے تمہاری وفا مجھے

دیتے نہیں وہ بوسۂ دست حنا مجھے
کہتے ہیں رنگ اڑنے کا ہو دغدغہ مجھے

شائق جو اک حسین خدا نے دیا مجھے
کیوں کر نہ دل لگاؤں بھلا تو بتا مجھے

اُمید تھی نہ تجھ سے کہ دیگا دغا مجھے
اب تو تو قتل کرنے لگا بیوفا مجھے

در پردہ یوں ستانے سے کیا فائدہ مجھے
جلوہ ذرا نقاب اٹھا کر دکھا مجھے

دل جل کے خاک ہو گیا آخر اڑا کر
باتیں ہوائی کر کے نہ اب تو اڑا مجھے

مجنوں و بیوفا و دغا باز و پر فریب
کیا کیا وہ آج کہتے ہیں نام خدا مجھے

شاید گرہ میں باندھ کے رکھا ہے میرا دل
ہلکر بتا یہ دیتے ہیں بند قبا مجھے

نکلا جو گھر سے آنکھ میں آیا وہ آفتاب
تار نظر ہوا ہے خط استوا مجھے

ناداں زمیں پہ کھینچ کے نقشا نہ تو
یوں خاک میں نہ کھیل ہی اپنے ملا مجھے

ظاہر میں سبز سبز ہے باطن میں لال لال
اے گل سمجھ نہ صورت برگ حنا مجھے

کہہ دوں گا جو زبان سے وہ کر دکھاؤں گا | رنگ منافقی نہیں آتا ذرا مجھے
مشہور تیرا ہو کے رہوں غیر کی طرح | یوں سر چڑھا کے ہائے نہ اوبت گرا مجھے
اب بھی طریقہ نیک عمل کا سکھائیے | روز ازل سکھایا تھا قالو بلیٰ مجھے
وعدہ پہ دی جو میں نے قسم ہنس کے یہ کہا | دو تم قسم خدا کی نہ بہر خدا مجھے
دولت حواس ہوش کی لٹنے دو اور بھی | پھر مسکرا کے دیکھ تو او بت ذرا مجھے
ہر جائے پھر نظر نہیں آتا ہے اے خدا | کیا بھید ہے خدائی کا اس میں بتا مجھے
دل کی طلب پہ صاف مکر کر دیا جواب | کیوں ہاں غیروں غرض اس سے ہو کیا مجھے

شائق نہیں ہے جسم کا جلوہ تو پھر ہے کیا
یاد آ رہی ہے آیت عرش استوا مجھے

چھائی گھٹا شراب کا نام آفتاب ہے | بارش بھی لطف دے گی کرو قلب شراب ہے
اس رخ روشن کو روح سے میری حجاب ہے | میت پہ رو تا آیا ہے منہ پر نقاب ہے
مرقد میں بھی خیال رخ پر تراب ہے | ہر ذرہ میری خاک کا اک آفتاب ہے
مے میں نمک ملا ہے بڑا انقلاب ہے | سچ ہے کہ غیر جنس کی صحبت خراب ہے
اس شوخ کے تو کھیل میں بھی اضطراب ہے | پچیس ہاتھ میں ورق آفتاب ہے
زیر کفن ہوں میں ترے منہ پر نقاب ہے | اے جان مرگ و زیست سوال و جواب ہے
کیا پردہ دور جام ہے یہ کیف شراب ہے | دل بے لحاظ ہے تو وہ بت بے حجاب ہے
مے ہے گھٹا ہے باغ ہے عہد شباب ہے | زاہد کسے خیال عذاب و ثواب ہے
بے شبہ اے خدا ترا منہ بے نقاب ہے | میری خودی سے آنکھوں پہ مری حجاب ہے
دل میں خیال روئے رسالت مآب ہے | ذرہ میں بند نور رخ آفتاب ہے
بجلی گرے گی بام پہ وہ بے نقاب ہے | کب عاشقوں کو آج نظارے کی تاب ہے
اس شوخ کے فراق میں حالت خراب ہے | دل کو جدا جگر کو جدا اضطراب ہے

مال ومتاع وحسن پریشان خواب ہے
دنیا کی آب وتاب بھی مثل سراب ہے

عشق بتاں میں عشق خدا کا ثواب ہے
مٹی کی سورتوں میں نہاں آفتاب ہے

جس کو کہ نیند سے لپنے ذرا بھی حجاب ہے
اس پر وفور رحمت حق بیحساب ہے

دیدار جس کو یار کا ہو کامیاب ہے
زاہد عبادتوں میں اسی سے ثواب ہے

ایجاں جو تیرے دانتوں میں موتی کی آب ہے
فرقت سے اشک میں مرے گوہر کی تاب ہے

آئی ہے فصل گل وہی شغل شراب ہے
توبہ کی بادہ خواروں میں مٹی خراب ہے

فرقت میں اس کی جان پہ کیا کیا عذاب ہے
شائق کی کچھ خبر بھی نہیں اجتناب ہے

عشاق سر بکف ہیں بڑا انقلاب ہے
قاتل کی تیغ کا تو عجب عیب داب ہے

مضمون وصف روئے رسالت مآب ہے
ہر شعر اس قصیدہ کا اک آفتاب ہے

اے ترک تیر آنکھ بھی دریا ہے خون کا
سر ایک اک شہید کا مثل حباب ہے

منہ چاند سا ہے عکس نگیں جام مئے میں آج
سینہ میں آفتاب کے اک ماہتاب ہے

اک ہاتھ ہی میں پھر گیا دار فنا سے منہ
آب بقا جو سنتے تھے خنجر کی آب ہے

اب ہاں میں ہاں ملاؤ تو کچھ لطف ہو نیا
ہر دم نہیں نہیں تو پرانا جواب ہے

اس مہروش کے رنج میں ہیں رنج بیشمار
ہر روز روز حشر ہے ہر دن حساب ہے

بھولا ہے عکس زلف کو کہتا ہے دیکھ کر
جس آئینہ میں بال ہو بیشک خراب ہے

ناصح یہ بحث کیوں رخ گلگوں کے عشق میں
سعدی نہیں ہوں وہ نہ گلستاں کا باب ہے

دیدار اوس کا ہو دم آخر تو کس طرح
قاتل کے منہ پہ قتل کے دن بھی نقاب ہے

کیوں دل ترا جلا یا کسی آفتاب نے
داغ سیاہ تجھ میں جو لے آفتاب ہے

دل میں مرے نہاں ترے چہرہ کا ہے خیال
صندوقچہ میں نبد خدا کی کتاب ہے

کوثر تجھ کے پیتے ہیں سب بادہ خوار آج
اوس شوخ کی بچی ہوئی جھوٹی شراب ہے

پیری میں توبہ کرکے چلیں گے خدا کے پاس
اے موت تو نہ آ ابھی عہد شباب ہے

دنیا کے نام و ناموری سے غرض نہیں
مومن ہوں بس یہی مجھے کافی جواب ہے

پیری میں شیخ الفت زلف سیاہ کر
جب بال ہوں سپید تو لازم خضاب ہے

ہم رات بھر تڑپتے رہے جس کے ہجر میں
آئی خبر کہ وہ تو وہاں مست خواب ہے

جائیں گے ہم عدم کو کفن سر پہ باندھ کر
دار فنا بس اپنا یہی بو تراب ہے

شائق گیا ہے دم کسی گلرو کے عشق میں
میری لحد کے خاک میں بوئے گلاب ہے

دنیا میں غفلتوں ہی سے ہستی خراب ہے
موت الرحیل کہتی ہے اور ہم کو خواب ہے

چہرہ کسی کے بام پہ زیر نقاب ہے
گردوں پہ آفتاب نہ ماہتاب ہے

شک ہے تو دیکھو آ یہ حبل الورید کو
کہتا ہے کون ہم کو خدا سے حجاب ہے

یاد خدا ضعیفی میں کرتے ہیں اس لئے
سنتے ہیں ہم دعائے سحر مستجاب ہے

میں اس کو جانتا ہوں وہ ہے مجھکو جانتا
مرقد میں کس لئے یہ سوال و جواب ہے

طیبہ میں جاؤں ہائے کب آئے گی وہ گھڑی
دن گن رہا ہوں اور یہی اضطراب ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
وصف محمدی کا یہ لب لباب ہے

دل جس کا صاف ہو اسے عفت سے کیا غرض
کب چشم آئینہ میں نہاں شکل خواب ہے

غیروں کے ساتھ رہتے ہو ملتے ہو ان
کیوں عاشق حزیں پہ تمہارا عتاب ہے

سودائی کوئی کہتا ہے مجنوں کوئی اُسے
عاشق کا آپ کے یہاں کیا خطاب ہے

ابرو ہیں مد تو زلف سطر اور نقطہ خال
چہرہ نبی کا صاف خدا کی کتاب ہے

پھرتی ہے اپنے کھیلے خفا و ظہور میں
غیب و شہادت آپ کے منہ کی نقاب ہے

موجود کی ادا سے ہے معدوم کی صدا
رخسار بے مثال دہن لاجواب ہے

مسند نشین جو کل تھے وہ ہیں آج زیر خاک
دنیائے دوں کا ہائے یہی انقلاب ہے

صورت جو سب سے اچھی ہو پردہ ضرور ہے — احمد کی میم روئے احد کی نقاب ہے

سبزہ کسی کے کان کا پھر یاد آگیا — پھر زخم دل ہرا ہوا پھر اضطراب ہے

ہر ہر میں ہے نہاں وہی ہرجائی آپ کا
شائق تجلیوں کا یہ لب لباب ہے

آنکھ اس بت پہ جو ڈالی جائیگی — آرزو اللہ والی جائیگی

زلف کس سے دیکھی بھالی جائیگی — ہم سے یہ ناگن نہ پالی جائیگی

حسن کی دولت پہ اتنا خوش نہ ہو — بات سچ ہے آنیوالی جائیگی

اس سے ہم چشمی کا گر دعویٰ کرے — آنکھ نرگس کی نکالی جائیگی

کر چکی رسوا سر محفل مجھے — اب تو تیرے منہ سے گالی جائیگی

اک نہ اک دن ہوگا ظالم بھی خراب — آہ مظلوموں کی خالی جائیگی

دل میں کیوں رہتا ہے عشق گلرخاں — کیا کہیں پھولوں کی ڈالی جائیگی

گر کرے دل کچھ فکر مضمون کمر — کب یہ میری نازک خیالی جائیگی

ہے جوانی میں بھی بچپن ہی کی ضد — کب تمہاری خوردسالی جائیگی

کیوں ضعیفی میں خیال قبر ہے — کیا نئی بنیاد ڈالی جائیگی

دیکھ لیں گر رنگ اس رخسار کا — مثل بو پھولوں کی لالی جائیگی

ہے خزاں اور تاک میں صیاد ہے — باغ سے بلبل نکالی جائیگی

ہو گئی ہے اس کے دل سے دلکو راہ — لو غیرا اب تو خیالی جائیگی

کس طرح سمجھاؤں اسکو وصل میں — کیا طبیعت بھی نبھالی جائیگی

قہر کی تیور سے تو دیکھا نہ کر — وقعت اسم جلالی جائیگی

ان کے دل میں اب [illegible] — خاک اس شمع پہ ڈالی جائیگی

وصل کی شب [illegible] — حسرت دل کب نکالی جائیگی

ان حسینوں کی نظر سے دل چھپا — چیز اچھی ہے چرالی جائیگی

شائق اتنی فکر کیوں ہے عمر کی
چیز جو ہے جانے والی جائیگی

۴

ہو جائے غریبوں پہ عنایت کی نظر بھی — کچھ حسن کا صدقہ مرے سرکار ادھر بھی
محبوب خدا کے ہیں خدائی کے بھی محبوب — اک ذات محمدؐ کی ادھر بھی ہے ادھر بھی
معراج میں پہونچے مرے سرکار وہاں تک — ممکن نہیں جس جا ہو فرشتوں کا گذر بھی
اے عشق نبیؐ مجھکو جو منظور ہو لے لے — یہ جان ہے یہ سر ہے یہ دل ہے یہ جگر بھی
جلوہ جو وہاں تھا وہ مرے دل میں عیاں ہے — ملتا ہے مرے گھر سے کچھ اللہ کا گھر بھی
جو نزع میں نظارہ ترا ہو مجھے حاصل — تو سامنے ہو اور ترے قدموں پہ ہو سر بھی
تسکین کرو کچھ تو جمال اپنا دکھا کر — بیتاب جو دل ہے تو تڑپتا ہے جگر بھی
دن آئیگا کب وصل محمدؐ کا الٰہی — اس شام جدائی کی کبھی ہوگی سحر بھی
ہو اور کشش عشق نبیؐ راہ سنا ہے — مشکل کہیں ہوتا ہے مدینہ کا سفر بھی
رخسار محمدؐ سے ہوئی بات یہ پیدا — ساکن فلک حسن پہ ہیں شمس و قمر بھی
پتھرا گئیں ہیں حسرت دیدار میں آنکھیں — تشریف کبھی لائیے سرکار ادھر بھی
اے تیغ نگاہ نبوی میں ترے صدقے — بسمل ہوں ذرا اور ہو اک وار ادھر بھی

شائق جسے کہتے ہیں بری اس کی ہے حالت
ہے آپ کو کچھ اسکی مرے سرکار خبر بھی

۴

سجدے میں سر عرش رسول مدنی ہے — محشر میں گنہگاروں کی کیا خوب بنی ہے
جو گل تری حسرت میں مری روح چمن ہے — کب لالۂ گلشن میں یہ گلرنگینی ہے
کیا تازہ گل عشق اویس قرنی ہے — پھولوں میں یہ سینہ کی جو بوئے یمنی ہے
دندان لب لعل محمدؐ کے تصدق — یہ لعل کا ٹکڑا ہے وہ ہیرے کی کنی ہے

جنت کی عنایت پہ یہ کہتے ہیں ملائک
لائق اسی خلعت کے اویس قرنی ہے

پہونچی ہے مری خاک پس مرگ نبیؐ تک
کیا خوب بگڑ کر مری تقدیر بنی ہے

ملتے ہیں گلے بسمل ابروئے محمدؐ
تلوار کی میدان محبت میں بنی ہے

لٹتی ہے مدینہ میں سدا فقر کی دولت
واللہ عجب دل مرے مولا کا غنی ہے

چل پھر نہیں سکتا ہے رہ وصف نبیؐ میں
خامہ بھی مرا لائق گردن زدنی ہے

اک چاند ہے اور چاندنی ہر اک کے گھر میں
کس کس کی نگاہوں میں وہ ماہ مدنی ہے

اعجاز سے دو ٹکڑے ہوا چاند فلک پر
انگلی کا اشارہ ہے کہ شمشیر زنی ہے

کہتی ہے یہی بے سر و سامانیٔ دنیا
محتاج جو بندے ہیں تو اللہ غنی ہے

دیدار کی حسرت میں پس مرگ بھی وا ہیں
آنکھوں میں مری رنگ اویس قرنی ہے

جالی کے سبب باہر بھی چمک حسن نبیؐ کی
فانوس سے کیا روشنیٔ شمع چھنی ہے

معراج میں ہر گام پہ آتی تھی صدائیں
کیا بانکا طرحدار رسول مدنی ہے

کعبے کی تجلی میں مدینے کی جھلک ہے
سردار جو میرا ہے وہ مکی مدنی ہے

کعبے میں بھی ہیں باغ رسالت کی ہوائیں
مکے کے ہر اک پھول میں بوئے مدنی ہے

پٹکے کو میسر نہ ہوا وصل کمر کا
محبوب خدا کیا تری نازک بدنی ہے

ٹھنڈا ہے بہت سایۂ نخل دل عشاق
آرام سے ارمان ہیں کیا چھاؤں گھنی ہے

جنت کے ہر اک گھر پہ نہ کیوں سایہ ہو اس کا
سنتے ہیں کہ طوبیٰ کی بہت چھاؤں گھنی ہے

چھپ جائیگی محشر میں سیہ کاریٔ امت
کیا ریش مبارک بھی محمدؐ کی گھنی ہے

معراج میں بے پردہ ملے عرش پہ حق سے
حضرت کا بھی کیا مرتبہ اللہ غنی ہے

اللہ رے خلش عشق نگاہ نبوی کی
آنکھوں میں کھٹکتی مرے برچھی کی انی ہے

دل میرا مدینہ میں ہے گو میں ہوں دکن میں
مجھکو تو وطن میں بھی غریب الوطنی ہے

ہے دولت نعت نبوی اس کو میسر

شائق جسے کہتے ہیں وہ قسمت کا دھنی ہے

ہم دکن سے جو سوئے احمد مختار چلے / لوگ کہنے لگے جنت کو گنہگار چلے
کرم ولطف پہ حضرت کے بھروسہ کرکے / ہم وطن سے جو چلے مفلس و نادار چلے
وہی منصور ہے دار میں سردار بھی ہے / جو انا الحق بھی کہے کہکے سر دار چلے
سر بکف ایک زمانہ سے اسی شوق میں ہے / آج تو تیغ نگاہ نبوی دار چلے
راہ طیبہ میں زلیخا جو ملیں اُن سے کہیں / اپنے یوسف کے لئے ہم سر بازار چلے
مست کر دیجے کسی طرح دکھا کر صورت / خواب میں بھی کبھی دردیدۂ دیدار چلے
وصف ابروئے نبی اور سر منبر واعظ / کہیں ایسا نہ ہو خنجر چلے تلوار چلے
دست رحمت نے اتارا اسے جلدی سے / لیکے محشر میں گنا ہونکا جو ہم چلے
چاہ میں کھینچئے اب ہم کو سیہ پا کہ سپید / آپ کے واسطے سب چھوڑ کے سرکار چلے

کرکے بازی گہ دنیا میں گنہ اے شائق
بازی جیتی ہوئی تھی اس کو بھی ہم ہار چلے

کیا بارگاہ رحمت خیر الانام ہے / در پر گنہگاروں کا اک ازدحام ہے
منزل پہ ہم جو پہونچے تو گھر یاد آگیا / صبح وطن کا نام غریبوں کی شام ہے
یوسف ہیں اور حسن محمد میں ہے یہ فرق / گر وہ ہلال ہے تو یہ ماہ تمام ہے
کہتا ہے کوئی بیٹھ کے دل میں انا انا / آواز اس کی آتی ہے اور میرا نام ہے
وہ مظہر خدا ہے تو ہم مظہر رسول / دل ہے مدینہ دل میں انہیں کا مقام ہے
ہے دونوں آنکھیں اپنی در روضۂ رسول / یہ باب جبرئیل وہ باب السلام ہے
مردوں کو زندہ کرتے تھے عیسیٰ کیا کریں / یا مصطفیٰ یہ آپکی ٹھوکر کا کام ہے
اللہ کا الف ہے قد پاک مصطفیٰ / یا جیم ہے تو گیسو ہیں زلف لام ہے
آیت یہ کہہ رہی لقد جاءکم کی صاف / جو نام ہے خدا کا محمد کا نام ہے

کیوں مجھ گنہگار کی بگڑی بنی نہیں
یہ تو حضور آپکا ادنیٰ سا کام ہے

۴
یا مصطفےٰ کرم کی ادھر بھی ہو اک نظر
شائق غریب آپکا دل سے غلام ہے

یارسول اللہ خبر لو ہجر سے دل زار ہے
لب پہ سوزش آنکھ میں آنسو جگر بیمار ہے

یاد حضرت آپ کی ہم عاصیوں کی یاد ہے
بیکسی میں بے بسی میں اک ہی غمخوار ہے

زائروں کو جبرئیل آکر سکھاتے ہیں ادب
کیوں نہ ہو اللہ کے محبوب کا دربار ہے

جس کو کہتے ہیں مدینہ ہے عجب رحمت کا شہر
اے گنہگار و چلو دوزخ سے بچنا [illegible] سرکار ہے

خواب میں وہ دیکھ لیں مجھکو خدا ایسا کرے
اس گھڑی [illegible] اپنا بخت بھی بیدار ہو

موت کو رشتہ محبت کا نہ کیوں سمجھیں بھلا
سنتے ہیں محبوب حق کا قبر میں دیدار ہے

روؤں میں اپنے کلیجہ پر کہ دل پر یارسولؐ
ایک تیر ہجر میں دونوں برابر پار ہے

شکر ہے ہم فخر سے محشر میں کہتے جائینگے
جو خدا کا یار ہے [illegible] سے پیار ہے

کہہ رہا ہوں میں تصور میں نبیؐ کو دیکھ کر
چاند طیبہ کے ادھر [illegible] کیوں بیزار ہے

امتی ہیں بحر غم میں غرق اب یا مصطفےٰ
دستگیری ہو اگر تیری تو بیڑا پار ہے

۴
چاہتا ہے دل کہ دوڑ کر آئے اب وہ ہو ان کے پاس
پر کرے کیا تیرا شائق بخت سے ناچار ہے

تمہیں تو حق کے ہو دلبر محمدؐ تم پہ میں صدقے
مرے آقا مرے سرور محمدؐ تم پہ میں صدقے

تصور میں نہ آؤگے اگر مجھکو نہ چاہو گے
کروں میں ناز پھر کس پر محمدؐ تم پہ میں صدقے

تمہیں تو والکتل ہو تمہیں تو شمع محفل ہو
بس اب تو آؤ میرے گھر محمدؐ تم پہ میں صدقے

غریبی پر نظر کیجے نگاہ لطف ادھر کیجے
کہونگا حشر میں پڑھ پڑھ کر محمدؐ تم پہ میں صدقے

بنا دے مجھکو دیوانہ [illegible]
پلا دے مجھکو پیمانہ [illegible] محمدؐ تم پہ میں صدقے

[illegible] شائق اکبر در حضرت پہ [illegible]
کہوں ہر بار رو رو کر محمدؐ تم پہ میں صدقے

نہیں ہے لطف جینے میں بلا لو اب مدینے میں
پھروں کب تک یونہی در در مجھے طیبہ میں بلوا لے

لحد میں جب ملک آ کے شبیہ پاک دکھلائے
کہوں گا صدقہ ہو ہو کر محمد ﷺ پہ میں صدقے

نبیوں میں ہو تم فائق تمہارا میں بھی ہوں شائق
خدا کے خاص پیغمبر محمد ﷺ پہ میں صدقے

خبر دل کی جگر کی لی کہیں ڈوبی کہیں نکلی
عجب اڑتی ہوئی ناگن یہ زلف عنبریں نکلی

دم و نعرہ نہ سمجھانے سے بھی چین جبیں نکلی
نہیں نکلی تھی جو منہ سے وہی پھر بھی نہیں نکلی

بڑی خونریز اے سفاک تیری تیغ کیں نکلی
دہان زخم کھلتے ہی صدائے آفریں نکلی

عجب غارت گر ایماں نگاہ شرمگیں نکلی
ایسے مارا اسے لوٹا کہیں ٹھہری کہیں نکلی

مرے گم گشتہ دل کی چور زلف عنبریں نکلی
ہوئی چوری کہیں تھی چیز چوری کی کہیں نکلی

ہماری آرزو کب وصل میں اے نازنیں نکلی
بہت نکلی تو کم نکلی جو کم نکلی نہیں نکلی

گرے کیوں کر نہ چنگاری دل دشمن پہ اڑ اڑ کر
پری بن کر ہمارے دل سے آہ آتشیں نکلی

بدل کر سرخ جوڑا جب وہ نکلا بزم دشمن سے
بھبوکا بن کے سینے سے آہ آتشیں نکلی

نگاہ شرمگیں کو جاں ستاں ہرگز نہ سمجھے تھے
نہیں تھی آنکھ جس کی وہ خود زہر آگیں نکلی

گماں کب تھا کہ آہ نیم شب بھی شعلہ انگیز ہے
نرالی بات ہے بجلی بھی خود زہر آگیں نکلی

بہت تھی مشتاق نظارہ پھری مایوس نظارہ
بڑی حسرت بھری سینے سے نگاہ واپسیں نکلی

ہر اک کی آنکھ میں چھپ کر نہ کیوں لہرا تو آئے
چھری بنکر دم آخر نگاہ واپسیں نکلی

تجلی اس کی ہم کو اپنے ہی دل میں نظر آئی
جسے دیر و حرم میں ڈھونڈھتے تھے وہ یہیں نکلی

نظر آیا جو اپنا عکس آئینہ میں وہ بولے
پری تصویر جو چوری گئی تھی وہ یہیں نکلی

وہ گلگر داس ادا سے ناز سے گلزار میں آیا
کلی چٹکی تو اس سے بھی صدائے آفریں نکلی

گنہگار آئے اس انداز سے مایوس محشر میں
زبان مغفرت سے بھی صدائے آفریں نکلی

کیا انکار وصل اس شوخ نے اس طرح شرما کر
آنکھ نیچی ہو گئی جھک گیا سر نہیں نکلی

میں اس انکار کے قربان کہا اس طرح شرما کر — کہ صاف اقرار کا پہلو لئے منہ سے نہیں نکلی
دم آخر مرا دم آگیا ہے کھنچ کے آنکھوں میں — مگر حسرت ترے دیدار کی اب تک نہیں نکلی
نگاہ شوخ بھی ہو صاعقہ عشاق کے حق میں — کبھی تڑپی کبھی چمکی کہیں ڈوبی کہیں نکلی
پڑے ابرو میں بل دشمن پہ غصہ اس طرف اترا — تری تلوار کے صدقے کہیں چمکی کہیں نکلی
ادھر تاکا ادھر جھانکا اسے لوٹا اسے مارا — بڑی چنچل بڑی چلتی وہ چشم فتنہ گیں نکلی
یہ میرے گوشۂ دل میں ہے تم ہو بزم دشمن میں — تمہاری آرزو تو تم سے بڑھ کر شرمگیں نکلی
نہ وہ آئے عیادت کو نہ ارماں کوئی آیا — تمنا بن کے میری جان وقت واپسیں نکلی
قیامت ہو وہ روتے ہیں لپٹ کر میرے سینہ سے — تمنا ہے ہم آغوشی ابھی وقت واپسیں نکلی

دیگر

تمہاری حسرت دل مجنوں سوائے لیلی نہیں نکلی — جو تو محمل نشیں نکلی تو وہ گوشہ نشیں نکلی
قتیل چین ابرو کا نشاں تک مٹ گیا لیکن — جبین ناز سے اب تک نہ وہ چین جبیں نکلی
ملے ہم خاک میں لیکن کشیدہ دل ہیں وہ اب تک — نہ بل ابرو کا نکلا ہے نہ وہ چین جبیں نکلی
کلف مہتاب کا نکلا نہ نکلے گا قیامت تک — نکالے سے کسی کے کب تری چین جبیں نکلی
قدم اٹھنے نہیں دیتی ہو ہرگز چلنے والوں کے — عجب دلچسپ صحرائے محبت کی زمیں نکلی
ترے کشتے پہ مر کر بھی عذاب قبر ہوتا ہے — ستمگر یہ زمیں بھی تیرے کوچہ کی زمیں نکلی

دیگر

تری تصویر جو لے ماہ کامل دلنشیں نکلی — شب تاریک مرقد بھی ہماری چودھویں نکلی
ترے ناقہ کے صدقے ہو رہا ہو خاک ہو ہو کر — تمنا قیس کی اب تک نہ اے محمل نشیں نکلی

تری طبع مضامیں زا کا اے شائق ہی کیا کہنا
وہیں آسماں کی جو شعر کی شکل زمیں نکلی

نگاہ شوخ نے مدت سے دلکو تاک رکھا ہے — اگر یہ اڑ گیا سینہ میں پھر کیا خاک رکھا ہے

مجھے تو گردش چشم بتاں نے تاک رکھا ہے
ترے جگر میں اب کیا گردش افلاک رکھا ہے

متاع اشک سا تو سوز دروں نے لوٹ لی کل
تمہارے پاس کیا اب دیدۂ غمناک رکھا ہے

ذرا تو بل تو دے زلفوں کو اپنی او شکار افگن
دل وحشی ہمارا بستۂ فتراک رکھا ہے

یہی بت حور ہیں دنیا ہے جنت جا بھی اے واعظ
جسے کہتا ہے تو عقبیٰ وہاں کیا خاک رکھا ہے

شہید ہو کے رہ راہ انتظار یار مر کر بھی
اسی باعث عزیزوں نے کفن میں چاک رکھا ہے

عجب چکنا گھڑا ہے کچھ اثر ہوتا نہیں اے پیر
دل واعظ بھی کیا دھویا دھلایا پاک رکھا ہے

ہے ہوگا ایک دن یہ دل ہمارا بت کدہ ہو کر
خدا کے گھر کو ان کافر بتوں نے تاک رکھا ہے

مجھے کچھ وہم تھا [illegible] گیا سخت جانی میں
ترے خنجر میں اب کیا اے بت سفاک رکھا ہے

کھلے جاتے ہیں اس کے پیچ راہ حسن بن بنکر
چھپا کر تم نے زلفوں میں دل صد چاک رکھا ہے

اٹھا رکھا نہیں جھگڑا کوئی روز قیامت پر
یہیں سے ہم نے وا ہوا اپنا قضیہ پاک رکھا ہے

سناتا ہے نوید فصل گل اے باغباں کس کو
یہاں پہلے ہی سے اپنا گریباں چاک رکھا ہے

تری گرد کدورت سے پتا کیا دل کا سینہ میں
یہاں اب خاک اڑتی ہے یہاں کیا خاک رکھا ہے

عجب کچھ عشق میں آفت سے جیتا ہوں نہ مرتا ہوں
قضا نے بھی ادا نے بھی مجھی کو تاک رکھا ہے

مجھے کیا ظلمت مرقد کا ڈر شائق ہے سینہ میں
چراغ داغ عشق صاحب لولاک رکھا ہے

ہندی ہوں تو پیوستہ ہے مکی مدنی سے
الفت ہے وطن میں بھی غریب الوطنی سے

در در پھرے افسوس گدا تیرا کہاں کر
جا کر کوئی کہدے یہ مدینہ کے دھنی سے

دل کو مرے صدقہ کروں دندان نبی پر
توڑو مرا شیشہ اسی ہیرے کی کنی سے

اے خلق رسول عربی میں ترے صدقے
آراستگی ہے تری اولاد نبی سے

رحمت بھی انہیں کی ہے شفاعت بھی انہیں کی
ڈرتے ہیں گنہگاروں کی ہم دل شکنی سے

فرقت میں ابھی الفت مژگان محمد
دل چھید گیا میرا اسی برچھی کی انی سے

منصور سے سردار سے سردار کہایا
اک شمع ہے اور سیکڑوں پروانے ہیں اسکے
سرمد کا بڑا حوصلہ گردن زدنی سے
کس کسکو محبت ہے جوان مدنی سے

پوچھوں گا مزے عشق محمدؐ کے میں شائق
محشر میں ملوں گا جو اویس قرنی سے

ملک دکن سے ہم سوئے خیر البشر چلے
قسمت تو دیکھئے کہ کہاں تھی کدھر چلے

صدمہ اُٹھایا ہجر نبیؐ کا تو مر چلے
کرنا تھا ہم کو کام جو دنیا میں کر چلے

جاگے ہیں رات بھر کے مریضان مصطفےٰ
کرتی ہوئی یہ شور نسیم سحر چلے

پہونچے نہ جیتے جی در پاک رسولؐ پر
کم بخت زندگی ترے ہاتھوں سے مر چلے

لے جا کے آستان محمدؐ پہ چھوڑ دیں
بندوں کا زور کچھ بھی جو تقدیر پر چلے

ہجر نبیؐ میں ضعف سے مرنا بھی ہے محال
رکھتی ہے سانس آ کے لبوں تک اگر چلے

کعبہ سے ہم مدینہ کو یہ کہتے جائیں گے
گھر کو خدا کے دیکھ کے حضرتؐ کے گھر چلے

سب گرم دسر اٹھا ہے مدینہ کی راہ میں
لب خشک ہم چلے تو کبھی چشم تر چلے

دست جنون عشق محمدؐ ترے نثار
ہم چاک چاک نامۂ اعمال کر چلے

داغ فراق شاہ نہاں ہے نہ کفن
دامن میں اپنے ہم گل فردوس بھر چلے

ثابت قدم رہا جو ولائے رسولؐ میں
پھر کیوں نہ پل صراط پہ وہ بے خطر چلے

اڑتے ہوئے ہوا ہے وصال رسولؐ میں
سوئے مدینہ شوق میں بے بال و پر چلے

جب لطف ہے چلوں میں سوئے روضۂ رسولؐ
اور لوگ پوچھیں راہ میں شائق کدھر چلے

کس مصیبت سے شب ہجر بسر ہوتی ہے
دیکھیں کس روز محمدؐ کو خبر ہوتی ہے

اے مرے ابر کرم تیری ترشح ہے ضرور
سنتے ہیں تیز بہت نار سقر ہوتی ہے

دور سے کہتی تھیں حوریں یہ بلائیں لیکر
شب معراج محمدؐ کو نظر ہوتی ہے

محو ہوں یاد رخ و زلف میں کیا مجھکو خبر
صبح ہوتی ہے کدھر شام کدھر ہوتی ہے

اشک خود پونچھتے ہیں دامن رحمت سے حضور
آنکھ جس وقت گنہگار کی تر ہوتی ہے

تا کسے رہتی ہیں امید کی آنکھیں اس کو
نظر لطف محمدؐ کی جدھر ہوتی ہے

راہ طیبہ میں نہیں خضر کی حاجت اے دل
راہ بر خود ہی تمنائے سفر ہوتی ہے

ہائے وہ لوگ بھی ہیں ان کے تصدق جاؤں
رات دن جن کی مدینہ میں بسر ہوتی ہے

نور احمدؐ کی ضیائیں بھی ہیں شامل اس میں
کیسی پر نور مدینہ کی سحر ہوتی ہے

درد ہو اور فزوں یاد نہ بھولوں انکی
کس لئے تجھ میں کمی درد جگر ہوتی ہے

دل وہی دل ہے میاں اس دل کے فدا ہو جاؤں
یاد جس دل میں تری آٹھ پہر ہوتی ہے

یہ تو فرمائیے بلوائیں گے کب طیبہ میں
میہمانی مری کب آپ کے گھر ہوتی ہے

آرزو یہ ہے کہ طیبہ میں رہوں اے شائق
یوں تو ہونے کو دکن میں بھی بسر ہوتی ہے

عاشق گیسو و رخسار ہیں کن کے ان کے
رام سب کافر و دیندار ہیں کن کے ان کے

دو ہلال ان کو کہوں یا کہ دو تلواریں کہوں
کچھ عجب ابروئے خمدار ہیں کن کے ان کے

تار گیسو کے ہیں بکھرے ہوئے مثل سنبل
شیفتہ آہوئے تاتار ہیں کن کے ان کے

لاکھ وہ دل میں چھپائیں نہ کہیں مجھ سے تو کیا
غمزے خود بر سر اظہار ہیں کن کے ان کے

دیکھ کر میری طرف سن کے غزل ہنس کے کہا
چٹپٹے چلبلے اشعار ہیں کن کے ان کے

کبک و طاؤس کی کیا چال پسند آئے ہمیں
ہم تو وارفتۂ رفتار ہیں کن کے ان کے

میٹھی باتوں پہ نہ جانا کبھی تو اے شائق
جھوٹے وعدے غلط اقرار ہیں کن کے ان کے

مرے پہلو سے جو تم اُٹھ کے سدھارے پیارے
ہجر میں دن کو تڑپتے ہیں تمہارے عاشق

اے گردش میں نصیبوں کے ستارے پیارے
صبح تک شب کو گنا کرتے ہیں تارے پیارے

ڈھلے تم کو نظر بام پہ آیا نہ کرو
رنگ لائیں گے یہ غیروں کے نظارے پیارے

خون برساتے ہیں آنکھوں سے ہماری ہر دم
ہجر کے یاقوت جو یاد آتے ہیں پیاری پیارے

کچھ سزاوار ہے تجھے کچھ مری خاطر نہ لحاظ
ہائے نہیں پھرتے یہ غیروں سے اشارے پیارے

آپ کے وعدے ہوئے سارے خلاف اور غلط
اور سچے ہوئے اقرار ہمارے پیارے

وہ وسیلہ ہے کسی کا نہ بھروسہ ہم کو
ہم تو جیتے ہیں فقط تیرے سہارے پیارے

پھر میں پیش نظر رکھ کے تمہاری تصویر
یہی کہتا ہوں سب انداز ہیں پیارے پیارے

ہم جہاں ہم ہیں یہاں تم کو خبر کچھ بھی نہیں
اب تو للہ کرم کیجیے ہمارے پیارے

تیری شوخی میں حیا ہے تو حیا میں شوخی
ترے انداز ترے ناز ہیں پیارے پیارے

وصف میں جس کے لکھا یہ مصرع آصف نے
ترے انداز ترے ناز ہیں پیارے پیارے

تم کیا [illegible] وہ [illegible] رہا قتل کرو
ہم تو ہیں بندۂ بے دام تمہارے پیارے

تیر [illegible] نہ تھم نہ آئے دل پر
کس لئے کرتے ہو آنکھوں سے اشارے پیارے

وہ بھی دن تھے کہ [illegible] کرتے تھے ہر دم ہمدم
یہ بھی دن ہے کہ ہوئے ہم سے کنارے پیارے

نزع کے وقت نہ آؤ گے اگر بالیں پر
شائق خستہ کہو کسکو پکارے پیار سے

تاثیر آہ کی ہے نہ میری دعا کی ہے
وہ بت جو ہے بغل میں یہ قدرت خدا کی ہے

زاہد تجھے امید اگر اتقا کی ہے
ساقی گنہگاروں کو رحمت خدا کی ہے

بسمل کوئی شہید کوئی نیم جاں کوئی
کوچہ تمہارا کیا ہے گلی کربلا کی ہے

پھندے میں گیسوؤں کے جو صدہا اسیر ہیں
فتنہ گری یہ سب اسی کافر ادا کی ہے

یوسف سے بڑھ کے سب کو وہ دلبر عزیز ہے
چاہت ہر ایک دل کو اسی دلربا کی ہے

اس بحر حسن کی ہیں محبت میں غرق ہم
حاجت سفینہ کی ہے نہ اب ناخدا کی ہے

لپٹا ہے دور چرخ میں کیوں دانۂ حیات
ارض و سما کی شکل بھی کیا آسیا کی ہے

دل تشنۂ وصال ہے سیراب کر اسے
فرقت میں جان لب پہ ترے مبتلا کی ہے

بت دعوئے خدائی جو کرتے ہیں برملا
پوشیدہ ان میں شان مگر کبریا کی ہے

تصویر میری دیکھ کے منہ ڈھانپ لیتے ہو
اے نقشِ حیا کوئی حد بھی حیا کی ہے

قامت قیامت ابرو ہلال آفتاب رخ
چہرہ نہیں ہے آپ کا قدرت خدا کی ہے

ہے دل کے آئینہ میں فقط عکس روئے یار
تصویر اس مکان میں اک دلربا کی ہے

گھٹتا ہے کوہ صبر اوتارا در چھٹاؤں میں
دم کا یہ آنا جانا علامت فنا کی ہے

کیا کیا نہ زہر اگلے گی ٹھہائے ہجر میں
چوٹی تمہاری کیا ہے یہ ناگن بلا کی ہے

کل تک تو مارے شرم کے منہ پہ نقاب تھا
پر آج جو ہٹا یہ شرارت ہوا کی ہے

پانی نہ مانگا کشتۂ ابروئے یار نے
تیغ دو دم میں اس کے روانی بلا کی ہے

اس سیم تن کے عشق میں دل خاک ہو گیا
اکسیر کی ہوس نہ طلب کیمیا کی ہے

مشتاق غزل سناؤ کوئی اور نعت شہ
ہر ایک کی زباں پہ صدا مرحبا کی ہے

جو زندہ کرتی ہے مردوں کو وہ گفتار کیسی ہے
بپا ہوتا ہے جس سے حشر وہ رفتار کیسی ہے

خدائی قسمیں کھا کر پھر پلٹ جاتے ہو عہد سے
مکرنے کی یہ عادت اے بت عیار کیسی ہے

شب وصلت جھگڑتے ہیں سحر ہو جائیگی آخر
بس اب آؤ گلے لگ جاؤ یہ تکرار کیسی ہے

اسی پہ ظلم کرتے ہو جو اپنی جان دیتا ہے
نرالی طرز الفت آپ کی سرکار کیسی ہے

ہزاروں عابد و زاہد ترا پڑھنے لگے کلمہ
نگہ غارت گر ایماں تری اے یار کیسی ہے

پریشاں زلف ہے لب خشک ہیں آنسو نہیں رکتے
ہمارے عشق کی تاثیر اے دلدار کیسی ہے

ہزاروں مجرموں کے عیب رحمت سے چھپاتا ہے
تری یہ پردہ پوشی اے مرے ستار کیسی ہے

کیا گو آپ نے انکار آنکھوں کے اشارے نے
لبوں پہ مسکراہٹ سی دم گفتار کیسی ہے

بس اب مشتاق سوائے ختم رسل بلا لو طیبہ میں

کہوں کیا میں طبیعت ہند سے بیزار کیسی ہے

کسی بت پہ بے طور دل آ گیا ہے
اب ایمان کا میرے حافظ خدا ہے

جبین ہے گلابی سے کالی گھٹا ہے
وہ گلرو جو پی کر پلائے مزا ہے

جسے دیکھئے رنج میں مبتلا ہے
محبت حسینوں کی ہے یا بلا ہے

بگڑتے ہو کیوں تم بگاڑا ہی کیا ہے
ہوا تم پہ عاشق یہ میری خطا ہے

تری چاؤ کا ڈھنگ سب سے بنا ہے
میں تجھ پر فدا تو عدو پر فدا ہے

مجھے کوستے ہو تو کوسو مری جاں
سلامت رہو تم یہ میری دعا ہے

مرے اچھے آصف مرے پیارے آصف
سلامت رہو تم یہ میری خطا ہے

شب وصل رو رو کے اُن کا یہ کہنا
یہ کس بے مروت سے پالا پڑا ہے

عجب فتنۂ حشر ہے چال اُس کی
جدھر دیکھئے اک قیامت بپا ہے

یہ کس گل کی بو ڈھونڈنے گھر سے نکلی
پریشاں جو گلیوں میں باد صبا ہے

حسینوں پہ عشاق کے دل کا آنا
مصیبت ہے آفت ہے قہر خدا ہے

کلیجے سے لگ جاؤ دل میں ڈالو
شب وصل کیسی یہ شرم و حیا ہے

چل اب جانے دے تو ہی سچا میں جھوٹا
میں ہوں بے وفا خیر تو با وفا ہے

جنازہ پہ میرے وہ کہتے ہیں ہنس کر
کہو میری جان کون اب بیوفا ہے

کہوں میں جو کچھ سب غلط ہے غلط ہے
کہیں آپ جو سب بجا ہے بجا ہے

کہا وصل کے ذکر پر یوں بگڑ کر
زباں روک کیا تیری سر پر قضا ہے

مرے قتل کی ہو جو محشر میں پرسش
کہوں گا کہ قاتل مرا بے خطا ہے

ہوئے پر بھی مشق ستم ہے لحد پر
ستمگر جفا کی بھی کچھ انتہا ہے

یہاں بے گنہ قتل ہوتے ہیں لاکھوں
گلی آپ کی کوچہ کربلا ہے

وہ شرما کے ہنس کے شب وصل بولے
کہو بے وفائی کا اب بھی گلا ہے

نہ کیوں میں بھی بانکی اداؤں پہ تڑپوں
میں عاشق ہوں جسکا وہ بانکا بڑا ہے

خدا کی قسم سچ بتا میرے قاتل
یہ ہاتھوں میں خوں ہے کہ رنگ حنا ہے

شرابی کو دل دے کے ہوتا ہے رسوا
بتا مجھکو شائق تجھے کیا ہوا ہے

الٰہی نہیں دوسرا مدعا ہے
دکھا دے مدینہ یہی التجا ہے

ہے واللیل میں وصف زلف پیمبر
ترے چہرہ کی مدح میں والضحیٰ ہے

جمال نبیؐ سے ہیں پر نور آنکھیں
جدھر دیکھتا ہوں ادھر مصطفےٰؐ ہے

دکھا دو ہمیں چاند سا جلد چہرہ
محمدؐ اب آنکھوں میں دم آگیا ہے

کہاں حسن یوسف کہاں حسن احمدؐ
ہمارا نبیؐ سید الانبیا ہے

ببیں حال ما یا محمدؐ خدارا
یہی عاصیوں کی زباں پر صدا ہے

نہیں میرے اعمال بخشش کے قابل
محمدؐ کا شائق مگر آسرا ہے

ہے خیال احمدؐ کا صبح و شام اٹھتے بیٹھتے
رات دن ورد زباں ہے نام اٹھتے بیٹھتے

دیتے ہو غیروں کو صبح و شام اٹھتے بیٹھتے
آج مجھکو بھی پلاؤ جام اٹھتے بیٹھتے

ہنس کے لیتے ہیں ہمارا جام اٹھتے بیٹھتے
پیار سے دیتے ہیں وہ دشنام اٹھتے بیٹھتے

اس میں پھنسکر پھڑپھڑاتا ہے کسی کا مرغ دل
ہل رہا ہے گیسوؤں کا دام اٹھتے بیٹھتے

ہم نے کیوں دیکھا کن آنکھوں سے کسی کو بار بار
کر دیا اغیار میں بد نام اٹھتے بیٹھتے

ہوا اثر اتنا تو اے جذب محبت آہ میں
پوچھتے ہیں وہ میرا نام اٹھتے بیٹھتے

دل میں غصہ لب پہ ابرو پر نظر ہے تیز تیز
ہو رہا ہے آج قتل عام اٹھتے بیٹھتے

اب نمازیں کیوں پڑھیں ہم عہد پیری آچکا
ہو نہیں سکتا کوئی بھی کام اٹھتے بیٹھتے

ہے خزاں کا ہاتھ بھی اک دن بہار حسن پر
یوں نہ اترائیے بہت گلفام اٹھتے بیٹھتے

جب خودی باقی رہی پھر کیا نمازوں سے ملا
کٹ گئے غفلت میں سب ایام اٹھتے بیٹھتے

وہ بت نامہرباں کیا مہرباں ہے آج کل
ہو رہا ہے کیوں مرا اکرام اٹھتے بیٹھتے

پیر کے صدقے سے دل کا آئینہ روشن ہوا
دیکھتے ہیں روئے دل آرام اٹھتے بیٹھتے

جا چکی سب تاب طاقت ہائے ہمراہ شباب
چلتے ہیں مشکل سے اب دو گام اٹھتے بیٹھتے

یا الٰہی خیر ہو قاصد ہمارا سمت ہے
لا رہا ہے آج کچھ پیغام اٹھتے بیٹھتے

جب ہو آرام دل پہلو میں اے اشفاق ترے
کس طرح ہو راحت و آرام اٹھتے بیٹھتے

نظر آتا نہیں جب سے مرا دلدار مجھے
اک نہ اک روز نیا رہتا ہے آزار مجھے

کر دیا ہے جو مئے عشق نے سرشار مجھے
سوجھتا ہی نہیں کچھ تیرے سوا یار مجھے

نہیں ملتا ہے نہ مل مجھ سے تو اے راحت جاں
دور پر دل سے نہ کر اپنے تو زنہار مجھے

ورد نالاں کے تصور میں جو آنسو ٹپکے
لوگ سب کہنے لگے ابر گہر بار مجھے

باتیں کرتا ہے کبھی مجھ سے جو وہ شاہد حسن
رشک سے دیکھ کے جل جاتے ہیں اغیار مجھے

وصل کا ہے کبھی اقرار کبھی ہے انکار
تیری دو رنگی مزا دیتی ہے اے یار مجھے

جان ہے لب پہ کبھی درد جگر میں ہے کبھی
زندگی ہو گئی اب ہجر میں دشوار مجھے

یاد وہ دن ہیں کہ سنا کرتے تھے لاکھوں دشنام
یاد وہ دن آئے کہ آنے لگی اب عار مجھے

قصر جنت کی نہ گلزار جناں کی خواہش
بس یہ کافی ہے ترا سایۂ دیوار مجھے

جب سے تو خانۂ دل میں ہے مرے جلوہ فزا
میرا سینہ نظر آنے لگا گلزار مجھے

نزع میں قبر میں محشر میں دکھانا دیدار
کہیں محروم نہ کرنا شہ ابرار مجھے

صورت غوث مرے دل پہ ہے کندہ اشفاق
کیا جلائیگی جہنم کی بھلا نار مجھے

بوسے دیتا ہے مجھے ہر آن ہنستے بولتے — سر پہ رکھتا ہے مرے احسان ہنستے بولتے

آؤ گھر ہے آپکا اے جان ہنستے بولتے — خانۂ دل میں رہو مہمان ہنستے بولتے

ہو برا اس عشق کا شام و سحر روتے کٹی — ہائے گذری کبھی نہیں اک آن ہنستے بولتے

اے بت کافر تری کیا بات کیا کہنا ترا — لے لیا دم میں مرا ایمان ہنستے بولتے

اس گل خنداں کی الفت میں مرا ہوا ہے کباب — کیوں نہ نکلے تن سے میری جاں ہنستے بولتے

اس ستمگر نے نکالا کیا نیا طرز جواب — ذکر وصلت پر ہوا انجان ہنستے بولتے

ہنسنا تھوڑا اور بہت رونا حدیث پاک ہے — ہے دو نادان جس نے کی گذران ہنستے بولتے

ضد نہ کر شب وصل کی ہے جبر سے کیا فائدہ — مان ظالم میرا کہنا مان ہنستے بولتے

آئینہ رو کو جو دیکھا مجھکو سکتہ ہو گیا — منہ کو تک کر رہ گیا حیران ہنستے بولتے

رہتا ہے پیش نظر اُس مصحف رخ کا خیال — اس لئے پڑھتے ہیں ہم قرآن ہنستے بولتے

مسکرا کر اس نے دیکھا ہوش کی دولت لٹی — دیدہ دانستہ ہوا نقصان ہنستے بولتے

جن کی موزوں ہے طبیعت فکر کی حاجت نہیں — تھوڑے دنوں میں لکھتے ہیں دیوان ہنستے بولتے

اپنی کچھ بھی وعدہ خلافی کا نہیں ہے غم انہیں — توڑتے ہیں اپنے سب پیمان ہنستے بولتے

باتیں کرتے کرتے کیوں تو گالیاں دینے لگا — سر پہ آیا کیا ترے شیطان ہنستے بولتے

باتوں باتوں ہی میں اسنے مجھہ پہ جادو کر دیا — پھر طبیعت کو ہوا میلان ہنستے بولتے

ملک ہستی میں عدم سے آیا تو روتے ہوئے — اقربا تیرے تھے اے ناداں ہنستے بولتے

کام ایسا کر کہ تیرے بعد سب روتے رہیں — تو عدم کو جائے با ایمان ہنستے بولتے

داور محشر مرا ہے خوف ہے پرسش کا کیا — طے کروں گا حشر کا میدان ہنستے بولتے

حشر میں غصہ جو ہو تو جہمیں تاب اسکی نہیں — بخشدے مجھکو مرے رحمان ہنستے بولتے

آ ادھر شائق مرے میں روبرو رکھوں تجھے
یوں کہیں اک دن مرے سلطان ہنستے بولتے

میں ہوں مجھکو تو ذرا صورت دکھانی چاہئے
حضرت موسیٰ ہی سے بس لن ترانی چاہئے

چھپنے میں اور بھی نازو ادا دوچند ہیں
چشم بد ہو دور یاں ایسی جوانی چاہئے

داغ دل کو پوچھتے ہو کیونکہ یہ ہے چیز کیا
کچھ تو کچھ اپنے ستمگر کی نشانی چاہئے

پڑھ کے خط پوچھیں وہ اے قاصد تجھے کہنا یہ تو
بندہ پرور آپ کی بس مہربانی چاہئے

کھینچنے کو آپ کی تصویر اے گنج جمال
آپ ہی سا کوئی بہزاد اور مانی چاہئے

زاہدو تم کو مبارک دلق و تسبیح و نماز
ہم سے رندوں کو شراب ارغوانی چاہئے

میں جو کہتا ہوں پہنکر دیکھ تو او بت ذرا
گندمی ہے رنگ جوڑا زعفرانی چاہئے

تم کو آتا ہی نہیں جز گالیوں کے اور کچھ
کیا حسینوں کو یہی بس بدزبانی چاہئے

مٹ نہیں سکتی کبھی شائق تری تحریر بخت
آئے گی آگے وہی جو پیش آنی چاہئے

وہ صبح کو گیا جو مری خوابگاہ سے
رورو دیا اثر بھی گئے نکلے آہ سے

کر سب میں سرخرو مجھے تیغ نگاہ سے
محروم ایک ہی میں رہا قتل گاہ سے

جاتے ہو دیکھتے ہوئے ہر سو جو راہ سے
پامال کس کو کرتے ہو نیچی نگاہ سے

آیا نظر جو چاند فلک پر شب فراق
دوڑ لگے لگانے ترے اشتباہ سے

تم جسکو پیار کرتے ہو لیتے ہو اسکی جان
ہم باز آئے ایسی محبت کی چاہ سے

ہم عاشقوں سے یوں ہوا روشن تمہارا نام
جیسے کہ بادشاہ کی شہرت سپاہ سے

تیرے خیال رخ سے ہے پر نور دل مرا
زینت ہے آسماں کو اگر مہر و ماہ سے

جبتک کرے نہ عفو گناہوں کو اے کریم
اٹھیں گے حشر میں نہ تری جلوہ گاہ سے

رنگ حیا میں ڈھنگ ہے انکار وصل کا
کہتے ہیں وہ نہیں نہیں نیچی نگاہ سے

زلفیں اٹھا کے دیکھنا یاد آگیا ترا
بجلی تڑپ کے چمکی جو ابر سیاہ سے

دونگا جواب حشر کے دن بانکپن سے میں
الفت ہے مجھکو ایک بت کج کلاہ سے

آئے ہیں پاس شرم و ندامت ادب لئے
اغیار سارے دور رہیں خواہ نگاہ سے

نازک ہو تیز چلتے ہو دیکھو لچک نہ جائے
کیجئے کمر وزار مرے تار نگاہ سے

کیا فرق بعد مرگ امیر و فقیر میں
یکساں معاملہ ہے گدا اور شاہ سے

بھٹکے نہ کوئی راہ شریعت کو چھوڑ کر
انساں کو چاہئے کہ چلے شاہ راہ سے

کیوں تیرے تیر کا دل دشمن ہدف بنے
ترچھی نظر سے دیکھ نہ سیدھی نگاہ سے

کبتک کریگا غیر سے وہ گرم جوشیاں
اک دن تو کانپ اٹھے گا مری سرد آہ سے

پہونچا دے یا الٰہی رسولِ خدا کے پاس
مضطر بہت ہوں ہجر رسالت پناہ سے

بتائی مرا ہے الفت گیسوئے یار میں
تعمیر ہو مزار کی سنگ سیاہ سے

جاگیر سے غرض ہے نہ مطلب ہی جاہ سے
ہے شاعروں کی زیست فقط واہ واہ سے

منظور چھیڑ گر نہیں جا سیدھی راہ سے
کیوں دل مرا اُٹھاتا ہے جھکتی نگاہ سے

اس طرح دیکھ تو مجھے پھرتی نگاہ سے
واقف نہ ہو رقیب محبت کی راہ سے

کر خوف لے پھر مرے تیر آہ سے
ممکن نہیں رکے سپر مہر و ماہ سے

بے چین بے قرار ہوں حضرت کی چاہ سے
جاکر یہ کہہ صبا تو رسالت پناہ سے

کیا خوف ہم کو حشر میں فرد گناہ سے
یوں دفعتہً ہوا پہ اوڑائیں گے آہ سے

سنبل تمہاری زلف کو کہتے ہیں بوالہوس
تشبیہ ہم تو دیں گے نہ ادنی گیاہ سے

کیوں جاؤں کوہ طور پہ چکر کی راہ سے
ڈانڈا ملا ہے دل کا تیری جلوہ گاہ سے

جبتک نہ تو اُٹھائے لگا کر گلے مجھے
اُٹھوں گا آج میں نہ تری بارگاہ سے

واں دستگیری کیجئے یا پیر و دستگیر
دب جاؤں گر صراط پہ بار گناہ سے

اُس گل کے ہوں فراق میں لاغر برنگ خار
پوچھو مری خلش کو عدو کی نگاہ سے

محشر میں بے نقاب جو وہ بت ہوا تو کیا
پوشیدہ ہو گیا ہے ہجوم نگاہ سے

بے تابی فراق کے شاہد ہیں دل جگر
یاورنہ ہو تو پوچھ لو ان دو گواہ سے

قاتل کے سامنے حشر کے دن جب اٹھے نقاب
رخصت حواس ہونے لگے دادخواہ سے

اس برق وش کے عشق میں وہ شعلہ بار ہوں
ہفت آسمان جلاؤں گا اک گرم آہ سے

ہر گاہ وہ کہہ با شدہ ختم نیاز و ناز
اے جان تو بھی کھینچ مجھے ایسی چاہ سے

عصیاں ظہور ہے تری رحمت کی جوش کا
پھر خوف کس لئے ہو الٰہی گناہ سے

قسمت مری پھرا لے نہ کیوں مجھکو جو طرف
سیکھی ہے گردش اس نے بھی تیر نگاہ سے

اب اپنے دلمیں ڈھونڈتا ہوں گھر میں بیٹھ کر
مسجد سے کچھ ملا نہ مجھے خانقاہ سے

گر صور لے کر آئیں نکیرین قبر میں
اوٹھیں ترے سلائے نہ آرام گاہ سے

نوک مژگاں کی جو رہ رہ کے کھٹک ہوتی ہے
ٹیس دلمیں تو کلیجے میں کسک ہوتی ہے

رحمت حق کی قیامت میں کمک ہوتی ہو
جس گنہگار کی تر اوس کی پلک ہوتی ہے

حسن یوسف میں کہاں طور کے جلوہ میں کہاں
جو مرے یار کے جلوہ میں جھلک ہوتی ہے

ہوئے بے ہوش جو موسیٰ تو تجلی نے کہا
آگ میں نور کی اس طرح جھلک ہوتی ہے

اس میں ہے جلوۂ پوشیدہ ترا شعبدہ گر
آئینہ کے جو چمکنے سے جھلک ہوتی ہے

کبھی دیکھے آئینہ پٹک دیتے ہیں
اپنے ہی عکس سے خود اونکو جھجک ہوتی ہے

دن گذرنے دے ابھی ذبح نہ کر اے صیاد
نو گرفتار ہوں رہ رہ کے جھجک ہوتی ہے

اپنے دامن سے جو وہ پونچھتے ہیں اشک مرے
دیکھنے والوں کی آنکھوں میں کھٹک ہوتی ہے

رہ گیا ٹوٹ کے کیا تیر کا پیکان کوئی
ورنہ کیوں پھر دل بسمل میں کھٹک ہوتی ہے

درد دل کا مرے جب حال سناتا ہوں انہیں
ہنس کے فرماتے ہیں ہمکو بھی کسک ہوتی ہے

[illegible] ہے فدا جو جورو الفت میں
دل [illegible] جس کے دلمیں کسک ہوتی ہے

شاہد اس [illegible] دل سے [illegible]
درد [illegible] کسک ہوتی ہے

وعدہ اس گل نے کیا ہے مرے پاس آنیکا
آج گھر میں مرے پھولونکی مہک ہوتی ہے

تیرے گیسوئے پریشاں کی ہے یہ فتنہ گری
بھینی بھینی جو ہوا میں بھی مہک ہوتی ہے

اے گل داغ محبت ترے صدقے قرباں
دلمیں عاشق کے بھی پھولونکی مہک ہوتی ہے

تجھ سے سویا جو لپٹ کر کوئی اوسکی پوچھے
مست کیا تیرے پسینہ میں مہک ہوتی ہے

جھانکے پھر تو ذرا رخ سے ہٹا کر آنچل
انہیں انداز میں بجلی کی چمک ہوتی ہے

کس کے آئینۂ رخسار کا پھر دھیان آیا
میری آنکھوں میں جو بجلی کی چمک ہوتی ہے

پست کو لیتے ہیں آغوش میں عالی ہمت
کون کہتا ہے زمین زیر فلک ہوتی ہے

غیر کی آپ کو الفت نہیں میں نے مانا
آپ کی بات ہی کچھ باعث شک ہوتی ہے

اون کے اقرار میں کیا جانے انکار ہی ہے
آج کیوں شکل یقیں صورت شک ہوتی ہے

تھام کر دل شب معراج یہ حوروں نے کہا
کچھ عجب چال میں انسان کے کھٹک ہوتی ہے

حلقہ حلقہ میں ہیں اس کے دل عشاق بندھے
ورنہ پھر کیوں تری زلفوں میں کھٹک ہوتی ہے

مہ کامل یہ کہاں لطف ترے پاسے ہیں
اون کی انگڑائی میں کچھ اور لٹک ہوتی ہے

رحمت حق نے کہا حشر میں ذمہ میرا
ہم گنہگاروں کی اسطرح کمک ہوتی ہے

اے رقیب آج جو وہ مجھ پہ خفا ہوتے ہیں
تیری ترغیب سے اور انکو کمک ہوتی ہے

اے حیا دور ہو ہے اونکی طبیعت میں حجاب
اور تجھ سے شب وصل اونکو کمک ہوتی ہے

سینہ ظاہر میں ہے اور دلمیں ہے اک آگ بھری
کون کہتا ہے حنا سرد و خنک ہوتی ہے

آتش ہجر بھڑکتی رہے جس کے دل میں
آہ کب اوس کی بھلا سرد و خنک ہوتی ہے

لو سنو آؤ ادھر یوں نہ چلو تن تن کر
نظر بد تمہیں بے شبہہ و شک ہوتی ہے

تو نہ کر باغ میں اے بلبل شیدا نالے
سر میں آج گل خوبی کی دھمک ہوتی ہے

اف رے تاثیر محبت کہ جہمیں رہتا ہوں
وہ یہ کہتے ہیں مرے سر میں دھمک ہوتی ہے

اے مصور تری تصویر میں وہ بات کہاں
کر یار میں جس طرح لچک ہوتی ہے

باندھے تارِ نظر سے مرے کس کر اُس کو
وقتِ رفتار کمر میں جو لچک ہوتی ہے

کوئی گاہک نہیں سودائے سخن کا مشتاق
جنس اشعار میں کیوں چھان پھٹک ہوتی ہے

جلوۂ احمدؐ میں نورِ لامکانی اور ہے
اس نبوت کا نشان بے نشانی اور ہے

دیکھکر معراج میں حضرت سے جو موسیٰ نے کہا
جہاں یہ اور ہے یہ میزبانی اور ہے

سرمۂ مازاغ کہتا تھا نبیؐ کی آنکھ میں
اے نگاہِ شوق میرا یار جانی اور ہے

منہ سے حضرتؐ کے سنا ہم نے کلام اللہ کو
صورتِ وصلت یہ پیغام زبانی اور ہے

یہ حبیب اللہ ہیں موسیٰ کلیم اللہ تھے
اُدن منی اور ہے یہ لن ترانی اور ہے

رحمتِ حق پر بھروسہ ہے شفاعت پر گھمنڈ
حشر میں ہم عاصیوں کی شادمانی اور ہے

آن بان احمدؐ کی محشر میں کہوں گا دیکھ کر
سب نبیوں میں رسول اللہؐ کی بانی اور ہے

ابروئے پُرخم کیوں قربان ہوں حضرتؐ کا ہم
اے شہیدِ ناز اس خنجر کا پانی اور ہے

شان وحدت کہہ رہی ہے خود کہ وہ ہیں بے نظیر
کون کہتا ہے رسول اللہؐ کا ثانی اور ہے

سننے والوں کے نہ کیوں بیتاب اے شائق ہوں دل
فرقتِ سرکارِ عالم کی کہانی اور ہے

یاد آنے لگی شکل جو ہر بار کسی کی
جینے سے طبیعت ہوئی بیزار کسی کی

ہر ایک قدم پر مجھے کرتی ہے تصدق
جھنکار وہ پازیب کی رفتار کسی کی

وہ آئے مرے گھر تو کہا دل نے پھڑک کر
لو قسمت خفتہ ہوئی بیدار کسی کی

میرا دل مردہ ہو از زندہ تو عجب کیا
مُردوں کو جلا دیتی ہے رفتار کسی کی

وہ آئیں نہ آئیں مگر آگاہ تو ہو جائیں
کہدے کوئی میت ہوئی تیار کسی کی

بچپن ہی میں وہ چال کہ آفت تھی غضب تھی
اب اور قیامت ہوئی رفتار کسی کی

کیا فکر ہے مر جائے کوئی اس کی بلا سے
پھرتے ہی نظر چلتی ہے تلوار کسی کی

تجھ سے ہے دعا خالق اکبر یہی ہر دم
الفت نہ ہو دشمن کو بھی زنہار کسی کی

میں بھی تو لئے پھرتا ہوں سر ہاتھ میں شائق
گو کاٹ میں نایاب ہے تلوار کسی کی

میسر جس کو اے احمد ترے در کی گدائی ہو
دو عالم کی یقیناً اس کو حاصل بادشاہی ہو

رسول اللہ کی صورت عجب حق نے بنائی ہے
تصدق ہو کے دل دیدوں یہی تو رونمائی ہو

حکومت سے غرض ہو اور نہ ہم کو تاج شاہی سے
ہمیں کافی در سردار عالم کی گدائی ہے

بتاؤں کیا جو چھوڑا بت کو وہ پایا محمد کو
یہی دولت ہے میری اور یہی میری کمائی ہے

جدھر دیکھو جہاں دیکھو جہاں دیکھو جدھر دیکھو
انہیں کی شان ہے اور ان کی سب جلوہ نمائی ہے

محمد یا محمد یا محمد کی صدا دے کر
جو دم نکلا بھلائی ہے بھلائی ہے بھلائی ہے

ہمیں کیا مفلسی کا خوف جو مانگیں گے پائینگے
انہیں کے دست قدرت میں خدا کی بھی خدائی ہے

نہ شائق چھوڑنا ہرگز رسول اللہ کا دامن
مبارک ہو کہ جیتے جی یہ دولت ہاتھ آئی ہے

میسر وصل گر تیرا ہو پھر تو بادشاہی ہے
اگر فرقت ہی فرقت ہے گدائی ہے گدائی ہے

عجب اخلاق ہیں ان کے نرالی رسم الفت ہے
کہ ہے اخلاق غیروں سے فقط مجھ سے رکھائی ہے

کہاں پھرتا ہے کوئی اپنی نظروں میں قسم حق کی
یہ وہ آنکھیں ہیں جن میں تیری ہی صورت سمائی ہے

ذرا گردن جھکاتا ہوں تو جلوہ دیکھ لیتا ہوں
تصدق ہو مرے مرشد کے دل میں بھی صفائی ہے

جگر میں درد چہرہ زرد دونوں لب پہ آہ سرد
تری فرقت نے اے جاں میری یہ حالت بنائی ہے

وفا ہوں غیر سے وعدے جھٹلائیں ہم کو وعدوں میں
یہ کیسے عہد و پیماں ہیں یہ کیسی بیوفائی ہے

نصیحت ہم تو کر دیتے ہیں تیرا اختیار آگے
نہ کر شائق بتوں سے دل لگی انہیں برائی ہے

معدن حلم و حیا ہیں پیر سید مصطفےٰ
منبع کان سخا ہیں پیر سید مصطفےٰ

کیوں تجلی کا نہ ہو سب کو گماں اُس شکل پر
دولت عرفاں لٹاتی آپنے ہے بیشمار
صورت و شکل و شمائل اور سب حالات میں
بھٹکے سیدھی راہ سی کیونکر بھلا اونکا مرید
اُنکی باتوں سے ٹپکتا ہو مسیحائی اثر

مظہر نور خدا ہیں پیر سید مصطفےٰ
مخزن جود و عطا ہیں پیر سید مصطفےٰ
نائب غوث الورا ہیں پیر سید مصطفےٰ
سالکوں کے رہ نما ہیں پیر سید مصطفےٰ
محیٔ دین کے دلبر با ہیں پیر سید مصطفےٰ

ڈر تجھے کس بات کا شائق بھلا دارین میں
حامئ ہر دوسرا ہیں پیر سید مصطفےٰ

ایک مہماں کا گذر دیکھو تو دو منزلمیں ہے
چاہتا ہے جس کو تو وہ شکل تیرے دلمیں ہے
جو خدائی میں ہے اس تصویر آب گل میں ہے
میری آنکھو نہیں ہے نقشہ اس رخ پر نور کا
پڑھ لیا والشمس چہرہ گیسوؤں میں دیکھکر
سورۂ واللیل پڑھتا ہوں وہ زلفیں دیکھکر
اک اشارہ ہیں ہوا ہے حلق بسمل لال لال
میان سے نکلا تو سر تن سے جدا ہو کر گرا
دیکھ قاتل راز الفت یوں چھپا لیتے ہیں ہم
نور احمد گنبد خضرا سے ہے جلوہ فزا
کھیل ریاضت کا ملا محنت ٹھکانے لگ گئی
چلیئے [illegible] بے نیازی بیقراری [illegible]
جہاں [illegible] ہے جاری اونکو کچھ پروا نہیں
[illegible]

اُس کی صورت آنکھہ میں اسکی محبت دلمیں ہے
دیکھ لے مجنوں تری لیلیٰ اسی محمل میں ہے
کیا تماشا ہے کہ اک عالم ہمارے دل میں ہے
اے منجم دیکھ لے اک چاند دو منزل میں ہے
مصحف رخ کی تلاوت آج اسی منزل میں ہے
خاتمہ میری تلاوت کا اسی منزل میں ہے
جوہر کان بدخشاں خنجر قاتل میں ہے
کچھہ عجب جوہر الٰہی خنجر قاتل میں ہے
دل ہی سینہ میں نہاں اور تیر پیکاں دلمیں ہے
شمع ہے فانوس میں اور روشنی محفل میں ہے
کشتی طوفاں زدہ اب دامن ساحل میں ہے
جو ادا قاتل کی ہے بیتابی بسمل میں ہے
کس قدر سختی الٰہی ان بتوں کے دلمیں ہے
یا خدا کیا بھید اس تصویر آب گل میں ہے

دیکھتے کیوں ہو سر محفل مجھے بار بار
دل مرا مٹھی میں رکھکر کہہ رہے ہیں دیکھنا
چھینا کسی ہی دیگا مجھے گھر میں تیر بے شبہ شک
عشق نے لیلیٰ کے دل کو بھی مسخر کر لیا
کوستے ہو گالیاں دیتے ہو مجھکو دیکھکر
تیرے صدقے جاتے جاتے ایک چرکا اور بھی
کہتی ہے اُس کی حیا جی اٹھ ادا کہتی ہو مر
تکتے تکتے شکل اُس کی شاید اُس نے جان دی
شربت دیدار پی کر جان شیریں نذر کی
میں ترا خواہاں نہیں کہکر اڑا دی تم نے بات
میں فدا کچھ ہاں نہیں کہکر اڑا دی تو نے بات
آپ کیوں بگڑے مری طرز تکلم دیکھکر
خون کا دریا ہے آہوں کی ہوا داغوں کا باغ

کیا وہ پہلی رات کا ارمان تمہارے دل میں ہے
کچھ عجب اصرار اُن کو وعدہ باطل میں ہے
زور کچھ بھی اسے ہمنشیں اضطراب دل میں ہے
مضطرب مجنوں ادھر لیلیٰ ادھر محمل میں ہے
کیا یہی طرز مدارت آپکی محفل میں ہے
اک ذرا سی جان باقی اب ترے بسمل میں ہے
یا الٰہی نزع میں بھی جان کس مشکل میں ہے
ہو بہو قاتل کی صورت دیدۂ بسمل میں ہے
اس لئے تصویر قاتل دیدۂ بسمل میں ہے
کان میں کہہ دو مرے جو کچھ تمہارے دل میں ہے
قاعدہ ہے وہ زباں پر آگئی جو دل میں ہے
آپ کیوں روٹھے ابھی تو بات دل کی دل میں ہے
سیر تو کیجے نئی دنیا ہمارے دل میں ہے

عشق کے مجرم کا شاید آج سر کاٹا گیا
کس غضب کی بھیڑ اللہ اللہ کوچۂ قاتل میں ہے

خدا کی تجلی سے خالی نہیں ہے
گناہوں سے واعظ مجھے ڈر نہیں ہے
ترا ناتواں آج بستر نشیں ہے
تری ہر ادا میری جاں دلنشیں ہے
جو آئینہ دیکھا کہا عکس سے یوں
کسی رنگ لیلےٰ کا ہوں حبیب عاشق

بغل میں یہ دل ہے کہ عرش بریں ہے
کہ خالق مرا ارحم الراحمین ہے
یہ تنکا ہے یا تار فرش زمیں ہے
مکان خدا کا بھی تو ہی مکیں ہے
خدا کی قسم تو بھی کتنا حسیں ہے
ہر اک آرزو دل کی محمل نشیں ہے

جو کانوں سے سنتے تھے آنکھوں سے دیکھا
وہ علم الیقیں تھا یہ عین الیقیں ہے

پہنا دیگی مجھکو عریانیٔ تن
مرا پوست بھی جامۂ پوستیں ہے

مٹاتا ہوں قسمت کا اپنے نوشتہ
ترا سنگ در اور میری جبیں ہے

پتہ لگ گیا ہے مجھے میرے دل کا
ذرا کھول مٹھی یہیں ہے یہیں ہے

جو قسمت پہ شاکر ہیں دانا وہی ہیں
یہاں کب ہیں فکر نان جویں ہے

یہ کیا ابر پیتا ہے دریا سے پانی
جو روتی ہوئی آنکھ پر آستیں ہے

ستم روح پر قبر میں کیوں ہے واعظ
کوئی آسماں اور زیر زمیں ہے

سوا تیرے لے جان کچھ لی ہمارا
نہیں ہے نہیں ہے نہیں ہی نہیں ہے

مرے چاند کا آئینہ چاند ٹھیرا
کلف اس کا عکس خط عنبریں ہے

پس مرگ بھی تیرا کوچہ نہ چھوٹا
وہاں روح ہے لاش زیر زمیں ہے

وہاں رخ تہ زلف یاں دل میں حسرت
وہ پردہ نشیں ہے یہ گوشہ نشیں ہے

وہ رفتار مستانہ وہ آنکھ چنچل
نظر ہے کہیں پاؤں پڑتا کہیں ہے

عوض اشک کے کیوں ہیں آنکھوں میں شعلے
لگا ہوں میں کس کا رخ آتشیں ہے

فقط وعدہ بس ہے خدا کی قسم کیوں
ترے جھوٹ پر بھی تو ہم کو یقیں ہے

ہوا جب سے مائل کا شاگرد شائق
عدو اس کے اشعار کا خوشہ چیں ہے

ازل سے مجھے الفت حور عیں ہے
مرا عشق کم خرچ بالا نشیں ہے

خفا جب سے ہمدم میری جان حزیں ہے
قفس میں جو بلبل ہے اندوہگیں ہے

خیال رخ غیرت حور عیں ہے
یہ گلزار دل رشک خلد بریں ہے

نظر شوخ ہے گفتگو شرمگیں ہے
تری ہر ادا پہ ہزار آفریں ہے

وہ چھپتا ہے سب سے وہ سب میں مکیں ہے
خدا آپ تک بھی تو پردہ نشیں ہے

چلو چال ایسی اٹھیں جبکہ مرو سے
خزانہ وہ نکلے جو زیر زمیں ہے

ہوا کیا کہ پھر آج بھی وقت دیدار
وہی لن ترانی وہی ہاں نہیں ہے

لیا جس نے دل عرش ہے جسکا مسکن
وہی بام پر آج کرسی نشیں ہے

ذرا غور سے دل میں دیکھ اپنے زاہد
اسی میں کوئی شکل پردہ نشیں ہے

وہ واقف ہو شائق وہ رنگی سو اسکی
کہ دل میں تو ہاں ہے زباں پہ نہیں ہے

کہو آسماں سے نہ کانپے نہ کانپے
نہیں وہ دل پہ بخار زمیں ہے

خدا کی طرح تو بھی ہرجائی ہے کیا
ٹھکانا ترا اے بت آخر کہیں ہے

نہیں خال رخسار روشن پہ تیرے
ہویدا مرے دل کا آئینہ ہیں ہے

مرے گھر میں افتا کا چرچا ہے شائق
مرا دل بھی پابند شرع متیں ہے

تیرے دیدار کی ہر وقت تمنا ہوگی
گردش چشم دم نزع تماشا ہوگی

وہ یہ کہتے ہیں محبت اگر افشا ہوگی
تو بھی رسوا مری صورت کبھی رسوا ہوگی

اس کے دل میں بھی محبت کبھی پیدا ہوگی
صورت یاس بھی امید کا نقشہ ہوگی

عشق ہو جائیگی جب میری محبت بڑھکر
جس طرح مجھکو ہے تجھکو بھی تمنا ہوگی

نزع میں وہ اگر آجائے میں جی جاؤنگا
یار کی بانکی نظر میری مسیحا ہوگی

شب فرقت کی بلاؤں سے ڈراتی ہو کیسے
جان صدموں میں گرفتار بھی نا ہوگی

دیکھئے کرتے ہیں وعدہ خلافی کب تک
اپنے وعدہ کی کسی روز تو پروا ہوگی

آئینہ کو نظر غور سے دیکھو تو سہی
جو ادا شخص کی ہے عکس میں پیدا ہوگی

کیوں بگڑتے ہو چلے جاتے بھی ہو وہ نہیں
بات گو سچ بھی نہ ہو تم نے یہ مانا ہوگی

بوسے دو دیکھئے جو کہتے ہیں یہ لوچار ہو
آپکی پہلی رقم اس میں سنہا ہوگی

جان عالم تجھے اسوقت کہونگا میں کبھی
دل میں جب تیری ادا انجمن آرا ہوگی

چال بھی چال تری چال وہ متوالی چال
ہم نظر بازوں کو اک نشۂ صہبا ہوگی

ٹھسک باتوں سے وہ وصل میں گر ٹھنا ہو آ
ایک اک آنکھ مری غیرت دریا ہوگی

حور کے بھیس میں آؤ گے جتانے کیلئے
بعد مردن بھی مری روح کو ایذا ہوگی

غیر کی یاد رہے تیرے شگفتہ دل میں
ہم نہ سمجھے تھے کہ یہ پھول کا کانٹا ہوگی

ظلم پر ظلم کئے جاتے ہو کیا تمکو خبر
غم زدہ دل میں مرے آرزو کیا کیا ہوگی

دیکھ کر جلوہ کہا کان میں بیہوشی نے
اب تو خواہش نہ کبھی حضرت موسیٰ ہوگی

لاکھ گر عیب سے کھولے مخلوق تو کیا
میرے ستار کی ستاری ہی پردا ہوگی

تیرا منہ دیکھ کے پھر حور کی خواہش کیسی
تیرے قدموں کی قسم خاک تمنا ہوگی

ساتھ دیگی تری یاد اور بھی حسرت بنکر
روح عاشق کی لحد میں بھی تنہا ہوگی

قتل میں ہوتے ہی پاؤں گا حیات ابدی
پھر تو قاتل کی بھی تلوار مسیحا ہوگی

محفل غیر میں چوری سے نہ تو دیکھ مجھے
تیری دزدیدہ نظر سفت میں رسوا ہوگی

جاؤں گا خلد میں شائق میں کسیکو لے کر
میری بخشش بھی قیامت میں تماشا ہوگی

ہوئی الفت جو دوست مصطفیٰؐ کی
بنا نورانی میرا جسم خا کی

نظر پڑتی ہے جس پر کبریا کی
اُسی پر ہم نے جان اپنی فدا کی

اُڑا لاتی ہے بوئے زلف احمدؐ
کروں منت نہ کیوں باد صبا کی

ملے کہہ کر بلا میں پھنس گئے ہم
یہ ٹھنی تھی الست میں بلا کی

فنا فی اللہ ہوئے باقی ہو الحق
خودی جس روز سے ہم نے جدا کی

ہر اک دن کیوں نظر آئیں نہ حضرت
ملی آنکھوں کو عینک التجا کی

بلا لو جلد طیبہ یا محمدؐ
جدائی نے نہایت ہی جفا کی

وہ یکجائی وہ وحدت کا سماں ہائے
خلش ہے انتہا میں ابتدا کی

نہ کیونکر حسن احمد کی ہو شہرت
عرب کا کملی والا رب کی صورت
نگاہ رب نے بھی کیا چیز تاکی
خدا کی شان محبوب خدا کی

مریض چشم احمد ہوں میں شائق
دوا کچھ ہے نہ حاجت ہے دعا کی

کھیتی تری امت کی تا حشر ہری نکلی
جو شاخ شجر پھولی پھولوں سے بھری نکلی

جب گلشن طیبہ سے باد سحری نکلی
خوشبو میں وطن بنکر کیا بھاگ بھری نکلی

محشر میں مرے دل سے چمکی جو تری صورت
شور اٹھا فرشتوں میں شیشے سے پری نکلی

معراج میں کہہ اٹھا یوں حسن نبی دیکھکر
یاں بھی مری صورت کی سب جلوہ گری نکلی

ہو جائے نہ کیوں سونا محشر میں مس عصیاں
اکسیر جو پوچھو تو آنکھوں کی تری نکلی

اے چاند مدینے کے قربان شفاعت پر
امت تری محشر میں جو ہونے بری نکلی

تو چشم محمد کی کافی ہے مسیحائی
بیماروں کی قسمت سے کیا چارہ گری نکلی

مشہور مدینہ میں میں ہو گیا دیوانہ
کیا چیز محبت میں شوریدہ سری نکلی

رحمت نے خریدی کچھ کچھ آنکی شفاعت نے
جو جنس گنہ کی تھی کھوٹی بھی کھری نکلی

جب ہو گیا دیوانہ کچھ ان کی خبر پائی
کیا کام کی چیز اپنی یہ بے خبری نکلی

طیبہ میں پہنچ جائے یا رب وہ وہاں بنکر
سینہ سے جو شائق کے آہ جگری نکلی

یا نبی حسن میں گو تم سے ہوا اچھا کوئی
بن نہیں سکتا ہے محبوب خدا کا کوئی

منظر نور حقیقی کا ہے جلوہ کوئی
کالی کملی میں دکھاتا ہے تماشا کوئی

حشر میں بھول نہ جانا مرے سرکار مجھے
ہوں وہ بیکس کہ نہیں پوچھنے والا کوئی

نہ تو آپ آئے نظر اور نہ مدینے پہونچا
نہیں نکلی بخدا دل سے تمنا کوئی

دیکھنے کے لیئے اللہ کی آنکھیں ملجائیں
رہے اسوقت تجھے دیکھنے والا کوئی

چرخ چارم پہ بھی اعجاز محمد کی ہے دھوم
کیوں نہ کہلائے مسیحا کا مسیحا کوئی
جن کی ہے بات ادا اُن پہ خدا بھی شیدا
کہیں ہو سکتا ہے اس طرح کا بانکا کوئی
باب رحمت ہے مدینہ میں صدا آتی ہے
مانگ لے ہم سے جو ہو مانگنے والا کوئی

چل مدینہ کی طرف چھوڑ دکن اے شائق
دل میں بیٹھے ہوئے کرتا ہے تقاضا کوئی

یاد مژگان حبیب کا ہے کھٹکا باقی
ہاں کلیجے میں ابھی ایک ہے کانٹا باقی
عشق لعل لب حضرت کا نہ جائے گا کبھی
جسم میں خون کا جب تک ہے قطرہ باقی
اک نہ اک دن نظر آئے گا جمال انور
ہے اسی امید پہ جینے کا سہارا باقی
عشق حضرت کی فنا میں مجھے حاصل ہے بقا
اے مرے پیارے خدا نام ہو تیرا باقی
ایک دن تم کو بھی جانا ہے ذرا غور کریں
آج تک کوئی رہا ہے نہ رہے گا باقی
داغ دل عشق محمد میں چمک اٹھا ہے
کہہ دو سورج سے ابھی ہے یہ بجھا باقی
نزع میں جان ہے طیبہ میں بلا لو سرکار
مرتے دم کوئی نہ رہ جائے تمنا باقی
تیری حسرت ترا ارماں تری الفت تری یاد
کیا کہوں دل میں مرے اور ہے کیا کیا باقی
نزع میں بھی ہے تصور تری صورت کا نبی
پتلیوں میں ہے نبوت کا تماشا باقی
اپنا دیدار دکھا فیصلہ کر دے اس کا
دل میں ہے حسرت و ارمان کا جھگڑا باقی

تیرا شائق ہے نزدیک ترے طیبہ میں
اک یہی آرزو ہے اے مرے مولا باقی

یا نبی میری جبیں آپ کے در پہ ہوتی
اتنی تاثیر تو آہوں میں میسر ہوتی
نزع میں آپ اگر جلوہ دکھا دے حضرت
روح کیونکر نہ مری جسم سے باہر ہوتی
شوق طیبہ میں مری روح یہ چلاتی ہے
کاش میں خاک در روضۂ انور ہوتی
کاش دن کو تری صورت کا نظارہ ہوتا
شام کو پیش نظر زلف معنبر ہوتی

دل میں آئینۂ رخ کا جو تصور ہوتا
میری قسمت بھی سکندر کے برابر ہوتی

رات دن آنکھ میں گر تیرا تصور ہوتا
آیت مصحف رخ مجھکو بھی ازبر ہوتی

خود نظر آتے نہ آیا مجھے بلوا لیتے
ہجر میں آنسوؤں سے آنکھ مری تر ہوتی

شوق طیبہ کا مرے دل میں بنا لیتا گھر
خود مری پاک محبت مری رہبر ہوتی

تیرے دیدار کی ہر وقت تمنا ہے اسے
ورنہ کیوں میری نظر آنکھ میں مضطر ہوتی

خواب ہی میں نظر آتے تو مجھے صبر آتا
یوں طبیعت نہ مری قابو سے باہر ہوتی

وصل حضرت مجھے حاصل ہو اور نہ شائق
جو بلا ہجر کی ہوتی وہ مرے سر ہوتی

۴

محمد آپ کل نبیوں میں شان کبریا ٹھہرے
تبھی ہم سب کے کہلا کر خدا کے آشنا ٹھہرے

تسلی کیجئے للہ پیاری شکل دکھلا کر
دل بیتاب عشاقوں کا ٹھہرانے سے کیا ٹھہرے

شب معراج نقطہ پر کھنچا خط گم ہوا نقطہ
خدا اور مصطفٰے تھے کیا کہو نہیں کون کیا ٹھہرے

نہ دے محشر میں جنت ہم کو حضرت کے حوالے
الٰہی عاصیوں کی وہ سزا اور یہ جزا ٹھہرے

نظر آجائے گر جلوہ مدینے کے مسیحا کا
عجب کیا ہے تن بے دم سے دم جاتا ہوا ٹھہرے

سنانا ہم سے بربادوں کی حالت کملی والے سے
جو گلیوں میں مدینہ کی کبھی تو اے صبا ٹھہرے

وہ دل برباد ہو جائے اسپر خاک پڑ جائے
کہ جس میں جز محمد کے خیال ماسوا ٹھہرے

بہت بیمار ہیں فرقت سے طیبہ میں بلا لیجے
ہمارے حق میں کوچہ آپکا دار الشفا ٹھہرے

اسی نعلین کا سایہ ہمارے سر پہ پڑ جائے
جو فرش خاک سے عرش بریں پر دم میں جا ٹھہرے

خدا کی سب خدائی جان اپنی کیوں نہ دے تجھ پر
تمہیں تو نام حق نام خدا شان خدا ٹھہرے

رسول اللہ فدا تیرے کہیں ایسا نہ ہو جائے
قیامت میں بھلے سب ٹھہریں اور شائق برا ٹھہرے

۴

مست ہو جائیں گے سب دیکھ کے محشر والے
محو دیدار جو آئیں گے پیمبر والے

صاف عارض پہ محمدؐ کے ہے سب کچھ جلوہ
آئینہ دیکھ کے رہ جائیں سکندر والے

ہم سیہ کار دل کی رسوائی نہ ہو محشر میں
پردہ پوشی جو کریں حال وہ گھونگر والے

اپنا اللہ ہے رحمان پیمبر ہیں رحیم
ہم گنہگار ہیں لیکن ہیں مقدر والے

تجھے شہنشاہ فقیری کی اگر ہو نہ گئی
مسند فقر پہ بیٹھے رہے کشور والے

ہے ادھر رحمت خالق تو شفاعت ہے ادھر
منہ کو تکتے ہوئے رہ جائیں سکندر والے

ہوگئے لحمک لحمی کے اثر سے واقف
قوت شیر خدا دیکھ کے خیبر والے

ہائے وہ جنگ احد اور صحابہ پہ ستم
پھر بھی میدان نہ ہارے ترے لشکر والے

تری کملی پہ فدا فقر ہو تیرے قربان
شان والے ہوں کہ کمخواب کے بستر والے

گرمی حشر سے مضطر ہوں نہ حضرت کیسے
ہم کو کملی میں چھپا زلف معنبر والے

دامن پنجتن پاک نہ چھوڑ اے شائق
ہیں یہی آل عبا اور یہی گھر والے

دل میں میرے وہ چشم مست جانانہ رہے
کعبۃ اللہ میں بھی اک چھوٹا سا میخانہ رہے

چشم میں ہو چشم دل میں روئے جانانہ رہے
کعبہ سینہ میں رہے آنکھوں میں بتخانہ رہے

اس طرح چکر میں ہے قسمت کے ہر اک عقلمند
جس طرح تسبیح کی گردش میں ہر دانہ رہے

یا خدا ہم میکشوں پر اس طرح ہو عذاب
پاؤں دوزخ میں رہے ہاتھوں میں پیمانہ رہے

اتباع احمد مرسل اگر منظور ہے
شان شاہانہ رہے صورت فقیرانہ رہے

جانکر ہم نے نہ جانا ہائے رے الٹی سمجھ
بن کے آئے تجھے یگانے مثل بیگانہ رہے

یاد حق بھی دل میں ہے یاد بتاں بھی دل میں ہے
کیا غضب ہے گھر میں بھی اللہ کے بتخانہ رہے

آئے اس انداز سے میخوار تیرا حشر میں
پاؤں میں لغزش رہے اور چال مستانہ رہے

زلف و رخ کی یاد میں اس طرح اپنی جان دوں
لب پہ شیخ و برہمن کے تیرا افسانہ رہے

شعلۂ حسن بتاں سے اس طرح جلکے مروں
دل میں سوز شمع لب پر ذوق پروانہ رہے

صلح کل مشرب بنا خاطر اگر ہے یار کی
دشمنوں سے دوستی غیروں سے یارانہ رہے

یا محمدؐ اک یہی ہے شائق بیخود کی عرض
تیرا دیوانہ قیامت تک بھی دیوانہ رہے

تھم تھم کے جو اٹھتا ہے دھواں سوز جگر سے
رہ رہ کے نکلتے ہیں شرر دیدۂ تر سے

آنکھوں میں خلش کیوں نہ ہو کیوں خوں نہ برسے
لکھا ہے مجھے یار نے خط تیر کے پر سے

وہ دل میں مرے چھپ گئے اغیار کے ڈر سے
بت کو تو اماں مل گئی اللہ کے گھر سے

نور آتا ہے چھن چھن کے مرے دل میں کدھر سے
کیا جھانکتا ہے کوئی مجھے چاک جگر سے

تو دیکھ لے اس طرح مجھے پھرتی نظر سے
واقف نہ ہوں اغیار محبت کے اثر سے

باز آئے نہ عشاق مدینہ کے سفر سے
جب پاؤں تھکے چلنے لگے شوق میں سر سے

کیوں دامن دل چاک نہ ہو اف رے نزاکت
کستے ہیں کمر اپنی مرے تار نظر سے

آئی جو قضا دیکھتے ہی میں نے پکارا
کیا آدمی آیا ہے کوئی یار کے گھر سے

جو طالب مولا ہیں ہے خاص انکی عبادت
جنت کی تمنا ہے نہ دوزخ کے خطر سے

ہو جاؤں نہ کیوں قیدی زندان محبت
مشکیں مری کس دیتے ہیں وہ تار نظر سے

بند آنکھ تصور سے ہے دل یاد سے معمور
دیکھو تو وہ آتے ہیں ادھر سے کہ ادھر سے

کہتے ہیں یہ حجاج دم رخصت کعبہ
اب گھر کو نبیؐ کے چلو اللہ کے گھر سے

ہو کیوں پس مردن نہ مری روح کو آفت
دلہن چلی سسرال کو ماں باپ کے گھر سے

کیوں تو ہمہ تن منتظر وعدہ ہے شائق
گو دم بھی نکل جائے نہ نکلیں گے وہ گھر سے

اے دل کے مکیں عرب کے جانی
اے پردہ نشیں عرب کے جانی

امت میں تمہاری ہم ہیں داخل
بھولو نہ کہیں عرب کے جانی

تم پہ ہے فدا ازل سے شیدا
ایسے ہو حسیں عرب کے جانی

ہم عاصیوں کا سہارا تمہارے
غمخوار تمہیں عرب کے جانی

کیا خاک جئیں کہ ہم کہیں ہیں
اور تم ہو کہیں عرب کے جانی

کوچہ ہے تمہارا عنبر سے خوش میں
فردوس بریں عرب کے جانی

جس شہر میں تم ہو جلوہ فرما
بلوا لو وہیں عرب کے جانی

سنگ در پاک پر ہمیشہ
ہو میری جبیں عرب کے جانی

حالی ہے لپٹ کے رو کے یوں
مر جاؤں یہیں عرب کے جانی

کہتا ہے یہی جو کچھ ہو تم ہو
شائق کا یقیں عرب کے جانی

مجھکو یاد آتا ہے ہر بار جوانِ مدنی
وہ مرا بانکا طرحدار جوانِ مدنی

دل لبھاتا ہے ہر شخص کا اللہ کی قسم
کملی والا مرا سرکار جوانِ مدنی

سکے ہیں طائر دل روز ازل ہی سے تب
تیرے گیسو میں گرفتار جوانِ مدنی

رونمائی میں یہ جان اپنی کروں نذر تجھ
تو نظر آئے جو اک بار جوانِ مدنی

مار ڈالو مجھے یا پاس بلا لو جلدی
زندگی سے ہوں میں بیزار جوانِ مدنی

کیوں نہ ہو میری عزا انہیں ہے بہار عادت
قبر میں ہے ترا دیدار جوانِ مدنی

رحمت حق بھی قیامت میں مددگار رہی
ہو اگر میرا طرفدار جوانِ مدنی

ہائے کس نوک پلک کا ہے مرا نشانہ عرب
سب حسینوں کا ہے سردار جوانِ مدنی

مست ہو جائیں کیوں دیکھنے والے تیرے
تیری مستانہ ہے رفتار جوانِ مدنی

دم بھر سے عشق کا تیرے نہیں شائق کی مجال
تو ہے اللہ کا دلدار جوانِ مدنی

ہوں وہ عاشق کہ مجھے فخر سزاوار بھی ہے
میرا معشوق تو اللہ کا دلدار بھی ہے

جس نے مخلوق کو چھوڑا وہ ملا خالق سے
جو کہ دیوانہ ہے مطلب کا وہ ہشیار بھی ہے

مرتے دم عاشق احمدؐ سے یہ کہتی ہے قضا
جلد چل یار بھی ہے یار کا دیدار بھی ہے

کیوں نہ میں جان سی ہو جاؤں محمدؐ پہ فدا
ناز بردار بھی ہے اور طرفدار بھی ہے

یا نبیؐ کیوں نہیں بلوا لیے مدینہ میں اسے
چاہنے والا ترا لائق دربار بھی ہے

آپ کی نیم نگاہی نے مجھے مارا ہے
نیم کش تیر جو تھا دل کے وہی پار بھی ہے

اے شفیع دوسرا تو مری جانب ہو جا
جس طرف تو ہے ادھر رحمت غفار بھی ہے

ناوک نازنی میں ترے ابرو کے نثار
ایک ہی دل میں مرے تیر بھی تلوار بھی ہے

کیوں نہ میں جلوۂ احمدؐ کا طلبگار رہوں
ان کے دیدار میں اللہ کا دیدار بھی ہے

پیچھے حضرت کے ہیں دیکھو کے بولی ہمت
سامنے قافلہ کے قافلہ سالار بھی ہے

جمع دل میں نہ رہے کیوں مرے عشق اور آذ
چلو کہ ہے یار ادھر وہ ادھرا سرکار بھی ہے

یا رسول عربی چاہیے رحمت تیری
جسکو سب کہتے ہیں شائق وہ گنہگار بھی ہو

۱۲

محمدؐ آپ کی بانکی ادا کچھ اور کہتی ہے
بشر کی شکل میں شان خدا کچھ اور کہتی ہے

لڑوں گی میں انہی سے لاشہ کشتان چھلکی
تری تو آنکھ محبوب خدا کچھ اور کہتی ہے

یہاں جانیکو آئے ہیں وہاں رہنے کو جاتی ہیں
فنا کچھ اور کچھ کہتی ہے بقا کچھ اور کہتی ہے

کبھی فیض قدم سے بھی اسے شاداب کر جاؤ
ہمارے گلشن دل کی فضا کچھ اور کہتی ہے

نظارہ سے محمدؐ کے اڑا دوں ہوش عاشق کے
سنو لوگو مدینہ کی فضا کچھ اور کہتی ہے

ادھر آؤ سیہ کارو مرے سایہ میں چھپ جاؤ
قیامت میں تری زلف رسا کچھ اور کہتی ہے

اگر تم شاہ یثرب ہو تو بلوا لو مدینہ میں
فقیرانہ ہماری التجا کچھ اور کہتی ہے

خدا کے واسطے دکھلاؤ ہمکو چاند سی صورت
شب فرقت کی یہ کالی بلا کچھ اور کہتی ہے

تو کیوں برباد ہوتی ہے مدینہ چل میرے
ہماری خاک سے باد صبا کچھ اور کہتی ہے

کوئی پردہ نشیں اسمیں نئے جلوے دکھاتی ہے
تری صورت تو اے صل علیٰ کچھ اور کہتی ہے

اسے طیبہ میں لیجاؤنگی اس کا دم نکالونگی
تری بیمار کے حق میں قضا کچھ اور کہتی ہے

اسی میں لامکاں کے رہنے والے کی تجلی ہے
ترے رخسار روشن کی ضیا کچھ اور کہتی ہے

ادائیں جان لیتی ہیں نگاہیں زندہ کرتی ہیں
نظر کچھ اور کہتی ہے قضا کچھ اور کہتی ہے

گنہگارو ندامت سے نہ اتنے اشک برساؤ
سنو محشر میں رحمت کی گھٹا کچھ اور کہتی ہے

خطا اور وہ بھی شائق کی کوئی ایسی خطا ٹھہری
رسول اللہ تری شان عطا کچھ اور کہتی ہے

محمد کون ہے کس بھیس میں ہے کوئی کیا سمجھے
سمجھتے ہیں خدا سے جو جدا ان کو خدا سمجھے

نثار دل یا محمد تیرے عاشق تجھکو کیا سمجھے
خدا جانے خدا دیکھے خدا پوچھے خدا سمجھے

نبی کا جامۂ خاکی نے دھوکے میں رکھا ہمکو
سمجھ پر خاک پڑ جائے اگر سمجھے تو کیا سمجھے

مدینہ جسکو کہتے ہیں عجب دربار عالی ہے
جہاں پر شاہ بھی اپنے کو اک ادنیٰ گدا سمجھے

زمانے میں مزے سے کٹتی ہے شام و سحر اسکی
ترے گیسو کو جو واللیل رخ کو والضحیٰ سمجھے

ہر اک ارمان احمد مثل گل اسمیں شگفتہ ہے
ہم اپنے دل کو اک گلدستۂ باغ ولا سمجھے

ملے گا اُس کو لطف عین ذاتی جو کہ ہی زاہد
ہو الحق ہو ہلو وانت انا انی انا سمجھے

بھلائی ہے یہی میری مجھے حضرت بلالیویں
نہیں پروا زمانے میں اگر خلقت برا سمجھے

محبت چھوڑ دیں کس طرح تیری یا رسول اللہ
اسی کو تیرے عاشق مغفرت کا آسرا سمجھے

قیامت میں کہے اللہ یوں مجمع میں اے شائق
ادھر آ ہم تجھے عاشق رسول اللہ کا سمجھے

ہجر احمد میں ہر اک تشنہ ہے مچلنے کیلئے
دل تڑپنے کے لئے جان نکلنے کے لئے

ہجر احمد میں مرا دل ہے مچلنے کیلئے
ہے کلیجا مرا دو ہاتھ اچھلنے کے لئے

دستگیری کرو طیبہ میں ہماری سرکار
ہم تو گرتے ہوئے آرہے ہیں سنبھلنے کیلئے

دیجئے بلوا کے ہمیں آپ کرم کے چھینٹے
آتش ہجر میں کیوں چھوڑے ہو جلنے کیلئے

جب نبیؐ بھول گئے بھول گئی قسمت بھی
ورنہ تیار تھے ہم ہند سے چلنے کے لئے

اے خیالِ نبوی تو ہی منا روٹھے کو
کچھ نہ کچھ ہو دلِ مضطر کے بہلنے کے لئے

کر چکی الفتِ گیسوئے نبیؐ کام تمام
شام ہجر اٹھی تو بس زہر اگلنے کے لئے

دل کو پژمردہ نہ کر دستِ فراقِ نبوی
کیا ہی پھول ملا ہے تجھے ملنے کے لئے

میرا دل ہے مرے سینہ میں فدا ہونے کو
میری آنکھیں ترے تلوؤں سے ہیں ملنے کے لئے

تم کو حضرت کی قسم سن لو مدینہ والو
تم سے ہم راضی ہیں تقدیر بدلنے کے لئے

دونوں عارض ترے گیسو میں نہیں چھپ سکتے
ابر سے آج ہے وہ چاند نکلنے کے لئے

کیوں چلے جائیں نہ دنیا سے عدم کو جلدی
ہم تو اس باغ میں آئے ہیں ٹہلنے کے لئے

کچھ مدد فقر کی دولت سے کر اے سرکار
ہم تو تیار ہیں اب رنگ بدلنے کے لئے

باغِ دنیا سے نجائے کوئی یارب ناکام
آئے ہیں اہلِ جہاں پھولنے پھلنے کے لئے

ظلمتِ قبر میں آتے ہیں نبیؐ اے شائق
آج ہے رات کو خورشید نکلنے کے لئے

خیالِ یار کی مسند نشینی دل میں ہوتی ہے
خدا کا شکر ہے رونق بھری محفل میں ہوتی ہے

اُدھر جنگل میں مجنونِ خاک پر رو رو کے مرتا ہو
اِدھر بے چین لیلیٰ پردۂ محمل میں ہوتی ہے

فدا مذہبِ محبت کے کہ مر کر بھی نہیں جاتا
سنا ہے شکلِ قاتل دیدۂ بسمل میں ہوتی ہے

محبت کا تعلق تجھ میں مجھ میں اس طرح کا ہے
جو تیرے دل میں ہوتی ہے وہ میرے دل میں ہوتی ہے

تمنا سب کچھ ترے رخ سے نہیں مجھکو معاذ اللہ
ضیائے نورِ عارض کسبِ مہ کامل میں ہوتی ہے

فشارِ قبر سے بچ جائیں تو محشر کا کیا کھٹکا
سنا ہے سب مصیبت پہلی ہی منزل میں ہوتی ہے

ید اللہ فوق ایدیہم کی صورت صاف کہتی ہے
خدا کی شان پوری مرشدِ کامل میں ہوتی ہے

نئے گھر میں نئی صورت کا مہمان روز رہتا ہے
جگر میں رہتی ہے حسرت تمنا دل میں ہوتی ہے

نظر کچھ اور رہم کو بیم کے گھونگھٹ سے آتا ہے
تجلی کی جھلک اس پردۂ حائل میں ہوتی ہے

ستاروں سے مجھے چشمک زنی کی کیوں عادت ہو
ضیائے نور عارض کب مہ کامل میں ہوتی ہو

اوسی پر آس ہر اوسکی سے نعمت سمجھتا ہے
جو کچھ خیرات شائق راضی سائل پڑتی ہو

سینے سے جو لپٹاتا ہوں کہتے ہیں ہنسی سے
ہم پاس ترے آتے نہیں ہاتھ اٹھا اسی سے

آنکھیں جو کھلیں انکا ستم پوچھئے دل سے
باتیں ابھی ہوتی تھیں تصور میں کسی سے

کیا خاک قیامت سے نہیں واسطہ ملے گی
اس چال کی پامالی کو پوچھو مرے جی سے

بیٹھے جو کہا وصل میں پاس آئیے سرکار
وہ کہتے ہیں چل ہٹ مجھے کیا کام کسی سے

اللہ کی قدرت نہ تو سن ہے نہ تو دن ہے
جوبن ترے سب کچھ ہے اکبر آئینہ ہیں ابھی سے

اچھی جو ہو صورت وہ سماتی ہے نظر میں
آنکھیں مری پاتی ہیں دولت دیدار تری سے

محشر میں بھی اس عشق نے رنگ اپنا جمایا
دوزخ کو لگی آگ مرے دل کی لگی سے

یہ کہہ کے کسی نے مجھے محفل سے اوٹھایا
ہٹ جائیے اب کچھ مجھے کہنا ہے کسی سے

ارمان ترے دل سے نکلنے نہیں دونگا
دعویٰ کا ہے ریاست کو نزاکت کی کمی سے

وہ وصل کے اصرار پہ کس ناز سے بولے
اس شرط پہ راضی ہیں کہ کہنا نہ کسی سے

کھل کھل کے بتاتی ہے مجھے رنگ محبت
زخمی دل بلبل نظر آتا ہے کلی سے

انداز حیا میں بھی ہیں شوخی کی ادائیں
وہ مجھ میں سماتا ہے وہ چھپتا ہے مجھی سے

دیوانۂ الفت ہوں نہیں عقل ٹھکانے
شائق مجھے کیا کام بھلی اور بری سے

آج غوث الورا کا صندل ہے
ابن مشکل کشا کا صندل ہے

حور جنت سے کیوں بلائیں نہ لیں
جان خیر الورا کا صندل ہے

سر کے بل چلئے ساتھ اس کے
خلق کے رہنما کا صندل ہے

کیوں نہ ہو ہر ولی یہاں حاضر
سید الاولیا کا صندل ہے

پڑھتے آئی نہ کیوں فرشتے درود
نور خیر الوریٰ کا صندل ہے

نور سے راہ کیوں نہ ہو پر نور
شمع بزم ہدیٰ کا صندل ہے

لاتخف یا غریبا جس نے کہا
یہ اسی باصفا کا صندل ہے

صوفیو صافیو صفا سے ظہور
قدوۃ الاصفیا کا صندل ہے

نفی اثبات میں ہیں سب ذاکر
زبدۃ الاولیا کا صندل ہے

نام سے جس کے دل تڑپتا ہے
آج اس دلربا کا صندل ہے

۱۴
تو بھی آنکھوں سے ساتھ مل شائق
تیرے ہی پیشوا کا صندل ہے

ناز سے کہتے ہیں دل میں مرے آنیوالے
تم سلامت رہو نازوں کے اٹھانیوالے

باتوں باتوں ہی میں ہیں دل کے اڑانیوالے
تم تو آنکھوں میں کا کاجل ہو چرانیوالے

ہائے وہ لاش پہ کہتے ہیں مری رو رو کر
آپ تو جا بیٹھے اور ہم بھی ہیں آنیوالے

وصل میں چھیڑتے ہی ہنس کے یہ فرماتے ہیں
ہائے غارت نہیں ہوتے یہ ستانے والے

جھوٹ ہو سچ ہو مگر بات ہو تیرے منہ کی
چپ نہ رہنا کہیں او بات بنانے والے

تیری آنکھوں میں ہے جادو کہ ہے ٹونا ظالم
آ ادھر آ مجھے دیوانہ بنانے والے

۱۴
جیتے سے ہاتھ نہ کیوں اپنا میں دھوؤں شائق
آج وہ غیر کی دعوت میں ہیں جانے والے

ہر گلی کوچہ میں طیبہ کے مزا ملتا ہے
تیری بستی ہی سے جنت کا پتا ملتا ہے

جستجوئے شہ لولاک میں کیا ملتا ہے
یہ وہ ہے راستہ جس سے کہ خدا ملتا ہے

مر کے بھی مرتے نہیں کشتۂ ابروئے نبی
آب خنجر سے انھیں آب بقا ملتا ہے

ہر گھڑی دل میں نئی ہوتی ہے حسرت پیدا
روز مہمان سے مہمان نیا ملتا ہے

ہجر احمد کی مصیبت میں جو مر جاتے ہیں
مرتبہ ان کو شہیدوں سے سوا ملتا ہے

بسمل تیغ ادائے نبوی کیا کم ہے
ان کے انداز سے رنگ شہدا ملتا ہے

چاند کو عارض حضرت سے بھلا کیا تشبیہ
ہاں ذرا نقشہ نقش کف پا ملتا ہے

گلشن دہر کے ہر پھول کے رنگ بو سے
باغبان ازلی تیرا پتا ملتا ہے

صدمہ ہجر سے لاغر جو ہوں بلوائیں حضور
کاہ ہو جائے تو پھر کاہ ربا ملتا ہے

راہ مولا میں ذرا پاؤں بڑھاؤ تو سہی
جس کو تم ڈھونڈتے ہو دوڑ کے آ ملتا ہے

التجا وصل کی ہو جائے گی شاید مقبول
آسرا تجھ سے یہ لے دست دعا ملتا ہے

دین و دنیا کی خوشی سے بھی غم بہتر ہے
وصل کا فرقت احمدؐ میں مزا ملتا ہے

شان حضرت کی ہر اک جائے نئی ہے شائق
جب تو پھر نعت میں اک لطف نیا ملتا ہے

بے فائدہ میں نے جستجو کی
دل ہی میں صدا ہے تو ہی تو کی

زندان تیغ کے شیفتہ ہیں
پیدا ابھی ہم نے آبرو کی

آہستہ خرام در دل من
نازک ہے گلی رگ گلو کی

آلٹے ہیں یہ کون اب سر خشر
آواز آتی ہے ترتو کی

اس طرح وہ ملکے پھر جدا ہے
جس طرح جدائی رنگ و بو کی

مرقد میں دکھائی شکل کس نے
رٹ لگ گئی صلوا وسلموا کی

ابرو کا ترے شہید ہوں میں
حاجت نہیں غسل کی وضو کی

معراج میں سید الرسل نے
بے پردہ خدا سے گفتگو کی

طیبہ ہی میں چل کے ہم تڑپتے
اے دل یہ کیسی چال چو کی

کفار نے لاکھ سر اٹھایا
کچھ بھی نہ کہیں چلی عدو کی

اے صل علیٰ خیال احمدؐ
ہے آرزو اور آرزو کی

بسمل کی دعا ہے جس میں تو ہے
وہ رگ نہ کٹے مرے گلو کی

تاثیر اگر نہیں ہے شائق
بے کار صدا ہے ہائے ہو کی

ہجر احمدؐ میں مجھے وصل کا لطف آتا ہے
نام کے سنتے ہی جی دیکھنے للچاتا ہے

لوگ جا جا کے مدینے سے چلے آتے ہیں
میرا کم بخت نصیبہ مجھے ترساتا ہے

لب چمٹ جاتے ہیں خود لفظ محمدؐ پہ شتاب
نام پیارے کا جب آتا ہے تو پیار آتا ہے

انبیا دیکھ کے محشر میں یہ فرمائینگے
دیکھو کس شان سے محبوب خدا آتا ہے

ذکر وحدت جو مرے سامنے کرتا ہے کوئی
اپنی ہی شکل پہ اے دل مجھے پیار آتا ہے

نزع میں کہتی ہے امید وہ آتے ہیں نبیؐ
یاس کہتی ہے کہ اس وقت بھی کون آتا ہے

روز دیتا ہوں تسلی یہی کہکر دل کو
اب بلاتے ہیں نبیؐ کس لئے گھبراتا ہے

محو اس درجہ ہوا ہوں میں تصور میں ترے
جسپہ پڑتی ہے نظر تو ہی نظر آتا ہے

ہجر میں دل جو مچلتا ہے تو بہلانے کو
تیرا آ آ کے تصور مجھے سمجھاتا ہے

شکر ہے شکر ہے احمدؐ سا نبیؐ ہم کو ملا
اپنی قسمت پہ ہر اک امتی اتراتا ہے

بس کر اب ہجر کا قصہ نہ سنا اے شائق
گفتگو سے تری سینہ مرا بھر آتا ہے

مدینہ جسکو کہتے ہیں عجب کچھ پیاری بستی ہے
کہ رحمت کی دوکانیں ہیں شفاعت جنس سستی ہے

مدینہ کی زمیں کے اوج کو عشاق سے پوچھو
کہ عرش خالق اکبر کو بھی اس جائے پستی ہے

فدا ہوں آپکی متوالی آنکھوں پر رسول اللہؐ
تصور میں شب فرقت ہمیشہ مے پرستی ہے

کہیں گے لوگ جس دم جھومتا محشر میں اٹھونگا
شراب عشق احمدؐ کی ابھی تک اسکو مستی ہے

فنا میں ہے بقا تو ہوش میں آ زاہد نادان
جسے سمجھا ہے تو نے نیستی وہ رنگ ہستی ہے

ہمارے دلکو چسکا لذت عشق نبیؐ کا ہے
ہماری آنکھ بھی دیدار حضرت کو ترستی ہے

نہیں ہے چین دلکو ایکدم اے سرور عالم
اداے زلف شام ہجر ناگن بنکے ڈستی ہے

سمجھتے ہیں اسے آغوش مادر آپکے عاشق
ہماری روح ایدل رہے احمدؐ کی فدائی ہے
خدا جب وصف کرتا ہے محمدؐ کا محبت سے

جو بعد مرگ اُن پہ یا محمدؐ گور کستی ہے
نہ دوزخ سے یہ ڈرتی ہے نہ جنت کو ترستی ہے
تو پھر طاقت ہماری کیا ہے اور کیا چیز ہستی ہے

نکل دل سے نہ شائق کے خیال احمد مرسلؐ
کہ اس ویرانی بستی میں فقط اک تجھ سے بستی ہے

فراق احمدؐ میں دم ہے لب پہ نہ دور رہتے نہ ایسے ہوتے
جگر میں سوزش تو دل ہے مضطر نہ دور رہتے نہ ایسے ہوتے
نہ ہے کسی کو خیال اپنا نہ کوئی پرسان حال اپنا
بتاؤ ہم جائیں کس کے در پر نہ دور رہتے نہ ایسے ہوتے
نہ سوجھتا کچھ ہے شام الفت نہ چلنے پھرنے کی ہمکو طاقت
مدینہ بلوا لو جلد سرور نہ دور رہتے نہ ایسے ہوتے
جگر کے دل کے ہیں زخم آئے لبوں پہ ہے آہ دل میں چھالے
شکستہ سنگ ستم سے ہے سر نہ دور رہتے نہ ایسے ہوتے
جگر ہے اس رخ کی یاد میں شق کہ من رآنی فقد رأ الحق
وہی تصور ہے ہم کو دن بھر نہ دور رہتے نہ ایسے ہوتے
نہ کیوں ہو بیتاب جان اور دل یہ ناتوانی یہ دور منزل
گدا کی صورت ہوئے ہیں در در نہ دور رہتے نہ ایسے ہوتے
مدینے والو سفر کہانی نہ کوئی مونس نہ یار جانی
سینہ خنجر بدست قاتل لبوں پہ نہ دور رہتے نہ ایسے ہوتے
لکھا ہے تقدیر میں یہ میری رموز تھا فراق یثربی
نصیب تھا مصیبت ستم [illegible] نہ دور رہتے نہ ایسے ہوتے

زمانہ دشمن فلک ستمگر نہ اپنے ہیں خویش اور برادر
تمہارے کہلاکے بندہ پرور نہ دور رہتے نہ ایسے ہوتے

ہے آفتاب فراق سر پر نہ کیوں ہو گرمی سے حال ابتر
یہاں ہے ہر روز روزِ محشر نہ دور رہتے نہ ایسے ہوتے

کروں گا شائق یہ عرض جاکر فراق کا درد و غم سناکر
تمہارے قدموں سے اے پیمبر نہ دور رہتے نہ ایسے ہوتے

ہر کوئی آپ کا عاشق یہ سمجھا کیا ہے
یا نبی آپ کے جلوہ میں تماشا کیا ہے

کیا کہوں میں مرے سرکار کا جلوہ کیا ہے
دیکھنے والوں نے تکو ابھی دیکھا کیا ہے

خواب ہی میں نظر آجائے تو تسکیں ہو جائے
ورنہ اب آپ کے سوا اور سہارا کیا ہے

شب معراج نبی آپ خدا کے مہمان
مرحبا صل علیٰ آپ کا کہنا کیا ہے

پاس قدموں کے بلالو ہمیں جلدی آقا
ہم غلاموں کی سوا اس کے تمنا کیا ہے

ہوگئی ہند میں رہنے سے طبیعت بیزار
جلد بلوائیے اب دیر یہ مولا کیا ہے

ہاں فقط ایک محبت ہے رسول اللہ کی
اور میرے دل بیتاب میں رکھا کیا ہے

میں مدینہ کی جو جالی سے لپٹ کر رو دوں
آپ فرمائیے کہہ عرض تری کیا کیا ہے

جس کو چاہا اسے بس تو نے بنایا اپنا
عشق میراث نہیں اس میں اجارا کیا ہے

آپ کا جلوہ مرا نور نظر بن جائے
دونوں آنکھوں کے سوا چاہتا اندھا کیا ہے

سایہ گستر ہے کرم ہر گھڑی سر پر اُن کے
گرمیٔ حشر کی شائق مجھے پروا کیا ہے

مدینہ میں نبی کی رحمت دربار کیسی ہے
چلو دوڑو گنہگارو سخی سرکار کیسی ہے

جدائی میں تری لب پر ہیں نالے دل میں ہیں چھالے
کہوں کیا میری حالت احمد مختار کیسی ہے

فرشتے مرحبا کہتے ہیں حوریں آفریں بادا
جو جھومے عرش پہ جا جا کے وہ تلوار کیسی ہے

شب معراج حوریں کہہ رہی تھیں صدقہ ہو ہو کر
اجی پیارے نبی یہ ٹیڑھی دستار کیسی ہے

ارے زاہد گنہ کر لے تو اس کا لطف آئیگا
تجھے میں کیا سناؤں رحمت غفار کیسی ہے

مبارک ہو خدا اسے رضواں تجھے مجھکو مدینہ بس
وہاں کے دشت میں بھی رونق گلزار کیسی ہے

فرشتے ڈرکے مرقد میں کہیں گے مجھ سے اے شائق
ٹہر جا یا محمدؐ کی صدا ہر بار کیسی ہے

سوئے طیبہ جو چلے راہ عدم بھول گئے
دیکھکر تیری گلی باغ ارم بھول گئے

دیکھ کر میم کے پردے میں احد کی صورت
محو اس طرح ہوئے اپنے کو ہم بھول گئے

یا رسول عربی جان فدا ہے تجھ پر
سنتے ہی تیرا کرم ہجر کا غم بھول گئے

دیکھکر شان ترے در پہ گدا کی حضرت
سب سلاطین زمن جاہ و حشم بھول گئے

اس میں جو کچھ ہے تماشا وہ کہاں تھا اس میں
دیکھ کر ساغر دل ساغر جسم بھول گئے

کیوں نہ ہو میری جبیں کعبۂ جن و انسان
تم ابرو کی قسم طاق حرم بھول گئے

زائرو جاکے مدینہ میں یہ تم عرض کرو
مجھ گنہگار کو کیا شاہ امم بھول گئے

رہبری کیجئے اے دونو جہاں کے رہبر
راہرو ملک عدم راہ عدم بھول گئے

تیرے الطاف نے اسطرح لبھایا دل کو
دیکھکر ملک عرب شہر عجم بھول گئے

مصر والوں نے سنا جب ترا حسن ازلی
حسن یوسف کو ترے سر کی قسم بھول گئے

آپ فرماتے ہیں ہر حیلے ہمیں یاد کرو
اس کا رونا ہے کہ سرکار کو ہم بھول گئے

حسن احمدؐ نے کیا محو کچھ ایسا شائق
نعت جب لکھنے لگے طرز ستم بھول گئے

نہیں پاس مرا کچھی مدنی مراچین گیا مری نیند گئی
دن رین کٹے کیوں کر سجنی مراچین گیا مری نیند گئی
نہ وہ آئے ادھر نہ گئی میں ادھر یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا

مر جاؤں یہی ہے جی میں ٹھنی مرا چین گیا مری نیند گئی

مجھے دیکھتے ہی جی چھوٹ گیا لڑتے ہی نظر دل ٹوٹ گیا
چھپنے لگی اک برچھی کی انی مرا چین گیا مری نیند گئی

مسکین ہوں زر مرے پاس نہیں آنے کی وہاں کچھ آس نہیں
لے لیجے پھر یثرب کے دھنی مرا چین گیا مری نیند گئی

دیکھوں جو انہیں قدموں پہ گروں دامن کو پکڑ کر عرض کروں
حضرت مری کیوں بگڑی نہ بنی مرا چین گیا مری نیند گئی

بلبل رہے دور چمن سے ترے عاشق رہے دور وطن سے ترے
آفت ہے یہ کیا اللہ غنی مرا چین گیا مری نیند گئی

اتنا تو اثر دے نالوں میں ہو حشر مدینے والوں میں
گو شائق ہے یا رب دکھنی مرا چین گیا مری نیند گئی

پڑے ہیں سیہ کار سب تیرے پالے
ترے ہاتھ ہے شرم او کملی والے

قیامت میں دے مجھکو دوزخ نہ جنت
الٰہی تو کر دے نبیؐ کے حوالے

یہ معراج میں حوریں کہتی تھیں پڑھ کر
ادھر دیکھ اے عرش پہ جانیوالے

دکھا دے تو اپنے ہی میں رب کا جلوہ
عرب میں عرب دار کہلانے والے

یہی کہتے کہتے نکل جائے گا دم
مدینے بلا لے مدینے بلا لے

بچا چال سے نفس کے یا محمدؐ
نئے پیٹ سے اس نے پاؤں نکالے

نگاہوں میں اعجاز آنکھوں میں جادو
مجھے بھی تو دیوانہ اپنا بنا لے

خدا کے لئے ساتھ لے لے مجھے بھی
رسول خداؐ کی طرف جانیوالے

کرو کچھ تو صورت دکھانیکی صورت
محمدؐ کوئی دل کو کب تک سنبھالے

وہاں روسیہ میں نہ جاؤنگا حضرت
جہاں کالے گورے ہوئے پوچھے کالے

۴

کبھی تو کرم تیسرا ہو جائے اس پر
مدینے سے شائقؔ کو تڑپانے والے

قلب کی بیکلی نہیں جاتی
یہ اذیت مری نہیں جاتی

دل کی آفت کبھی نہیں جاتی
کیا کروں جان بھی نہیں جاتی

تم اشارے سے مجھکو بوسہ دو
کچھ لبوں سے مِسی نہیں جاتی

شب خلوت ہے پھر یہ پردہ کیوں
کیا حیا آج بھی نہیں جاتی

عشق گیسو میں ہجر جائے گا دل
شب میں منزل چلی نہیں جاتی

ہے دوام اُن کو شوق خود بینی
ہاتھ سے آرسی نہیں جاتی

میکشو جا چکے شباب کے دن
اب بھی کیا میکشی نہیں جاتی

چاک کرنا ہے جامۂ ہستی
یہ قبا وہ ہے جو سی نہیں جاتی

عشق میں جن کے ہم ہوئے گمنام
گر اُن کی کسی نہیں جاتی

ہم نے کی گرچہ لاکھ غمخواری
بے کسی ہجر کی نہیں جاتی

میری نیت سے مت چھپائے ہو
اب بھی دل سے بدی نہیں جاتی

وعدۂ وصل چاہتے ہی کہا
یہ زباں وہ ہے جو دی نہیں جاتی

بارہا توڑ دی جوانی میں
توبہ ہے توبہ کی نہیں جاتی

واعظو یاد مصحف رخ میں
کوئی آیت پڑھی نہیں جاتی

خود ہی دل دے کے پھر یہ شکوہ کیا
یہ مصیبت سہی نہیں جاتی

گو کہ طاعت چھپا کے کرتا ہے
وہ ریا شیخ کی نہیں جاتی

مفلسی میں بھی دل غنی ہی رہا
کبھی خوئے سخی نہیں جاتی

ماہرو چاندنی کے حسن پہ ناز
کیا تری چاندنی نہیں جاتی

آہ سے میری کانپتا تھا جہاں
سانس بھی اب تو لی نہیں جاتی

وہی پائیں گے جو قسمت میں ہیں
اُس کی بخشش کبھی نہیں جاتی

آنکھ شوخی نے پاؤں پھیلائے
شرم کبھی ہے بچا نہیں جاتی

وقت وعدہ نہ چھیڑ ذکر عدو
بات میں بات کی نہیں جاتی

دل لگانے سے ہاتھ کیوں دھوئیں
پھیری دریا دلی نہیں جاتی

جا چکی شرم بھی تو خلوت سے
ضد یہ کیوں آپ کی نہیں جاتی

قتل کے بعد زخم خنداں ہیں
عاشقوں کی ہنسی نہیں جاتی

کیوں نہ ہو ہم نیاز مند کو ناز
بے نیازی تری نہیں جاتی

چھوٹ پیری میں دل لگی شائق
اب بھی عادت تری نہیں جاتی

لقب تیرا محی الدین ہے تو قطب عالم ہے
خدائے پاک کا محبوب ہے اور غوث اعظم ہے

رسول اللہ پر بیشک نبوت ہو گئی آخر
ولایت میں کوئی تجھ سا کہاں یا شاہ اکرم ہے

تجھے مصروف رکھتا ہے خدا لوح محفوظ میں
مرے تن میں ہے بیشک جان اور دم میں ترے دم ہے

کرامت شاہ جیلاں کی لکھیں ہم کاغذ و نمی کیا
ہو دفتر گر زمین و آسمان تو بھی بہت کم ہے

تمہارا جو کہ ہے دشمن خدا کا بھی وہ ہے دشمن
ہے منظور نظر حق کا تمہارا جو کہ ہمدم ہے

نہ ہم کو خوف شیطاں اور نہ ہم کو نفس امارہ
ہمارے دل پہ کندہ جب سے نام غوث اعظم ہے

کہوں گا صاف گر پوچھیں نکیرین آ کے اے شائق
مرا مولا مرا ہادی محی الدین اکرم ہے

بزم دنیا میں عجب کچھ اپنی جہانی ہوئی
ایک قسمت تھی تو وہ بھی دشمن جانی ہوئی

واہ وا رے خوبی تقدیر کیا کہنا ترا
جس قدر بے فکر تھے اتنی پریشانی ہوئی

ننگ و نام و ہر سے اچھا کیا ہم سے سلوک
دیکھ کر آئینہ بدنامی کا حیرانی ہوئی

خانہ برباد ہم نے ہم کو کر دیا خانہ بدوش
جو کہ تھی تحریر پیشانی کی پیشانی ہوئی

کیوں نہ میں پی لوں خوشی سے رنج میں آنسو کی گھونٹ — یہ وہ مئے ہے آنکھ کے پردوں میں ہے چھپائی ہوئی
کاتب قدرت کے ہاتھوں کے فدا ہو جائیے — اپنی قسمت دیکھ کر قسمت بھی دیوانی ہوئی
اپنے افعالوں کا سب فاعل حقیقی ہے وہی — ہم سمجھتے ہیں یہ تو ہم سے نادانی ہوئی
اے فلک رکھا جو ہم کو گردشوں میں عمر بھر — کب سے تو نے بات ایسی دل میں تھی ٹھانی ہوئی
تفرقہ پردازیوں سے مٹ گئی نشو و نما — مل گئی مٹی میں باقی آبرو پانی ہوئی
دوست ہم نے جس کو سمجھا وہ عدو نکلے تمام — رشتہ داروں سے نرالی رشتہ جنبانی ہوئی
ہم نے جو تدبیر کی تقدیر سے الٹی ہوئی — مشکل آساں کب ہوئی مشکل میں آسانی ہوئی
بعد شام وصل کے صبح قیامت ہے ضرور — شادمانی جتنی تھی اتنی پشیمانی ہوئی
باعث جمعیت خاطر تھے بدلا اپنا رنگ سا — پر ہمیشہ دل سے حاصل کوچہ گردانی ہوئی
اس مصیبت نے کیا ہم کو خدا رس دفعۃً — ورنہ حاصل سب کو مدت میں خدا دانی ہوئی
اے لباس زہد و تقوی آخری تسلیم لے — ان گناہوں سے ہمارے خوب عریانی ہوئی

دیکھیں شائق بخت کی کس وقت ہو کایا پلٹ
بارگاہ حق میں ہے عرضی یہ گذرانی ہوئی

تری فرقت نے اے احمد میاں بس مار ڈالا ہے — جو شب کو بیقراری ہے تو دن کو لب پہ نالا ہے
ہمیں مجنوں بنا کر عشق نے یاں کر دیا عریاں — وہاں وہ بے وفا ہے نیند ہے منہ پر دوشالا ہے
لبوں پر آہ ہے دل میں تپش ہے سانس میں ہے غش — تمہارے ہجر میں حضرت پڑا ان سب سے پالا ہے
مشرف شربت دیدار سے فرمائیے حضرت — کوئی دم میں یہ خادم آپکا بھی آنیوالا ہے
خیال زلف میں دیوانہ بن کے تیرے عاشق نے — پہن لیں بیڑیاں اور طوق بھی گردن میں ڈالا ہے
مرے پیارے مرے دلبر مرے مرشد مرے رہبر — جہاں میں سب تمہارا ہی اجالا ہی اجالا ہے
پری کی چال ہے انسان کی صورت حور کی آنکھیں — تمہاری نوجوانی نے عجب جوبن نکالا ہے
تمہاری جیسی بھویں ہیں نیش دُم گیسو ترے پر خم — وہ عقرب کا ہے جوڑا اور یہ اژدر کا کالا ہے

ہوا جاتا تھا غرق بحر عصیاں شائق مضطر
فدا غوث الوریٰ کے کس مصیبت میں سنبھالا ہے

بندۂ خاص خدا کا عرس ہے
اک ولیٔ با صفا کا عرس ہے

نور چشم و راحت جان نبیؐ
آل پاک مصطفےٰؐ کا عرس ہے

جو عقیدت ان سے رکھتا ہو دل
آج اُن کے پیشوا کا عرس ہے

نام سے جن کے بلا کوسوں ہٹے
آج ایسے رہنما کا عرس ہے

دل مرا ان پہ فدا ہو جائے بس
نور پاک مصطفےٰؐ کا عرس ہے

مشکلیں حل ہوتی ہیں جس نام سے
آج اُس مشکل کشا کا عرس ہے

وصف شائق ان کا کس منہ سے کریں
پیر سید مصطفےٰؐ کا عرس ہے

اے درد فراق ایسی بیدادگری کیوں ہے
سوزش ہے کلیجے میں آنکھوں میں تری کیوں ہے

بانکے تری آنکھوں نے ایسا کیا دیوانہ
انجان ہوں میں مجھ سے بےخبری کیوں ہے

مرنے پہ مرے تم تو پھولوں نہ سماتے تھے
پھولوں میں تری آ کر پھر نوحہ گری کیوں ہے

دل جس نے چرایا ہے تم اس کی سزا لو لو
چوری تو ہوئی ثابت پھر چور بری کیوں ہے

کہتے ہیں مرے ارماں مرقد پہ یہ گھبرا کر
پتھر کی کڑی یارب سینہ پہ دھری کیوں ہے

رہنے دے کھلے بندوں زخموں کو مرے دل کے
الفت کی نگاہوں سے پھر بخیہ گری کیوں ہے

وحدت کا ہوں میں قائل لیکن یہ معما کیا
ہر اک کی اداؤں میں پھر جادوگری کیوں ہے

پہلے ہی اشارے میں دل چھین لیا تو نے
پھر بانکی نگاہوں سے جادو نظری کیوں ہے

کیا پوچھتا ہے مجھ سے کیوں ہوش اڑے تیرے
پہلے یہ بتا مجھکو تو رشک پری کیوں ہے

آتا ہے تصور میں کیا کوئی کھلے پاؤں
ورنہ تجھے پھر شائق آشفتہ سری کیوں ہے

مجرم ہوں خطاوار ہوں نادم ہوں خطا کا — لیکن مجھے امید ہے حضرت کی عطا سے
الفت میں محمدؐ کی فنا عین بقا ہے — ترساتے ہو اسے خضر کیسے آب بقا سے
تھا عرش پہ عمل عاشق و معشوق کا ہے وصل — محبوب خدا جب گئے ملنے کو خدا سے
دل فرقت حضرت میں جو ہو جاتا ہے مایوس — ارمان وصال آتے ہیں دیتے ہیں دلاسے
اے تیر نگاہ نبوی سینہ میں در آ — میرا دل فرقت زدہ بسمل ہو بلا سے
جو مانگئے وہ دیتا ہے اللہ و لیکن — اخلاص جو ہو کام نکلتا ہے دعا سے
اے رحمت عالم مجھے رحمت سے بچانا — گھبرائیں قیامت میں جو ہم قہر خدا سے
تم اپنے فقیروں کو کبھی دید کی دو بھیک — دیدے نہیں ان کے یہ فقیر و ننگے ہیں کاسے
کیوں خوش نہیں کرتے مجھے دکھلا کے مدینہ — واقف نہیں کیا آپ مری آہ و بکا سے
بیمار ہوں اور وصل حبیب میں شفا ہے — صحت مجھے ہو جائیگی طیبہ کی ہوا سے
سیراب کرو خواب میں تم جلوہ دکھا کر — مدت سے ہیں ہم شربت دیدار کے پیاسے
دنیا میں جو تھے عاشق صحرائے مدینہ — خوش ہوں گے قیامت میں وہ جنت کی فضا سے
گرتے ہوئے اٹھتے ہوئے طیبہ کو پہنچ جائیں — اتنی نہیں امید مری آہ رسا سے

شائق ہے پس مرگ وصال شہ ابرار
مرنے کی تمنا ہو نہ کیوں خوش ہوں قضا سے

نبیؐ میں ہیں جلوے عیاں کیسے کیسے — ہے انساں کی صورت گماں کیسے کیسے
جدا جب سے ہوں آپ سے یا محمدؐ — ستاتے ہیں درد نہاں کیسے کیسے
ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ — نبیؐ کے ہیں یہ راز داں کیسے کیسے
بھروسہ نہ کر تو کہ اک دن فنا ہے — گئے طفل و پیر و جواں کیسے کیسے
ہر اک جا جمال نبیؐ کا ہے جلوہ — یہ اک پھول ہے بوستاں کیسے کیسے
حواس اپنے ہیں جو بھل جاتا ہے مانع — یہ پردے پڑے درمیاں کیسے کیسے

فلک پر ہیں احمدؐ زمیں پر محمدؐ
ہیں اس بے نشاں کے نشاں کیسے کیسے

عرب کی اداؤں میں رب کا ہے جلوہ
عیاں میں ہیں راز نہاں کیسے کیسے

خیالات حضرت ہیں ارمان حضرت
مرے دل میں ہیں میہماں کیسے کیسے

ملے ہیں ملیں گے یہی تم کو رتبے
یہاں کیسے کیسے وہاں کیسے کیسے

ادھر خوف شیطاں ادھر فکر ایماں
دم نزع ہیں امتحاں کیسے کیسے

زمیں اپنا سینہ ذرا تو دکھا دے
جواہر ہیں تجھ میں نہاں کیسے کیسے

طبیعت تری سب سے نادر ہے شائق
ہوئے یوں تو جادو بیاں کیسے کیسے

صدمے فرقت کے جو یا پیر رلاتے ہیں مجھے
رخ خنداں کے خیال آ کے ہنساتے ہیں مجھے

آپ بھی لائیے تشریف مرے غوث ذرا
آ کے مرقد میں نکیرین ڈراتے ہیں مجھے

دوستو نزع میں شربت نہ پلاؤ سن لو
پیر اب شربت دیدار پلاتے ہیں مجھے

غوث اعظمؓ کے تصور میں ہیں پیارے انداز
لامکاں کے بھی تماشے نظر آتے ہیں مجھے

محو ہوتا ہوں جو یادِ شہ جیلاں میں کبھی
لوگ سب شہر میں دیوانہ بتاتے ہیں مجھے

نفس و ابلیس کے پھندے سے بچانا یا پیر
ہر نئے طور سے یہ پیچ میں لاتے ہیں مجھے

تو تو حبیب نہیں آقا تو ہے تیرا حبیبؐ
لوگ کہہ کہہ کے یہ امید دلاتے ہیں مجھے

نعت احمدؐ کا تصدق ہے یہ سب اے شائق
لوگ عظمت سے جو نزدیک بٹھاتے ہیں مجھے

یا نبیؐ تاثیر اتنی الفت کامل میں ہے
آنکھ میں صورت تمہاری ہے محبت دل میں ہے

سورۂ واللیل پڑھتا ہوں وہ زلفیں دیکھ کر
فاتحہ میری تلاوت کا اسی منزل میں ہے

نور احمدؐ گنبد خضرا سے ہے جلوہ فگن
شمع ہے فانوس میں اور روشنی محفل میں ہے

کنت کنزاً مخفیاً کہتا ہے پتلا خاک کا
یا خدا کیا بھید اس تصویر آب و گل میں ہے

اے خیال خنجر ابروئے احمد بے خبر
دم ذرا سا اور بھی باقی ترے بسمل میں ہے

خوف کا دریا آہوں کی ہوا داغوں کا باغ
ہجر حضرت سے نئی دنیا ہمارے دل میں ہے

شان احمد دل میں ہر جلوہ فزا آٹھوں پہر
فکر کیا مجنوں مری لیلیٰ اسی محمل میں ہے

موت بھی آتی نہیں حضرت بھی بلاتے نہیں
ہجر میں یارب ہماری جان کس مشکل میں ہے

میری آنکھوں میں ہے نقشہ اس رخ پرنور کا
اے منجم دیکھ لے اک چاند دو منزل میں ہے

مرحبا اہلاً و سہلاً اے خیال مصطفیٰ
ہجر میں تیری ہی بس امید میرے دل میں ہے

پھینک ہی دیگا مجھے طیبہ میں یہ بے تب و شباب
زور کچھ بھی یا نبی گر اضطراب دل میں ہے

شائق خستہ جگر عشق پیمبر کے طفیل
ذکر تیرا ہر گلی میں ہے ہر اک محفل میں ہے

کیا کہوں کونسی صورت پہ محبت آئی
جس پہ اللہ ہے فدا اس پہ طبیعت آئی

کملی والے ترے قدموں سے رہا دور اتنا
اک بلا بن کے مرے سر شب فرقت آئی

جا کے روئیں گے جو سب ملکے ترے روضہ پر
دھوم طیبہ میں یہ ہوگی کہ قیامت آئی

گرمیٔ حشر سے مضطر جو گنہگار ہوئے
سایہ کرنے کے لئے دوڑ کے رحمت آئی

چیخ اٹھا کہ یہی چاہنے والا ہے مرا
قبر میں جبکہ نظر یار کی صورت آئی

ہوگیا جب سے جوان مدنی پہ صدقے
نہ تو پریوں پہ نہ حوروں پہ طبیعت آئی

نام سن کر ترا دل دے ہی چکے تھے پہلے
صدمۂ ہجر سے اب جان کی نوبت آئی

داغ عشق نبوی سے ہوا دل مالا مال
گھر میں دولت یہ محبت کی بدولت آئی

آگئے جب حشر میں روتے ہوئے سارے عاصی
دامن لطف سے منہ پونچھنے رحمت آئی

دعوئ عشق نبی اس پہ طلب حوروں کی
سوچ شائق تو اسے کیوں تری شامت آئی

آنکھ میں ہے نور رخسار پیمبر چاندنی
کیا دکھا لی ہے جھلک اپنی چھٹک کر چاندنی

سایۂ لطف نبی کی جب چلی ٹھنڈی ہوا
بن گئی روز جزا کی دھوپ سر پر چاندنی

کہہ اٹھوں گا میں ہے نورٌ علیٰ نور کا رمز
دیکھ لوں گا جب مدینہ کی زمیں پر چاندنی

تاب کیا ہے چاند کی چمکے جو طیبہ میں حضور
صدقے ہوتی ہے مگر گنبد کے اوپر چاندنی

کیا ہے پیش جلوۂ نور پیمبر چاندنی
ہے نظر میں آگیا سا ایک بستر چاندنی

نور الفت دل میں ہے پیش نظر روئے نبیؐ
گھر کے اندر چاندنی ہے گھر کے باہر چاندنی

ہے تصور میں مرے ماہ جمال مصطفےٰ
دل میں آئی ہے مرے آنکھوں میں [illegible] چاندنی

بوئے الفت تیری رکھتا ہے ہر اک گل باغ کا
موتیا جوہی سمن چمپا صنوبر چاندنی

دل میں شائق کے کبھی تو آ نکل طیبہ کے چاند
دیکھ لیں سب لوگ ویرانے میں دم بھر چاندنی

یا نبیؐ جب یاد آئی آپ کی
دل لگا دینے دہائی آپ کی

جان دیدوں کیوں نہ صورت دیکھ کر
آخری ہے رونمائی آپ کی

جلد بلوا لو مدینہ میں حضور
ظلم ڈھاتی ہے جدائی آپ کی

وہ شب معراج وہ خلوت کی رات
یا نبیؐ وہ دلربائی آپ کی

شان لولاک لما ہے ذات پاک
ہے خدا کی سب خدائی آپ کی

از ہمہ اوہام و تخیلات دور
نور حق جلوہ نمائی آپ کی

در ہزاراں آئینہ یک صورت است
ہے مزے کی آشنائی آپ کی

ظاہر و باطن و پنہاں آشکار
شکل وحدت نے بتائی آپ کی

لامکاں سے بھی پرے پہونچے حضور
اللہ اللہ رے رسائی آپ کی

کربلا میں یا محمد مصطفےٰ
لٹ گئی ساری کمائی آپ کی

چیخ مارا گر پڑا دل تھام کر
ہجر میں جب یاد آئی آپ کی

آنکھ شائق کی ہو روئے پاک پر

جان بن جائے فدائی آپ کی

ہماری آہ بھی کیا دل جلی ہے
مدینہ سے ہوا ٹھنڈی چلی ہے

جدائی میں تمہاری یا محمد
تڑپ ہے بیکسی ہے بیکلی ہے

مری جاں سوز فرقت سے ہے تازہ
یہ ڈالی آگ میں پھولی پھلی ہے

نہاں ہے اس میں بوئے زلف احمد
مزاول باغ طیبہ کی گلی ہے

نہ کیوں پتلی میں ہو نقش کف پا
ازل سے آنکھ تلووں سے ملی ہے

شفاعت نے بچایا روز محشر
گناہوں کی بلا سر سے ٹلی ہے

یہاں ہم مر گئے فرقت میں حضرت
خبر کچھ آپ نے اب تک لی ہے

بلاتے ہیں نبی طیبہ میں شاید
بہت کچھ ہم کو کل سے بیکلی ہے

کمال الفت احمد ہو جس کو
وہی کامل وہی پکا ولی ہے

الٰہی دفن میرا ہو وہیں پر
گلی طیبہ کی جنت کی گلی ہے

پس مردن ہماری روح مشتاق
نبی کو ڈھونڈتی طیبہ چلی ہے

مزہ شوق رہ طیبہ کا پاتے اپنی آنکھوں سے
محمد کی قدمبوسی کو جاتے اپنی آنکھوں سے

ترے دربار کا یوں لطف اٹھاتے اپنی آنکھوں سے
کوئی آتا اگر سر سے ہم آتے اپنی آنکھوں سے

ذرا تم مسکرا کر دیکھ لینا حشر میں حضرت
جو آئیں ہم وہاں آنسو بہاتے اپنی آنکھوں سے

بہانہ ضعف کا کر کے جو گرتے خاک طیبہ پر
ترے نقش کف پا کو لگاتے اپنی آنکھوں سے

نہ آتی یاد چشم مصطفیٰ میں نیند گر ہم کو
محبت کا نیا جادو جگاتے اپنی آنکھوں سے

عوض جبریل کے قاصد خدا کے ہم اگر ہوتے
شب معراج حضرت کو جگاتے اپنی آنکھوں سے

مرے باعث نبی معراج میں عرش الٰہی تک
گئے حوروں کو دیوانہ بناتے اپنی آنکھوں سے

اگر معلوم ہوتا دامن تر باعث آئے گا
تو ہم بھی حشر تک دریا بہاتے اپنی آنکھوں سے

نظارہ ہم کو گر ہوتا لب لعل محمد کا — عوض اشکوں کے خون دل بہاتے اپنی آنکھوں سے
لگا ہوں سے بلائیں لیکے راضی ان کو کر لیتے — جو آتے خواب میں حضرت مناتے اپنی آنکھوں سے
مدینہ میں پہونچکر ہم جو مر جاتے تو بہتر تھا — کبھی تو دیکھئے آپ آنے جاتے اپنی آنکھوں سے
ہیں مرتے مرتے جی اٹھتا مسیحا آپ کہلاتے — مدینہ سے جو آکر دیکھ جاتے اپنی آنکھوں سے
جو ہم دیوانہ بن کے پھرتے جنگل میں مدینہ کے — بچھا کر پھول کانٹوں کو اٹھاتے اپنی آنکھوں سے
وم پرستش خدا کے سامنے بھی ہم نہ چپ رہتے — وہاں بھی آپکو حضرت بلاتے اپنی آنکھوں سے

مزا ہوتا رسول اللہ جو شائق بے خبر ہوتا
کبھی تم اس کو متوالا بناتے اپنی آنکھوں سے



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیوان فارسی

ردیف الف

خواہیم ز دل آں شہ یثرب وطنی را
امی لقبی ہاشمی مکی مدنی را

آموختم از چشم تو ناوک فگنی را
حاصل کنم از ابروئے تو تیغ زنی را

بر روئے تو قربان کنم نیر تاباں
بر گوہر دندان تو دُرِ عدنی را

سازیم فدایت مہ نو بر خم ابرو
بر لعل لبت پارۂ لعل یمنی را

نادم شدہ از سرخی عارض گل لالہ
شرمندہ کند قدّ تو سرو چمنی را

در زمرۂ عشاق و در عشق محمدؐ
ممتاز خدا کردہ اویس قرنی را

من توبه شکستم و شدم قابل رحمت
دادیم چرا دوست نه توبه شکنی را

از آفت اعدائے وطن رشک اقارب
شائق دل من خواست غریب الوطنی را

والشمس گشت سورهٔ روئے نگار ما
واللیل هست آیت گیسوئے یار ما

در زلف است اندیشهٔ مشکی گلسار را
لیکن بیا برائے خدا بیمار ما

دریاب تجلی رخ نیکوئے احمدی
از دست رفت مایهٔ صبر و قرار ما

هر دم همه اذاقتهٔ الموت میدهد
بشنو بغور زندگی مستعار ما

دامان شام هجر سنم چاک از طرب
امید نظر بخواب چو روئے نگار ما

یارب ببین دعاست که در روز رستخیز
باشد بعاشقان محمد شمار ما

در قبر گر وصال محمد شود نصیب
است تیغ هجر بکن روز نگار ما

دیدم گل جمال محمد ولم ببین
در موسم خزان شده فصل بهار ما

شائق خوشا نصیب پس مرگ یک بیک
دامان مصطفی چو بگیرد غبار ما

ردیف تائے

در دلم نکهت گیسوئے صنم هست که نیست
هیچ تاثیر درین غنچهٔ تنم هست که نیست

تا کنم گه صفت سجده ابرویش اے بت
طاق ابروئے تو محراب حرم هست که نیست

از چه بیند که وصل نگوئی حرفی
یاد وائے شوق خرالا بقم هست که نیست

هر نفس میرود عالم بنظر می آید
دل سوئی رشک و بساغر جم هست که نیست

کرده زخم بیک ضرب دل پرچا سید
تیغ نگاه سن جان باز ده دم هست که نیست

دارم از داغ نحیف بدل خود گنج
ای چه پرسی که بجیب تو درم هست که نیست

درد الم برزده شمشیر پرسد آن ترک
در تن زخمی من طاقت دم هست که نیست

بنگر ای یار که از صدمهٔ هجر ستم بالم
جمع درد و غم و رنج و الم هست که نیست

شایق از شیخ بپرسم که خداوند جهان
صاحب لطف و عطا جود و کرم هست که نیست

ردیف دال

خدا شد چون ثنا خوان محمد
دو عالم گشته قربان محمد

چه غم از گرمی خورشید محشر
که باشم زیر دامان محمد

نجات جن و انسان شد ز آتش
چه احسانست احسان محمد

بود شاهنشهٔ تخت ولایت
غلامی از غلامان محمد

مکن رسوا مرا در روز محشر
منم یارب ثنا خوان محمد

مبدل از صباح وصل گردان
الهی شام هجران محمد

ملائک جن و انسان حور و غلمان
بدل هستند خواهان محمد

خداوندا شبی در خواب بنما
جمال روی تابان محمد

ازین اشعار نعت امروز شایق
عیان شد عشق پنهان محمد

ردیف لام

بهر نگر چشم و زلف دوتا دل
شو مفتون چشم فتنه زا دل
نباید رشته بر سر سخن تو
بحشر بین قدالان کشته آن شوخ
بیا ای جان من درمان من باز
قتیل غمزه [illegible] کشتی
مرا بیگانه دانند ای رفیقان
سپید است از لب لعل تو گردید
دلم بردی و دلداری نکردی
دو روز است که از من میگریزد

هر و دانسته و دردا هر جا دل
بگو شد و با آفت مبتلا دل
ترا کافیست شمشیر ادا دل
قیامت بر قیامت شد بپا دل
بود از مه تا لالی تا کجا دل
[illegible] با جدا دل
بشوق یار تا شد آشنا دل
بقتوی آنکه بود هم سها دل
زدی بر سنگ غم ای بیوفا دل
بآن رانده که شد بر کس فدا دل

بگوئی او کی شائق نپرسد
زشب تا صبح می نالد چرا دل

ردیف میم

من مسکین گذری کو به یاری دارم
دم نزعم نظر آید گل رخسار رسول
که بود بر در درگاه تو سجده بکنم
که بود کوچه تو مسکن و ماوا سازم
ای نگاه بتو ای تیر تیران سوی هدف
ور بکن مضطرم هیچ اویس قرنی

لله الحمد که با پیر مزاری دارم
در خزان گشته چمن طرفه بهاری دارم
بجبین سائی خود شوق غباری دارم
بدلم آرزوی قرب و جواری دارم
دل بیتاب بسینه چو شکاری دارم
نه تسلی نه سکونی نه قراری دارم

در وصف شہ چہ بیم زیر پرش اے شائق
شکر حق دست بدامان نگارے دارم

این فرق نگر زاہد از ہر دو کرا خواہم
تو ذات خدا خواہی من شان خدا خواہم

بیمار محبت ام ہرگز نشده درمانم
ہرگز نه دوا خواہم ہرگز نه دعا خواہم

دل داغ اہل عشاق سلطان مدینه شد
محبوب خدا مانم محبوب خدا خواہم

درمانده ام ای نکہت طیبه بنما ما را
احسان ہمین عاجز را باد صبا خواہم

خورشید مدینه شد چون پرتو آن حضرت
من ذره ناچیزم از عکس ضیا خواہم

چون سبز شان ظاہر باطن دل پر خون بنشست
این رنگ منافق را ہرگز نه حنا خواہم

در حشر ہر اک گیرد از مغفرت حصه
شائق ز خدا گویم من از تو ترا خواہم

ردیف واو

گشت جان من فدائے روئے تو
بسملم از خنجر ابروئے تو

در چمن رنگ بہار روئے تو
در گل گلزار عالم بوئے تو

در فراق تو روم چون جان ز تن
دفن خاک من شود در کوئے تو

کشتی امت ز طوفان کن بدر
تا ببینم قوت بازوئے تو

با غریبان رو نگردان از درت
کن عطا خیرات حسن روئے تو

رحمة للعالمینی یا رسول
رحم فرما بر گدائے کوئے تو

ہر کسے شائق بود پیش خدا
روئے من باشد به محشر سوئے تو

ردیف ہائے ہوز

تا دلم صورت آئینه مصفا گشته
از درون چهرهٔ دلدار هویدا گشته

آخر کار فتادم بسر کوئے تو نبی
مسجد و بتکده و دیر و کلیسه گشته

باز مانند طبیبان ز علاجم اکنون
زنده آ بر سرم اے یار مسیحا گشته

خواهش حور جنان دور کن اندل شیخا
قرب حق ترک مکن واله عقبیٰ گشته

جلوهٔ عارض پُر نور تو اے رشک کلیم
کرد روشن دو جهان واید بیضا گشته

راست بازان زمن اے شوخ کجی ها سازند
تا دلم بسته آن زلف چلیپا گشته

جز در حق بنامای یافته اگرچه دل من
اندرین وار خرابات بهر جا گشته

چشم من تا بسر زلف سیاهت افتاد
روز روشن به نگاهم شب یلدا گشته

بود هرچند ره عشق تو مشکل لیکن
خضر سان راه نمایم دل شیدا گشته

بسکه لعل لب یار دل من داشت نگاه
خاک من بعد فنا ساغر صهبا گشته

همچو شاخ شجر سید حمیدم شائق
تا دلم مائل آن قامت بالا گشته

ردیف یائے

وصلی الله علی روح النبی محبوب یزدانی
نه در دنیا کسے مثلش نه در عقبیٰ کسے ثانی

عطا ناشی ز پیش حق رؤف شد رحیم شد
صفات او صفات حق چه انسان شکل جانی

چو نامش بر فلک احمد محمد بر زمین گشته
فدا بر نام شد زیبا غریب بیدل و جانی

همه عمر عزیزت شد تبه در غفلت و عصیان
هنوز ای دل چه نادانی که قدر او نمیدانی

بیا آزاد مشرب تا نباشد الفت دنیا
بکن چشمان عبرت وا چه او رنگ سامانی

خدا خود در ازل نقش رخ احمد کشید و گفت
نه بندم بار دیگر این چنین نقشے بدورانی

بود کے جائے حیرت جسم تو بے سایه گر آید
نباشد سایه را سایه شنا یا ظل سبحانی

نہ ہے قسمت که من از امت احمد شدم اول
نہ ہے طالع که دارم نقش ہمراہ پیشانی

ترا باید نه این غفلت بدنیائے دنی ہرگز
چو میدانی که آخر میروم زین عالم فانی

تصور از رخ پر نور احمد کرده ام چندان
که شد بر خاتم دل نقش چون نقش سلیمانی

چه گویم نعت او شائق که مداحش خدا باشد
بزن انگشت بر لب ہاں که تو طفل دبستانی

در بیم کنی حجاب تا کے
بر روئے احمد نقاب تا کے

در ہجر رسول پاک یارب
بر جان حزین عذاب تا کے

گویم به پیش داور حشر
بخشش نه با حساب تا کے

آوازه الرحیل بشنو
غافل ہشیار خواب تا کے

درماندگی ضعیف بنگر
ماند ماند شباب تا کے

اے گرمی عشق روئے احمد
بر سر بود آفتاب تا کے

اے حسرت دید وا ویلا
آخر این اضطراب تا کے

من در دکن تو در مدینه
این گردش و انقلاب تا کے

در قرب قدوم خویش جا ده
اے رحمت حق عتاب تا کے

زدا و رآئینه دل
اے شکل نبی حجاب تا کے

کن قسمتم سفر سوئے مدینه
شائق بکن شتاب تا کے

دل بکفر آمدہ غارت گر ایماں مددے — کافر سلسلہ ام گیسوئے جاناں مددے
عشق جاکردہ بدل خسرو خوباں مددے — ناوک آمد بسرم غمزۂ جاناں مددے
کردہ تاریک جہاں ظلمت شام فرقت — روئے جاناں مددے شمع شبستاں مددے
وحشتم زلف بپیچی شد دل دیوانۂ من — دست وحشت مددے چاک گریباں مددے
لغزشم پارۂ پر خوف خطا راہ نما — شوق طیبہ مددے خضر بیاباں مددے

سہل کن جان جہاں سختی مرگ شائق
جان دم نزع بلب آمدہ ایجاں مددے

عشق جاکردہ بدل شاہ رسولاں مددے — ناوک آمد بجگر خسرو خوباں مددے
بار عصیاں بسرم لاغرم و منزل دور — صبح محشر مددے شام غریباں مددے
ازپئے زخم جگر روز فسردن تو بادا — کاوش دل مددے شور نمکداں مددے

سہل کن جان جہاں سختی مرگ شائق
جان دم نزع بلب آمدہ ایجاں مددے

دیوان فارسی تمام شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹھمریاں

بطرز	ہر میں ہر کو دیکھا رے یا ہو ہر میں آپ کو دیکھا رے

ہر ہر جھلکے ہر کو دیکھا ہر کا روپ نیا پایا رے
کہکے زنا سردار بنا سردار پہ اپنا چڑھایا رے
آپ ہی خطرہ آپ ہی نقطہ آپ ہی قطرہ آپ ہی دریا
نور زمیں میں روح تن میں بات دہن میں رنگ چمن میں
آپ ہی بلبل آپ ہی گل ہے شمع ہے خود ہی پروانہ
آدم ہوکر نوح کہاکر موسیٰ بنکر عیسیٰ بن کر
لکھ وہ اپنا روپ چھپائے کیسی نرالا اپنا بنائے

نحن اقرب الی زنا کا راگ یہ راگ سنایا رے
رنگ کبھی سرمد کا بنا کر سر کو اپنے کٹایا رے
آپ ہی بندہ آپ ہی مولا آپ ہی سب میں سمایا رے
ہر گھٹ میں فی انفسکم کا راج ہے اپنا رچایا رے
آپ ہی جلے خود آپ ہی جلائے آپ ہی گنوایا پایا
آخر شکل محمد بنکر کے سے نقاب اٹھایا رے
جانت ہوں پہچانت ہوں نہیں شاہ آفاق نام کہایا

لکھوں کیا تجھ سے میں بادبھار

نبیؐ کے ہیں چاند سے مکھ پہ نثار

خاک پڑے اس جینے پہ مورے طیبہ نگر میں سجے یار نبیؐ کے ہیں

تڑپت تڑپت جیا گنوائی کٹھن کٹت ہے رین آنکھ نہیں آؤ من میں سماؤ ناہی پڑت ہے چین

محمد دل کو نہیں ہے قرار نبیؐ کے ہیں

کب تک ہم کا گھونگٹ مکھ پر جلد اٹھاؤ نقاب اپنے غلاموں سے احمدؐ پیارے کتنا کروگے حجاب

دکھا دو جلدی سے دیدار

بانکے نین ہیں تیرے محمدؐ نور خدا کا چراغ سرگی انکھیاں لاج رکھیاں والی صفت مازاغ

کرو نا تیر کو دل کے پار نبیؐ کے ہیں

مکھ پہ نقاب طٰہٰ ڈالے سر پہ ہیں نجم کے پھول انا فتحنا کے ہار گلے میں پہنے جناب رسولؐ

بنے ہیں نبیوں کے سردار نبیؐ کے ہیں

دور بسو ہے وارث مورا گھر بھی نہیں آباد بیوہ بنکر ہند میں ننھا کتی کرتی ہوں فریاد

کرو کرپا کی نجر سرکار نبیؐ کے ہیں

مورے درد جگر کی خبر نہیں رے

مورے پیارے نبیؐ تک گجر نہیں رے
نہ تو بلوائے مجھکو نہ آئے نبیؐ
وہ تو نور خدا ہیں وہ شان خدا

میری آہوں میں کچھ بھی اثر نہیں رے
میرے دکھ کی کچھ انکو خبر نہیں رے
سکھی ایسا تو کوئی بشر نہیں رے

پاؤں ٹوٹے ہیں تقدیر کے ہاتھ سے — میرا طیبہ میں ابتک گھر نہیں ہے
تیرے دامن میں چھپ جاؤنگا یا نبی — مجھے خورشید محشر کا ڈر نہیں ہے
کیوں نہ چھوڑوں میں سر اپنا ٹکرا ٹکرا — تیری دہلیز پر سودا بھر نہیں ہے
شب فرقت دکھا دو رخ انور — یہ وہ ہے شام جسکی سحر نہیں ہے
صدقے ہوتی ہیں لیکر بلائیں ہیں — ہائے آئے کبھی وہ ادھر نہیں ہے
تو نظر آئے ہر جا نہ کیوں مجھکو — یا نبی تیرا جلوہ کدھر نہیں ہے
انکی صورت جو دیکھوں مری کیا مجال — شائق ایسی تو میری نظر نہیں ہے

شمس الیثرب قمر البطحیٰ تجھے رحمت ہر دوسرا جانا

طیبہ کے رنگیلے بانکے میاں ہو ہے چاند سا مکھ دکھلا جانا
میں برہا دیوانی تڑپت ہوں ذرا آجانا ذرا آجانا
اے باد صبا چوں مدینہ روی پہونچا دے دہا شتیاق عرض مری
توُرے چرنوں سے کب تک دور رہوں اب دیر نکر بلوا جانا
دکھ درد کے مارے تڑپت ہوں مانت نہیں دل فرقت میں بڑی
اے کملی والے سائیں مرے روٹھے کو ذرا سمجھا جانا
سب بھول گیا کچھ یاد نہیں آنے کی وہاں کچھ آس نہیں
اب پیو کی ڈگریا ملتی نہیں موری بہیاں پکڑ کے بتا جانا
محبوب خدا ہو شان خدا ہے وصف تیرا لولاک لما
اللہ کی قسم مولا کی قسم جس نے کہ تمہیں جانا جانا
تم اپنے کہئے کی لاج رکھو محشر میں مجھے رسوا نہ کرو

گو لاکھ برا ہوں باطن میں ہر اک نے مجھے اچھا جانا

موری ناؤ پرانی جہانجریا ندیا گہری طوفان بپا

تم اپنی دیا سے صلی علےٰ نیا میری پار لگا جانا

ہر گھٹ میں ہے تورا رنگ رچو ظاہر ہیں مدینہ جائے بسو

ترے حسن کا صدقہ سائیں مرے وہ روپ ہمیں ہی دکھا جانا

بے کس بے بس خادم تیرا عاصی خاطی نادم تیرا

حسین کا صدقہ شائق پر کرپا کی نظر فرما جانا

	ایضاً	برطرز

کربل کے بسیا سانوریا موہے نینان لڑا کر دل چھینو

جیا ترپت ہے دیکھن کو پیا تر ساؤ نہیں جلوہ کینو

کربل کی پت چپٹائے گیو سکھ جائے رہو دکھ چھائے گیو

شبیر پیا تورے پیاں پروں مولا کی رجا پر سر دینو

سکھی دیس مدینہ بھی چھوٹ گیو پردیس کا جنگل دیس بھیو

گھر بار علیؑ کا لوٹ لیو سادات پہ ہائے جلوہ کینو

اصغر کا چھد و نہنا سا گلا اور تیر کلیجو اکے پار ہوا

بن پھول ہوئے مرجھایو کلی پیاسے ہوئے تیر نیا سینو

اکبر کو جو برچھی کاری لگی شبیر کا دل برمائے گیو

تربت ہے لحد میں روح نبی کیا حشر نیا برپا کینو

عباس کی تیغ سے ہاتھ کٹو مکھ لال لہو سے لال بھیو

معصوم سکینہ کی کھاطر سے پانی کے لیئے سر دے دینو
دکھ سہتے سہتے بوری ہیو نرچھالے گیو زرد آئے گیو
اے شاہ شہیداں شائقؔ کی جلدی سے کھبر پالے لینو

تھارو نام محمد مصطفیٰ من بھیارو لاگو جی

بغداد کے سائیں کا روپ نیاراَمن بھیارو لاگو جی
سبز قبائے شوخ ادائے باغ الست کا پھول — شان خدائے ماہ لقائے نور علی و بتول
سادات کا رنگ سہاونا من بھیارو لاگو جی
عبد القادرؒ غوث الاعظم پیرونکے تم ہو پیر — بیاں پکر کر سلجھا دینوا دیکھی ہوئی تقدیر
موہے اپنا کئے سونپھاؤ نامن بھیارو لاگو جی
سارے دلیوں میں تم ہو ایسے جیسے کتاروں بیچ چاند — دیکھنے والوں کی آنکھیں ہو جیرہ نور نظر ہو ماند
تم نور خدا کے ہو چاند نامن بھیارو لاگو جی
حشر میں تم نانا سے اپنے کہکر رکھنا اپنے ساتھ — ہاتھ میں تورے ہاتھ دئی ہیں بات ہو توری ہاتھ
بیکنٹھ کی راہ بتاؤ نامن بھیارو لاگو جی
شائقؔ سے کیا شان بیاں ہو یا غوث الاعظم — آپ نے اپنا رکھا قدم نانا کے قدم بقدم
دہی راج نبی کا رچاؤ نامن بھیارو لاگو جی

ہمیں دم دیکے سوتن گھر جانا

تمہیں بن دیکھے کیا یونہی مر جانا — یونہی مرجانا پیا کے گھر جانا

جو جلوے دیکھتا طیبہ میں اس لیلیٰ شمائل کے
فدا ناقہ کے ہوتا اور کبھی قربان محمل کے
دکھ میرا جو اسطرح سے سکھ پائے تو جائے
دم تن سے محمدؐ جو نظر آئے تو جائے

پیارے نبی کے میں بل بل جاؤں   سب میں اُنہیں کا ہے روپ سہانا

ہوئے مشہور میکش بادۂ عشق حبیب کے
مئے وحدت کا یارب ہمکو بھی اک جام دے بھر کے
مستی ترے میخوار کی مر جائے تو جائے
یہ نشہ وہ ہے سر ہی اُتر جائے تو جائے

مست ہوں پیکر بادۂ الفت   لاکھ برا مجھے بولے زمانہ

حبیب حق ہیں محبوب خدا ہیں احمدؐ مرسل
خدا پردہ ہیں مائل اور خدا خود اُنپہ ہو مائل
عشق اُنکا مری جان اگر جائے تو جائے
سودا جو مرے سر میں ہے سر جائے تو جائے

یارب تو ہے جسکا عاشق   کر دے اُسی کا مجھے دیوانہ

تمہیں اول تمہیں آخر تمہیں باطن تمہیں ظاہر
رسول اللہ جلوہ اپنا بتلا دو دم آخر
اس طرح مری روح اگر جائے تو جائے
سرکار مدینہ سے ادھر آئے تو جائے

شائق ایسا دم مورا نکلے   میرا جو جانا ہو اُن کا آنا

نیہاں لگائی کیا جان کے جان من

کون ہے مجھ ناچار کے خواجہ بنا

بانکا ہے کیا اجمیر کا سائیں　واری گئی سرکار کے　خواجہ بنا
کیوں نہ ہوں میں ابرو کا گھائل　خم ہے نیٹے تلوار کے　خواجہ بن
بن کے مسیحا لیجے کھبریا　ڈھنگ ہیں بگڑے بیمار کے　خواجہ بن
یار کی خاطر دکھ سہہ سہہ کر　یار بنے ہیں اغیار کے　خواجہ بن
مضطر ہیں اے خواجہ پیارے　شوق میں ہم دیدار کے　خواجہ بن
دور سیہ کاری کرو بیٹو　گیسو سے اپنے مار کے　خواجہ بن
شائق کو اجمیر کے داتا　جلوے دکھا دیدار کے　خواجہ بن

گلشن میں آئی بہار

تجھ بن نہیں ہے قرار　قرار موسے پیارے
میم ملو جب نام احد سے　احمدؐ کہیں سب پکار　پکار موسے پیارے
شان کرم ہے تیری ہی گھر کی　بگڑی کو میری سدھار　سدھار موسے پیارے
کملی والا گیسوؤں والا　بانکا طرحدار یار　یار موسے پیارے
شافع محشر ذات ہے تیری　ڈر کیا ہے روز شمار　شمار موسے پیارے
نزع میں آ کر شکل دکھا دو　ہووے خزاں میں بہار　بہار موسے پیارے
معراج بن کا راج دلارا　عرش کا رفرف سوار　سوار موسے پیارے

جائے خبر طیبہ کو اسی سے | ٹوٹے نہ آنسوں کا تار | تار موے پیارے
شائق ایسے من موہن پر | جان کو اپنی تو وار | وار موے پیارے

لاج ہے تورے ہاتھ ری ٹھاکر مجھ دکھیا کی

تمہار و چرن کی ہے آس رے ساجن

نیناں لڑا کر دکھ میں پڑی ہوں | پیت نہ آئی راس رے ساجن | مجھ بکیس کو
برہا دیوانی کو دور نہ چھانڈو | پاس بلالو پاس رے ساجن | مجھ بکیس کو
رنگ رچو ہے ہر جا تیرا | پھولن پھولن باس رے ساجن | مجھ بکیس کو
میم کی پتلی نکلے احد سے | چڑھ گئی ساتوں اکاس رے ساجن | مجھ بکیس کو
ہر ہر گھٹ میں تورا ہی پنگھٹ | کس پر تمھارا پیاس رے ساجن | مجھ بکیس کو
شائق بیچار کو ہو نہ پوچھے | تمہار و چرن کی ہے آس رے ساجن | مجھ بکیس کو

دولت ماہیں موہے رینا سو پیا بن

تڑپت ہے مورا جیا مدینے والے

کاہیکو ہم کو بھول گئے ہو | کیوں نہیں لیتے کھبریا | مدینہ والے
ندیا گگن کی موج رہے بھاری | ڈوبے نہ موری نوریا | مدینہ والے
ناہیں دکھاتے ہو اپنا جو درشن | گجرے گی کیسی عمریا | مدینہ والے
معراجن میں کس سے لڑی تھی | تھاری وہ بانکی نجریا | مدینہ والے

جلد بلا لو یا خود آؤ — سونی پڑی ہے نگریا — مدینہ والے

لاج رکھو شائق کی خدارا — سونے سلونے سنوریا — مدینہ والے

شام رے موری بیاں گہونا

احمد پیا موری بات سنونا

آن پڑی ہوں تورے دوارے — دیکھو کہیں انجان نہ ہونا

توری ادا ہے سب میں نرالی — لب میں ہے جادو آنکھ میں ٹونا

خالی نہ جائے شائق تورا — جو مانگے سرکار وہ ہونا

واہی مرک کے میں جاؤں بلہاری

مورے سجن کو سجت ہے سرداری — جان موری میں واہو پہ واری

جاؤں میں کت دراحمد پیارے — آس ہے سیاں موکو تمہاری

جلوہ دکھا کر سمجھا لینو — روووت ہے اب شائق بچاری

جاگ اے سونیوالے مسافر، سنگ ساتھی نے ڈیرا اٹھایا

ہاے وہ کملی والے گسائیں رے تہارو دیکھن کو جیا للچایا

پاپ کی ندیا گہری رے گہری رتیاں اندھیرا چھایا

تجھ بن کون ہے تیرے پ باشی توہی وسیلہ کہایا رے — تہارو دیکھن

موت سرہانے آن کھڑی ہے ساتھ نہیں ہے مایا رے

پوچھن ہارا کوئی نہیں ہے بچ جاؤں گر تو بچا یارے — تہارو دیکھن
لشائق تورے ہاتھ بکا ہے اس میں ہے تو ہی سمایا
حشر میں لاجن رکھنا ہو گا سر پہ رہے تیرا سایہ رے — تہارو دیکھن

بر طرز: توری چھل بل ہے پیاری توری کھل بل ہے نیاری

توری چتون ہے نیاری تورے نین کے واری توری بانکی نجریا کی پیاری شان
توری کملی ہے کاری توری صورت ہے پیاری سنو آئی عرجیا ترے قربان
آؤ آؤ دلدار موہے دکھلے مختار سپنے میں درس دکھاؤ سرکار
اجی واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ

لے پھول جانی دلو

سرکار مدینے والے سرکار مدینے والے

صورت تو دکھا دو پیاری — میں جان کو اپنی واری — ہے آس چرن کی تمہاری
سرکار مدینے والے

طیبہ کی پیاری بستی — رحمت ہے وہاں پہ برستی — دیکھن کو نین ترستی
سرکار مدینے والے

مولیٰ کا او ہو جلوہ — آہا وہ روپ سہانا — اللہ اللہ اللہ
سرکار مدینے والے

معراج کی شب وہ عالی — وہ آنکھ تری متوالی — تھی کس کو دیکھی بھالی
سرکار مدینے والے

روضہ کی وہ تیرے جالی — دربار ترا وہ عالی — جاؤنگا نہ ہرگز خالی
سرکار مدینے والے

او کملی والے پیارے — او میرے نین کے تارے — شائق ہے تمہارے سہارے
سرکار مدینے والے

احمد پیا تورے بل بل جاؤں

جلد دکھا دو طیبہ بستی
بانکا رنگیلا چھیل چھبیلا

تڑپ تڑپ کیا میں یونہی مرجاؤں
شائق پیا دا کے صدکے میں جاؤں

پیا کے سنگ کھیلت ہوں میں تو ہوری

ان انا کی بھر پچکاری وحدت رنگ کی پوری
رنگ بنجا کا وحدت والا کثرت بیچ سمایا
رنگ میں اپنے رنگ دی ساجن ایسی منادی ہوری

بھر بھر ڈالو مورے جوبن پر احمد نام کہوری
میم کا گھونگٹ مکھ پر لے کر کرتی ہو برجوری
شائق شائق کو ہو نہ بولے تہار و ہی نام گنوری

بیتی چلی رے موری بالی عمریا

نیند میں رہ کر کھبر نہ لینی

ناحک لڑا سے پیا موسے نجریا

یثرب بستی کملی والا رے
جوبن بتیا جات ہے شائق

کوئی بتا دے موہے واکی ڈگریا
آؤجی آؤ مورے بانکے سنوریا

ٹھمری

خوشبو پیا تورے جاؤں واری
آؤجی آؤ دم نکست ہے
باغ کو میرے ہرا کر دینو
روت روت نینا گنوائی
فرماؤ کچھ تو کچھ تو صدا دو

چھب توری نیاری صورتیا ہی پیاری
دیکھو دیکھو جی میری بیقراری
بغداد کی وہ بادبہاری
تم ہی کھوتا گیا انتظاری
تمکو پکارے ہے شائق بیچاری

چلتی چپلا چنچل چال سندر پیا البیلی

بانکی چتون ہرکی شان صورت واکی پیاری
کیسن لٹ گھونگروا لے کملی شانن پر ڈالے۔ عالی رنگ نام گن احمد لیے
دیکھ نہ رب کے ساجن موہن بانکی نجر ہر بار
پہلے ہی چھب میں شائق کینو تیرن دھوا پا نہ
آہا بانکے سیاں اوہو ہو سپے گئیاں۔ پہری چال واکی رنگیلی

پردیسی سیاں نیہاں لگائے دکھ دے گیو

طیبہ کے والی من کو لبھائے دل لے گیو طیبہ کے والی

دیکھو اپنی کرپا کو خادم کو کھلا کر شائق زمین ترسائے جا کو۔ نین دکھلائے واکو۔
طیبہ کے والی دل تیگیو تر پا کیو کوئی گیاں ناگیو ہم سے عصیاں۔

چترانہ مناو نا لے سوند امن جٹکن لاگے راجنا ہو یار کہ دلبر

یثرب کا ہاشمی موہنا نین میں آوے چاند سا سرکار کر سید چاند سا سرکار یثرب کا ہاشمی
گیسو کالے کملی ڈالے شان والے لاج رکھ
یثرب کا ہاشمی اب دیکھو احمدؐ یہ سیاہی کیا تباہی جگ ہنسائی ساریاں
پیارے پیارے ناز سارے ہیں تمہارے یا رسول
بانکی صورت شان وحدت جان کثرت پیاریاں۔ چھب دکھا دو سیدا یثرب کا ہاشمی
روز محشر حال ابتر ہوں جو مضطر ہم غلام
آپ آنا اور بچانا مکھ دکھانا واریاں جگ والے رہنما یثرب کا ہاشمی
سب کے سید نام احمد میرا مقصد جلد دے
میں ہوں شائق۔ تم ہو لایق سب سے فایق کاریاں اے بانکے مصطفےٰ یثرب کا ہاشمی

ہائے مجھے درد جگر نے ستایا

ہائے توری بانکی نجریا نے مارا
موسے پیارے سیاں طیبہ کے بیاں بانکے نینوں سے ہو پھر اشارہ ہائے توری
نبیؐ کا رنگ عارض سانولا ہے اور سلونا ہے
لب رنگیں میں ہے اعجاز احمد آنکھ میں ٹونا ہے

یہ خنجر ہے کہ ابرو ہے نظر ہے یا کہ نشتر ہے
خدا جانے وہ کیا ہے جو کھٹکتی دل کے اندر ہے

عشق سرکار ہوا گرم بازار ہوا   تیر غم پار ہوا   مرنے تیار ہوا
اب مدینہ میں اسے جلد بلا لو سرکار
آپ کے ہجر میں شائق کو ہے جینا دشوار
ہائے کیجے کرم اب خدارا   ہائے توری بانکی نجریا نے مارا

تم سوں لاگی نجریا ہماری رے

دیکھو حالت سنوریا ہماری رے

دم لب پہ آگیا ہے جو میرا سبب یہ ہے   طیبہ میں آپ ہند میں خادم غضب یہ ہے
سید ہوں شقی ہوں نہ عالم ہوں یا رسول   دیوانوں میں ہوں آپکے میرا نسب یہ ہے

یوں ہی گزری عمریا ہماری رے

تمہاری بانکی اداؤں نے مارا رے   دل بدرد تو آفت رسیدہ
وہ یہ ڈھب نرالا انکا لا رے   تم نے بے درد بن بن کے مارا

طیبہ نگر سے آؤ جی شائق
سونی ہو گئی نجریا ہماری رے

آؤ آؤ نگریا ہماری رے

نین بگڑے نگریاں ہماری رے   شکل دکھلا دو سیاں پیاری رے

چاند مدینے کے بھولو نہ مو کو

پڑی ہوں پیاں تمہاری رے

ہر دم تمہاری یاد تمہارا خیال ہے　　فرقت کی آفتوں میں بھی لطف وصال ہے

صورت دکھانے کی کوئی صورت نکالئے　　اب آرزوئے دید میں جینا محال ہے

جان لب پہ ہے سیاں ہماری رے

مشکل پڑے جو مجھ پہ تمہارا ہی نام لوں　　دشوار ہو جو کام وہ تم سے ہی کام لوں

اتنا رہے خیال رہے اتنی میری شرم　　محشر کے روز دوڑ کے دامن جو تھام لوں

کہوں چھوڑو نہ پیاں ہماری رے

مجھکو نصیب ہو جو وہ دربار دیکھنا　　روکر کہوں گا احمد مختار دیکھنا

کیا دیکھوں اب یہاں سے جو میری آنکھیں ہوں　　اب آپ ہی مجھے مرے سرکار دیکھنا

لاج تمہیں رکھیاں ہماری رے

گردش بخت نہ ہو گردش افلاک کے مول　　حوض کوثر کو نہ لوں دیدۂ نمناک کے مول

دے رضوان بھی قیامت میں اگر سو سو بار　　لوں نہ جنت کو مدینہ کی کبھی خاک کے مول

لٹ گئی اُن سے نجریا ہماری رے

بیکسی پر مری اب ایک نظر ہو للہ　　جو عنایت سے ہو دینا مجھے دید و للہ

یا رسول عربی بہر حسین اور حسن　　عرض کرتا ہوں کہ مشتاق کی خبر و للہ

صورت نہ دکھلا پیا ہماری رے

واری جاؤں رے سانوریا تیرو وارنا جی

... کے کملی ڈالے مکھ پر ...

کب تک یونہی عمر گنواؤں   احمد احمد کتنا پکاروں

اب تو جلدی طیبہ بستی میں بلوائو ناجی
ہر ہر گھٹ میں ڈھونڈوں کب تک   تڑپت تڑپت روؤں کب تک
تورے شائق کا دل روٹھت ہی بہلاؤ ناجی

پار کے گھر چلے جائیں نظر رتبلا دے ڈگریا

پیارے نبی کبھی آ کے نجر دکھلا دو صورتیا
شائق واکی آنکھ رسیلی   او پہ غضب متوالی نشیلی
دل لے کے آزمانا   نینوں سے بہانا   مدینے بلانا
بسر ہو کیسی عمریا   پیارے نبی

میں تو تورے دامنوا لگی مہاراج

موسے تیری تنیفوا لڑی سرکار

یثرب والے چھیل چھبیلے   دکھلا دو دیدار   موسے توری
جان و جگر ایمان کے دکھے   تم ہی تو ہو مختار   موسے توری
تیر نجر دل پر ماڈارو   جب سے ہوئی دوچار   موسے توری
یاری کروں میں تو سے گس بد   تو ہے خدا کا یار   موسے توری

شائق بچاری کو بھول نہ جاؤ عرج بھیو سرکار موسے توری

موراجگا کے جوبن لوٹا رے

سکھی دیس پرینہ کبھی چھوٹا رے

پیا پرینہ میں ہیں ہوں دکن میں
چھوڑ کے اکدن جائینگے سب کچھ
ہجر نبی کی کہٹن سہے نہیں پتا
کالی کملیا نور کا کھڑا
دیکھا جو شائق دیس نبی کا

سکھی ہیرا مقدر پھوٹا رے
گھر دنیا کا جھوٹا رے
اس کارن دل ٹوٹا رے
قدچھو ٹو سو بوٹا رے
خوب مزے وہ لوٹا رے

ٹھمری

نینا اڑائے جا دلکو بھائے جا
کاسے کہوں میں ہجر کا دکھوا
سپنے میں آئے جا درس دکھائے جا
شہر مدینہ واکی بستی
نینوں میں آئے جا من میں سمائے جا
کٹ جاؤں ور چھوڑ تمہارا
شائق تورا تو شائق کا

او کملی والے عرب کے جوان
تلپت تلپت نسدن جیارا
او کملی والے عرب کے جوان
تیگ جدائی ناحک کستی
او کملی والے عرب کے جوان
کوئی نہیں ہے واکا سہارا
او کملی والے عرب کے جوان

نہرارا مورے کان کا موتی

نبی جی میری بگڑی بنا جانا

پاپ کی نیا ڈوب رہی ہے
ہند نگریں تڑپوں میں کب تک
گھونگٹ چینو جلوہ کینو
ہائے وہ سبھ دن آئیگا کس دن
شائق شائق کو کب پھرت ہوں

تمہارے کرم سے ترانا
اپنا نگر دکھانا
روپ دکھاؤ سہانا
تمہاری گلی ہو ٹھکانا
اپنی صدا سنوانا

سرجن ہار جگ کرتار

سب کے سردار احمد مختار
پیاں تورے پرتی ہوں بلکار احمد مختار
تن من ہر بار واروں تمپر
تم بن سارا دکھ پاس کیا کہوں پاس بلالو سیاں پاس کیا کہوں
احمد مختار
ہوئے جلدی سے دیدار
حشر کے دن بگڑے جبدم ساری واکی بات
شائق کو اے پیارے نبی جی رکھنا اپنے سات تم بن

اے جگ مالی

توری بلہاری جاؤں واری واری پلی ساری جگ نیاری تمہاری دلداری

دکھلاؤ محمدؐ صورت پیاری پیاری

بشر ملک جن و پری پان سارے لیوے نبیؐ کا نام
چمن چمن میں ہر اک وطن میں شہر مکن میں رہت گشت شائق بتیاں نیاری بلہاری

دل ناداں کو ہم سمجھائیں جائیں گے

ہائے کب تک نہیں ترسائے جائیں گے

تمہاری محبت کہتی ہے ہم کو   ٹھیرو ٹھیرو مدینہ بلوائے جائینگے

آپ کی ذات کے اوصاف ہیں بیحد احمدؐ

پڑھ رہا ہوں میں ابھی عشق کی ابجد احمدؐ

اوجوان عربی صاحب مسند احمدؐ

جلد شائق کا دلا دیجئے مقصد احمدؐ

ہائے کب تک میں پکارا کروں احمدؐ احمدؐ

داغ دل کے یہ چھپائے بتائے جائیں گے۔

بانکے بلما سے نیناں لگائی نیناں سے جاچینا ہیں آئے رے

سائیں طیبہ کے پیت لگائے بگڑی بنائے نجریا لڑائے نجر نہیں آئے رے
شکل گھونگٹ میں ناہک چھپائے محمدؐ کہائے دلوں کو لبھا دیو ابنائی نجر نہیں آئے رے

جلوہ فرما شکل پر نور محمدؐ دل میں ہے   دیکھ لے شائق تری لیلیٰ اسی محمل میں ہے

نور افزا گنبد خضرا سے ہے جلوہ افزا   شمع ہے فانوس میں اور روشنی محفل میں ہے

شکل گھونگھٹ میں نا حک چھپائے

سہائے توری آئی نرالی رنگ رلیاں

میں پلکوں سے جھاڑوں گی طیبہ کی گلیاں

سہیلیاں — قربان رہے — دل و جان رہے — نئی شان رہے

مہک مہک پھولوں کی مہک باغ مدینہ کی پیاری پھبن

وہیں آن لئے — ایمان لئے — دربان بنے

شائق کی بات ہو — اللہ کا ساتھ ہو

حشر میں کھل کھیلیاں

وہ جو نور قدرت کی سانچے میں ڈھالی

وہ دور دور شہرت ہے تیری نرالی

پیارا دربار ہے طیبہ کے سائیں کا — عالی عالی عالی وہ روضہ کی جالی

احمد پیا کے ہیں نیناں رسیلے — وہ کالی کالی پتلی پہ ڈورے کی لالی

چاند کی صورت نور کی مورت — وہ کالی کالی زلفوں پہ کملی بھی کالی

دکھلا دے اللہ زیست میں ہم کو — وہ طیبہ کے والی کا دربار عالی

جاکے مدینے کی بستی میں شائق

نہ آؤں نہ آؤں نہ آؤں گا خالی

مزا دیتے ہیں کیا یار تیرے بال گھونگر والے

دکھلا دے نین اکبار مازاغ کے نیناں والے

اللہ کا تو ہے دلدار - اونچی ہے تری سرکار - میں خادم ہوں تو سردار - او کالی کملیا والے
تیرا رخ ہے یا قرآن - میرا دین ہے یا ایمان - تیرے نام کے میں قرآن چپتا رہتا ہوں بس مالے
مجھے طیبہ میں بلوالو - وہ چاند سا مکھ دکھلادو - ٹک اتنا کرم فرماؤ - وہ پیارے گیسو والے
کس دن دلمیں آؤگے - گھر کو میرے بساؤگے - مو کو شاد بناؤگے - وہ طیبہ بستی والے
کیوں ہے شائق سے انجان - اسکا ہے تجھپر ایمان - تمھاری چتونکے قربان - او سرگیں انکھیاں والے

میں تو باز آئی دل کے لگانے سے

سکھی روکو نہ طیبہ کے جانے سے
نہیں مانوں گی اب تو منانے سے

ہند سے سوئے عرب بنکے طلبگار آیا
دیکھکر روضۂ اقدس یہ کہوں گا شائق
تم جو نہ پوچھو سیاں کوئی نہ پوچھے
لو سوا نیزے پہ ہے نیر محشر آیا
میں یہ چلا ؤنگا گر ضعف سے ہو جاؤں دھا
مجھکو چھپا لو نبی دامن کے سایہ میں

پھر کے در در ترے دروازہ پہ سرکار آیا
تیری رحمت کے بھروسہ پہ گنہگار آیا
خبر لو کسی حیلہ بہانے سے
گرمیٔ حشر سے ہر ایک ہی مضطر آیا
اب سنبھالو مرے مولا مجھے چکر آیا
بچیگا تیرا شائق بچانے سے

کرے سنگار چتر البیلی ساجن کے گھر جانا ہوگا

سنگت سنا تھی کوئی ری اپنا قبر میں تنہا سونا ہوگا
ناتا بیٹا اور مال خزانہ جان سے تو ہیں سب ہی کے
زر والیکو بابو بولیں بے زر ہو تو بھیاش دیویں
شائق خالی ہاتھ جا کر رب پوچھے تو کیا لوگے

چھاتی اوپر سل پتھر کی ماٹی اوڑھ بچھونا ہوگا
جن جسکو تم پاپے تھے یہاں پونجی سمجھ کر کھونا ہوگا
جیون کا ہر کوئی ساتھی بگڑے گی تو رونا ہوگا
سب میں ہوگی ہنسائی جب تم آنسو سے منہ کو دھونا ہوگا

آؤ سکھی آؤ دیکھیں مہندی کی بہار

طیبہ چلی ہونے کو میں روضہ پر نثار
نور کی جھلک ہے وہاں طور کی بہار
روتے روتے ہائے مرے او جلے ہوگئے نین بن تیرے دیکھے مجھے ناہیں پرت چین
مرے بانکے طرحدار
کیوں نہیں بلواتے مدینہ کے چمن میں کیا یونہی مر جاؤں تڑپ کر میں دکن میں
اجی واہ جی سرکار
اللہ کی طلب کیوں نہ تمہاری ہی طلب ہو بے میم کے احمد ہو تو بے عین عرب ہو
مرے احمد مختار
دیکھو دیکھو وہ نہیں بخشش کے بھی لائق
سارے برے گن ہیں گنہگار ہے شائق
کرم تیرا ہے درکار

اتوری بانکی نجریا ہے جادو بھری

توری سانولی صورتیا ہے بانکے نبی — توری کالی کملیا ہے بانکے نبی
تیرے شائق کی بگڑی ہوی بات ہے — آبرو تشنہ لبان تیرے ہی ہاتھ ہے
دو جہاں کا سہارا تم محمد ارا — کوئی نہیں ہے سوا تم بن ہمارے ہارا

اب لے توکھبر یا پیاسے نبی

من پردیسی چھانڈ چلے

نین سے منزل چلتے چلتے طیبہ نگر کو جانا جی
برہا دیوانی جائے کہاں پر اجڑا اب بلوانا جی — بہور بھی
ندیا گہری ناؤ پرانی ڈوب رہی ہے ترانا جی
پیتم پیارے اپنی دیا سے اسکو پار لگانا جی — بہور بھی
روٹھا تورا مانت ناہیں کس بدھ اسکو منانا جی
خواب میں آکر درش دکھا کر شائق کو بہلانا جی

دلدار یار چھیلا سے نیناں لگائیں گے

ہم زار زار رو کر نبی کو سنائیں گے — نبی کو سنائیں گے بگڑی بنائیں گے
پار کر دو سیّاں ڈوبے نہ موری نیاں — تم جو نہ پوچھو سیاں کون ترائیں گے

ہم زار زار رو گئے

شان توری عالی نہ پھیرو انہیں خالی　　　　سن لو بجی ہم تمہارے کہائیں گے

ہم زار زار رو گئے

ہند میں ہم ہیں مدینہ میں ہے پیارا خاوند　　　　ہائے شائق ہے بہت دور پیارا خاوند

سکھی اپنے سہاگ بیں آگ لگائینگے

موہے ریتی میں بنگلہ بنا دے کشوری لال

مورا طیبہ میں مدفن بنا دو رنگیلے میاں

درس دکھا دو مست بنا دو　　　　عشق کا جام پلا دو رنگیلے میاں

متوالی آنکھ اپنی دکھلا دو رسول پاک

مستوں کو اور مست بنا دو رسول پاک

ہوش اوڑا دو مئے سے جھکا دو　　　　مستوں کی ہستی مٹا دو رنگیلے میاں

پردہ دوئی کا اوٹھا دو رنگیلے میاں

میم محمدی سے خدا کا ظہور ہے

پردے میں جو یا کوئی گھونگٹ میں نور ہے

شائق کو تم نام سنا دو

راز احمد کا بتا دو رنگیلے میاں

لفظ انا کا سکھا دو رنگیلے میاں

رنگ میں اپنے سنا دو رنگیلے میاں

ذات کی بات بتاؤ رنگیلے میاں

جو پیا آئے نا موسے سہائے دکھ جائے نا

جو نبی آئے نا موکو کچھ نا سہائے نا

موسے پیارے دولارے میاں نبیؐ آئے نا

بت پہ شیدا تھے کبھی تھا وہ زمانہ دل کا
اک قیامت تھا حسینوں سے لگانا دل کا
شکر شائق کہ ہوا خوب ٹھکانا دل کا
کوئے احمد میں بسے ہو اجانا دل کا
اونچہ آنا ہے کہ اللہ پہ آنا دل کا

ترپائے نا ترسائے نا وہ آئے نا نبیؐ آئے نا

پیارے محمدؐ صورتیا دکھائے جاؤ

صورت دکھائے جاؤ آنکھوں میں آئے جاؤ من میں سمائے جاؤ

سرور ہو تم سارے جگت کے مکہ مدینہ کی راہ بتائے جاؤ

شاہ یثرب وطنی نے مرا من موہ لیا
ایک امی لقبی نے مرا من موہ لیا
جس پہ قربان تھے مکہ و مدینہ والے
اوسی مکی مدنی نے مرا من موہ لیا

مانت ہیں سب تم کو جیاں ہیں　　بگڑی کو میری بنائے جاؤ

نوکِ مژگان پہ پھر یہ نہ کیوں دل ہوشیار
اسی برچھی کی انی نے مرا من موہ لیا
پانو سوج گئے پاؤں عبادت کرتے
اسی ایزد طلبی نے مرا من موہ لیا

مہ یار سے گھری ناؤ پرانی　　ڈوب نیا موری پار لگائے جاؤ

پھول ہیں جسکی ہے بو گل ہیں جسکی رنگت
اسی نازک بدنی نے مرا من موہ لیا
سن کے معراج ہیں باتیں یہ کہا خالق نے
تیری شیریں سخنی نے مرا من موہ لیا

تڑپت ہوں بن دیکھے تمہارے　　پیاری صورتیا دکھائے جاؤ

دل شکستہ نہ ہو کیوں عشق میں مانند اویس
ان کی دنداں شکنی نے مرا من موہ لیا
کس محبت سے کہا جس نے کہا اے شائق
اک جوان مدنی نے مرا من موہ لیا

شائق تیرا عرج کرت ہے　　ایک نجریا دکھائے جاؤ

کوئی ایسی سکھی چاترنہ ملی موہے پیو کا دوار بتادیتی

کوئی ایسی دوا دکھ کی نہ ملی موہے دکھ کو جو دل سے مٹا دیتی
کوئی پیت کی ایسی چلی نہ ہوا یثرب نگری میں اڑا دیتی۔

تیری تیغ نظر جو آتی تو میں اپنے گلے سے لگا لیتی
یہی خون بہا ہو جاتا مرا تورے چرنوں پہ خون بہا دیتی

ذرا تو نے کبھی قسمت مجھکو وہاں نہ تو پیو نے مدینہ بلایو مجھے
پہنچی نہ ہوا وہ کبھی نہ ہوا جو میں بیت کا راج بہا دیتی

اے سرور عالم مہر خدا انکا ہے نظر سے برسن انگن
توری ایک نظر کرپا کی پیا مری بگڑی کو ساری بنا دیتی

اللہ کی قسم مولا کی قسم معراج کی رات جو میں ہوتی
توری آنکھ جو لڑتی کسی سے وہاں تو میں اپنی بھی جان لڑا دیتی

مجھے پوچھتے سب ہیں اگر کس بانکے جواں نے موہ لیا
تو میں لیکے بلائیں رو رو کر ترے روضہ کو بڑھ کے بتا دیتی

موری جان خدا کی شان ہے وہ یثرب نگری کملی والا
موسے پوچھتا جو کوئی واکا پتہ تو میں اسکو پتا بتا دیتی

مجھے حشر میں جب اے شاہ عرب لیجائیں ملک دوزخ کی طرف
کبھی تیری شفاعت کرتی مدد کبھی رحمت آکے بچا دیتی

کیا ڈر ہے مجھے روز حشر جب تو ہے ہمارے پلے پر
موری کھاتی پہ کالا تل ہو وہاں توری کالی کملیا چھپا دیتی

مو سے پیت لگاکے مدینہ بسو پردیس کو اپنا دیس کیا
مجھے ہوتی جو شائق اس کی خبر تو سہاگ میں آگ لگا دیتی

بلم کچھاوں لیوسے جی نثار اجھری دیجا

نبی جی دیا دھرم راکھو کہ اپنی آس ٹوٹی جائے

تمہاری کہائے بات بنائے چرنوں پہ سیس نوائے نبی جی

تمہاری ادائیں من میرا بھائے روپ دکھائے ترسائے

دیکھو جی دیکھو لبھانے سنوریا مجھکو جوگنیا بنائے ہائے ہائے مجھکو جوگنیا بنائے

بن درشن تیرے من مجھکو جوگنیا بنائے نبی جی

خبر لو جلدی طیبہ سے ہماری یا رسول اللہ طبیعت ہند میں اپنی بہت گھبرائی جاتی ہے

نبی کے عشق نے شائق ہمیں درگور کر رکھا وہ بلواتے نہیں اور موت میری آئی جاتی ہے

ہائے ہائے سونی سیجریا جائے نبی جی

	میں تو بار آئی دل کے لگانے سے	۱۴

دیکھو حاصل نہیں ہے ستانے سے
پوچھنے کیا ہو کہ کوئی پس دیوار آیا
بھیس بدلے ہوئے ہر رنگ میں ہر بار آیا
مجھکو جو ڈھونڈی میاں اپنے کو کھو لی
راستی پر مرا برگشتہ مقدر آیا
آج پھر برج میں اپنے مہ انور آیا
آرزو نکلی میری حسرت نکلی میری
منہ سے اٹھا کے نقاب آج جو قاتل آیا
لٹ گیا جب کہ مسافر سر منزل آیا
اوس کی جو مرضی میاں میری بھی مرضی

میں اپنے تجھے دل تو زمانے سے
ہاں ترے کوچہ میں پہلے کا گنہگار آیا
تو تو مکار تھا وہ تجھ سے بھی مکار آیا
ہوئی میری شہرت چھپانے سے
ہائے کس ناز سے وہ گھر مرے چلکر آیا
شکر ہے میری بغل میں مرا دلبر آیا
مان گیو ساجن منانے سے
سر جھکائے ہوئے دوڑی ہوئے بسمل آیا
اس خطا پر وہ ہوا قتل کہ کیوں آ آیا
اب ڈرتا نہیں شائق ڈرانے سے

ہائے مجھے درد جگر نے ستایا

ہائے تری ترچھی نجر نانے مارا مرے بانکے سیاں پڑتی ہوں پیّاں پیارے نینوں سے ہو
پھر اشارہ
ہائے تری ترچھی
تری آنکھوں میں اے کافر عجب جادو بھرا ٹونا ہے نظر کی جس نے تجھ پر بس اسے تا زیست رونا ہے
یہ خنجر ہے کہ ابرو ہے نظر ہے یا کہ نشتر ہے خدا جانے وہ کیا ہے جو کھٹکتی دل کے اندر ہے
جنہیں ہمدرد سمجھا ہوا گرم بازار ہوا خوب آزار ہوا مرنے تیار ہوا
پھر نظر ڈال رہا ہے وہ ہمارے دل پر
لیجئے اور بھی تلوار پڑی بسمل پر
ہائے شائق کو اپنے بگاڑا
ہائے تری ترچھی

دل ناداں کو ہم سمجھائے جائینگے

ہائے کب تک ہمیں ترسائے جائیں گے
تم کو تو مجھ سے پیار نہیں ہے دیکھو حاصل نہیں پچھتائے آئینگے
دور سے کرتا ہے کیوں ہم کو اشارے پیارے
آ ہی جا پاس ذرا جلوہ دکھا رے پیارے
او دغاباز فسوں ساز ہمارے پیارے
نیم جاں ہو گیا شائق ادھر آرے پیارے

ہائے کب تک میں پکارا کروں پیارے پیارے
داغ دل کے یہ چھپائے بتائے جائیں گے

مزا دیتے ہیں کیا یار ترے بال گھونگر والے

انکھیا پھیر ادہر اکبار او دل لیکے جانے والے

ہیچ ہیلا ہر کر تار — جانا ہے کس جا دلدار
چھوڑ نہ تو اے یار — اب تو جان کے پڑ گئے لالے — انکھیا پھیر ادہر
غیروں سے تو رہنا دور — دل کا شیشہ ہو گا چور
اب تو ہیں کے رشک حور — یہ ہیں آتش کے پرکالے — انکھیا پھیر ادہر
تیرا رخ ہے یا قرآن — میرا دین ہے یا ایمان
تیرے نام کے میں ہر آن — جپتا رہتا ہوں بس مالے — انکھیا پھیر ادہر
کس دن گھر کو آؤ گے — لطف وصل اٹھاؤ گے
دلکو شاد بناؤ گے — اجڑی بستی بساؤ گے — انکھیا پھیر ادہر
کیوں ہے شائق سے انجان — تو ہے بھولا او نادان
تیری چتون کے قربان — آنکھیں مار کے جانیوالے — انکھیا پھیر ادہر

مزا امرے کان کا موتی

نبی جی مری بگڑی بنا جانا
گھونگٹ چہنو جلوہ کینو — بھاگ دکھاؤ سہانا — نبی جی مری

پاپ کی نیا ڈوب رہی ہے — تمھارے کرم سے ترانا — بنتی بھی میری

بوٹی پلا کے لبھائے گیو مجھے

بیدس بچھکے ستائے گیو یار مجھے۔
دل بھی میرا چھانٹ کے پہلو ہوا اونہیں کے ساتھ — کسیکا کوئی نہیں
اب تو میری بات بھی گیاں ہے واہی کے ہاتھ
دکھ الفت کا سہتے سہتے جیا بھیو ہے چین
سکھ کی صورت دکھادے تہارا کر با نکے نین — کسیکا کوئی نہیں
دل بھی کھویا دھن بھی کھویا جان کی ہے باری
ترچھی چتون والوں سے کرنا نہ کبھی یاری — کسیکا کوئی نہیں
شائق اب کیا ہووت ہے جب تن بیچ پڑگئی آگ
کاک بیپ اپنا جوبن ملکر اوجڑا اسار ابھاگ — کسیکا کوئی نہیں

ٹھمری

شوالے سے نیناں لڑائے بیٹھی ہوں — اپنی آنکھوں میں اوس کو چھپائے بیٹھی ہوں
خون حسرت نہ گر جائے اڑ کر کہیں — دامن دلکو اپنے بچھائے بیٹھی ہوں
گن بڑے ہیں مگر تیری رحمت پر — ایک مدت سے آسا لگائے بیٹھی ہوں
ہو کونام سے اون کے پکار ینگے سب — ہیں جو اپنے ہیں اونکو چھپائے بیٹھی ہوں
کیا کہوں تم سے بانکا رسیلا ہے جو — اوس کی خاطر یہ جوگ اٹھائے بیٹھی ہوں

اُن کی مسند پہ بیٹھوں مری کیا مجال
تو وہ ہاتھوں سے اپنے بٹھائے بیٹھی ہوں
دل جلی ہوں نہ چھیڑو مجھے شائقؔ
کوئے جاناں میں دھونی رمائے بیٹھی ہوں

گلشن میں آئی بہار

زلفوں کو اپنے سنوار۔ سنوار میرے جانی زلفوں کو
بتلا لگا کے پھیلا لگا کے بگڑے ہوؤں کو سدھار۔ سدھار میرے جانی
پتلی لچکتی چھبیلی کمریا۔ بوجھا ہے پھولوں کا ہار
پیاری رنگیلی نکیلی صورتیا | تس پر مسی کی بہار | بہار میرے جانی
خانہ خرابی کی ہے یہ دل نے | اس پر خدا کی ہو مار | مار میرے جانی
تیر ہے تمہاری بانکی نظر کا | دل کے جگر کے ہو پار | پار میرے جانی
شائقؔ کی ہیں سب مزیدار باتیں | گاتی ہے بلبل پکار | پکار میرے جانی

ٹھمری نعتیہ

مورا بانکا سنوریا یثرب کا مجھے واکی ڈگریا بتا دیتی
توری پیاں پڑتی میں صبا مورا دکھوا جو جاکے سنا دیتی
تیری تیغ نظر جو گلے ملتی بیکنٹھ کا رستہ مل جاتا
یہی خون بہا ہو جاتا مرا ترے چرنوں پہ خون بہا دیتی
جو مدینہ چلوں میں بروگ لئے تو یہ پیت کا دل سے روگ مٹے
میں تو برہا دیوانی بن بن کر سب حال نبی کو سنا دیتی

لیو نیم کا گھونگٹ ہو کے ادا اگر کھلا یو جگ بیں سکھی
مرا بس چلتا ساجن پہ اگر تو یہ پردہ مکھ سے ہٹا دیتی

مرے دل پہ جگر پہ ہے چھالے پڑے مو ہجر بیت کی گرمی نے پھونک دیا
جو مدینہ سے آتی باد صبا موہے ٹھنڈی ہوا دیتی

مورے کملی والے سائیں کو بتلا دو مجھے طیبہ والو
میں پھر کے مدینہ کی گلیوں میں ہر ہر کوچہ میں صدا دیتی

مورا شوق مدینہ نے جان لیو موری جان گئی ہے چاہت سے
یہی ہوتی مری معراج صبا مری خاک اودھر جو اڑا دیتی

رستہ پر خوف اور آبلہ پا خار حسرت تاریک شبی
یہی تیر کی ندیا نینن سے اے کاش مجھے بھی بہا دیتی

میں دور پڑی منزل ہے کڑی مورا راج دلارا ہے مجھ سو خفا
موہے ہوتی جو شائق اس کی خبر تو سہاگ میں آگ لگا دیتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واقعات کربلا

مجرئی شام سے لڑنیکو سپہ گار آئے
کٹ گئے ہاتھ گری مشک ہوا سینہ زخمی
اشقیا دیکھ کے شبیر کو رن میں لوٹے
وہ بھی سردار شہیدوں کے ہوئے ہائے شہید

آل احمدؐ پہ ستم کرنے ستمگار آئے
لب جو جس گھڑی عباسؑ علمدار آئے
ایلو نور نظر حیدر کرار آئے
لڑنے آخر پہ شہیدوں کے جو سردار آئے

شب عاشورہ یہ شبیر نے زینب سے کہا
رو کے فرمانے لگے غم نہ کرو ہمشیر حسینؑ
صبر کرنا ہے مصیبت میں تمہاری ہمشیر
اے بہن صاف ہے اس خواب کی تعبیر یہی

خواب میں آج مرے سید ابرار آئے
گو کہ ہم آج یہاں ہونگے گرفتار آئے
نہ ڈرو تیغ شہادت کا اگر وار آئے
ہم یہاں سر کٹو سب چھوڑ کے گھربار آئے

لوٹ کر کرب و بلا سے سوئے طیبہ جو دل
لے کے عورات کو جب عابدؑ بیمار آئے

وا حسینا کا ہوا شام میں غل جب سجاد
سر مظلوم جو لیکر سر دربار آئے

موت کی نیند نہ سو جائیں کہو کیوں اصغرؑ
جب سلانے انہیں تیر جگر افگار آئے

جا کے کہنے لگے روضہ پہ نبیؐ کے رو کر
کھو کے سب اپنی کمائی مرے سرکار آئے

شہر بانوؑ نے کہا دیکھ کے اصغر کی تڑپ
نہیں معلوم الٰہی تجھے کب پیار آئے

غل ہوا ایلو یہ ہم شکل نبیؐ آتا ہے
رن میں جب کھینچ کے تیغ اکبر جرار آئے

اللہ اللہ سبکدوشی اکبرؑ کے فدا
تیغ ایک ایک سے دو دو کے لئے جبار آئے

ٹھہر کے اعدا سے یہ کہتی تھی ہوائے جرأت
سامنے ان کے جو آنا ہو وہ ہشیار آئے

حر ہوں یا بھائی ہوں یا ان کے غلام اے لوگو
سب یہ صہبائے شہادت کے ہیں سرشار آئے

کیوں نہ آغوش میں لے انہیں بڑھ کے قضا
کیوں نہ اللہ کے پیاروں پہ سے پیار آئے

نقد جاں لیکے شہیدوں سے یہ کہتی تھی قضا
ایلو گلزار جناں کے یہ خریدار آئے

جا کے ہم حشر میں خالق سے کہیں گے شائق
بخش شبیرؑ کے صدقے سے گنہگار آئے

دشمنوں کی آشنائی دیکھئے
کوفیوں کی بے وفائی دیکھئے

بخت کی بے اعتنائی دیکھئے
بھوکے پیاسوں کی لڑائی دیکھئے

تیغ اکبر کی صفائی دیکھئے
اور وہ نازک کلائی دیکھئے

بوسہ گاہ مصطفےٰ کی نہ شرم
تیغ قاتل کی ڈھٹائی دیکھئے

خون میں دولہا نبیؐ کا سسرالی لال
غازیوں کی جاں فدائی دیکھئے

رخصت شبیرؑ وہ صبر و سوال
اور صغراؑ کی جدائی دیکھئے

صبر شبیرؑ اور ظلم اشقیا
یہ بھلائی اور برائی دیکھئے

عورتوں کے سر پہ چادر بن گئی
آہ عابدؑ کی رسائی دیکھئے

چرخ پر خورشید اکبرؑ رن میں تھے
آفتابوں کی لڑائی دیکھئے

دین ادھر اور دولت دنیا ادھر
یہ کمائی وہ کمائی دیکھئے

لاش اصغرؑ پہ سکینہ نے کہا
خاک پر سوتے ہیں بھائی دیکھئے

دیکھتی ہے خون دولہا کا دلہن
یہ نرالی رونمائی دیکھئے

کربلا میں باغ زہرا لٹ گیا
بیکسوں کی بینوائی دیکھئے

کہتے تھے اکبرؑ کہ بابا پیاس سے
جان ہے ہونٹوں پہ آئی دیکھئے

مرتے ہی جاؤنگا مشتاق کربلا
قید سے کب ہو رہائی دیکھئے

اے مجرئی جو شوق ہے حسن کلام کا
لکھو تو سلام امام علیہ السلام کا

تھا شوق سب شہیدوں کو کوثر کے جام کا
لاتے تھے لب پہ لفظ نہ پانی کے نام کا

کالا نہ کیوں ہو حشر میں منہ فوج شام کا
گل ہو گیا چراغ شفیع الانام کا

اللہ رے انقلاب کہ سایہ میں اشقیا
اور دھوپ کی تپش میں ہو خیمہ امام کا

کہتی تھی بھوک پیاس شہیدوں کے کان میں
عشرہ میں چاند ہو گیا ماہ صیام کا

ہو نوجوان شہید ضعیفوں کے سامنے
اکبرؑ کی لاش پر تھا یہ کلمہ امام کا

راضی رضائے پاک پہ یوں حق کی تھی حسینؑ
دل میں خیال بھی نہ ہوا انتقام کا

ہے آج ان کے لاشوں پہ ریتی پڑی ہوئی
رتبہ بلند عرش سے تھا جن کے نام کا

اُن کے سر نیزہ اب ہے پیام اجل سوار
تھا جن کے گھر میں ذکر خدا کے کلام کا

تھا کربلا میں اس کے نواسوں کا خون حلال
جس نے سبق سکھایا حلال و حرام کا

ہیں آج بھوک پیاس سے وہ سرنگوں تمام
جھکتا تھا جن کے سامنے سر خاص و عام کا

پانی ہے جس کے نام سے محشر میں مغفرت
پانی بھی بند ہے آج اس امام کا

یہاں فخر تھا یہی کہ فقیری میں مست ہیں — واں ناز گو یزید کو تھا تخت شام کا
میدان کربلا میں ہوئے جب تمام شہید — کیا خوب گھر ملا انہیں دارالسلام کا
جتنے تھے سبز بخت سیہ بخت ہو گئے — بدلا ہے جا کے بخت کہاں اہل شام کا
شیر کریم نے تھام لیا بڑھ کے دست شوق — حر اور حر کے بھائی کا حر کے غلام کا

ق

زینب یہ رو کے عونؑ و محمدؑ سے کہتی تھیں — بھائی پہ تم فدا ہو یہی ہے کام نام کا
دیکھو بہن نے بھائی کی الفت کے واسطے — بیٹوں کو اپنے حکم دیا قتل عام کا
اے کربلا کے لال سمجھ کر بڑا دکھا — سہرا چڑھاؤ لگا ہیں شہیدی کے نام کا
دکھلا دے گنبد اپنا ان آنکھوں سے ایکبار — صدقہ دلا مجھے یہ پیمبر کے نام کا
اس طرح تو شراب محبت سے مست کر — مستی میں ہو سرور شراب مدام کا
اکبر کا اور سکینہ کا اصغر کا واسطہ — پورا ہو جو ارادہ ہے مجھ ناتمام کا

ثنائیؔ تشنگی سے پریشان ہو یا حسینؑ
رکھنا خیال حشر میں بھی اس غلام کا

گر کھینچے تصویر میری چشم دریا بار کی — سرو کٹ ہو شکل عباسؑ علم بردار کی
بڑھ گئی گرمی بہت کچھ جنگ کے بازار کی — جب سے یوسف نے کی بیعت اس [illegible] کی
یاد آئے نبی جس نے نظر یکبار کی — صورت احمد ہے صورت اکبر دلدار کی
کیا کروں تعریف تیغ حیدر کرار کی — مرغ جاں کے کاٹتی ہے پر چمک تلوار کی
سیر ہو جب تک نہ آب خنجر خونخوار سے — پیاس بجھتی ہی نہیں ان میں کسی خونخوار کی
بیکسی گرمی سفر جنگل شہادت تشنگی — ہو بیاں کیا کیا مصیبت حد بھی ہے آزار کی
گھر گئے نرغہ میں اعدا کے حسینؑ ابن علیؑ — تھی ادھر اک جان ادھر بوچھار تھی تلوار کی

رس گئے ہاتھ اس قدر زخمی ہوا جسم حسینؓ
خون میں کپڑے ہیں طاقت نہیں رفتار کی

ق

رو رہے تھے حاملان عرش بھی سر پیٹ کر
روکے جب اہل حرم نے شہ سے یہ گفتار کی
ماہم تشنہ لبانیم د تو ای آب حیات
تشنگی سے جان ہے لب پر ہر اک بیمار کی

ق

باپ کے زانو پہ سر بیٹے کا ہے زخموں سے چور
ہائے یہ گردش نئی ہے چرخ کج رفتار کی
دیکھکر اکبر کا چہرہ رو رہے تھے زار زار
ہاتھ تھے شبیرؓ کے اور گرد اس رخسار کی
وا اخی ادرک کبھی آتی صدائے وا ابی
اور کبھی آواز واعماہ یا کرار کی
ایک جان اور لاکھ صدمے ایک دل اور لاکھ غم
دوپہر کی دھوپ تھی اور چھاؤں تھی تلوار کی
کون نہیں اور کون مونس کون غمخوار حسینؓ
موت حضرت کے سرہانے شکل تھی غمخوار کی
کیا جھلکتی تھی شہیدوں سے ہوائے کربلا
زخم کے منہ وا ہوئے کلیاں کھلیں گلزار کی
عورتوں کے سر پہ چادر دھوپ کی لاشوں پہ ابر
آہ کیا کیا رنگ لائی عابد بیمار کی
چاہیں گر شبیرؓ بے شمشیر اُڑیں اعدا کے سر
ایک اک موج ہوا بھی دھار ہو تلوار کی
قافلہ آیا مدینہ کو تو آئے لوگ سب
دیکھنے کو شکل ابن حیدر کرار کی
سب نے دیکھا حضرت سجاد کو روتے ہوئے
اور پوشیدہ تھی صورت قافلہ سالار کی
واحسینا واحسینا کہتے تھے چلا کے سب
پوچھتے کیا ہو مصیبت عابد بیمار کی

اس گل باغ رسالت کی محبت دل میں ہو
میرے سینہ میں بھی ہو شائق فضا گلزار کی

میدان جنگ میں پسر بوتراب ہے
یا خاک کربلا سے عیاں آفتاب ہے

روئے حسین پیاس سے سب بے آب و تاب ہے
روح نبی کو قبر میں بھی اضطراب ہے

زندان میں خاندان نبی بے حجاب ہے
دنیائے دوں کا ہائے عجب انقلاب ہے

اکبرؑ جو آئے رن میں تو ہر اک نے یہ کہا
یہ کون ہے شبیہ رسالت مآب ہے

گیسو ہیں چار چاند سے رخسار پر عیاں
ہالہ میں ماہ ابر میں یا آفتاب ہے

بولے حسینؑ دیکھکر اکبرؑ کو خون میں لال
ڈوبا ہوا شفق میں مرا آفتاب ہے

بی بی سکینہ کہتی تھیں رو رو کے پیاس سے
سوکھی زباں ہے جان کو اک اضطراب ہے

پانی پلایئے مجھے یا مار ڈالیئے
اے بابا جان پیاس سے حالت خراب ہے

کہتے تھے سب شقیوں سے یوں شاہ کربلا
یہ جانتو کہ باپ مرا بوتراب ہے

بھائی حسنؑ ہے فاطمہ زہراؑ ہے میری ماں
اور نانا میرا شافع روز حساب ہے

ناحق یہ تم نے باندھی کمر میرے قتل پر
باز آؤ اس سے بس یہی راہ ثواب ہے

اللہ فوج شام کی یہ سنگدلی خباب
اس ظلم سے تو سنگ کا دل آب آب ہے

دنیا کی چاہ نے اونہیں اندھا بنا دیا
گو جانتے تھے آل رسالت مآب ہے

اصغرؑ کا حلق چھدتے ہی بانو نے یہ کہا
یا رب یہ ننھی جان پہ کیا کیا عذاب ہے

قاسمؑ ہوئے شہید جو دولھا بنے ہوئے
عین وصال کھلتا تھا عین شباب ہے

عباسؑ زخم کھاکے گرے جب فرات پر
کہتی تھی مشک بھی مرا دل آب آب ہے

وہ خاندان خانماں برباد ہوگیا
اتری سکان میں جن کے خدا کی کتاب ہے

جو غم میں رو رہے ہیں امام حسینؑ کے
اُن پر نزول رحمت حق بیحساب ہے

گر چاہتے حسینؑ تو کیا تھی وہ فوج شام
راضی رضا پہ تھے یہی لب لباب ہے

ان سب کا غم حسینؑ کا دل دا مصیبتا
اک جان پر ہزار طرح کا عذاب ہے

ق

سجاد پلٹے شام سے جب دم مدینہ کو
پہونچے جہاں کہ قبر رسالتمآب ہے

رونے لگے یہ کہکے لپٹ کر مزار سے
سب خاندان لٹ گیا یہ کیا حساب ہے

بابا بھی اور بھائی چچا ہو گئے شہید
تنہا میں رہ گیا ہوں عجب انقلاب ہے

اسوقت شہر پاک میں اک حشر ہے بپا
گریاں غم حسینؓ میں ہر شیخ و شباب ہے

ہر گھر میں یا حسینؓ کا نعرہ بلند ہے
ہر دل کو اس قلق سے عجب پیچ و تاب ہے

بلوالو کربلا میں مجھے شاہ کربلا
دل کو دوئے دکن میں بہت اضطراب ہے

بہر رسول جلد دکھا دو مزار پاک
اس اشتیاق میں مری مٹی خراب ہے

خاک لحد دبائیگی کیا مجھکو بعد مرگ
شائقؔ مری زبانپہ جب بوتراب ہے

روئے اکبر روئے اصغر آفتاب و ماہتاب
دو دو تھے شبیر کے گھر آفتاب و ماہتاب

کب ہوں ان کے رخ کے ہمسر آفتاب و ماہتاب
وہ ہیں اعلیٰ اور کمتر آفتاب و ماہتاب

دیکھکر دونوں کو زخمی رو کے بانو نے کہا
خون میں کیا ہوگئے تر آفتاب و ماہتاب

اکبرؓ و اصغرؓ کی یاد آتی رہے ہر ایک کو
ہیں اسی باعث سے گھر گھر آفتاب و ماہتاب

دھوپ میں اور اوس میں تھے روز و شب لاشے پڑے
جن کے اوپر سایہ گستر آفتاب و ماہتاب

کربلا میں دیکھ لی کیا گردش چشم حسینؓ
آجتک کھاتے ہیں چکر آفتاب و ماہتاب

دیکھتے تھے روز و شب آئینۂ روئے حسینؓ
تھے نصیبے کے سکندر آفتاب و ماہتاب

چھپ گئے جب خاک میں رخسار پر نور حسینؓ
ہوگئے بے نور یکسر آفتاب و ماہتاب

ڈر یہ تھا چمکے نہ رن میں شعلۂ مہر حسینؓ
خاک ہو جائیں نہ جلکر آفتاب و ماہتاب

اکبر و اصغر کے لاشے دیکھکر بولی قضا
کیا اتر آئے زمیں پر آفتاب و ماہتاب

روز روز حشر تھا اور شب شب تاریک قبر
دونوں ظالم تھے برابر آفتاب و ماہتاب

بولیں زینبؓ قتل جب عون و محمد ہوگئے
مل گئے مٹی میں جاکر آفتاب و ماہتاب

میری آنکھوں سے ہوئے غائب مرے نور نظر
یا چھپے جاکر فلک پر آفتاب و ماہتاب

بیکسی کہتی تھی پیاسا دیکھکر شبیر کو
بہ نہ جائیں پانی ہوکر آفتاب و ماہتاب

عارض شبیر جب رن میں غبار آلودہ ہیں
کیوں نہ ہو جائیں مکدر آفتاب و ماہتاب

نور چشم فاطمہ زہرا ہے غلطاں خاک پر
کیوں نہ تڑپیں آسماں پر آفتاب و ماہتاب

اکبر و اصغر کے چہرے کب لہو میں لال ہیں
خون روتے ہیں مقرر آفتاب و ماہتاب

غل ہوا جب میان سے نکلی چمک کر ذوالفقار
کٹ نہ جائیں آسماں پر آفتاب و ماہتاب

کیوں نہ ماتم میں شہ دیں کے فلک سے گر پڑے
جھک گئے کیا داغ بنکر آفتاب و ماہتاب

اشقیا کو بھون کر دیں ٹھنڈا کریں گر حکم ہو
شہ کے تابع ہیں مقرر آفتاب و ماہتاب

لے ردا زینبؑ ہوئیں جب چاندنی اوڑھ ہوئی
آئے تھے لے لے کے چادر آفتاب و ماہتاب

ہے ترے مطلع میں لائق وصف رخسار حسینؑ
دونوں مصرع ہیں برابر آفتاب و ماہتاب

ابن محبوب خدا کیا اسطرف آنیکو ہے
آج فرش کربلا بھی عرش بن جانیکو ہے

ہر گل نخل نبوت آج مرجھانے کو ہے
باغ زہرا میں نئی اب کے بہار آنے کو ہے

یوں فدا ہر ایک تھا شمع رخ شبیر پر
اضطراب عشق جس صورت سے پروانیکو ہے

ق

جب کہا شبیر نے اک آہ بھر کر یاس سے
یا محمدؐ لو خبر گھر بار لٹ جانے کو ہے

یہ صدا سنتے ہی حر نے گر کے قدموں پر کہا
جان میری آپ پر سے صدقہ ہو جانیکو ہے

کہتی تھیں یہ بی بی سکینہ خیمہ میں رو رو کے یوں
بابا جان اب تشنگی سے دم نکلجانیکو ہے

اللہ اللہ اصغر معصوم کی تشنہ لبی
سوکھ کر منہ سے زباں باہر نکلجانیکو ہے

[illegible] ادھر ٹھہر کر اک [illegible]
ظالموں کی اس طرف امید یا آنیکو ہے

[illegible] دشت گئے عباسؑ کے
منہ بھی زخمی ہو گیا اب مشک گر جانیکو ہے

تین دن سے بھوکی پیاسی ہے رسول اللہ کی آل / پانی پینے کو میسر ہے نہ کچھ کھانیکو ہے
اُف رے گرمی اُف ری ہمت اُف رے صدمے تشنگی / ایسا دل شبیر کا ان سختیاں غم کھانیکو ہے
پانی پینے کو نہ ہاتھ آئے تو پھر وہ خاک ہے / بہ رہی ہے نہر لیکن وہ بھی ترسانیکو ہے
حضرت شبیر کا دل پیچ و تاب غم میں ہے / قبر میں زلف رسول اللہ بل کھانیکو ہے
کب پڑی تیغ پر علی اکبر کے شمشیر ستم / چودھویں کا چاند کٹ جانیکو گہنا جانیکو ہے
ناریوں نے دیکھکر قاسم کو زخمی یہ کہا / آہ تیغ سے تلوار کی اب نو بیاہا جانیکو ہے
جور تو نکا اس الم میں پوچھنے والا ہے کون / عابد بیمار اک ان سب کے سمجھانیکو ہے
سر کٹانے پر جو آمادہ ہے اولاد رسول / فاطمہ زہرا کا دل مرقد میں گھبرانیکو ہے
قافلہ سالار ہی مرجائے تو کیسا قافلہ / سوئے طیبہ بے سہارا قافلہ جانیکو ہے
کچھ نہ مشکل تھی سے آئی بے دینوں کو شرم / دیکھکر اکبر کا چہرہ چاند شرمانیکو ہے
تشنگی جنس گراں تھی وہ ہی سستی ہو گئی / ہے مثل مشہور چار آنے کی اب آنیکو ہے

ختم کر دے قصۂ درد و الم شبیرؑ کا / روح شائق تن سے گھبرا کر نکل جانیکو ہے

سب کے دل بیتاب ہیں سن کر کلام ایسا تو ہو / ماتم شبیرؑ کا فیضان عام ایسا تو ہو
ہو پسند خاطر مولیٰ کلام ایسا تو ہو / خلد ملنے کا پیام آئے سلام ایسا تو ہو
بت پرستی سا کلمہ جیسے سن کر کلام ایسا تو ہو / کرے تسلیم اک جہاں جس کو سلام ایسا تو ہو
کربلا کی اوج رفعت کا بیاں کیونکر کروں / عرش حسرت سے جسے دیکھے مقام ایسا تو ہو
چونک اٹھے فتنۂ خوابیدہ بن بن کر جواں / توسن عمر رواں محشر خرام ایسا تو ہو
آج ہی ہنگامۂ روز جزا ہو آشکار / شہ کے غم میں حسرتوں کا ازدحام ایسا تو ہو
جھٹک کے گھوڑے سے گرے جیسے جہاں سے اٹھ گئے / ایسا سجدہ ہو رکوع ایسا قیام ایسا تو ہو
عرش تھرائے زمیں کانپے جگر ہو چاک چاک / آج سب کے لب پہ شور یا امام ایسا تو ہو

عرض کرتے ہی انہیں روضہ سے ملا یہ جواب
کربلا میں جاں نثاروں کا سلام ایسا تو ہو

ہو کی پیاسی ہوگئی آل رسول اللہ شہید
واہ وا عاشورے میں ماہ صیام ایسا تو ہو

ساقی تسلیم کی دریا دلی سب دیکھ لی
حشر میں مجھکو عطا کوثر کا جام ایسا تو ہو

بیکسی بھی جب کے غم میں آٹھ آٹھ آنسو بہائے
بیکسوں کی حسرتوں کا اختتام ایسا تو ہو

ساتھ جن کے ہوگئے لڑکر یہ دونوں بھی شہید
مجرئی ایسا تو ہو بھائی غلام ایسا تو ہو

بول اٹھے خود عذاب اہل کیں بھی الاماں
آل محبوب خدا کا انتقام ایسا تو ہو

راہ مولا میں کٹا یا ساتھ سب کے اپنا سر
سب شہیدوں کا بنے سردار امام ایسا تو ہو

چھوڑ کر سب زہد و تقویٰ دلمیں رکھ عشق حسینؑ
کام سب بگڑے ہوئے بنجائیں نام ایسا تو ہو

دیکھکر اکبر کا چہرہ اشقیا سب بول اٹھے
ہم شبیہ مصطفیٰؐ ماہ تمام ایسا تو ہو

ہند سے جاتے ہی شہر کربلا میں آئی موت
آپ کے صدقے سے یا خیر الانام ایسا تو ہو

جب علی اکبر ہوئے ہیں جنگ میں پیاسے شہید
تشنگی خود کہہ رہی تھی تشنہ کام ایسا تو ہو

بیکسی کہتی تھی یہ گور غریباں دیکھکر
دو پہر میں خانداں سارا تمام ایسا تو ہو

مرمٹوں اسطرح اے شائق غم شبیر میں
بے نشانی خود نشاں بن جائے نام ایسا تو ہو

جو نکلا طائر جاں مجرئی شبیر کے غم میں
تو میں سمجھوں گا یہ قیدی کوئی چھوٹا محرم میں

غم سبط نبی کا یہ اثر باقی ہے عالم میں
سیہ پوش آج تک مردم دیدہ ہیں ماتم میں

خلش یونہی رہی لب تشنگی شہ کے ماتم میں
بنے الماس آنسو خشک ہوکر چشم پرنم میں

قضا نے دم بھی لینے کی نہ دی مہلت ستمگر کو
جو آیا لشکر بیدیں سے تیغ شاہ کے دم میں

کیا سجدہ نہ آدم کو اسی باعث سے شیطاں نے
کہ ہوں گے شمر سے ملعون کتنے اولاد آدم میں

جو ٹپکے قطرہائے اشک شبنم یہ صدا آئی
فلک روتا ہے شب بھر تشنگی شہ کے ماتم میں

جو دیکھا بے ردا اہل حرم کو شرط غیرت سے
ہزاروں چاک پیدا ہوگئے دامان مریم میں

جگر ٹکڑے ہوا جاتا ہے شہ کی تشنہ کامی پر
پلا دے کوئی گھسکر ریزۂ الماس شبنم میں

جگر میں داغ لب پر آہ دل زخمی لہو پانی
ہزاروں پھول پھل آئے ہمارے نخل ماتم میں

غم شاہ شہیداں میں سیہ پوشی بڑہی ایسی
کہ شعلہ تک نہیں اپنے چراغ بزم ماتم میں

بڑھا اس درجہ جوش گریہ شہ کے رونیوالوں کا
کہ موج اٹھنے لگی ہے کوثر و تسنیم و زمزم میں

گریباں چاک گل ہیں بوستاں میں مثل غنچے
یہ دونوں یکساں ہیں اکبرؑ و اصغرؑ کے ماتم میں

ادب سے عرض کی عونؑ و محمدؑ نے کہ اے مولا
اجازت دیجئے اب صبر کی طاقت نہیں ہم میں

جو چمکی ذوالفقار حیدری میدان میں شور اٹھا
چلو بھاگو قیامت آگئی ہے تیغ کے دم میں

شہید کربلا کی مدح خوانی کے سبب ثنائق
غم و رنج و الم مٹ جائینگے اسکے محرم میں

جب مدینے سے سلامی مرے سرور چھوٹے
غل ہوا ابن پیمبر سے پیمبر چھوٹے

جیسے شبیر سے سب خویش و برادر چھوٹے
کسی بیکس کا نہ اس طرح خدا گھر چھوٹے

دیکھکر کہتے تھے مژگان نگاہ شبیرؑ
تیغ پر تیغ پڑی تیر برابر چھوٹے

دیکھکر لاش کو اکبرؑ کی سکینہؑ نے کہا
یوں بہن سے نہ کوئی اور برادر چھوٹے

خوں میں تر دیکھ کے عباسؑ کو بولے شبیرؑ
دلکے غمخوار گئے جان کے یاور چھوٹے

گود میں دامن رحمت نے لیا چلاکر
ماں کے آغوش سے جس وقت علی اصغر چھوٹے

خوں میں اکبر و اصغر کے تھے لاشے اک جا
مر گئے پر نہ برادر سے برادر چھوٹے

حر نے رو کر یہ کہا اب یہ دعا ہے سرور
حشر تک آپکے قدموں سے نہ یہ سر چھوٹے

کربلا کی وہ اداسی تھی کہ اللہ کی پناہ
دیکھنے والوں کے دل میں تھے کبوتر چھوٹے

رو کے عورات یہ کہتی تھیں وہ چار نہیں
ہم سے اس دشت میں افسوس بہتر چھوٹے

شکل اکبر میں تھی کیا حسن محمدؐ کی جھلک
چاند سی شکل پہ گیسوئے معنبر چھوٹے

جان چھوٹے مرے تن سے نہیں ہوا ثنائق

در شاہ شہدا سے نہ مرا سر چھوٹے

السلام اے مرے سرور مرے سردار حسینؑ
آپ کے غم میں نہیں اس دل بیمار کو چین

السلام اے پسر شیر خدا شان خدا
آپ پہ دل مرا قربان مری جان فدا

السلام اے شجر باغ نبوت کے ثمر
آپ سردار دو عالم کے ہیں منظور نظر

ہو سلام آپ پہ اے سر کے کٹانے والے
تہ شمشیر رضا سر کو جھکانے والے

ہو سلام آپ پہ اے نور نگاہ زہرا
آل سردار رسل سید شاہ شہدا

وہ ترا صبر ترا دل تری ہمت کیا خوب
دل سے ہم بھول گئے قصۂ صبر ایوبؑ

کیوں نہ ہو صبر کہ اے شاہ تمہاری میراث
ہاتھ آئی ہے تمہیں نانا کی پیاری میراث

سو سو واقعۂ کرب و بلا کیا ہو رقم
خوف یہ ہے کہیں سینے سے نکل جائے نہ دم

وہ زمیں ریت کی وہ دھوپ وہ خیمے جلتے
تھے ستم آل محمدؐ پہ بھی کیسے کیسے

اشقیا سینکڑوں تھوڑے سے ہوا خواہ رسول
جن کے چہروں سے عیاں شان خدا شان رسول

صرف یہ قافلہ چھوٹا سا جو سادات کا تھا
مرحبا قافلہ سالار تھے شاہ شہدا

شہ دیں کے شبیر نے اعدا سے کہا کر کے خطاب
ہم سے مظلوم کے تم قتل کو سمجھے ہو ثواب

یاد رکھو کہ محمدؐ کا نواسا ہوں میں
جان زہرا اسد اللہ کا بیٹا ہوں میں

کشتۂ زہر مرا بھائی حقیقی ہے حسنؑ
جان کر میرا نسب دیتے ہو کیوں رنج و محن

شہ نے کی جان کے یہ آخری حجت اتمام
شاید آ جائے کوئی راہ پہ شقی خود کام

اس طرف کوس وغا جنگ کا نقارہ بجا
اس طرف گونج اٹھی نعرۂ یا ہو کی صدا

اس طرف ذکر عبادت میں تھے مشغول تمام
اس طرف فکر شہادت میں عدو نے خودکام

اس طرف نور الٰہی کا تھا چہروں سے ظہور
اس طرف آل نبی پر تھا ستم کا مذکور

اس طرف شوق شہادت کی تھی حالت طاری
اس طرف قتل کے شبیر کی تھی تیاری

اس طرف [illegible] شبیرؑ کی رضا پہ راضی
اس طرف تھے زر و دولت کی ولا پہ راضی

اس طرف شاہ کو اللہ سے تھا راز و نیاز
پھر ہوا جنگ پہ آمادہ ہر اک پیر و جوان
رخصت جنگ جو دینے لگا ابن حیدر
تھا معراج تھا ایام شہادت کے لئے
رہیں پائیں یہ شہیدوں کے قضا آئی تھی
ایک پر ایک فدا ہونے لگے بڑھ بڑھ کر
نیکئی موت دولہن سب کی طبیعت آئی
ابن زینب جو بڑے تھے عون و محمد دونوں
سوچ کر اون کا الم اون کا قلق اون کا ملال
رو کے فرمانے لگے تم کو اجازت دیکر
بڑھ کے ہر ایک نے پھر عرض شبیر سے کی
پھر تو دل تھام کے بول اٹھے امام مظلوم
تم مرو میں جیوں ایسا نہ کرے میرا خدا
پھر تو رو رو کے یہ فرمانے لگے شاہ ہدا
پھر تو پینے لگے سب جام شہادت بڑھکر
بڑھ کے قاسم نے کہا مجھکو بھی رخصت دیکھو
بولے حضرت مرے بھائی کے دولارے قاسم
کہیں ایسا نہ ہو ہو مجھکو حجاب اے بیٹا
کہا قاسم نے یہ ڈر مجھکو ہے اے پیارے چچا
تھام کر دل کہا شبیر نے اچھا جاؤ
آپ کے سامنے جو آیا وہ زندہ کے ہیں رہا

اس طرف فتنہ گری میں تھا ہر اک شخص کو ناز
دونوں جانب سے ہوسے رزم کے آثار عیاں
بڑھ کے کٹنے لگے لشکر سے پیچھے بعد دگر
تشنہ لب بڑھ کے پینے لگے جام شہادت کیلئے
یا دلہن بن کے کوئی حور لقا آئی تھی
جتنے شاہ دیکھو نظر آتے تھے سر خون میں تر
ہو گئے غیر تو گھر والوں پہ نوبت آئی
ان کو رخصت نہ رکھتے تھے پہ تھے دونوں
آ گیا حضرت شبیر کو زینب کا خیال
ہائے شبیر کو صورت میں دکھاؤں کیونکر
آپ کی دینے بھی اماں نے اجازت دیدی
تم نہیں تم سب کے رہے دل مرا کتنا مغموم
سب نے بڑھ کر یہ کہا پہلے ہمیں ہونگے فدا
ایک شبیر کا دل لاکھ ستم وائے خدا
لاش ہر ایک کی لانے لگے جا کر سرور
اے چچا مجھ پہ بھی اب اتنی عنایت کیجئے
مرنے جاؤ کہوں کس منہ سے پیارے قاسم
حشر میں بھائی کو کیا دونگا جواب اے بیٹا
کہیں ایسا نہ ہو محشر میں خفا ہوں بابا
دست حیدر کی شجاعت کا اثر دکھلاؤ
سامنے آیا وہیں اوس کے تکبر اوس کا

پھر تو ہر سمت سے بوچھار ہوئی تیروں کی
تیغ پر تیغ چلی تیر پہ چلنے لگے تیر
آئیے آئیے خادم کی خبر لو آقا
سنتے ہی پاس گئے دوڑ کے جلد بیچے حسینؑ
اتنے میں پھر نہ ہوئی موت میں ان کی تاخیر
پھر بڑھے حضرت عباس سوئے نہر فرات
مشک جس کاندھے پہ تھی کٹ گیا جب دم وہ ہاتھ
پھر جو اک ظالم بدکیش کی شمشیر چلی
پھر علمدار نے دانتوں سے اوسے تھام لیا
اسی حالت میں شجاعت سے بڑھے پانی کو
پانی پینے کو تھے اور آگیا بچوں کا خیال
لڑتے لڑتے جو گرے گھوڑے سے آواز یہ دی
اتنے میں سنتے ہی شبیر وہاں سے دوڑے
رو کے کہنے لگے اب میری کمر ٹوٹ گئی
اتنے میں تن سے گئی روح جناب عباسؑ
اتنے میں بڑھ کے یہ اکبر نے کہا بابا سے
دیکھا جاتا نہیں اب خویش و اقارب کا الم
رو کے شبیر نے یہ اون سے کہا دور ہٹو
شہر بانو سے کہوں کیا میں اجازت دیکر
پھر تو اکبر گئے خیمے میں اجازت لینے
اماں جان آج تو فدوی کو اجازت ہو عطا

آنکھ بدلی نظر آنے لگی شمشیروں کی
پھر تو قاسم نے پکارا مرے مولا شبیر
اب ہوا چاہتی ہے جان مری تم پہ فدا
اور سمجھانے لگے اون کو تشفی سے حسینؑ
روح جنت میں گئی دیکھ کے روئے شبیر
پانی لے آؤں کہ ہو پیاس سے بچوں کی نجات
دوسرے ہاتھ میں پھر لے لیا اسکو ہیہات
ہاتھ پھر وہ بھی کٹا مشک گری ہم سے بھی
اتنے میں تیر پڑا خون سے منہ لال ہوا
تا کہ سیراب کریں حلق جو کچھ ہو سو ہو
پھینک دے کر اتنے لڑنے لگے پھر نیک خصال
دوڑ کے بھائی کے پاس آئیے بھائی جلدی
آ کے عباس کا سر اپنے ہی زانو پہ رکھے
آس جو کچھ تھی بندھی دل سے وہ سب چھوٹ گئی
یعنے دنیا سے گئے حیدر کرارؑ کے پاس
اب تو للّٰلہ مجھے رن کی اجازت دیجیے
روح بے چین ہے سینہ میں بیتاب ہے دم
ابھی اٹھارہ برس پورے نہیں ہیں تم کو
جا کے تم ماں سے اجازت لو مرے نور نظر
ماں سے پھر روتے ہوئے عرض یہی کرنے لگے
یہ سمجھ لیجے کہ اکبر تیرے پیدا نہ ہوا

ہم جیئیں باپ مرے یہ تو نہیں ہو سکتا
شہربانو نے کہا سنتے ہی اے نور نظر
ٹکڑے ہوتا ہے یہ سن سن کے کلیجا اور دل
خیر تم جاؤ اجازت ملی تمکو اے لو
سنتے ہی دوڑ کے شبیرؑ کے پاس اکبر آئے
پھر تو شبیر نے بھی رو کے کہا بسم اللہ
پھر تو رن کو گئے لڑنے کو جو ہم شکل نبیؐ
چار گیسو تھے پڑے چاند سے رخسار و نیر
آتے تھے لڑتے ہوئے اکبر ذی شوکت و شان
پھر تو لڑنے لگے بڑھ بڑھ کے ستمگاروں سے
ٹوٹے اک جان پہ پھر سینکڑوں عدا ہر دو
تیغ پر تیغ پڑی اور پڑا تیر پہ تیر
گرتے ہی گھوڑے سے چلا کے کہا اے بابا
لاش اکبر کو چلے لیکے جو مقتل سے حسینؑ
پونچھتے جاتے تھے خود چہرۂ اکبرؓ سے لہو
ہائے اے لخت جگر تم بھی مجھے چھوڑ چلے
خیر اللہ کو سونپا تمہیں جاؤ پیارے
روح اکبر کی گئی اتنے میں سوئے جنت
پھر تو شبیر نے خود عزم کیا لڑنے کا
میں بھی مرنے کو چلا تم کو خدا پر سونپا
سب نے رو کر یہ کہا ہے بہت اصغر بے چین

صبر کر لیتے اگر ایسا کہیں ہو سکتا
ہاجرہ سے نہیں ہوں صبر میں کم میں بھی مگر
دل پہ کس طرح رکھوں صبر کے پتھر کی سل
روکوں کس طرح کہ بابا پہ فدا ہوتے ہو
ماں نے جو دی تھی رضا حال وہ کہکے سناؤ
دل بیتاب کے ہے حال سے آگاہ اللہ
غل ہوا ایلو وہ آتے ہیں رسول عربی
لوٹ تھی یا کہ گھٹائیں تھیں پہ انگار و نیر
رو کے فرماتے تھے یوں العطش ای بابا جان
خون بہنے لگا پھر چاند سے رخساروں سے
تاکہ دنیا سے ہو ہم شکل محمدؐ نابود
چور زخموں سے ہوا نور نگاہ شبیر
آ گئے آپ پہ اب ہوتی ہے یہ جان فدا
ملک و جن و بشر حور و پری کرتے تھے بین
دل پہ اک ہاتھ دھرا اور کہا اللہ ہو
نہ پھپی اور نہ بہن اور نہ اماں سے ملے
ہائے بے نور ہوئے آنکھوں کے تارے
شامیانہ نبی بڑھ بڑھ کے خدا کی رحمت
آ کے خیمہ میں کہا سب سے کہ حافظ ہے خدا
میرا اللہ کرے بعد مرے صبر عطا
پیاس سے اونکی زباں سوکھ گئی پیارے کی

گود میں لے کے ستمگاروں کو دکھلاؤ انہیں
اور فرماتے۔ گو میں ہوں تمہارا مجرم
سن کے شبیر نے اصغر کو لیا لے کے بڑھے
پیاس کے مارے لب اس کا جگر افگار ہے
تھوڑا سا پانی جو دیدو اسے کر دوں سیراب
سن کے یہ کہنے لگے سائے شقی بے پیر
کہکے یہ تیر چلایا بیٹھا اک آن میں سے شبیر
تیر کھاتے ہی گئی روح ہوئے خاک پہ پر
لا کے پھر شاہ نے اون کو دیا اوکی ماں کو
نہ تو تھا شکم نہ تو اکبر نہ تو اصغر کا ہے نام
ا [illegible] چہرہ سے ہوئے شہ نے کہا
بعد میرے بھی رہے تم کو سکینہ کا خیال
دولہن زینب کہ یہ سب کچھ میں بجالاؤں گی
عازمِ جنگ ہوئے شاہ تو عابد اٹھے
عرض یوں کرنے لگے میں تو ہوں باقی حضرت
اون کو سینہ سے لگا کر یہ کہا حضرت نے
جاؤ خیمہ میں کہ تم اک ہو نشانی میری
پھر یہ کہکر گئے لڑنے کو ہمارے مولا
سیکڑوں لاکھوں شقی ہو گئے جسدم فی النار
غش میں یہ غش آگیا گھوڑے سے گرے شاہ زماں
یا خدا سارے شہیدوں کے تصدق ہو مجھے

وہاں معصوم کی کچھ پیاس کا بتلاؤ انہیں
پیر یہ بچہ تو نہیں ہے کسی صورت ملزم
سامنے آکے شقیوں کے یہ فرمانے لگے
ہیں گنہگار ہوں بچہ تو گنہگار نہیں
اس کا اللہ تمہیں دیگا قیامت میں ثواب
آپ کے بدلے میں حاضر ہے یہ اب شمشیر
خنجر سے حلق میں پانی کے عوض اترا تیر
غنچۂ باغ نبوت ہوا تاراج وہیں
پی گئے جام شہادت انہیں جلد ہی لو
ہائے اب ایک گھڑی بھی مجھے جینا ہے حرام
اے بہن ایک وصیت ہے مری سنلو ذرا
رنج اسکو نہ کبھی ہو نہ کوئی ہو تمہیں ملال
مجھکو ڈھونڈے تو کہاں سے میں تمہیں یاد آؤنگی
اوسی بیماری میں قدموں پہ گرے بابا کے
اس کے بعد آپ کی مرضی مجھے کیجے رخصت
نہیں او نہا نے ابھی باقی تمہیں لاکھوں صدمے
تم سے باقی ہے زمانہ میں کہانی میری
پھر کہا شکر شہادت میں وہیں شکر خدا
بعد تو ہر سمت سے تیروں کی ہوئی اک بوچھار
آنے لیا عرض کروں تجھسے میں بیتاب و تواں
بخشدے حشر میں اور پوچھ نہ اعمال مری

گرمیِ حشر نہ محشر میں کرے حال تباہ   واسطہ اکبرؑ و اصغرؑ کا تجھے یا اللہ
میں رہوں ان کی محبت میں اگر زندہ رہوں   رنج اور درد میں اور غم میں دفن میں مروں
حالت نزع مری جان پہ طاری ہو جب   دم مرا الفت شبیر میں نکلے یارب

اے مرے پیارے خدا تجھ سے یہ ہر دم ہو دعا
خاتمہ نام پہ شبیر کے ہو شائقؔ کا

غم حسین میں غمگین اک زمانہ ہے   ملک ہیں جن و پری ہیں یہی فسانہ ہے
ستم ہے مجبرائی میدان کربلا میں شبیا   نبیؐ کی آل کا دل تیر کا نشانہ ہے
یہ عورتوں پہ غضب ہے ستم ہے بچوں پر   نہ پانی پینے کو ہے کھانیکو نہ کھانا ہے
زمیں پہ ضعف سے سر ہے خمیدہ اکبر کا   یہی ہے سجدہ یہی شکر کا دوگانہ ہے
ملول دوست رہیں اور خوش رہیں دشمن   عجب خدا کی خدائی کا کارخانہ ہے
پڑے ہیں دھوپ میں جلتے شہیدوں کے لاشے   نہ قبر ہے نہ کفن ہے نہ شامیانہ ہے
جو زخمی ہو گئے اکبرؑ تو رو کے بولے حسینؑ   تمہارے دادا کی میراث سر کٹانا ہے
چلے ہیں نہر پہ عباسؑ جان دینے کو   فقط دکھانے کو پانی کا اک بہانہ ہے
چچا سے بولے یہ قاسم کہ رن کی دو رخصت   مجھے تو حشر میں بابا کو منہ دکھانا ہے
شہید ہوتے ہی اصغرؑ یہ بولے شبیر   ستمگرو یہ ستم کا بھی کچھ ٹھکانا ہے

حسینؑ پاس تم اپنے بلا لو شائقؔ کو
خبر نہیں کہ یہاں کب تک آب و دانہ ہے

مناجات شائق عاصی بدرگاہ غفار و باری جل جلالہ

رحماں ہے رحیم نام تیرا   اور تو ہی کریم ہے خدایا

تجھ سے یہ التجا ہے میری — بہر احمدؐ تو کردے پوری
آفت سے جہاں کے رکھ سلامت — ہر دم رہوں غرق بحر رحمت
دنیا میں نہ کر کسیکا محتاج — محتاج رہوں تو تیرا محتاج
صدقے سے محمدؐ امیں کے — خلقت میں گروں نہیں نظر سے
کر عشق میں مجھکو تو وہ کامل — ہر دم رہے دید تیری حاصل
دنیا میں مجھے تو سرخرو رکھ — بندہ ہوں ترا تو آبرو رکھ
جب وقت اخیر ہو پہنچے میرا — ہو سامنا روئے مصطفیٰؐ کا
دل نزع کی سختیوں سے سکھ پائے — صورت یہ نظر ہو دم نکل جائے
کہتا ہوں میں تجھکو واسطوں سے — حضرت صدیقؓ اور عمرؓ کے
صدقے سے غنیؓ کے اور علیؓ کے — مشکل آساں تو میری کر دے
ابلیس جو وقت نزع آئے — دھوکہ دینے مجھے نہ پائے
صدقے میں تو نبیت مصطفیٰؐ کی — غالب بندے کو اسپہ کر دے
پہلی منزل بہت ہے بھاری — ہے عرض یہ اے جناب باری
صدقے سے حسینؓ اور حسنؓ کے — مرقد کے فشار سے بچا لے
آئیں جو نکیر سوال کرنے — دوں فضل سے میں جواب ایسے
پہلے یہ کہوں کہ عبد رب ہوں — میں امتی شہ عرب ہوں
پوچھیں مرا دین کہدوں اسلام — ہے میرے نبی کا مصطفیٰؐ نام
دکھلائیں جو وہ شبیہ انور — قرباں ہو جاؤں یہ سراسر
کہدوں کہ یہ ہے مرا پیمبر — والی ہے یہی یہی ہے رہبر
انسان نہ دیکھا ایسے ڈھب کا — جلوہ جس میں ہو حسن رب کا
اور دوسرا اک جواب یہ دوں — سنئے میں مرید محی دیں ہوں

الحق کہ وہ رب کا ہے پیارا
اور شاہ عرب کا ہے پیارا

جب گرم ہو آفتاب محشر
اور پیاس سے ہوں میں جگر مضطر

پیغمبر جن و انس آکر
دیں ہاتھ سے اپنے جام کوثر

پیارے ہاتھوں سے جام پی لوں
دامن اون کا کبھی نہ چھوڑوں

جب حشر میں ہو حساب میرا
رسوائی نہ کریں خدایا

اعمال بُرے ہوں گرچہ میرے
غفاری سے اپنی تو مٹا دے

ستار چھپا دے میرے سب عیب
ستاری میں تیری کسکو ہے ریب

گورے ہوں گے بہت سو کالے
کالے ہوں گے بہت سے گورے

مجھکو کہیں روسیہ نہ کرنا
بار ذلت نہ سر پہ دھرنا

ہوگی اوسوقت شرمساری
پلّہ ہو بدی کا جب کہ بھاری

برکت سے اپنے دوستوں کے
پلہ نیکی کا تو جھکا دے

ہو جب کہ گزر صراط پر سے
دوزخ میں گریں جو لوگ کجے

یارب صدقے سے محی دیں کے
رہبر میرے ہوں تیرے پیارے

تو مجھکو نہ سب میں خوار کرنا
بجلی سا مجھکو پار کرنا

دنیا سے پھیر دے مرا دل
ہو نعمت دین مجھکو حاصل

ہوں تیرے حبیب کی میں امت
کر مجھکو نصیب اون کی قربت

یارب طیبہ بنا دے مسکن
حضرت ہی کے شہر میں ہو مدفن

مرتے مرتے وہ روضہ دیکھوں
مرکر بھی نہ اس گلی سے نکلوں

مل جائے وہاں کی خاک میں خاک
تا اپنے گناہ سے میں ہوں پاک

حضرت احمد علیؒ والا
مرشد جو ہیں میرے اور آقا

دے فیض میں اون کے تو ترقی
جو دل میں ہے میرے اوس سے دونی

سر پر سب خادموں کے مولا قائم رہے حشر تک یہ سایہ
میرے جو ہیں عزیز و احباب خوش رکھ سب کو تو رب ارباب
سب کا بالخیر خاتمہ ہو مقبول میری یہ التجا ہو
عاصی فاسق بہت ہے شائق بخشش کے نہیں ہے گرچہ لائق
رحمت اپنی تو اوس کو دکھلا محروم نہ کر اُسے خدایا

آمین کہیں ترے فرشتے
شائق یہ دعا جو ختم کردے

السلام اے رحمۃ للعالمین السلام اے سید کل مرسلیں
السلام اے والیٔ درماندگاں السلام اے رہنمائے گمرہاں
السلام اے حشر کے مسند نشیں السلام اے زینت عرش بریں
السلام اے شان رب کل عرب السلام اے حضرت عالی نسب
السلام اے جان وحدت السلام السلام اے شان کثرت السلام
السلام اے خلق کے پیارے رسول السلام اے آنکھ کے تارے رسول
السلام اے دلبر ذات خدا السلام اے رہبر راہ ہدیٰ
السلام اے وجہ لولاک لما السلام اے سر نور انبیا
السلام اے گوہر بحر کرم السلام اے زور ارباب ہمم
السلام اے ذات تو برہان حق السلام اے نام تو عرفان حق
السلام اے ماہ تاباں السلام السلام اے نور ایماں السلام
السلام اے خسرو پیغمبراں السلام اے جان جان جان جہاں
السلام اے مرہم دل السلام السلام اے محرم دل السلام
السلام اے دلبر جان اویس السلام اے عشق تو تابان ویس

السلام اے نور چشم چار یار — السلام اے مظہر پروردگار
السلام اے بیقراروں کے قرار — السلام اے حسرت امیدوار
السلام اے نشان روئے بے نیاز — السلام اے بندۂ بندہ نواز
السلام اے مونس درد نہاں — ہے کلیجہ میں خلش لب پر فغاں
لیجئے میری خبر مضطر ہوں میں — اڑ کے آؤں کس طرح بے پر ہوں میں
کیجئے مجھ پر عنایت کی نظر — چاہتا ہوں اک محبت کی نظر
شہرہ سنتا ہوں تری سرکار کا — رنگ دکھلا مجھکو بھی دربار کا
غمزدہ ہوں تو مرا غم خوار ہے — میں ترا خادم ہوں تو سردار ہے
وقت پرسش حشر میں یا مصطفےٰ — سب کو ہوگا نیکیوں کا آسرا
کوئی بدلہ پائے گا خیرات کا — اجر پائے گا کوئی طاعات کا
کوئی حاجی ہے نمازی ہے کوئی — کوئی صائم ہے تو غازی ہے کوئی
ہے کسیکو بے نیازی پر نیاز — ہے کسیکو نازبرداری پہ ناز
نیکی ہر اک شخص کی ہے اوسکے ساتھ — یا نبیؐ ہے شرم میری تیرے ہاتھ
زہد و تقویٰ ہے نہ طاعت پاس ہے — بے وسیلہ ہوں تری اک آس ہے
ہائے مجھ بدکار کا کوئی نہیں — حشر میں تیرے سوا کوئی نہیں
ہو سیہ کاری سے جب خاطر ملول — اپنی کملی میں چھپا لینا رسول
کون ہے ہم بیکسوں کا دادخواہ — ہم غریبوں کے تمہیں ہو بادشاہ

سفلہ نعیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً للہ از جمال روئے تو

قبلۂ جان کعبۂ من روئے تو — سجدہ گاہ عاشقاں ابروئے تو

دست بکشا جانب زنبیل ما

آفریں بر دست و بر بازوئے تو

حشر میں گھونگٹ اوٹھا کر دیکھئے
رو رہا ہوں مسکرا کر دیکھئے

حشر میں جس دم تلیں میرے عمل
چشم رحمت سے کرو مشکل کو حل

پلۂ نیکی جھکا دیجے حضور
بات بگڑی ہے بنا دیجے حضور

پل صراط اور اس کی وہ باریک راہ
اچھے اچھے ہونگے با حال تباہ

کوئی مثل برق چمکا چل دیا
کوئی پارہ بن کے تڑپا چل دیا

کوئی مثل رہروِ ابلق سوار
کوئی مشکل گردش لیل و نہار

یا نبی میری سنو میں کیا کروں
قعر دوزخ میں نہ کٹ کر گر پڑوں

کھینچ یوں جذب محبت سے مجھے
کہربا تنکے کو جیسے کھینچ لے

یا رسول اللہ یہ ہے ہر دم خیال
آفتاب حشر سے کیا ہوگا حال

تشنگی گرمی پسینہ اضطراب
سامنا اللہ کا وہ وقت حساب

بیکسوں کا کون ہے والی وہاں
غمزدوں کا کون ہے حامی وہاں

دیکھکر ایسی ہماری بیکسی
دور کر تشریف لانا یا نبی

گر کے سجدے میں سفارش کیجئو
حال پر اتنی نوازش کیجئے

ہو نہ روز حشر امت روسیاہ
آپ ہیں ہر طرح اوس کی عذرخواہ

یوم تسود وجوہ یاد ہے
گو سے کالے ہوں دم فریاد ہے

الغیاث اے کملی والے الغیاث
ہم پڑے ہیں تیرے پالے الغیاث

المدد اے زلف والے المدد
روسیاہی سے بچالے المدد

المدد ماہ مدینہ المدد
المدد شاہ مدینہ المدد

قید مشکل سے رہائی کیجئے
جلد اب مشکل کشائی کیجئے

جاں کنی کے وقت اے پیارے رسول
نزع کی سختی سے ہوگا دل ملول

ہائے پہونچے گی وہاں کیسی خبر
ہم غریبوں پہ کرم ہو یا رسول
ہند میں طیبہ سے اسدم آیئے
ہان مگر رونا ہے اب یہ روز و شب

کون دیگا آپ کو میری خبر
ایسی مشکل میں نہ بھولو یا رسول
ساتھ اپنے روح کو لیجائیے
دور ہیں مجھ سے مرے شاہ عرب

ہجر میں ہے آپ کے جینا محال
وصل ہو یا جلد ہو میرا وصال

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرح درد اشتیاق
در فراق تو مرا چوں سوخت جاں
چوں نشانہ لم بے تو اے جان جہاں

رکھتے ہو کیوں ہجر میں ہمکو ملول
آیئے یا خود مجھے بلوائیے
یا الٰہی اب یہ ہے تجھ سے دعا
حضرت صدیق عثمان و عمر
یا خدا صدقے سے اون کے صبح و شام
سیدہ حضرت حسن حضرت حسین
یا خدا اشفاق کی سن لے عرض تو

کیوں خفا ہو کچھ تو بولو یا رسول
حال پر میرے کرم فرمائیے
رکھو نہ اب مجھ کو محمد سے جدا
شیر یزدان مظہر خیر البشر
سُرخرو رکھ دین و دنیا میں مدام
واسطے سے اون کے ہو سکھ اور چین
رکھ اوسے دارین میں با آبرو

خاتمہ پہ لیکے تو احمد کا نام
عرض کر دے الصلوٰۃ والسلام

السلام اے شہ لولاک محمد پیارے
السلام اے مری آنکھوں کے چمکتے تارے

السّلام اے دلِ غمگیں کے لبھانیوالے
السّلام اے مرے سرکار رسولِ عربی
عرض کرتا ہوں سلام اے مرے آقا سردار
ہم گنہگار سیہ کار پڑے ہیں پیاسے
تو جو انجان ہو پھر جائیں کہاں سارے غلام
آپ طیبہ میں ہیں اور ہم ہیں دکن میں روتے
جلد بلوائیے اب دیر نہ کیجے مولا
چاہتے ہم ہیں ولیکن نہیں آسکتے ہیں
وہ مدینہ کی زمیں اور وہ سہانا جنگل
زندگی میں مری دکھلائے مجھے میرا خدا
ہاں مرے پیارے نبیؐ اتنی سنو عرض مری
حشر میں میں جو اٹھوں ساتھ تمہارے اٹھوں
دامنِ پاک سے لپٹا رہوں گر مثلِ غبار
سو سنو کیا ہو بیاں اپنے پیمبر کا کرم
جب ہوئی نزع کی سرکار پہ حالت طاری
ملک الموت نے آتے ہی کیا جھک کے سلام
چلئے اب آپکا اللہ ہے مشتاقِ لقا
پوچھا حضرت نے کہاں ہیں مرے بھائی جبریل
جبرئیل آگئے اتنے میں پیمبر کے حضور
آپ نے ہنس کے کہا مر کے نہیں ہے مجھکو
پوچھا جبرئیل سے بیٹی کا نواسوں کا غم

السّلام آخری بگڑی کے بنانیوالے
السّلام اے مرے مکی مدنی مطلبی
غمِ فرقت میں نہیں کوئی بھی میرا غمخوار
لے خبر جلد خدا کے لئے کملی والے
جیتے ہیں تیرے بھروسے پہ نہیں نام کو کام
عمر سب اپنی تباہی میں ہیں ناحق کھوتے
تا کجا صبر و تحمل نہیں طاقت اصلا
آپ ہر حیلے سے ہم سبکو بلا سکتے ہیں
جلد دکھلائیے بیکل ہوں نہیں پڑتی ہے کل
ہائے وہ گنبدِ انور پہ کروں جان فدا
مجھ گنہگار کا مدفن ہو مدینہ کی گلی
اٹھتے ہی چہرہ پر نور تمہارا دیکھوں
میں یہ سمجھوں کہ خزاں میں مجھے حاصل ہے بہار
ہاں سبھی جانتے ہیں اہل عرب اور عجم
امتی امتی ہر دم تھا زباں پہ جاری
پھر کیا عرض کہ اب چھوڑیئے دنیا کا مقام
وجد میں جھوم کے پھر کہنے لگا صلّ علی
بولا اب دم میں وہ آتے ہیں بفرمانِ جلیل
پھر یہ کہنے لگے اب چلئے سوئے ربِ غفور
غم ہے جسکا مجھے کچھ اسکی تو خوشخبری دو
یا کہ اصحاب کی فرقت کا ہے سینہ میں الم

آپ نے رو کے کہا کچھ بھی نہیں اس کا الم
لائے جبریل جو خوشخبری از فرمان جلیل
ملک الموت سے حضرت نے کہا سنتے ہی
اور یہ فرمانے لگے اب نہیں کچھ فکر ہے چل
آخری لب پہ تھا دنیا سے سدھارے مولا
عائشہ روکے کہتی تھیں افسوس کہ گھر اجڑا میرا
بعض تو روتے تھے اور بعض کو اک سکتہ تھا
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
یاں دعا ہے یہی اب تجھ سے ہماری اللہ
پھر نہ چھوٹے یہ الفت نہ وہ چھوٹے ہرگز
حشر میں سایۂ دامان محمد میں رہیں
دم جو نکلے تو رہے سامنے ان کا جلوہ

میری امت کے سوا مجھکو کسی کا نہیں غم
ہم گنہگاروں کو محشر میں ملی خوب دلیل
کام اب اپنا کرو لاؤ کہیں دیر ہو ری
میری امت میں مرے بعد خلیفہ ہے خدا
وا محمد کا تھا اصحاب میں اک واویلا
سیدہ کہتی تھیں اب کس کو پکاروں بابا
کوئی بیدم تھا کوئی رو کے یہی کہتا تھا
روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد
تو ہے ہم بندوں کے احوال سے ہر دم آگاہ
تار اس نیک محبت کا نہ ٹوٹے ہرگز
رو کے ہم اپنے شفاعت کیلئے عرض کریں
ہم غلاموں کی الٰہی یہ ہو مقبول دعا

پھر الٰہی اب یہی صدقہ محمد و سبطین و بتول
یا خدا جتنے ہیں مشتاق کے مرادیں ہوں حصول

مثلث

آتش فرقت جل رہی ہے دار دل پر آئے ہے — رات کالی ہے کہ ناگن دل کو کاٹے کھائے ہے
اے فراق یار اب سب بیچارا گھبرائے ہے
آنکھ لگ جو جائے گی ایسی مری تقدیر کیا — ورنہ ظالم تو ہی بتلا اسکی ہے تعبیر کیا
رو رہا ہوں خواب میں میں تو مجھے سمجھائے ہے

المدد اے بیکسی کچھ بھی نہیں اُس کو خیال　　الغیاث اے بے بسی بیمار سے بدتر ہی حال
وہ مجھے بھولا ہے اور اُس کی مجھے یاد آئی ہے

آدھی آدھی شب جو اک کویل توکو توکو کرتی ہے　　ہو نہ ہو اسے دکھ بھری تو بھی کسی پر مرتی ہے
ہائے جیجوں ہے تری میرا بھی جی گھبرائے ہے

مور پی پی کر رہا ہے کیوں تو پچھلی رات سے　　ہائے پیارے کہہ رہا ہوں میں بھی آدھی رات سے
رٹ کسی کی ہے تجھے کوئی مجھے یاد آئے ہے

وہ محبت ہی نہیں بلکہ سراسر فسق ہے　　عشق کی تاثیر ہو اتنی تو بے شک عشق ہے
کوئی کہہ سے آشنا اب اسکے بھی لب پر ہائے ہے

نزع میں آ کر کہا کیوں کون ہے اب بیوفا　　تم چلے جاتے ہو مجھکو چھوڑ کر یا میں چلا
جاں کنی میں میں ہوں وہ مجھ پر قیامت ڈھائی ہے

وہ ستمگر کہہ رہا ہے جاں کنی میں دیکھ کر　　یہ تو حیلہ ہے بہانہ کون مرتا ہے بشر
اسکو سوجھی ہے ہنسی اور جان میری جائے ہے

دوست بھی بیٹھے ہیں اور بزم طرب افزا بھی ہے　　رات ہے اور چاندنی ہے جام ہے صہبا بھی ہے
ہائے ظالم تو نہیں سب پر اُداسی چھائے ہے

لٹ گیا مال جوانی کیا کہیں فرمایئے　　اُبھرے جوبن یار کے کہتے ہیں اب شرمایئے
شوخی کہتی ہے چلو میری بلا شرمائے ہے

وصل میں بھی کسی نے کیا نئے فقرے دئے　　ہاں انہیں باتوں نے دیوانہ بنایا ہے مجھے
پھر تو کہنا چھوڑ ظالم دم مرا گھبرائے ہے

دیکھنا منہ پھیر کر ترچھی نظر سے یار کا　　وقت رخصت بھی عجب انداز ہے دلدار کا
جاتے جاتے بھی مرا کافر مجھے ترسائے ہے

جان جب میری گئی دلمیں ہوا اسکے اثر　　بال کھولے قبر پر آیا ہے بن کے نوحہ گر

ہائے شائق کہہ کے میری روح کو تڑپائے ہے

ایضاً

شکل اپنی کبھی تو دکھایا کرو   دکھایا کرو نہ ترسایا کرو
شکل اپنی کبھی تو دکھایا کرو

ہم آرزوئے دید میں بے موت مرگئے   اچھے بھی دن بہار کے یونہی گذر گئے
شکل اپنی کبھی تو دکھایا کرو

غریب جان کے مہمان ہیں مرے دل میں   ہزاروں سیکڑوں ارمان ہیں مرے دل میں
دیکھ کر تیر دل پہ لگایا کرو

کسی کا بھی ہی اوتر جائے کچھ نہیں پروا   تمہارا کیا کوئی مرجائے کچھ نہیں پروا
تم تو خنجر پہ خنجر چلایا کرو

شب جدائی نیا روز ظلم ڈھاتی ہے   گیا تھا دل مگر اب جان بھی تو جاتی ہے
یوں ستم پہ ستم تم نہ ڈھایا کرو

دھرا ہے شانہ پہ کیا دیر ہے سنو تو سہی   زمانہ بھر میں اک اندھیر ہے سنو تو سہی
گیسو الجھے ہوئے ہیں بنایا کرو

نہ پھینکو دور قدم سے مجھے جدا کر کے   ابھی تو وصل ہوا ہے خدا خدا کر کے
یوں نہ شائق کو ہر دم ستایا کرو

ایضاً

محبت اسکی ہے جس پر فدا ساری خدائی ہے   خدا کا آشنا ہے جو اسی سے آشنائی ہے
محبت اسکی ہے جسپر فدا ساری خدائی ہے

دکھلادے چھب ادا کی داتا جنکا محمد نام صلے اللہ علیہ وسلم تاکر دا کو سنا عمر لیا

اسی کا مجھکو رونا ہے کہ حضرت سے جدائی ہے

دل سے جس کو گر چاہے جیسے گو انکی پیت مولا بندہ بندہ مولا دونوں کی اک ریت

کسی کی مصطفائی میں بھی شان کبریائی ہے

تحت اقرب راگ سنا دو گر کی رکھ بیچاری نائیں داکا نا در جو ہے جانیں وا کی جان

ہمارے تن میں شکل روح بن کر جو آئی ہے

گور میں گوری سوتے سیدم دہر چتین پر ہاتھ پوچھیں ہارے پوچھینگے جب کہدینگی یہ بات

فرشتو دور ہٹ جاؤ محمد کی دہائی ہے

سینے میں جب ہو گا میکو ساجن کا درشن رو رو کے بولوں گی پکڑ کر کملی کا دامن

بچا ہو گئی ہی دولت ہی میری کمائی ہے

معراج میں دیکھ کے واکو ہر لیتی دل دیو روپ سہانا ساتوں اکاس اوپر جا دیو

خدا کا پاک دل پیارے نبی کی رونمائی ہے

سیس نوا دے سجدہ میں جب حشر کے دن جا کر لیجا دیں بیکنٹھ کو امت اپنی چھڑوا کر

گنہگار و مرے تو قیامت میں بن آئی ہے

دہیری دہیری سلگت ہے اب مردہ اندر آگ پیت کے کارن واکے چرن سو لاگ رہی ہو لاگ

محبت کو نہ ارکھے محبت تئے ہنسے پانی ہے

ربیہ کی شان دکھا وقت جب انکا عرش کا یار [illegible]

عرب میں جا کے مر جاؤں یہی دل میں سمائی ہے

ایسے من موہت سائیں پر واری میں ہر بار جس کی اک کرپا کی نظر یا کینو بیڑا پار

رسول اللہ نے شائق تری بگڑی بنائی ہے

مثلث

دور ہے طیبہ مرے دل پر مصیبت ڈھائے ہے
حسرتِ دیدار رہ رہ کر مجھے تڑپائے ہے
یا نبی بلوا لو جلدی جان ہوئی جائے ہے

الغیاث اے شاہِ عالم المدد خیر البشر
لیجئے میرے مسیحا جلد سے اس کی خبر
تیرا بیمار اب کوئی دم میں عدم کو جائے ہے

قبر میں مجھ سے فرشتے کر رہے ہیں بحث طول
میں یہ کہتا ہوں ٹھہر جاؤ اب آتے ہیں رسول
یا خدا اب تو ہی بتلا دے تری کیا رائے ہے

میں وہ مجلس میں بیٹھا ہوں تو پھر خیر الورا
ایک جانب خوف ہے اور ایک جانب ہے رجا
یاس ادھر تڑپائے ہے اور شوق ادھر ترسائے ہے

اے مؤذن کیوں سناتا ہے نبی کا نام پاک
ٹکڑے دل ہوتا ہے سنکر اور جگر ہوتا ہے چاک
دم تو لے وہ چاہنے والا مجھے یاد آئے ہے

کیوں عزیز جاں نہ ہو حسن محمد مصطفیٰ
تیرا یوسف ہے زلیخا میرے یوسف پر فدا
ان کی صورت میں خدا اپنی جھلک دکھلائے ہے

یا رسول اللہ خبر لو ہو گیا جینا محال
آپ کی فرقت میں اب تو ہو گیا اس طرح حال
درد دل ہیں آنکھ میں آنسو لبو پر ہائے ہے

شور ہو ہو کر رہا ہے کیوں تو پچھلی رات سے
ہائے احمد کہہ رہا ہو نہیں کبھی آدھی رات سے
رٹ کسی کی ہے تجھے کوئی مجھے یاد آئے ہے

میں یونہی مر جاؤں گر ہجر نبی میں دوستو
راہ میں روتے ہوئے خلقت یہ بولے گی سنو
لاش پر شائق کی یہ کیسی اداسی چھائے ہے

مخمس

زلف احمدؐ پر موے جاتے ہیں ہم　　یاد مژگاں ساتھ لیجاتے ہیں ہم
آتشی حضرت کے کھلاتے ہیں ہم　　مژدۂ من رآنی جب پاتے ہیں ہم
بس اسیدم دلکو تڑپاتے ہیں ہم

اسقدر ہیں ہجر میں ہم ناتواں　　چلنے پھرنے کی نہیں تاب و تواں
کب تلک یہ حال اے جان جہاں　　التجا ہے اتنی شاہ انس و جاں
رحم فرما تیرے کہلاتے ہیں ہم

دو دنی قرب سے ہے دل پر محن　　کوئی بہاتا ہی نہیں اسکو چمن
ہے تصور میں نبیؐ کے نعرہ زن　　اب بلالیں گے مجھے شاہ زمن
بس یہ مژدہ دیکھ سہاتے ہیں ہم

یا رسول اللہؐ زاری تا بکے　　یا شہ دیں اشک باری تا بکے
یا نبیؐ انتظار تمہاری تا بکے　　یا محمدؐ بے قراری تا بکے
وصل ہو بللہ مرجاتے ہیں ہم

رحمت عالم تمہارا ہے خطاب　　جب سر محشر ہمارا ہو حساب
اس جگہ تشریف لاکر اے جناب　　سوئے جنت ہمکو لیجانا شتاب
کثرت عصیاں سے شرماتے ہیں ہم

سر سے پا تک دیکھئے ہیں پر قصور　　نزع میں تشریف فرمانا ضرور
چہرۂ انور دکھا دینا حضور　　شیشۂ دل کو نہ کرنا چور چور
نفس و شیطاں سے گھبراتے ہیں ہم

شائق اپنے دوست سے تو عشق کر　　تیرے تن سے گو جدا ہو تیرا سر

دے جو طعنۂ خلق تو ان سے نہ ڈر　　تھوڑے ہی دن میں مقرر ہے سفر
دیکھ لے طیبہ کو اب جاتے ہیں ہم

تخمیس بر غزل حضرت آصف قدر قدرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

کبھی مقصود جو ہم اپنے بتا دیتے ہیں　　حرف مطلب کو وہ باتوں میں اڑا دیتے ہیں
دہری آفت میں وہ مشتاق کو پھنسا دیتے ہیں　　عفو کرتے ہیں خطائیں نہ سزا دیتے ہیں
جان عاشق کو یونہی وہ تو گھلا دیتے ہیں

سوچ لیں پہلے رہ عشق میں جب پاؤں دہریں　　جو بلا آئے اسے جھیل لیں آہیں نہ بھریں
نہ ہٹیں یار کے کوچہ سے جئیں یا کہ مریں　　ایسے لوگوں میں نہیں ہم جو کہیں اور نہ کریں
مرد جو کہتے ہیں وہ کرکے دکھا دیتے ہیں

جان قربان ہو جب تم پہ تو اس روز ہی عید　　عشق سچا ہے تو پھر سہل ہے ہر کار شدید
پوچھتے کیا ہو جو ہے خنجر ابرو کا شہید　　وہ شہادت کو سمجھتا ہے حیات جاوید
زندگی آپ تو عاشق کی بڑھا دیتے ہیں

یاد وہ دن تھے کہ چلے جاتے تھے رہ سے پھر کر　　نام سے میرے تنفر تھا انہیں اللہ بہر
شکر اللہ کا پیدا ہوا اتنا تو اثر　　سن کے آواز چلے آتے ہیں وہ گھبرا کر
میرے نالے مری قسمت کو جگا دیتے ہیں

یہ کوئی مشکل عقیدہ تو نہیں ہے لوگو　　دیر کیوں ایسی نہیں ہے کوئی مشکل یہ تو
پھر حق انکو ذرا میری طرف سے کہدو　　دل مرا کس نے چرایا ہے بتائیں مجھکو
زائچہ کھینچ کے جو نام بتا دیتے ہیں

کشتۂ نازبتاں صبح قیامت جو اٹھے　　اس کو لازم ہے کہ یہ بات مری یاد رکھے

بھول کر لفظ گلہ کا نہ زباں پر لائے — ان حسینوں سے کوئی خون کا دعویٰ نہ کرے
خون بہا دیتے نہیں خون بہا دیتے ہیں

کثرت اشک فشانی سے ردی حال ہے آج — گو ہے دنیا میں دعا کا بھی دوا کا بھی رواج
وہ مسیحا اگر آئے تو سنبھل جائے مزاج — ان کو لاؤ مرے گریہ کا کرینگے وہ علاج
بات کرتے ہیں جو روتوں کو ہنسا دیتے ہیں

اپنے عاشق پہ کہاں تک ستم و جور و جفا — رحم کر رحم نہیں ہے یہ طریقہ اچھا
ضد سے کیا فائدہ کچھ ان سے میرا بھی کہا — یہ وفا یاد نہیں تجھکو دغا کا شیوا
یاد رکھ تو کہ یہ ہم تجھکو سکھا دیتے ہیں

چند ہی روز سے ہمکو کسی بت کا ہے عتاب — چند ہی دن سے ہوا بند محبت کا ہے باب
نامے اتنے لکھے پر قلم انکو بنے ایک کتاب — خط پہ خط لکھتے ہیں لیکن نہیں آتا جواب
آج سے ہم بھی یہی تار لگا دیتے ہیں

وہ یہ قاصد سے کہا کرتے ہیں ہر دم تقریر — خط انہیں دیتے کیا جانئے ہے کیسی تحریر
آزماتے ہیں نئے ڈھنگ سے اپنی تقدیر — وہ تو خط پڑھتے ہیں اور ہمکو یہ سوجھی تدبیر
دل کی تصویر لفافے پہ بنا دیتے ہیں

عاشقوں کو ترے کیا سوجھی فراز اور نشیب — دیکھکر تجھکو نہیں رہتا ہے انساں کو شکیب
تیرے ہر عضو سے ہے حسن کے گلزار میں زیب — چشم بادام ہے لب پستہ ہیں رخسار ہیں سیب
ہم ترے وصف میں اک باغ لگا دیتے ہیں

گرمی ہجر سے ہر سانس میں اک شعلہ ہے — کیا کہیں ہجر میں ہم روح کا جو نقشہ ہے
کچھ تو ہو جاتی ہے تسکین یہ شغل اچھا ہے — دل جلتا ہے جو پنکھے کی طرح لیتا ہے
روح کو ہم اسی پنکھے سے ہوا دیتے ہیں

جھوٹے وعدے غلط اقرار یہاں شوخ کا سب — جان پر اپنے ستم سہتا ہے ہر دم جو وہ سب

ان پہ ہم جان سے گر فدا ہیں تو ہے اپنا مطلب — لب جاناں سے چکھائینگے مزا وصل کی شب

ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو سزا دیتے ہیں

میں نے دل نذر کیا پہلے ہی بے سوچے سوال — پھر تو تو جان کا خواہاں ہوا اے مہر جمال

اس میں بھی عذر نہیں پر ہے خیانت کا خیال — جان کیونکر تجھے دیدوں کہ خدا کا ہے مال

کیا پرائی بھی امانت کو لٹا دیتے ہیں

یاں تو مضطر ہیں اور چھلتا ہے جگر رہ رہ ہاتھ — دل نہیں پہلو میں بھرتا ہے سینہ دن رات

اس پہ تا بار کے احباب نہ پوچھیں حالات — روز ہاں ہاں کے سوا اور نہیں ہے کچھ بات

دل تو دیتے نہیں پر کہکے منا دیتے ہیں

کام خلوت میں حیا اون کی جیا کرتی ہے — میری گستاخی سے تکرار ہوا کرتی ہے

کیا کہیں وقت پہ ضد دونوں کی کیا کرتی ہے — دل لگی یہ بھی شب وصل رہا کرتی ہے

ہم جلا دیتے ہیں وہ شمع بجھا دیتے ہیں

چاہنے والوں سے اشفاق انہیں پا کل تھا حضور — وہ بھی دن یاد ہیں کیا تھا انہیں کس بات کا ڈر

اٹھو عاشق سے وہ کرتے ہیں محبت اکثر — وہ گئے دن جو اسے کوستے تھے آٹھ پہر

اب تو آصف کو وہ جینے کی دعا دیتے ہیں

خمسہ غزل راجہ مہاراجہ سر کشن پرشاد مدار المہام سرکار عالی

رہے نہ کیوں دل بیچین و درد میں نہاں فریاد — کہاں دہن تو ہوئی کس لئے عیاں فریاد

مجھے یہ رنج ہے کیوں آگئی تا زباں فریاد — ہوا نہ حال یہ وہ شوخ مہرباں فریاد

الٰہی یوں ہی گئی میری رائیگاں فریاد

فغاں میں آئی ہے سوزش کہ جلبھی ہیں لب — سنا رہا ہوں فغاں کرکے حال دل ہر شب

انہیں سے کام پڑا ہے انہیں سے ہی مطلب　　　ملے نہ داد ہی اون سے اگر مجھے یارب
تو کس کے پاس میں لیجاؤں گا یہاں فریاد

فغان و وحشت و رنج و الم ہے آٹھ پہر　　　رہوں گا آپ میں اور گاہ آپ سے باہر
کبھی ہیں خشک مرے لب کبھی ہیں آنکھیں تر　　　ستم رسیدہ ہوں ایسا کہ میری حالت پر
زمین آہ کرے اور آسمان فریاد

گھمنڈ سنگ دلی پر تجھے نہیں زیبا　　　نہ خالی جائے گی فریاد اے ستم آرا
کبھی تو مجھ پہ تجھے مہرباں کریگا خدا　　　کبھی تو دل ترا اے دلربا پسیجیگا
کبھی تو دل سے سنے گا تو میری جان فریاد

تڑپ تڑپ کے مصیبت کی رات کٹتی ہے　　　ستا ستا کے قیامت کی رات کٹتی ہے
فغان و آہ میں آفت کی رات کٹتی ہے　　　اسی ہی شغل میں فرقت کی رات کٹتی ہے
کبھی ہے نالہ کبھی لب پہ ہے فغان فریاد

ہوا ہوا دم پیری شباب کا وہ مزا　　　کہاں وہ صحن گلستاں وہ لطف مے وہ گھٹا
خزاں نے کر دیا رنگ بہار ہی پھیکا　　　وہ ولولے ہی رہے اور نہ وہ شباب رہا
گئی وہ عشق کی تاثیر اب کہاں فریاد

ہماری گرمی فغاں سے اوڑی جو چنگاری　　　ہوا جو زیر سما کبھی بھڑک بھڑک کے جلی
پکارتے ہیں فرشتے پروں میں آگ لگی　　　زمیں پہ آہ جو کھینچی فلک پہ جا پہنچی
خدا کی شان کہاں سے گئی کہاں فریاد

کہاں وہ بلبل نالاں کہاں وہ سودائی　　　نہ اب وہ سیر چمن ہے نہ وہ تماشائی
یہ کیا ہوا جو اداسی ہے ہر طرف چھائی　　　چمن میں اب کے برس کیا نہیں بہار آئی
الٰہی کس لئے کرتا ہے باغباں فریاد

ہمارے عشق کا آغاز دیکھ کیا ہے　　　ہوا ہے دل جو کہیں گم تو شور برپا ہے

خدا ہی جانتا ہے اس کی انتہا کیا ہے — یہ ابتدائے محبت کا بس نتیجہ ہے
گنوا کے دل کو جو کرتے ہیں نوجواں فریاد

جو دو لوے تجھے تباہی کے سبب ہو کے برباد — کبھی بر آئی الٰہی نہ اپنے دل کی مراد
کبھی کھلا ہی نہیں غنچۂ دل ناشاد — کبھی نہ گلشن دنیا میں ہم رہے آزاد
یہ ہر بشر کی زباں پر ہے ہر زماں فریاد

ہمارے حق میں فلک کیوں ہے ایسا ظالم — کہ اوس کا نام ہے مشہور جا بجا ظالم
ستم شعار دل آزار پر جفا ظالم — ہمیشہ بر سر بیداد ہی رہا ظالم
کب اتنی دور سے سنتا ہے آسماں فریاد

کیا نہ بھول کے تو نے خدا کبھی لطف و کرم — عوض میں اوس کے ہوئے ظلم جان پر پیہم
مگر ہماری ہی ہمت ہمارا دل ہے صنم — جفائیں لاکھ سہیں اور سہے ہزار ستم
نہ آئی ضبط محبت سے تا زباں فریاد

فقط ہے باغ میں ارمان کیوں یہ نرگس کو — جو دیدے پھاڑ کے دیکھا ہوا ہے کیا اسکو
مزا ملیگا جہاں میں ہر ایک ذی حس کو — نہیں ہے حسرت دیدار یار کس کس کو
کریں گے دیکھنا آنکھوں کی پتلیاں فریاد

ہوا ہے راست جو شائق سی چرخ کج بنیاد — مزے سے رات گئی اور بر آئی دل کی مراد
ہوا بانگ مرغ سحر نغمۂ مبارک باد — وصال یار میسر ہوا تجھے اے شاد
گئی نہ شکر خدا تیری رائگاں فریاد

مخمس بر غزل حضرت شمس الدین صاحب قبلہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

فدائے شعلۂ روئے تو بے قرار اند — نثار نقش قدوم تو خاکسار اند

اسیر حلقۂ زلف تو سوگوار انند — غلام نرگس مست تو تاجدار انند

خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

نظر نظر سے لڑی جب تو کھل گیا یہ راز — نہ ان کی بات میں جادو نہ مجھ میں تھا اعجاز

جناب عشق ہر اک جا ہیں تفرقہ پرداز — ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز

وگرنہ عاشق و معشوق رازدار انند

ہزار حیف گذشت شباب تو بن کر — زمانہ پھر ہیں سے اندھیرے مجھے بھی خبر

پھر اس پہ طرہ کہ ظلمات میں ہوا محشر — ز زیر زلف دوتا چون نگہ کنی بنگر

کہ در یمین و یسار تو چہ بیقرار انند

جو عندلیب ہیں نالاں تو باغباں غمگیں — خموش غنچے ہیں حیرت میں ہے گل و گلچیں

خبر تجھے تو مصیبت زدوں کی کچھ بھی نہیں — گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و ببیں

کہ از تطاول زلف تو سوگوار انند

نگاہ رحمت خالق جو عاصیوں پہ ہو — عجب نہیں کہ سر حشر آئینہ دیکھو

کہیں گے ہم بھی یہ بڑھ کر ہر ایک اہل کو — نصیب ماست بہشت اے خدا شناس برو

کہ مستحق کرامت گناہگار انند

کبھی ہے قمری ناشاد کو اسی کی ہوس — کبھی ہے بلبل شیدا کو دھن ہر ایک نفس

یہی چہکتا ہے گلشن میں ہر اسیر قفس — [illegible]

کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

کسی کو اوج کسی کا ہے خاک پہ مسکن — [illegible]

پڑے ہیں آبلے پاؤں میں ... — [illegible]

پیادہ میروم و ہمرہان سوار انند

ہر ایک مست مئے عشق کا یہی ہے سخن — [illegible]

خدا کے واسطے زاہد ہماری بات تو سن   بیا بہ میکدہ و چہرہ ارغوانی کن

مرو بصومعہ کانجا سیاہ کار انند

کبھی نہ شائق ناشاد کا ہے دل شاد   شب فراق ہمیشہ رہے اسی کی یاد

الٰہی دام محبت سے وہ نہ ہو آزاد   خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد

کہ بستگان کمند تو رستگار انند

مسدس

شوق کہتا ہے کہ ہیں احمد مختار کہاں   آرزو کہتی ہے رہتا ہے وہ دلدار کہاں

عشق کہتا ہے یہ تقریر کہ ہے یار کہاں   کہہ رہا ہے یہ ادب ہے مرا سرکار کہاں

راج دُلارا حق کا پیارا سب کا نبی کہلائے

روپ انوکھا اپنا بناکر نینن بیچ سمائے

جان مضطر ہیں وہ ہیں اور کڑی ہی منزل   درد اٹھ اٹھ کے یہ کہتا ہے کہ دلمیں نہیں دل

تیغ فرقت سے ہے سینہ میں کلیجہ بسمل   غمزدہ ایک ہوں میں اور ہزاروں مشکل

کملی والے سائیں کا جب پیا آنا ہوئے

جنم جنم کی میری بپت سب پل میں ٹالی وہ ہوئے

وصف دندان نبی موتیوں کا مالا ہے   گیسو رخ پہ ہیں پڑے چاند پہ یا ہالا ہے

یوسفی حسن سے حسن اون کا بہت بالا ہے   وہ جوان مدنی نوک پلک والا ہے

چاند سی صورت نور کی مورت پر جی للچائے

نار ہر نہ بھکے ہر کہلائے ہر خود ہی بنجائے

روز کی تازہ مصیبت سے مرا دل ٹوٹا   چور بن کر تری فرقت نے مرا دل لوٹا

مجھکو رونا ہے اسی کا کہ مدینہ چھوٹا — ہائے افسوس کہاں میرا مقدر پھوٹا

دیس اوجاڑو ہنچی سکا پہ دیس کیو آباد
برہا دیوانی پیارے محمدؐ کرتی ہے فریاد

دلولہ عشق کا پیدا ہوا اول اول — کل نہیں پڑنے لگی رہنے لگا دل بیکل
ضعف کہتا تھا کہ گر شوق یہ کہتا تھا سنبھل — یاد آنے لگا طیبہ کا سہانا جنگل

احمدا احمدؐ کہتے ہوئے میں منزل چلتی جاؤں
بے کسن بے بس دکھیا بن کر سکھ دالیکو پاؤں

سوزش عشق سے میں دل کو جلاؤں کبتلک — روز مرتا رہوں اور جان سے جاؤں کبتلک
آپ کی یاد بہلا دل سے بہلاؤں کبتلک — مانتا ہی نہیں میں اسکو مناؤں کبتلک

میٹھی بتیاں اپنی سنا دو کچھ تو تسلی ہوئے
رونیوالا پیارے نبی جی جان کو کبتلک روئے

آپکی یاد میں بے چین ہے دل چین نہیں — کب نظر آئے گی آنکھوں کو مدینہ کی زمین
یا الٰہی تو مجھے کیوں نہیں پہونچاتا وہیں — ہائے افسوس کہ خادم کہیں سرکار کہیں

ایسے بپت کے جینے پر پڑ جائے ہمار خاک
پاس قدم کے جلد بلا کر کردو دکھ سے پاک

جوش بحر گنہ اور اس میں ہے طوفان بپا — اور کشتی مری ٹوٹی ہوئی ملاح خفا
ڈر یہ ہے غرق نہ کردے مجھے سیلاب خطا — یا محمدؐ ترے صدقے تو اسے پار لگا

تیرے کرم کی آس ہے ساجن اور نہیں کوئی آس
پریت لگا کر کیا پھل پائی وہ بھی نہ آئی راس

نزع میں یوں ملک الموت نے ارشاد کیا — قیدئی زلف کو پھر ہمنے تو آزاد کیا
دل گیا جان گئی عشق نے برباد کیا — خوب ہی شائق ناشاد پہ بیداد کیا

پھر گئی تپلی بند ہوئیں انکھیاں خوب ہوا دیدار
روح سرہانے روتے کھڑی ہے اٹھ چل دیا یار

نسب نامۂ منظوم ابن جناب

ایک دن مجھ سے کسی نے یوں کہا ۔ نظم میں ظاہر نسب ہو آپ کا
عرض کی میر اشجاع الدین ہے نام ۔ عرف ہے اعظم علی مشہور عام
نام والد کا مرے احسد علی ۔ ابن سید بادشہ ہیں وہ ولی
ان کے والد ہیں سنو حیدر علی ۔ ابن سید اولیا ہیں وہ تقی
وہ معین الدین کے فرزند ہیں ۔ اور وہ محی الدین کے دلبند ہیں
اور وہ فرزند سید اولیا ۔ باپ ہیں سید حسین با صفا
اور وہ راجے محمدؐ کے پسر ۔ ان کے والد ہیں محمدؐ خوش سیر
ان کے والد ہیں سنو عبد الغنی ۔ ابن سید مصطفےٰ ہیں وہ ولی
اور وہ ابن شہ علی ہے جان لو ۔ عبد جبار ان کے والد ہیں سنو
عبد غفار ان کے ہے والد کا نام ۔ ابن بوطالب ہیں وہ عالی مقام
ابن سید نور ہیں وہ خوش سیر ۔ سید ابراہیم کے وہ ہیں پسر
جن کے ہیں سید حسن والد سنو ۔ اور وہ یحییٰ کے بیٹے نیک خو
باپ ہیں سید محمدؐ اون کے جان ۔ سید احمد کے خلف وہ اور نشان
ابن صالح اور وہ ہیں ابن سعید ۔ بھیج رحمت ان پہ اے رب المجید
یاد رکھو تو ہیں وہ موسیٰ کے پسر ۔ والد ان کے ہیں میر تقی نامور
اور تقی جن کا لقب ہے وہ امام ۔ ان کے والد ہیں محمدؐ جن کا نام

اور وہ ابن علی موسی رضا
وہ امام اور ان کے والد ہیں امام
ہے لقب باقر محمد جن کا نام
اور وہ ہیں ابن علی ابن الحسین
اور وہ حضرت علی کے ہیں پسر
نظم میں شائق ہوا شجرہ تمام
خدمت اجداد میں سر کو جھکا

موسی کاظم ان کے والد با صفا
جعفر صادق سنو تم ان کا نام
ان کے والد پانچویں ہیں جو امام
ان کا صدقہ ہمکو ہو سکھ اور چین
فاطمہ خاتون کے لخت جگر
عرض کر تو الصلوٰۃ والسلام
ہے وسیلہ ان کا حق سے کر دعا

تو مجھے اس قافلہ کے ساتھ رکھ
میری بات اے رب تو میرے ہاتھ رکھ

تاریخات

از نتیجہ فکر بلند طبع ارجمند زبدۃ الاصفیا عمدۃ الاولیا حضرت مولانا مولوی سید شاہ اولیا صاحب حسینی القادری الحنبلی ولی برادر حضرت مصنف خلف قدوۃ المحققین زبدۃ الکاملین شیخ الکل مولانا مرشدنا سیدنا حافظ حاجی حضرت سید احمد علی شاہ صاحب قبلہ و کعبہ اوام اللہ فیوضاتہ و برکاتہ

قطعۂ تاریخ

چھپ گیا صد شکر بھائی کا کلام
یوں ولی نے سال ہجری کہہ دیا

مرحبا کیا فکر ہے فکر حبیب
کم نہیں ہے وصل سے ذکر حبیب
۱۳۲۸ھ

از نتیجۂ فکر رنگین ناظم سخنوری شاعر نازک خیال واہندی ہادی گمرہان رہبر سالکان

حضرت مولانا مولوی حاجی سید محمد عثمان علیشاہ صاحب حسینی القادری الحنبلی مدظلہ العالی

منتخب اول عزیز شہر کا
آئی ہر اک شعر سے بوئے وفا
لائی یہ مژدہ مبینہ ہے صبا
کہدو فائق سال و سن طبع کا

شان سے شوکت سے جب دیوان چھپا
دل یہ بولا مرحبا صلّ علیٰ
ہے صلہ اس کا شفاعت شائقا
ہمدم عاشق ہے نعت مصطفےٰ

از نتیجۂ فکر ناظم بیمثال نازک خیال جناب ابو الضیاء محمد عمر صاحب گل تلمیذ

حضرت ظہیر دہلوی

قطعات تاریخ

ہو گیا حضرت شائق کا مرتب دیوان
کیا کوئی وصف لکھے کیا کوئی تعریف کرے
لغت اس کی ہے جو ہے چشم چراغ ایمان
پر اثر ہیں وہ مضامین کہ چشم بد دور
کیا تر و تازہ چمن ہے کہ و م نظارہ
فکر تاریخ میں تھی دل کی کلی پژمردہ
کھل گیا جی سر الفاظ سے پا کر سن طبع

کیوں نہ بے چین ہو اے گل یہ دید نگاہ
خوبی نظم پہ خود نظم کی خوبی ہے گواہ
عین مقصود رسالت شہ دین عرش پناہ
وہ دلاویز ہیں اشعار کہ ماشاء اللہ
غنچہ و گل سے بھرا جاتا ہے دامان نگاہ
بلبل طبع رسا پھول کے چہکی ناگاہ
دیکھئے غنچۂ شاداب کلام دلخواہ

ولہ

مرحبا کیا نعتیہ دیوان ہے صدق علی	فرش سے تا عرش اسکی دو جہاں میں دھوم ہے
از سر ایمان کہی تاریخ میں نے طبع کی	کتنا پاکیزہ کلام شائق مرحوم ہے ۱۳۲۴ھ

ولہ

آفرین اے شائق شیریں بیان	مرحبا کیا خوب نعت پاک ہے
از سر ارمان یہ سنج سال طبع	کہدیا ذکر شہ لولاک ہے

ولہ عیسوی

مزے لوٹینگے کیا کیا عاشقان مصطفےٰ آہا	چھپا ہے حضرت شائق کا انکل نعتیہ دیوان
لو ارمان نہ کا کر میں نے سال عیسوی لکھا	یہ ذکر مصطفےٰ صدق علی ہے گلشن ایمان

از نتیجہ فکر جان فصاحت کان بلاغت عالیجناب مولانا مولوی سید علیشاہ صاحب صادق حسینی القادری الحنبلی الاحمدی تلمیذ حضرت مرحوم

حضرت شائق جناب اعظم علی	تھے عجب فرد زمانہ مرحبا
کیا ہو ادہ ماتم شکوہ کا بیان	اونکے ہر اک رنگ میں نہاں اک مزا
چل بسے افسوس کیا دنیا سے وہ	چھوڑ کر ادھار اپنے بے بہا
جنکا اک شمہ ہے یہ بھی دیکھئے	چھاپ دیوان ہو رہا ہے آپکا
فکر کی صادق نے جب تاریخ کی	ہاتف غیبی نے دل سے یوں کہا
ہو گیا اعدائے دین کا دل سیہ	وصف معشوق خدا ہے بے بہا
	۱۳۲۳ھ ۲۰۹

تاریخ فصلی

مفتی اول جناب شائق عالی گہر — خوب لکھی مدح سرور دو عالم مرحبا
شعر ایسے شعر جنسے مست ہیں صوفی و رند — یہ سخن ایسا سخن ہم نے نہیں اب تک سنا
آرہی ہے جس سے بوے الفت محبوب حق — مرحبا صلّ علیٰ صد مرحبا صلّ علیٰ
سال فصلی لکھو صادق اسطرح دیوان کا — نعت محبوب جہاں ہی خوب بیبا واہ واہ

من طبع زاد راجی الی اللہ المنان محمد تراب علیخان قابل قادری الحنبلی الاحمدی تلمیذ حضرت قدس سرہ

جناب شائق شیریں بیانکا خوب ہے دیوان — مزے کا انتخاب نعت محبوب دو عالم ہے
ضیا بخش دل عاشق نکیوں ہو یہ سخن قابل — طلوع آفتاب نعت محبوب دو عالم ہے

ولہ تاریخ ہجری

مرحبا صلّ علیٰ اے شائق عالی گہر — خوب لکھا نعت محبوب خدا صد مرحبا
سر جھکا اعدا کے دیں کا سنتے ہی وصف نبی — مرحبا صلّی علیٰ نعت رسول ہے واہ وا

ولہ تاریخ عیسوی

نعتیہ دیوان شائق ہوگیا ہے چھاپ اب — مرحبا اوصاف بے حد قابل شائق ہے کہ
عیسوی سن کیلئے دلکو عدد کے کاٹکر — حمد خالق نعت احمد قابل شائق ہے کہ

ولہ تاریخ ہجری بفارسی

عاشق اللہ محب مصطفیٰ — حامی شرع رسول دو جہاں
مفتی اول جناب اعظم علی — گفتہ مدح حق بپئے نفع جہاں
ہشت در ہر شعر او عشق نبی — وصف غوث حق ہویدا از جہاں
ہر کہ شنود شعر او مجنون شود — نیست در عالم چنیں ساحر بیاں
از سرور و فراقش سال گفت — نالۂ عشاق و در افتادگاں

از نتیجہ فکر شاعر فراقش نگار دستانی طوطی شکرستان شیوا بیانی عالیجناب
راقم الدولہ مولانا سید ظہیر الدین حسین صاحب ظہیر دہلوی

صد شکر چھپ رہا ہے دیوان پاک اظہر — لاریب یہ چمن ہے وصف و ثنا کے لائق
اللہ مہربان ہے مداح مصطفیٰ پر — خوشنودی خدا ہے نعت رسول حق
گنجینۂ فضائل دیوان کے ہیں مصنف — بحر العلوم کہنا صادق ہے بلکہ اصدق
سر دفتر سیادت آل رسول اکرم — اعظم علی اکمل فرد و رشید و فائق
بے حد و لا تعد ہیں اوصاف مفتی صاحب — بیشک جناب والا لائق ہیں بلکہ الیق
تاریخ طبع کی تھی تشویش دلکو بیحد — بولی خرد شمس ہے تو ظہیر ناطق
لکھ دے بلا تامل ہاتف نے ادب گوشہ کر — احساس ہے خدا کا تحفہ نیاز خالق

از نتیجہ فکر نصیری ہمدانی ثانی عرفی زمانی امیر الشعراء عالیجناب
ترک علی شاہ صاحب ترکی

حضرت شائق دیباچہ دیوان لطیف — گر بتحریر باوصاف رسول مختار
حرف حرفش زگل عارض خوباں خوشتر — ہست ہر مصرعہ او دو کشش زلف دلدار

ہاتفم گفت بگوش این سن چشمش ترکی — چشم بادا شود از دیدن نور الابصار

از نتیجۂ فکر گہر بار جان فصاحت کان بلاغت عالیجناب مولوی جلیل حسن صاحب جلیل شاگرد رشید حضرت امیر مینائی مرحوم

خوش رہیں شائق مداح رسول عربی — نعتیہ نظم سے محفوظ کیا خوب ہیں
اس سخن کیلئے موزوں ہے یہ تاریخ جلیل — ذکر محبوب کا ہے کیوں نہ ہو محبوب ہیں

از نتیجۂ فکر طبع گہر بار شاعر جادو گفتار عالیجناب مولوی لطیف احمد صاحب اختر خلف حضرت امیر مینائی مرحوم

قابل توصیف شائق کا کلام نعت ہے — کیا زباں کیا حسن کیا بندش ہے اے صلِّ علیٰ
بے تکلف مصرع تاریخ اختر نے کہا — دیکھنا کیسی یہ دلکش نعت ہے اے صلِّ علیٰ

از نتیجۂ فکر پختہ شاعر نازک خیال ناظم بے مثال رشک شعرائے ماضی و حال عالیجناب ڈاکٹر سید احمد حسین صاحب مائل

سید اعظم علی جزاک اللہ — خوب دیواں نعتیہ لکھا
بارک اللہ مفتیٔ اول — مرحبا شائق سخن آرا
جو سنے تیرے شعر وجد کرے — ہے تری شاعری میں خاص مزا
ہیں کھلی جھلکیاں تصوف کی — عاشقانہ کہیں ہے واویلہ

ہے کہیں وصف احمدؐ بے میم — ہے کہیں سنہ پہ شرح کا پروا
سنے ہاتف سے یہ سنا مائل — ہوئی نعت نبیؐ پسند خدا

از نتیجۂ فکر ناظم بیمثال شاعر نازک خیال عالیجناب مولوی سید رضی الدین حسن صاحب کیفی تلمیذ داغ دہلوی مرحوم

اشعار علی محب نبیؐ مفتیٔ دکن — شائق کہ عندلیب گلستان نعت ہے
کی سنیے خوب سیر چمن معجزات کی سیر — دیکھا کہ نعت جان جہان جان نعت ہے
سوز و گداز عشق نبیؐ اس سے ہے عیاں — دیوان کیا ہے شمع شبستان نعت ہے
جان اپنی لاکھ دل سے تصدق ہو نعت پر — دل اپنا لاکھ جان سے قربان نعت ہے
کیفی نے سنے مصرع تاریخ یہ سنا — عجز و نیاز کیا چمنستان نعت ہے

از نتیجۂ فکر شاعر شیریں مقال نازک خیال جناب امراؤ مرزا صاحب انور برادر زادہ تلمیذ حضرت داغ دہلوی مرحوم

پر مشکل نعت ہیں ہے سارا کلام دیکھو — چھپتا ہے اونکا دیوان جو شہر کے ہیں مفتی
لکھو سال طبع کا تو اداں بس یہ مصرع — عجز و نیاز شائق معشوق ہے حقیقی
۱۳۲۸ھ

از نتیجۂ فکر مولوی محمد عبد الرحیم صاحب المتخلص بہ رحیم ابن مولوی حافظ محمد حفیظ الدین صاحب اکبر

چھپا جبکہ شائق کا یہ کلیات — بصد اہتمام و بصد احتشام
بر آئی ہر اک کی دلی آرزو — تمامی سخندان ہوئے شاد و کام
سن طبع کیا سوچتے ہو رحیم — کہو خوب تر اب چھپا ہے کلام

ولہ

ویسے چھپتا تھا شائق کا کلام — جس کے تھے مشتاق سب اہل ہنر
للہ الحمد اس مبارک دور میں — ہوگئی اوس کی اشاعت سربسر
سال فصلی کہہ سنا دو اے رحیم — شاہد مخفی ہوا اب جلوہ گر
۱۳۱۹ ف

ولہ رباعی

چون شد سخن شاعر لائق مطبوع — گردید بدلہائے خلائق مطبوع
گفتم بصد اشتیاق سال روشن — زیبا شد و کلیات شائق مطبوع
۱۳۲۸ م

ایضاً

آن مفتی اعظم کہ بد اینجا لائق — شد چاپ از و نعت نبی فائق
بہر سن طبع آن بصد شوق رحیم — گفتا رچہ در فشاند کلک شائق

ایضاً

آن اعظم ما کہ رتبہ داشت عظیم — شد طبع از و کلام ز احسان کریم
آمد چو خیال سال طبعش در دل — نایاب ورسفتہ بشد گفت رحیم
۱۳۲۹ ھ

دیگر

مصنف اس کے ہیں مفتی لائق — یہ دیوان ہے ہر اک دیوان سے فائق
لکھو ہجری میں تاریخ اس کی قدرت — رموز و گلشن و گلزار شائق

اکمل سید قادر بادشاہ صاحب قادری خلف سید عبد الرحیم صاحب قادری دائی مرحوم و مغفور

شعر ہے ہر ایک اس میں لاجواب
یوں تو دیوانوں کو دیکھا سیکڑوں
اس میں ہے تعریف ختم پاک کی
فکر تھی تاریخ کی دل نے کہا

خوب لکھی نعت ختم المرسلین
ایسا دیوان ہم نے دیکھا ہی نہیں
کیوں نہ رکھیں سر پہ اس کو مومنین
رشک گلزار ارم حق الیقین
۱۳۲۹ھ

تاریخ فصلی

شائق شیدا کی ہے یہ یادگار
پا لیں شیدائے محمد شوق سے
کہدیا اکمل نے سال طبع یوں

کیوں نہ ہو لے رونق دنیا و دیں
ہے بھری اس میں شراب اصفیاں
گلشن بہجت فزائے عارفین
۱۳۱۹ ف

طبعزاد حاجی محمود خان محمود نابین امرتسر شاگرد راقم الدولہ مولانا سید ظہیر الدین حسن صاحب ظہیر دہلوی

دیکھیں گے اگر کلام شائق
محمود یہ کہدو سنہ فصلی

آنکھوں سے کریں گے صاد استاد
بستان سخن یگانہ دیکھا

تمت